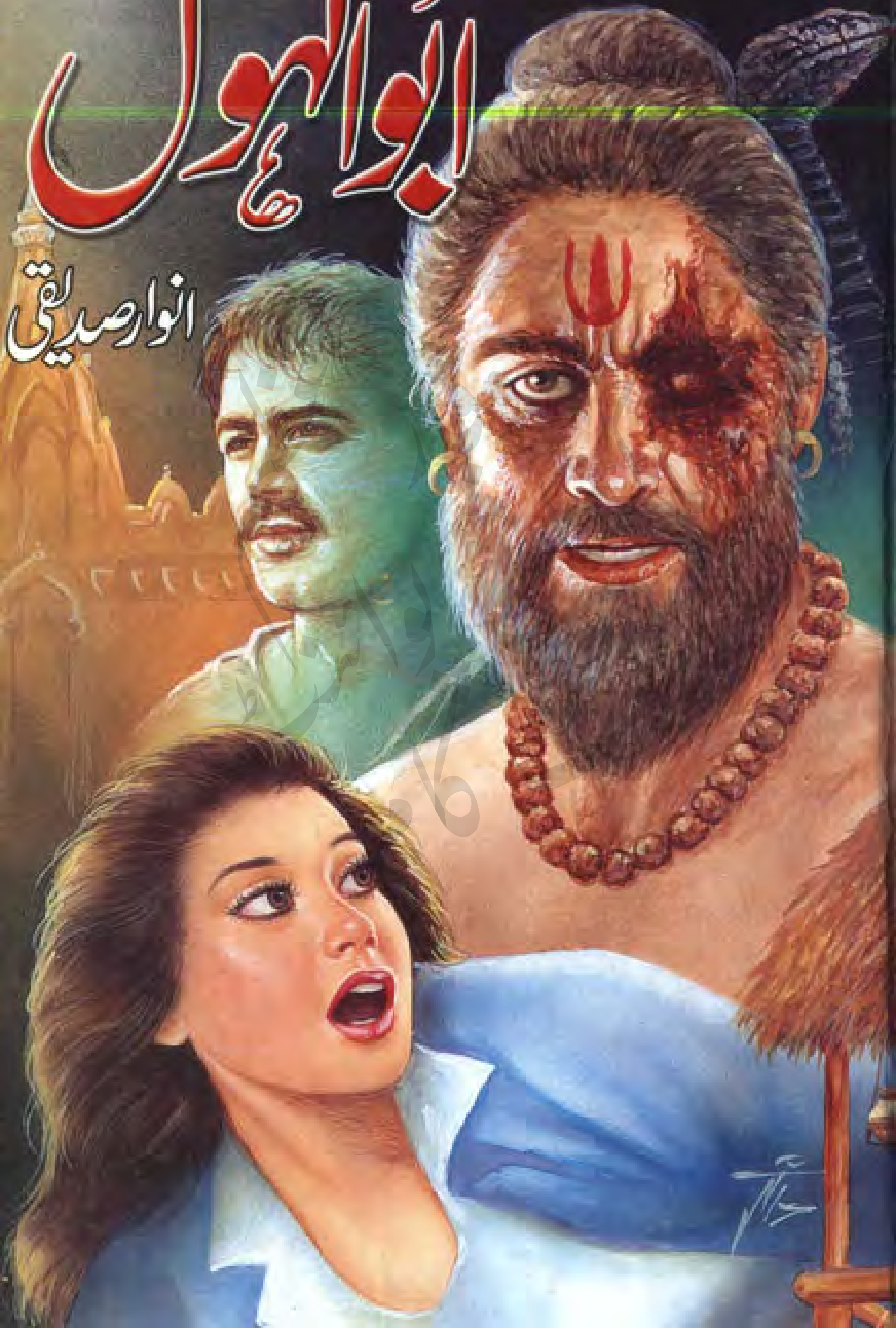


ابوالہول
انوار صدیقی

''نیا موڑ''

''وہ کون تھا؟'' کی اشاعت کے کم و بیش ڈھائی سال بعد زیرِ نظر ناول آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ...... عمر کا سورج جوں جوں غروب کی منزلیں طے کر رہا ہے، طبیعت میں ماحول سے اُکتاہٹ کی کیفیتیں بھی شدتیں اختیار کرتی جا رہی ہیں۔

میں نے طے کیا تھا کہ مجلد اور طویل ناولوں کی بجائے ڈائجسٹوں میں مختصر کہانیاں لکھ کر شوق کی تسکین کر لیا کروں گا لیکن برادرم محمد علی قریشی کے اصرار نے پھر ناول لکھنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں ایک بات یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہر نئے ناول کی اشاعت کے بعد موصوف بڑی سنجیدگی سے کہتے ہیں کہ ''آئندہ کچھ نیا ہونا چاہیئے ...... پراسرار، ہولناک اور فکشن (Fiction) پر بہت کچھ شائع کیا جا چکا'' ...... لیکن جب بھی نئے ناول کی فرمائش کرتے ہیں تو تجارتی نکتہ نگاہ سے وہی پرانی ڈگر اختیار کرنے کی تاکید سے بھی گریز نہیں کرتے! ...... شاید اس لئے کہ آج کل پوری دنیا میں پراسرار کہانیوں، ہولناک واقعات سے مزین داستانوں اور فکشن کو پڑھنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

میں محمد علی قریشی کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کی بنیاد پر ان کی فرمائش نہیں ٹالتا لیکن ہمیشہ ایک خطرہ ضرور لاحق رہا کہ کہیں میرے قلم پر یکسانیت کی چھاپ نہ لگ جائے۔ چنانچہ میں نے زیرِ نظر ناول شروع کرنے سے پیشتر ہی اس کا گراف کچھ اس طرح بنا لیا تھا کہ محمد علی قریشی کی پراسرار اور ہولناک کی شرط بھی برقرار رہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسے اہم اور حساس موضوع کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کروں جو آج بالعموم کرۂ ارض کی تمام چھوٹی بڑی ایٹمی قوتوں اور بالخصوص امریکہ بہادر کے لئے تشویش کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اس اہم مسئلے کے پس پردہ کتنے گھناؤنے چہرے چھپے ہوئے ہیں اور کتنے جانثار ...... وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر سر سے کفن باندھے ان خطرناک دشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں جو دولت کی ہوس کی خاطر ملک کی سالمیت کا سودا کرنے سے بھی باز نہیں آتے ...... مجھے یقین کامل ہے کہ میرے قلم کا یہ ''نیا موڑ'' بھی میرے پرستاروں کو ہر اعتبار سے دلچسپ لگے گا۔

بہرحال مجھے اپنے چاہنے والوں کے بے لاگ تبصروں کا انتظار رہے گا۔

انوار صدیقی

دبیز کہر میں ڈوبا ہوا سول لائنز کا وہ پوش علاقہ اس وقت بڑا پُراسرار لگ رہا تھا۔ دُھند میں لپٹی ہوئی عالیشان عمارتیں بھی بھوت پریت کی طرح سر اُٹھائے آپس میں سرگوشیاں کرتی نظر آ رہی تھیں۔ شام کو بارش ہونے کے سبب خنکی میں بھی خاصا اضافہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے سڑکیں ویران اور سنسان نظر آ رہی تھیں۔ الیکٹرک پول کے بلب بھی ماحول کی پراسراریت میں ٹمٹماتے دکھائی دے رہے تھے۔ کبھی کبھار تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اگر کوئی گاڑی نمودار ہو کر اپنی منزل کی طرف بھاگتی نظر آتی تو چند لمحوں کے لئے گھپ اندھیرے اور خموشی کا فسوں ٹوٹ جاتا۔

سڑکوں پر آوارہ گھومنے والے کتے بھی اس وقت سردی کی شدت اور کہر سے خوفزدہ ہو کر کسی کونے کھدرے میں چھپے بیٹھے تھے۔ ہر سمت گہرا سکوت طاری تھا۔ سول لائنز کا وہ پوش علاقہ جو اپنی خوبصورتی کے سبب ہر خاص و عام کے لئے ایک نمایاں حیثیت رکھتا تھا اس وقت خود اپنی حالت پر حیران نظر آ رہا تھا۔

اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ عام دنوں میں اس وقت بھی وہاں خاصی چہل پہل نظر آتی تھی۔ لیکن گزشتہ ایک ہفتے سے موسم نے اچانک انگڑائی لے کر جو کروٹ بدلی تھی اس نے علاقے کے دکانداروں کی روزانہ آمدنی کو بھی بے حد متاثر کیا تھا۔ علاقے کے شاپنگ سنٹر جو رات کو گیارہ بجے تک برقی قمقموں کی تیز روشنی سے جگمگاتے رہتے تھے اور خوش پوش گاہکوں کی آمد و رفت سے پُر رونق دکھائی دیتے تھے، موسم کی ایک پھریری لیتے ہی سرِ شام ہی سے بند ہونے لگے تھے۔ عالیشان کوٹھیوں اور محل نما عمارتوں میں رہنے والے بھی مغرب کے بعد گھروں کے دروازے بند کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ البتہ چوکیداروں کی سیٹیوں کی آوازیں وقفے وقفے سے سناٹے میں دُور تک گونجتی

سنائی دیتی تھیں۔

بارہویں شاہراہ پر پارک سے ملحقہ چوکی میں بیٹھے چار سپاہی گرما گرم چائے سے اپنے جسم کو حرارت بخشنے میں مصروف تھے۔ ان کے دو ساتھی بنچ پر آڑھے ترچھے لیٹے خواب خرگوش کا مزا لوٹ رہے تھے۔ ان دونوں نے اپنے چسٹر اپنے جسموں پر کمبل کی طرح اوڑھ رکھے تھے۔ سردی سے بچنے کا کوئی دوسرا مؤثر طریقہ وہاں موجود نہیں تھا۔

جاگنے والے سپاہیوں کی رائفلیں ان کے قریب ہی موجود تھیں۔ دس منٹ سے ان کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی لیکن اُن کی عقابی نظریں کسی راڈار ہی کی طرح اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ چہروں پر طاری تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

''میرا خیال ہے کہ جب عام افراد نے بھی اپنے اپنے روزمرہ کے معمول ترک کر رکھے ہیں تو جرائم پیشہ افراد اور چور اچکے بھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر لمبی تانے آرام کر رہے ہوں گے ــــــ'' ایک سپاہی نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

''تمہارا اندازہ غلط ہے ــــــ'' دوسرے نے چائے کا گھونٹ حلق کے نیچے اُتارتے ہوئے قدرے سنجیدگی سے کہا۔ ''کہر اور دُھند میں لپٹی ہوئی ایسی سنسان راتیں وارداتوں کے لئے زیادہ بہتر مواقع فراہم کرتی ہیں۔ ہمیں ایک پل کے لئے بھی اپنی ڈیوٹی سے غافل نہیں ہونا چاہئے ــــــ''

''اگر کہیں میجر لیاقت راؤنڈ پر آ گیا تو کیا ہوگا؟ ــــــ؟'' تیسرا سپاہی کسمسا کر بولا۔ ''اُس نے خاص طور سے تاکید کی تھی کہ تین روز تک ہمیں مستقل گشت لگاتے رہنا ہے۔ دو نفری کی آرام کرنے کی اجازت بھی بڑی مشکل سے ملی تھی۔''

''اول تو میجر بھی اس وقت کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں بیٹھا کافی کی چسکیاں لے رہا ہو گا۔'' چوتھے نے بیزاری کا مظاہرہ کیا۔ ''اور اگر وہ اتفاق سے آ بھی گیا تو ہم یہی کہیں گے کہ جس طرح گاڑی کو مسلسل بھاگتے رہنے کے لئے پٹرول کی ضرورت ہوتی ہے، بالکل اسی طرح سرد اور یخ بستہ راتوں میں خون کو شریانوں میں متحرک رکھنے کی خاطر گرما گرم چائے بھی نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے ــــــ''

''میرا خیال ہے کہ شاید تمہارا خان لیاقت سے کبھی پہلے واسطہ نہیں پڑا۔'' تیسرے

سپاہی نے جواب دیا۔ ''پہلے تو یہ سمجھ لو کہ وہ خالص پٹھان ہے۔ اس لئے تمہاری گاڑھی اُردو اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ دوسرے یہ کہ وہ انسان نہیں کسی مشین کی طرح بنا آرام کئے کام کرتے رہنے کا عادی ہے۔ اس لئے ہماری کوئی دلیل اس کے کام نہیں آئے گی ــــــ غفلت برتنے والے عملے سے وہ رعایت بھی نہیں کرتا ــــــ اسپیشل انویسٹی گیشن برانچ کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس کے اختیارات بھی بہت وسیع ہیں۔''

''ٹھیک ہے ــــــ'' چوتھے نے پھر لاپرواہی سے کہا۔ ''چائے ختم کرنے کے بعد ہم پھر لیفٹ رائٹ شروع کر دیں گے۔''

''مجھے یقین ہے کہ کوئی نہایت اہم کیس ہوگا جو میجر خان لیاقت کو سونپا گیا ہے۔'' پہلے سپاہی نے کہا۔ ''میں جانتا ہوں کہ وہ چھوٹے موٹے معاملوں میں دلچسپی نہیں لیتا۔''

''میرا شبہ ہے کہ کسی نہ کسی زاویئے سے پروفیسر درانی کی کوٹھی نمبر ایک سو اٹھائیس بھی ہمارے لئے اہم ثابت ہوسکتی ہے۔'' دوسرے سپاہی نے کچھ سوچ کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ''مرا ہوا ہاتھی بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے۔ پروفیسر درانی تو پھر بھی وزیر داخلہ رہ چکا ہے۔ موجودہ حکومت میں بھی اس کی جڑیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہیں۔''

''تم نے خاص طور پر پروفیسر درانی ہی کا نام کیوں لیا؟'' تیسرے نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ ''سول لائنز کے پوش علاقے میں تو سارے ہی پھنے خاں رہتے ہیں ــــــ تم جسونت رام موتی والے کو کیوں فراموش کر رہے ہو جو اس دور میں بھی اقلیتی پارٹی کا سب سے اہم کارندہ سمجھا جاتا ہے ــــــ اس کے علاوہ بھی بہت سارے اہم لوگ ہیں ــــــ تمہاری تان پروفیسر درانی پر ہی کیوں ٹوٹی ــــــ؟''

''ہمیں خاص طور سے جس علاقے کے مستقل گشت پر تعینات کیا گیا ہے اس میں پروفیسر درانی ہی سب سے اہم شخصیت کا مالک ہے۔'' دوسرے نے دلیل پیش کی۔ ''جسونت رام دوسرے بلاک میں رہتا ہے۔''

''کیس کی اصل نوعیت سوائے میجر لیاقت کے کسی کے علم میں نہیں ہوگی۔'' پہلے سپاہی نے چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بحث ختم کرنے کی خاطر کہا۔ ''معاملہ پروفیسر درانی کا ہو یا جسونت رام کا۔ ہمیں بہرحال اپنی ڈیوٹی کرنی ہے۔''

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو ـــــ" تیسرے نے مستعدی سے جواب دیا۔ "ہم ہر حال میں اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کے پابند ہیں۔"

"اندھیرے میں پشت سے چلائی جانے والی گولی ہمیشہ بڑی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔" پہلے نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں حالات کا علم نہیں ہوتا اس لئے ہم بروقت اپنی کھوپڑی بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ قربانی کے بکروں کی طرح شکار ہو جاتے ہیں۔ مجرم پکڑا جائے تو واہ واہ صرف ٹیم کے سربراہ یا اوپر والوں کی ہوتی ہے۔ ہمیں صرف تعریفی سند دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ یہ کوئی انصاف تو نہ ہوا ـــــ"

"بارہ بجنے میں اب صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں۔" تیسرے نے دبی زبان میں کہا۔ "ہم سونے والوں کو جگا کر اپنے ساتھ شامل کر لیں گے ـــــ تم دو گھنٹے آرام کر لینا ـــــ"

"کیا مطلب ہے تمہارا ـــــ؟" پہلے سپاہی کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے بڑے تلخ لہجے میں اُس نے تیسرے سپاہی کو تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو ـــــ؟"

"یہ میں نے کب کہا ـــــ؟" تیسرا سپاہی جھلا گیا۔

"کبھی کھل کر کہنا تو اس کا انجام بھی دیکھ لینا ـــــ" پہلے سپاہی نے جو تن و توش میں کم تر ہونے کے باوجود بے حد نڈر، پھرتیلا اور تیز طرار نظر آتا تھا، بڑے درشت لہجے میں اپنے ساتھی کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اینٹ کا جواب ہمیشہ پتھر سے دینے کا عادی ہوں ـــــ کیا سمجھے ـــــ؟"

تیسرے سپاہی کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے حالات کے پیش نظر ضبط کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں اُبھرنے والی سرخی اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ جو بات اس سے کہی گئی تھی وہ اُسے آسانی سے فراموش نہیں کرے گا۔

"غصہ تھوک دو میرے ساتھیو ـــــ!" پہلے سپاہی نے درمیان میں آتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں صرف اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے ـــــ چھوٹی موٹی باتوں کو فراموش کر دینے میں ہماری بہتری بھی ہے۔"

"یہ بات تم اپنے ساتھی کو سمجھانے کی کوشش کرو۔" پہلے نے سرسراتے انداز میں جواب دیا۔ "میں اُدھار رکھنے کا عادی نہیں ہوں ـــــ ہاتھ کے ہاتھ حساب چکتا کر دینے کا عادی ہوں۔"

تیسرا سپاہی پھر خون کے گھونٹ پی کر چپ ہی رہا۔ خاموشی سے اپنی رائفل اٹھا کر دروازے کی سمت قدم اٹھانے لگا۔

پارک میں لگے کلاک نے رات کے بارہ بجنے کا اعلان شروع کیا تو پہلے سپاہی نے اپنے سوئے ہوئے ساتھیوں کو بیدار کر دیا۔

پہلے سپاہی نے حقارت بھری نظروں سے تیسرے سپاہی کو دیکھا پھر ایک خالی ہونے والی بنچ پر پاؤں پسار کر لیٹ گیا۔ چوتھے سپاہی نے دوسری خالی بنچ پر قبضہ جما لیا ـــــ باقی چاروں سپاہی کیل کانٹے سے لیس ہو کر گشت کی ڈیوٹی انجام دینے کی خاطر پولیس چوکی سے جو صرف ایک کمرے پر مشتمل تھی، باہر نکل گئے تھے ـــــ!

......✲......

سول لائنز کے بلاک ٹو میں دوسری لائن میں واقع کوٹھی نمبر بائیس کے چاروں کونوں کی لائٹس حسب معمول اس وقت بھی جل رہی تھیں۔ بیرونی پھاٹک کے اندر بنے واچ روم میں جو ڈیوٹی گارڈ موجود تھا وہ بھی پوری طرح جاگ رہا تھا۔ کہر اور دُھند کی وجہ سے اُس نے واچ روم کا مختصر سا دروازہ اندر سے بند کر رکھا تھا۔ نصف رات گزر جانے کے باوجود وہ پوری طرح چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد باہر نکل کر محتاط انداز میں اطراف کا چکر لگاتا پھر دوبارہ واچ روم میں واپس آ جاتا تھا۔

گیٹ کے باہر داہنی جانب اسٹین لیس اسٹیل کی بنی نیم پلیٹ پر جلی حروف سے جسونت رام (موتی والا) کا نام اور کوٹھی نمبر درج تھا۔ اقلیتی پارٹی کا ایک اہم عہدیدار ہونے کی وجہ سے حکومتی حلقوں میں بھی اس کی جڑیں خاصی مضبوط تھیں۔ حکومت نے اس کے جان و مال کے لئے خصوصی گارڈز مقرر کرنے کی پیشکش متعدد بار کی تھی لیکن جسونت رام نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ ـــــ

"میں نے اسی دیس میں جنم لیا ہے۔ یہیں کھیل کود کر بڑا ہوا ہوں۔ ملک کے بٹوارے کے بعد بھی میں نے اپنی جنم بھومی کو نہیں چھوڑا۔ مجھے اپنے لوگوں سے پیار ہے،

میں ان پر پورا پورا وشواش کرتا ہوں۔ سب کی سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھتا ہوں پھر کھٹکا کس بات کا؟ اگر میرے بھاگ میں مرنا لکھ دیا گیا ہے تو پھر کوئی بھی شکتی اس سے کو ٹال نہیں سکتی۔ میں اپنے اور اپنے متروں (دوستوں) کے درمیان خصوصی گارڈ کھڑے کر کے دُوری نہیں پیدا کرنا چاہتا۔''

حکومتِ وقت کو اس بات کا احساس تھا کہ اگر کسی شر پسند یا مخالف گروپ کے کسی کارندے نے جسونت رام کو کوئی نقصان پہنچایا تو اقلیتی گروپ کے افراد سراپا احتجاج بھی بن سکتے ہیں۔ پڑوسی ملک کا پریس اسے سیاسی رنگ دے کر نفرتوں کی فضا بھی پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن جسونت رام نے ان تمام اہم نکتوں کو نظر انداز کر کے خصوصی گارڈ کی تعیناتی کی ہمیشہ مخالفت ہی کی تھی۔ کوٹھی کی حفاظت کے لئے اُس نے ایک ریٹائرڈ فوجی کی خدمات حاصل کی تھیں جو صرف رات کے وقت آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی انجام دیتا تھا۔ باقی سولہ گھنٹے کے لئے دو دوسرے گارڈ تھے۔

جسونت رام کی عمر اس وقت پچپن سال تھی لیکن اپنی کاٹھی اور رکھ رکھاؤ کے لحاظ سے وہ چالیس بیالیس سے اوپر کا نہیں نظر آتا تھا۔ درمیانہ قد اور ٹھوس ڈیل ڈول کا مالک ہونے کے علاوہ اس کی تراش خراش کا بھی خاص خیال رکھتا تھا۔ ڈنڈ بیٹھک لگانا اور مگدر چلانا اُس کے روزمرہ کے معمولات میں شامل تھا۔ خوش خوراک ہونے کے باوجود وہ اپنی خوراک کا خاص خیال رکھتا تھا۔ کسی ایسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا جو اس کی صحت کے لئے ضرر رساں ثابت ہو۔ ہر کام معمول کے مطابق انجام دیتا تھا۔

اپنی برادری کے علاوہ مقامی لوگوں میں بھی اس کی شہرت بری نہیں تھی۔ لیکن اپوزیشن گروپ کی طرف سے اکثر اس کے خلاف بھی انگلیاں اُٹھتی رہتی تھیں۔ جسونت رام نے ان باتوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ بظاہر اس میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک اچھے آدمی میں ہونی چاہئیں۔ لیکن اس کا ایک اصول ایسا بھی تھا جس کے بارے میں مختلف حلقوں میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی رہتی تھیں۔

جسونت رام رات نو بجے کے بعد کسی سے نہیں ملتا تھا۔ اس کی کوٹھی کے تمام دروازے ٹھیک نو بجے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کے ذاتی ملازم بھی نو بجے اپنی اپنی رہائش گاہوں کی طرف واپس چلے جاتے تھے۔ رات نو بجے سے صبح پانچ بجے تک نہ تو وہ

کسی اپنے آدمی سے ملنا پسند کرتا تھا نہ کسی دوسرے سے۔ ان اوقات میں گھر کے تمام فون بھی بند کر دیئے جاتے تھے۔

جسونت رام نے یہ پابندی اپنے اوپر بیوی کی موت کے بعد عائد کی تھی۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اس نے رات کو نو بجے کے بعد کا وقت صرف اپنی اکلوتی بیٹی لاجونتی کے لئے وقف کر رکھا ہے تاکہ اُسے ماں کی کمی کا احساس نہ ہو سکے۔ بعض افراد نے اپنی سوچ کے مطابق اس تبدیلی کو ایک اور رنگ دے دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ بیوی کی موت کے بعد جسونت رام نے کسی تخریبی کارروائی کے پیشِ نظر اچانک چولا بدل لیا ہے۔ ورنہ اُنیس سال کی لاجونتی جو اس وقت بی۔ اے فائنل ایئر کی طالبہ تھی اتنی معصوم بھی نہیں تھی کہ ماں کی جدائی کا روگ لگا بیٹھتی۔ وہ اپنے کالج کی حسین اور ذہین ترین طالبہ شمار کی جاتی تھی۔ فیشن کے معاملے میں بھی وہ بے حد آزاد خیال اور خود مختار تھی ـــــ اکلوتی لڑکی ہونے کی وجہ سے اُسے ہر قسم کی آزادی بھی حاصل تھی۔ ماں کی موت کے بعد اُس نے صرف ایک ہفتے کے لئے کالج جانا بند کر دیا تھا لیکن اس کے بعد دوبارہ اسی روش پر گامزن ہو گئی تھی جو اُس نے اپنا رکھی تھی۔

حقیقت کیا تھی۔ اس کا علم کوٹھی کے باہر والوں کو نہیں تھا ـــــ!!

حسبِ معمول جسونت رام نے اس یخ بستہ رات کو بھی ٹھیک نو بجے کوٹھی کے دروازوں کو اندر سے بند کیا پھر وہ سیدھا لاجونتی کی خواب گاہ میں گیا جو نائٹ گاؤن میں ملبوس اپنے نرم گرم بستر پر نیم دراز ایک انگریزی فیشن میگزین کے مطالعہ میں محو تھی۔ باپ کے قدموں کی آہٹ محسوس کر کے اُس نے میگزین کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا پھر سنبھل کر بیٹھ گئی۔

''تمہارے امتحان میں اب صرف دو مہینے باقی رہ گئے ہیں۔'' جسونت رام نے راکنگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''ڈونٹ وری ڈیڈ ـــــ'' وہ زیرِ لب مسکرا کر بولی۔ ''میں اس بار بھی فرسٹ پوزیشن لینے کی کوشش کروں گی۔''

''مجھے وشواس ہے کہ تم نراش نہیں ہو گی لیکن ـــــ'' جسونت رام کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"آپ خاموش کیوں ہو گئے ڈیڈ؟" لاجونتی نے تیزی سے پوچھا۔

"گریجویشن کرنے کے بعد تم نے کیا سوچا ہے ____؟" جسونت رام نے دبی زبان میں سوال کیا۔

"سوچنا کیا ہے ____؟" لاجونتی نے باپ کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ لاپرواہی سے بولی۔ "میں آپ کو پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میرا ارادہ انگلش میں ایم۔اے کرنے کا ہے۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم ایک بار جو بات من میں ٹھان لیتی ہو اسے ضرور پورا کرتی ہو ____" جسونت رام دوستانہ انداز میں بولا۔ "تم ایم۔اے کرو۔ اس کے بعد پی ایچ ڈی بھی کرو لیکن مجھے کیول (صرف) اتنا بتا دو کہ تم نے اپنا گھر بسانے کے بارے میں کیا سوچا ہے ____؟"

"اوہ نو ڈیڈ ____" لاجونتی نے مچل کر جواب دیا۔ "ابھی مجھے کسی بات کا پابند کرنے کی کوشش مت کریں۔ ایجوکیشن پورا کرلوں پھر دیکھا جائے گا۔"

"میں بھی وہی چاہوں گا جو میری سندر اور لاڈلی بیٹی چاہے گی لیکن ____"

"پھر وہی لیکن ____" لاجونتی نے برا سا منہ بنایا۔

"مجھے صرف شانتی کی آخری خواہش ویاکل کرتی رہتی ہے ____" جسونت رام نے خلاء میں گھورتے ہوئے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "مرنے والی کی اِچھا (خواہش) تھی کہ گریجویشن کرنے کے بعد تمہاری شادی کر دی جائے۔"

"لیکن ماں نے مجھ سے تو ایسی کوئی بات کبھی نہیں کی۔"

"کیا تمہیں میری بات کا وشواس نہیں ہے ____؟" اس بار جسونت رام نے قدرے اُلجھے ہوئے انداز میں سوال کیا۔

"ڈیڈ......." لاجونتی نے احتجاج کرنا چاہا۔

"میں نے آج تک تمہارے کسی معاملے میں دخل نہیں دیا۔" جسونت اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے کے تاثرات چغلی کھا رہے تھے کہ وہ اس وقت کسی ذہنی کرب سے دوچار ہے۔ تھوڑے توقف سے بولا۔ "اگر تم اپنی پسند کی شادی کرنا چاہو تو بھی مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن ایک بات طے ہے ____ گریجویشن کے بعد تمہیں اپنی سورگ باشی

ماتا کی خواہش اوش پوری کرنی ہوگی۔"

جسونت رام کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔ لاجونتی نے بہت غور سے باپ کے چہرے کے تاثرات کو دیکھا پھر دبی زبان میں بولی۔

"اگر ماں کی یہی اِچھا تھی تو اس کا کوئی کارن بھی ضرور ہوگا؟"

"ہاں ____" جسونت رام نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "ایک پنڈت مہاراج کے کہنے کے انوسار (مطابق) تمہاری شادی بیس سال کی عمر میں ہو جانی چاہئے۔"

"اور اگر کسی کارن ایسا نہ ہو سکا تو ____؟"

"یہی سوال میں نے تمہاری ماں سے بھی کیا تھا ____ جانتی ہو اس نے کیا جواب دیا تھا؟" جسونت رام نے ہاتھ ملتے ہوئے پریشان کن لہجے میں جواب دیا۔ "پنڈت مہاراج کے کہنے کے انوسار اگر شادی کی شبھ گھڑی بیت گئی تو پھر تم جیون میں کبھی سُکھی نہ رہ سکو گی۔ ہمارے سپنے بھی کانچ کی طرح ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔"

"قسمت میں جو لکھ دیا جائے اسے دھرتی کی کوئی شکتی نہیں ٹال سکتی ڈیڈ!" لاجونتی نے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "یہ پنڈت اور پجاری ہمارے آپ جیسے منش ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں ان سے زیادہ بھگوان پر وشواس کرنا چاہئے۔"

"تم ____ تم ان باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکو گی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ گیان دھیان منش کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔" جسونت رام نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔ "یہ پنڈت اور پجاری جو اپنا جیون تیاگ دیتے ہیں، برسوں دنیا کے ہنگاموں سے دُور کسی پہاڑی گپھا میں بیٹھے کٹھن جاپ کرتے ہیں، دانہ پانی اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں کیول بھگوان اور دیوی دیوتاؤں کو راضی کرنے کے کارن دن رات جنتر منتر پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر جب یہ سپھل (کامیاب) ہو جاتے ہیں تو ان کی آنکھوں کے سامنے سے گھپ اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ ان کے اندر وہ شکتی پیدا ہو جاتی ہے جو من میں چھپے کسی بھید کو بھی جان لیتی ہے ____ ان کا کہا کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اوش پورا ہوتا ہے۔" جسونت رام نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔ "یہی رشی، منی اور پنڈت دھرتی پر بھگوان کے اوتار ہوتے ہیں جن کی زبان سے نکلا ہوا شبد پتھر پر لکیر کے انوسار ہوتا ہے۔"

"زمانہ اب بہت ترقی کر چکا ہے ڈیڈ ـــــــ" لاجونتی نے سنبھل کر جواب دیا۔

"میں مانتی ہوں کہ دیوی دیوتاؤں کی شکتی اپرم پار ہوتی ہے ـــــــ ڈیو مالائی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے۔لیکن پنڈت اور پجاری......"

"نہیں لاجونتی نہیں ـــــــ" جسونت رام نے بیٹی کو ٹوکا۔"آگے ایک شبد بھی زبان سے نہ نکالنا ـــــــ میں نے اور شانتی نے تمہیں بڑے لاڈ پیار سے پالا پوسا ہے۔کبھی تمہاری کسی بات سے انکار نہیں کیا۔تم نے جو مانگا ہم نے دیا۔کبھی تمہارا راستہ کاٹنے کی کوشش نہیں کی۔لیکن ہمارا بھی تمہارے اوپر کچھ حق بنتا ہے۔"

"ڈیڈ ـــــــ میں نے آپ کا ادھیکار ماننے سے انکار کب کیا ہے لیکن ـــــــ"

"تمہارے امتحان میں ابھی دو مہینے باقی ہیں۔اس کے بعد نتیجہ آنے میں بھی کچھ سمے لگے گا۔" جسونت رام نے بیٹی کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔"ہم پھر کسی وقت اس ٹاپک پر بات کریں گے۔اس وقت تم آرام کرو ـــــــ اور ہاں ـــــــ کیا تم نے رات والا ٹانک پی لیا ہے؟"

"یہ ٹانک کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟" اس بار لاجونتی نے منہ بنا کر کہا۔"نہ جانے کیسا ٹانک ہے جسے پیتے ہی ذہن پر غنودگی طاری ہونے لگتی ہے۔پھر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بدن کا جوڑ جوڑ دکھ رہا ہو ـــــــ"

"یہ ٹانک بھی ایک دیوتا کی دین ہے ـــــــ" جسونت رام نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔"تمہاری شاندار کامیابیوں میں بھی اسی ٹانک کا کمال ہے۔کچھ دنوں اور پی لو پھر تمہیں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"کیا یہ بھی کسی پہنچے ہوئے پنڈت مہاراج کا دان کیا ہوا ہے ـــــــ؟" لاجونتی نے طنزیہ انداز میں کہا پھر سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک نیلے رنگ کی چھوٹی سی شیشی نکال کر اس میں موجود تمام محلول حلق سے نیچے اتار لیا۔دراز میں اسی رنگ کی دو تین شیشیاں اور بھی موجود تھیں۔

شیشی خالی کرنے کے بعد لاجونتی نے اُسے ڈسٹ بن میں ڈالا اور جماہی لیتی ہوئی مسہری پر لیٹ گئی۔وہ یقیناً کوئی ایسا ہی زود اثر محلول تھا جس نے حلق کے نیچے اترتے ہی لاجونتی کی آنکھوں میں غنودگی کی کیفیتیں بیدار کر دی تھیں۔

جسونت رام خاموش کھڑا بیٹی کی کیفیت کا اندازہ لگاتا رہا۔پھر اس وقت چونکا جب کسی شے کے سرسرانے کی مخصوص آواز اس کے کانوں میں گونجی۔اُس نے تیزی سے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا۔لاجونتی کے باتھ رُوم کے دروازے کے قریب ایک چھ فٹ لانبا کوڑیالا سانپ پھن کاڑھے فضا میں لہرا رہا تھا۔جسونت رام نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے لیکن اُس کی نظریں بدستور کوڑیالے سانپ پر جمی ہوئی تھیں۔

"تیری کامیابی کا سمے اب قریب آتا جا رہا ہے۔" جسونت کے کانوں میں ایک جھنجھناتی ہوئی مکروہ آواز گونجی۔"نیلی بوتلوں کا جاپ پورا ہونے کے بعد دیوتا تیری سندر پتری کو بھی اپنی شرن میں لے کر وہ شکتی دان کر دیں گے جو کیول بھاگ والوں (قسمت والوں) ہی کو نصیب ہوتی ہے۔اس کے بعد جو تُو چاہے گا وہی ہو گا۔"

"کیا لاجونتی کو شکتی پراپت ہونے کے بعد میری ذات پر شبہ تو نہیں ہو گا؟" جسونت نے دل ہی دل میں سوچا۔

"جب تک تُو گرو کی سیوا پورے تن، من، دھن سے کرتا رہے گا تیری ہر خواہش پوری ہوتی رہے گی۔پرنتو جس دن تیرے من میں کوئی کھوٹ جاگا اسی دن سے تیری جیت ہار میں بدلنی شروع ہو جائے گی۔تُو نے جو کچھ حاصل کیا سب کھو بیٹھے گا۔تیری پُتری بھی دیوتاؤں کا دیا ہوا کشٹ بھوگنے پر مجبور ہو جائے گی۔"

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا، پلٹ کر لاجونتی کو دیکھا جو نیند کی آغوش میں پہنچ چکی تھی۔

"اب تُو چلا جا یہاں سے ـــــــ" وہی پراسرار آواز پھر جسونت رام کے کانوں میں گونجی۔"شریر سے شریر کا ملاپ تیری موجودگی میں رنگ میں بھنگ ہی ثابت ہو گا۔تجھے بھی لاج آئے گی۔سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں ـــــــ؟"

جسونت رام نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے بھینچ لیا۔ایک نظر کوڑیالے سانپ پر ڈالی پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا خواب گاہ سے باہر نکل گیا۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ حیرت انگیز ہی تھا۔کوڑیالا سانپ کچھ دیر فضا میں مستی کے عالم میں جھومتا رہا اس کے بعد تیزی سے رینگتا ہوا لاجونتی کی مسہری تک پہنچ گیا۔پھر اچانک اُس نے ایک خوبصورت نوجوان کا رُوپ اختیار کیا اور بے اختیار ہو کر لاجونتی کے

پھول جیسے مہکتے اور کومل شریر کو اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔

''سندری ـــــــ مجھے وشواس ہے کہ تُو ناگ راج مہاراج کے کہے کے انوسار بہت جلد ناگ رانی کی شکتی پراپت کر لے گی۔ میں نے تیرے کارن ناگ مہاراج سے جو بنتی کی ہے وہ اوش پوری ہو گی۔ پھر تیرے کاٹے کا کوئی منتر نہیں ہو گا۔'' اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد وہ دیوانوں کی طرح غنودگی کی کیفیت سے دوچار لاجونتی کے جسم سے پوری طرح گتھم گتھا ہو گیا۔

دوسرے ملحقہ کمرے میں جسونت رام پورے ہوش و حواس میں دبیز قالین پر چہل قدمی کرنے میں مصروف تھا ـــــــ!!

......✿......

پروفیسر درانی کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی مسلط تھی۔

باسٹھ سال کی عمر میں بھی وہ خاصا تنومند اور پُرجوش نظر آ رہا تھا۔ حکومتی حلقوں میں اُسے آج بھی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اپنے دورِ اقتدار میں اُس نے ملک اور قوم کے لئے بیش بہا خدمات انجام دی تھیں۔ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد بھی حکومت نے اُسے مزید پانچ سال کے لئے خدمت کرنے کا موقع فراہم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پروفیسر درانی نے اس پیشکش کو کسی پس و پیش کے بغیر بڑی خندہ پیشانی سے رد کر دیا تھا۔

وہ نہ صرف نڈر اور دلیر تھا بلکہ اپنے فیصلوں کے معاملے میں بھی ٹھوس اصولوں کا مالک تھا۔ ایک بار جو فیصلہ کر لیتا تھا اس میں کسی لچک کی گنجائش چھوڑنا اُس کی فطرت کے خلاف تھا۔ اُس کی یہی اصول پسندی اکثر لوگوں کو گراں گزرتی تھی۔ چنانچہ جہاں اس کے سو دوست تھے وہاں دس دشمن بھی تھے جو اُس کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی خاطر موقع کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ ایک دو موقعوں پر پروفیسر کی اصول پسندی ملکی مفاد کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہوئی جسے اُس کے دشمنوں میں خاصا اچھالا گیا۔ اسمبلی کے اجلاس میں اُس کا قلمدان تبدیل کرنے کی تحریک بھی پیش کی گئی لیکن مخالفین کو منہ کی کھانا پڑی تھی۔

پروفیسر درانی سیاست میں آنے سے پیشتر ایک سائنس لیبارٹری کا سربراہ تھا۔ اس

ادارے میں بھی اُسے انفرادیت حاصل تھی۔ اُس نے ملازمت کے دوران کئی ایسے شاندار کارنامے انجام دیئے جس سے ملکی معیشت کو بھی فائدہ پہنچا تھا۔ وہ ایک ذہین اور دُور اندیش انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک سے بھی بے حد محبت کرتا تھا۔ حب الوطنی کا یہی جذبہ اُسے سیاست کے میدان تک لایا تھا۔ اُس نے حکومتی مشینری کا ایک حصہ بننے کی خواہش کبھی نہیں کی تھی۔ ایک اتفاقیہ حادثہ ایسا رونما ہوا جس نے اُسے ملکی سیاست کے دھارے میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات تھی جب ملک میں مہنگائی پورے عروج پر تھی اور عوام حکومت کے خلاف پُرجوش نعرے لگانے میں مصروف تھے۔ اس موقع پر پروفیسر نے اناج کی فصلوں میں انقلاب برپا کرنے کی خاطر ایک ذاتی منصوبہ بنایا اور اس پر خاموشی سے عمل شروع کر دیا۔

دفتری اوقات کے بعد بھی وہ رات رات بھر اسی منصوبے پر عمل کرنے کی خاطر اپنی گھریلو پرائیویٹ لیبارٹری میں جو اُس نے ایک وسیع و عریض ہال میں اپنے شوق کی تکمیل کی خاطر قائم کی تھی، مصروفِ کار رہتا۔ وہ ایک ایسی کھاد بنانے کے فارمولے پر عمل کر رہا تھا جو نہ صرف سستی ہو بلکہ ایک ہی وقت میں کئی اقسام کی فصلیں اُگانے کے لئے کارآمد بھی ہو۔ پرائیویٹ کمپنی کو اُس نے اپنی ذاتی مصروفیات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ آٹھ ماہ تک وہ انتھک کوششوں میں مصروف رہا پھر قدرت نے اُسے اُس کی لگن اور حب الوطنی کا صلہ دینے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔

پروفیسر کو اپنی محنت میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اُس نے ایک نجی ادارے کو اپنا فارمولا فروخت کیا تو نہ صرف فصلوں کی پیداوار بڑھ گئی بلکہ اناج کے سلسلے میں مہنگائی کا کمرتوڑ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ حکومت نے سُکھ کا سانس لیا اور اس نجی ادارے کو بھی جو فائدہ حاصل ہوا اس نے منافع کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔

مقامی اخبارات نے پروفیسر درانی کی خدمات کو بڑھ چڑھ کر سراہا جس نے اُس کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ لیکن پروفیسر جس سائنس لیبارٹری کا سربراہ تھا اُس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو یہ بات سخت گراں گزری چنانچہ پروفیسر کو جواب دہی کے لئے طلب کیا گیا۔

''پروفیسر درانی ـــــــ'' ایک ڈائریکٹر نے گفتگو کی ابتداء کی۔ ''آپ نے اناج

کی پیداوار کے سلسلے میں جو فرٹیلائزر (FERTILIZER) ایجاد کیا وہ یقیناً ایک شاندار کارنامہ ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔''

''آپ کی اس ہمت اور حوصلہ افزائی کا شکر گزار ہوں۔'' پروفیسر نے زیر لب مسکرا کر جواب دیا۔

''لیکن ـــــ'' دوسرے ڈائریکٹر نے پہلو بدل کر قدرے سنجیدگی سے کہا۔ ''آپ کو اپنی اس ایجاد کو کسی نجی ادارے کو فروخت کرنے سے پیشتر ہمیں اس کی بابت آگاہ کرنا ضروری تھا۔''

''میں سمجھا نہیں ـــــ؟'' پروفیسر نے سنبھل کر دریافت کیا۔

''ہمارے ادارے نے آپ کو سربراہ مقرر کیا تھا اس لئے اخلاقی طور پر بھی ضروری تھا کہ آپ سب سے پہلے ہمیں آگاہ کرتے۔'' تیسرے ڈائریکٹر نے جو ایک غیر ملکی باشندہ تھا، قدرے درشت انداز میں کہا۔ ''ممکن ہے ہم آپ کو اس رقم سے زیادہ آفر کرتے جو کسی دوسرے ادارے نے آپ کو دی ہے۔ اس طرح آپ کا کام اور ہمارا نام دونوں چمک سکتا تھا۔''

''میں آپ کی اس بات سے کسی حد تک متفق ہوں۔'' پروفیسر نے پینترا بدل کر ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔ ''لیکن میں اپنی ذاتی حیثیت میں اس بات کے لئے پابند نہیں تھا۔ نہ ہی ہمارے درمیان اس قسم کا کوئی معاہدہ ہوا تھا۔''

''مسٹر درانی ـــــ'' غیر ملکی نے کسمسا کر کہا۔ ''آپ نے ہمیں کبھی اس بات کی اطلاع بھی نہیں دی کہ آپ نے اپنے گھر پر کوئی ذاتی لیبارٹری بھی کھول رکھی ہے ـــــ کیا اس امر کو آپ ایک اخلاقی فرض نہیں سمجھتے تھے ـــــ؟''

غیر ملکی کا لہجہ تضحیک آمیز تھا۔ پروفیسر نے جواب میں اُسے تیز نظروں سے دیکھا پھر زہر خند سے بولا۔ ''مسٹر نارض ـــــ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اس وقت مجھے ایک ایسا اخلاقی فرض سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جس پر ابھی تک میں نے غور نہیں کیا تھا۔ میں جواب میں یہی کہوں گا کہ نہ میں نے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت محسوس کی تھی نہ ہی میرے اوپر ایسی کوئی بندش عائد کی گئی تھی ـــــ''

''گویا آپ ہماری باتوں کو تسلیم کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں ـــــ'' ایک اور

ڈائریکٹر نے تلخ انداز میں سوال کیا۔

''آپ کا خیال درست ہے ـــــ'' پروفیسر نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر زیادہ ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ ''میں ہر کام اپنے موڈ کو دیکھ کر ہی کرتا ہوں اور اپنے موڈ پر کسی دوسرے کی اجارہ داری بھی پسند نہیں کرتا۔''

''پروفیسر ـــــ'' پہلے ڈائریکٹر نے مفاہمت کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ''ہم یہاں لڑنے کی خاطر نہیں، آئندہ کے لئے کوئی ایسی صورت طے کرنے کی خاطر اکٹھا ہوئے ہیں جس میں نہ ہماری ساکھ کو کوئی نقصان پہنچے نہ آپ کی دل آزاری ہو۔''

''میں آپ کے خیال کی قدر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ آج کے بعد کوئی پیچیدہ صورت ہمارے درمیان اختلافات کی فضا کبھی پیدا نہیں ہونے دے گی۔''

''آئی۔ سی ـــــ'' نارض فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔ ''گویا آپ اپنی غلطی تسلیم کرنے پر بالآخر آمادہ ہو گئے ہیں۔''

''لیس سر ـــــ'' پروفیسر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، دبنگ آواز میں بولا۔ ''میں اپنی یہ غلطی تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اپنی خدمات کے لئے غلط ادارے کا انتخاب کیا تھا اور ـــــ'' پروفیسر یکلخت اُٹھ کھڑا ہوا۔ ''میں ابھی اور اسی وقت اپنی ملازمت سے سبکدوشی کا اعلان کرتا ہوں ـــــ یہ میرا آخری فیصلہ ہے جس میں لچک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک ماہ کے نوٹس کی بجائے میں ایک ماہ کی تنخواہ کی رقم دینے کو زیادہ بہتر سمجھوں گا جو کل تک آپ کے ادارے کو کراس چیک کی صورت میں موصول ہو جائے گی ـــــ سو گڈ بائی ٹو آل آف یُو۔''

آخری جملہ ادا کرنے کے بعد پروفیسر نے نارض کو حقارت بھری نظروں سے دیکھا۔

''مسٹر نارض ـــــ جانے سے پہلے میں تمہیں ایک نصیحت کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ دوبارہ تم کسی مشرقی باشندے کو اپنے اخلاق کا درس دینے کی غلطی کبھی بھول کر بھی نہ کرنا۔ اس لئے کہ ہم تمہارے مقابلے میں کہیں زیادہ با اخلاق اور با کردار لوگ ہیں۔''

نارض کسی آدم خور درندے ہی کی طرح بل کھا کر رہ گیا۔ اس کے جواب دینے کی حسرت دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ پروفیسر درانی سینہ اکڑائے تیز تیز قدم اٹھاتا کانفرنس رُوم سے باہر جا چکا تھا ـــــ باقی ڈائریکٹرز بھی بغلیں جھانکتے رہ گئے ـــــ!!

مقامی پریس نے پروفیسر کے استعفیٰ کو بڑھا چڑھا کر نمایاں طور پر شائع کیا جس کی وجہ سے ایک عام آدمی بھی پروفیسر درانی کے نام سے واقف ہو گیا۔ اس کی یہی شہرت اُسے حکومتی مشینری کا ایک اہم پُرزہ بنانے کا سبب بنی تھی لیکن پروفیسر نے بہت کم وقت میں اس بات کا اندازہ لگا لیا کہ اس نے حکومت کے ساتھ شامل ہو کر بہت اچھا فیصلہ نہیں کیا تھا۔

جہاں ایک انار اور سو بیمار کا مسئلہ درپیش ہو وہاں پروفیسر درانی جیسے با اصول آدمیوں کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس اہم نکتے کو محسوس کرنے کے بعد ہی پروفیسر نے بروقت خود کو حکومت سے الگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ بھی اس کی زندگی کا ایک اہم مشن بن گیا کہ وہ حکومت سے علیحدہ رہ کر بھی ملک دشمن عناصر کے لئے کام کرتا رہے گا لیکن اس انداز میں کہ سانپ کا سر بھی کچل جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹنے پائے۔

حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد پروفیسر نے ازسرنو اپنی ذاتی لیبارٹری کو جدید آلات اور نئی ٹیکنالوجی کے تقاضوں سے آراستہ کیا اور ان عناصر کے خلاف کام کرنے میں مصروف ہو گیا جو اس کے نزدیک نہ صرف ملک دشمن تھے بلکہ تخریبی کارروائیوں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن پروفیسر نے صرف ان خاص لوگوں کا انتخاب کیا تھا جو اس کی نظروں میں زیادہ خطرناک تھے۔ اس لسٹ میں جسونت رام کا نام پہلے دس نمبر کے افراد کی فہرست میں شامل تھا۔

پروفیسر باسٹھ سال کی عمر میں بھی خوش گوار زندگی گزار رہا تھا۔ اس کی بیوی عاصمہ نہ صرف اس کی ہم خیال تھی بلکہ شوہر کی تمام ضرورتوں کا پوری طرح خیال رکھتی تھی ——— بائیس سال کا ایک جوان بیٹا زبیر بھی تھا جو گریجویشن کرنے کے بعد یونیورسٹی میں ایم۔ ایس کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔

پروفیسر اپنی نجی مصروفیات کے باوجود اپنی بیوی اور جوان بیٹے کو پورا وقت دیتا تھا۔ دس بجے رات تک وہ گھریلو مصروفیات میں مگن رہتا اس کے بعد کبھی آرام کرتا اور کبھی ساری ساری رات اپنی اس لیبارٹری میں گزار دیتا جہاں اس کی اجازت کے بغیر کسی پرندے کو بھی پَر مارنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ اپنے ذاتی مشن کو سب سے خفیہ رکھنا چاہتا تھا۔ البتہ اس نے ایک ایسے شخص کو ملک دشمن افراد کی سرکوبی کے لئے منتخب کر رکھا تھا جو

ہر اعتبار سے قابلِ اعتماد تھا۔

میجر خان لیاقت سے پروفیسر درانی کی تفصیلی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب وہ وزیرِ داخلہ تھا۔ پروفیسر کو پہلی ہی نظر میں میجر لیاقت اپنے مطلب کا آدمی نظر آیا تھا۔ اس کے بعد متعدد موقعوں پر اُس نے اس بات کو پرکھ لیا تھا کہ میجر لیاقت کو کسی قیمت پر بھی خریدا نہیں جا سکتا۔ ایک پٹھان ہونے کی حیثیت سے بھی وہ نہ صرف وطن پرست تھا بلکہ اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے کا عادی تھا۔ کسی کی سفارش اور اثر و رسوخ کے دباؤ میں آنا اس کی سرشت کے خلاف تھا۔ اُسے صدرِ مملکت کی پسندیدگی کی سند حاصل تھی اس لئے حکومتی عہدیدار بھی اس پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنے سے گریز ہی کرتے تھے۔

پروفیسر درانی کے ایما پر ہی اسپیشل انویسٹی گیشن برانچ کا قیام عمل میں آیا تھا جس میں میجر لیاقت کی حیثیت سربراہ کی سی تھی۔ خاص خاص معاملوں میں وہ صرف صدرِ مملکت ہی کو جواب دہ تھا۔ پولیس کے اعلیٰ افسران بھی اس کے کاموں میں مداخلت کرنے سے کتراتے تھے۔ غرضیکہ میجر لیاقت اور پروفیسر درانی ایک دوسرے پر اندھا اعتماد کرتے تھے ———!

پروفیسر درانی گزشتہ کئی راتوں سے اپنا بیشتر وقت لیبارٹری ہی میں گزار رہا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھا پوری توجہ سے دیوار پر روشن اس اسکرین کو دیکھ رہا تھا جس پر جسونت رام کا مکان کسی بھوت کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ گھپ اندھیرے میں ہر چیز دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی۔ لیکن پروفیسر کا انہماک برقرار تھا۔ دو ہفتے سے وہ بدھ کے روز جو پراسرار تماشا دیکھ رہا تھا آج پھر اسی کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اُس کی نظریں کبھی کبھی محض ایک پل کے لئے دستی گھڑی کی سمت اُٹھتیں پھر وہ دوبارہ روشن اسکرین پر نظریں جما دیتا تھا۔

دوبارہ وہ جس پراسرار منظر کو ریکارڈ کر چکا تھا وہ ابھی تک اس کی سمجھ میں پوری طرح نہیں آ سکا تھا لیکن اُسے اس بات کا یقین تھا کہ جسونت رام جو پہلے ہی سے اس کی نظروں میں مشکوک تھا ضرور کسی نہ کسی خطرناک منصوبہ بندی میں مصروف ہے جس کی تہہ تک پہنچنے کی خاطر ٹھوس ثبوت کی ضرورت بڑی اہمیت کی حامل تھی۔

وقت جوں جوں گزرتا جا رہا تھا، پروفیسر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ گزشتہ دو

موقعوں پر ریکارڈ کی ہوئی ٹیپ کو وہ متعدد بار دیکھ چکا تھا لیکن ابھی تک کوئی آخری نتیجہ اخذ نہیں کر سکا تھا۔ وہ مضبوط اعصاب اور ٹھوس ارادوں کا مالک تھا۔ اس لئے اتنی جلدی اپنی شکست بھی اُسے منظور نہیں تھی۔

روشن سکرین پر تیز ہواؤں کے ساتھ ساتھ کہر اور دُھند کی دبیز چادر بھی فضا میں اِدھر سے اُدھر لہراتی صاف نظر آ رہی تھی۔ پھر اچانک پروفیسر کی نظروں میں چکا چوند کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اُس نے اس مدھم سیاہ لکیر کو دیکھ لیا جو جسونت رام کے پھاٹک سے متصل لان پر نمودار ہو کر تیزی سے لہراتی ہوئی کوٹھی کی سمت رواں دواں تھی۔ پروفیسر نے اس لکیر کو دیکھتے ہی ریکارڈنگ کا بٹن دبا دیا______ سیاہ بل کھاتی ہوئی لکیر تیزی سے لان عبور کر کے عمارت کے قریب پہنچی پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ پہلے دو بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

پروفیسر نے ٹیپ کا سوئچ بند نہیں کیا البتہ اس کی نظریں اب اس اسٹاپ واچ پر مرکوز تھیں جو روشن اسکرین کے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی۔ سیاہ ہندسے آگے پیچھے دوڑتے رہے۔ پروفیسر پوری توجہ سے ایک ایک حرکت کو ذہن نشین کرتا رہا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ پروفیسر کے قیاس کے عین مطابق تھا۔

سیاہ لکیر کے عمارت تک پہنچ کر غائب ہونے کے ٹھیک بیس منٹ بعد اُس نے سبزے پر ایک بار پھر قدموں کے نشانات آگے پیچھے اُبھرتے دیکھے جو کسی وزن کے دباؤ سے لان پر نمودار ہو رہے تھے۔ مگر ان نشانات کے علاوہ کوئی مادی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔ لان پر ابھرنے والے انسانی قدموں جیسے نشانات کبھی ایک فٹ اور کبھی ڈیڑھ فٹ کے فاصلے سے نمودار ہو رہے تھے لیکن وہ ایک سیدھ میں اُٹھنے کی بجائے کبھی داہنی اور کبھی بائیں جانب پڑ رہے تھے۔ پروفیسر درانی پلکیں جھپکائے بغیر ان نشانات کو دیکھتا رہا جو چہار دیواری کے قریب جا کر ختم ہو گئے تھے۔

پہلے بھی دو بار یہی کچھ نظر آیا تھا۔ پروفیسر نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔ وہ سیاہ لکیر اور قدموں کے اُبھرنے والے نشانات کے معمے کو حل کرنے میں اس قدر مصروف تھا کہ ریکارڈنگ کا بٹن بند کرنا بھول گیا اور اسی غلطی نے پروفیسر کے تجسس کو اور بھڑکا دیا۔ قدموں کے نشانات غائب ہونے کے دو تین منٹ بعد اُس نے جسونت رام کو کوٹھی کے صدر دروازے سے نمودار ہوتے دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات اس بات کے گواہ

تھے کہ وہ کسی خاص الجھن میں مبتلا ہے۔

دروازے پر رک کر جسونت رام ایک لمحے تک دائیں بائیں دیکھتا رہا پھر اُس نے بلند آواز میں پھاٹک پر مامور نائٹ گارڈ کو پکارنا شروع کیا۔

"اکرم خان______ اکرم خان______ اکرم خان______"

جسونت رام دروازے پر کھڑا اکرم خان کو آوازیں دیتا رہا۔ پھر پروفیسر نے کوٹھی کے پھاٹک سے ملحق واچ روم سے ایک باوردی گارڈ کو رائفل سمیت نمودار ہوتے دیکھا جو تیزی سے جسونت رام کی طرف جا رہا تھا۔

"یس سر______" قریب پہنچ کر اکرم خان نے جسونت رام کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیا تم نے ابھی کسی قسم کی آہٹ محسوس کی تھی______؟" جسونت رام نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نو سر______" اکرم خان نے پوری مستعدی سے جواب دیا۔ "میں ڈیوٹی کے معاملے میں حرام خوری کا عادی نہیں ہوں باس! ملٹری میں بھی ہمیشہ اگلے مورچوں پر تعینات رہ چکا ہوں اس لئے کسی خطرے کی بُو سونگھ لینا میرے لئے زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ ویسے بھی میں نے کچھ دیر پہلے ہی کوٹھی کا پورا راؤنڈ لیا تھا لیکن کوئی خطرے والی بات محسوس نہیں کی۔" ڈیوٹی گارڈ نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "آپ نے کس قسم کی آہٹ محسوس کی تھی______؟"

"وہ______ وہ______ ہو سکتا ہے میرا وہم ہو______" جسونت رام نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "ہو سکتا ہے میں نے کوئی خواب دیکھا ہو______ میری آنکھ بھی دیر سے لگی تھی۔"

"باس______" ڈیوٹی گارڈ نے دبنگ آواز میں کہا۔ "جہاں اکرم خان ہوتا ہے وہاں خطرے بھی قریب آنے سے کتراتے ہیں۔ آپ آرام سے جا کر سو جاؤ۔ میں ایک بار پھر باہر کا کونا کونا چھان کر اپنا اطمینان کر لیتا ہوں۔ اگر کوئی چوہے کا بچہ بھی نظر آیا تو اسے دُم سے پکڑ کر آپ کے سامنے حاضر کر دوں گا۔"

"او کے______" جسونت رام جانے کے ارادے سے پلٹا تو اکرم خان نے ایک

امکانی بات دریافت کیا۔

"باس ـــــ کیا آپ نے اندر سے اپنا اطمینان کرلیا ہے یا میں چل کر ـــــ"

"نہیں ـــــ" جسونت رام نے ڈیوٹی گارڈ کو تیز نظروں سے گھور کر درشت لہجے میں جواب دیا۔ "تم جانتے ہو کہ میں نو بجے کے بعد کسی کو بھی اپنی رہائش گاہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔"

"یس سر! ـــــ" اکرم خان اٹین شن پوزیشن میں آگیا۔

"تم جا کر باہر کی دیکھ بھال کرو ـــــ" جسونت رام کا لہجہ تحکمانہ ہوگیا۔

"رائٹ سر! ـــــ" اکرم خان مشینی انداز میں اباؤٹ ٹرن ہو کر کوٹھی کی پشت کی جانب راؤنڈ کرنے کے ارادے سے چلا گیا۔ جسونت رام نے کوٹھی کے اندر جا کر دوبارہ صدر دروازہ بند کرلیا ـــــ!!

پروفیسر درانی کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ جسونت رام کے سامنے آجانے کے بعد اُسے اس بات کا یقین آگیا کہ سیاہ لکیر کا رینگنا اور قدموں کے نشانات کا اُبھر کر غائب ہوجانا یقیناً کسی اہم بات کی سمت اشارہ کرتے ہیں جس کا کوئی نہ کوئی تعلق جسونت رام سے بھی ضرور تھا ـــــ نہ ہوتا تو قدموں کے نشانات غائب ہونے کے بعد جسونت رام کا کوٹھی سے باہر نکلنا اور نائٹ گارڈ سے کسی آہٹ کے سلسلے میں استفسار کرنا بھلا کیا معنی رکھتا تھا لیکن ـــــ

لہراتی ہوئی سیاہ لکیر اور قدموں کے نشانات کا آپس میں ایک دوسرے سے کیا تعلق تھا؟ یہ بات پروفیسر کے ذہن میں بدستور سوالیہ نشان بنی ہوئی تھی۔ وہ ریکارڈنگ کا سوئچ آف کرنے کے بعد اٹھا اور لیبارٹری کے دبیز قالین پر ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر کے گہرے تاثرات پوری طرح مسلط تھے۔

خاصی دیر پروفیسر چہل قدمی میں مصروف رہا۔ اس کا ذہن بدستور سکرین پر نظر آنے والے مناظر کے بارے میں غور و فکر میں ڈوبا رہا۔ پھر ٹہلتے ٹہلتے وہ ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اُس کی نگاہوں میں اُبھرنے والی چمک اس بات کی چغلی کھا رہی تھی کہ وہ کسی نہ کسی نتیجے کو اخذ کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اُس کی پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں نمودار ہونا شروع ہوگئیں۔ دو چار منٹ تک وہ اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا کسی اہم نکتے پر غور کرتا رہا

پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس فون سیٹ کی طرف آگیا جس کا نمبر ڈائریکٹری میں موجود نہیں تھا۔ ریسیور اٹھا کر اس نے کسی کے نمبر ڈائل کئے پھر پُرجوش انداز میں نچلا ہونٹ چبانے کے اضطراری عمل میں مصروف ہوگیا۔

"ہیلو ـــــ" چار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری جانب سے ایک مانوس نسوانی آواز اُبھری۔ "کون ہے ـــــ؟"

"مسز خان ـــــ میں درانی بول رہا ہوں۔" پروفیسر نے سنجیدگی سے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کیا خان لیاقت گھر پر موجود ہے؟"

"جی نہیں ـــــ" دوسری جانب سے بڑی اپنائیت سے جواب ملا۔ "وہ کچھ دنوں سے کسی اہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ اکثر دن چڑھے واپسی ہوتی ہے ـــــ میرے لئے کوئی حکم ہے؟"

"خان لیاقت سے ایک ذاتی نوعیت کا کام پیش آگیا ہے۔" پروفیسر نے بدستور ٹھوس آواز میں کہا۔ "اگر اس کا فون آجائے تو کہیں کہ میری لیب کے نمبر پر ڈائل کر لے۔ ابھی ایک گھنٹے تک میں اسی نمبر پر ملوں گا۔"

"او۔کے ـــــ" مسز خان نے جواب میں پوچھا۔ "عاصمہ بھابی کی طبیعت اب کیسی ہے؟ سنا تھا پچھلے دنوں طبیعت کچھ ناساز تھی۔"

"موسم کی تبدیلی کا اثر تھا ـــــ اب خدا کے فضل سے ٹھیک ہیں۔" پروفیسر نے جواب دینے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اُس کے ذہن میں پھر لہراتی ہوئی سیاہ لکیر، کسی نادیدہ شخص کے قدموں کے اُبھرنے والے پراسرار نشانات اور جسونت رام کا ان دونوں سے تعلق کا تکون چکرانے لگا۔

اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر پروفیسر نے ایک بار پھر تینوں بار ریکارڈ کی ہوئی ٹیپ کو غور سے دیکھا جن میں حیرت انگیز مماثلت تھی۔ تینوں بار بدھ کے روز ہی وہ پراسرار مناظر نظر آئے تھے، باقی دنوں میں کوئی قابلِ ذکر بات نظر نہیں آئی تھی ـــــ

"کیوں؟"

صرف بدھ کے دن میں کیا خاص بات تھی ـــــ؟

سیاہ لکیروں کا لہرانا کس بات کی نمائندگی کرتا تھا ـــــ؟

قدموں کے نشانات کس مخلوق کے تھے ــــــــ؟

اور جسونت رام کا ان تمام پراسرار باتوں سے کیا تعلق تھا ــــــــ

پروفیسر پوری طرح اپنی ذہنی ورزش میں مصروف تھا جب بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔

''ہیلو ــــــــ پروفیسر درانی اسپیکنگ۔'' پروفیسر نے رِیسیور اُٹھا کر پُرسکون آواز میں کہا۔

''سر ــــــــ آپ کا پرانا خادم، خان لیاقت بول رہا ہوں۔'' ریسیور پر میجر لیاقت کی آواز اُبھری۔

''میں تم سے فوری طور پر ایک اہم مسئلے پر تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں۔''

''کیا ابھی حاضر ہو جاؤں ــــــــ؟''

''اس وقت کیا کر رہے ہو ــــــــ؟''

''ایک خاص مشن پر راتیں سیاہ کر رہا ہوں۔'' میجر لیاقت نے بڑی انکساری سے کہا۔ ''لیکن میری مصروفیات آپ کے کسی حکم سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں ــــــــ میں آج جو کچھ بھی ہوں آپ ہی کی بدولت ہوں سر!''

''نہیں ــــــــ'' پروفیسر نے جواب دیا۔ ''تم اگر ذہین، محب وطن اور با وقار اصولوں کے مالک نہ ہوتے تو آج تمہاری جگہ کوئی دوسرا ملک اور قوم کی خدمت کر رہا ہوتا ــــــــ میں نے جو کچھ بھی کیا وہ میرٹ (MERRIT) کی بنیادوں پر کیا تھا۔''

''میرے لئے کیا حکم ہے سر؟'' میجر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

''کیا تم کل کسی وقت آ سکتے ہو ــــــــ؟''

''آپ جس وقت کہیں حاضر ہو جاؤں گا۔''

''میجر لیاقت ــــــــ'' پروفیسر نے پاٹ دار لہجے میں کہا۔ ''کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ اب ہم ایک دوسرے سے بے تکلف دوستوں کی طرح پیش آئیں؟''

''سر ــــــــ''

''میں تمہاری مصروفیات میں مداخلت پسند نہیں کروں گا۔'' پروفیسر نے خان لیاقت کی بات کاٹ کر گہری سنجیدگی سے کہا۔ ''مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم میرے لئے آسانی سے

کون سا وقت ایسا نکال سکتے ہو جو تمہاری سرکاری مصروفیات پر اثر انداز نہ ہو۔''

''میں کل تین اور چار بجے کے درمیان حاضر ہو جاؤں گا ــــــــ''

''رائٹ ــــــــ'' پروفیسر نے پیار سے حکم دیا۔ ''کل شام کی چائے تم میرے ساتھ ہی پیو گے۔'' اس کے بعد پروفیسر نے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی ریسیور کریڈل پر واپس رکھ دیا تھا ــــــــ!!



حکومت کی نظروں میں پنڈت جمنا داس ایک نیک اور شریف شہری تھا جو صرف اپنے کام سے کام رکھنے کا عادی تھا۔ تیس سال تک کالی کے سب سے بڑے مندر کا مہان پجاری رہنے کے بعد اُس نے ناسازئ طبیعت کی وجہ سے اپنی گدی چرن کمار کے حوالے کر کے خود کو گھر تک محدود کر لیا تھا۔ کچھ دنوں تک سرکاری ڈاکٹر گھر پر اس کا علاج کرنے کی غرض سے آتا رہا پھر بیماری نے خطرناک صورت اختیار کی تو اُسے ملٹری ہسپتال کے وی آئی پی روم میں داخل کر لیا گیا۔ یہ مراعات اُسے خیر سگالی کی بنیادوں پر دی گئی تھی۔

جمنا داس کی عمر اس وقت ایک سو سال اور نو ماہ تھی۔ وہ ہڈیوں کا پنجر نظر آتا تھا۔ بٹوارے کے بعد اُس کے خاندان کے بیشتر لوگوں نے ہندوستان جانا پسند کیا تھا لیکن جمنا داس اُن کے ساتھ نہیں گیا۔ اس کی بیوی کا انتقال اسی سال کی عمر میں ہو چکا تھا ـــــ اس کے بعد جمنا داس کی کل کائنات اُس کا جوان بیٹا نرمل داس تھا جس کی عمر تیس اور پینتیس سال کے درمیان تھی۔ وہ ایک مقامی پرائیویٹ فرم میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر مامور تھا۔ نرمل داس خوش مزاج، محنتی اور ملنسار طبیعت کا مالک تھا اس لئے دفتر کے ساتھی اس سے خوش رہتے تھے۔ بنیادی طور پر وہ صلح پسند شخصیت کا مالک تھا۔

جمنا داس کو گھر سے ملٹری ہسپتال منتقل کیا گیا تو نرمل داس نے باپ کی تیمارداری کی خاطر دفتر سے پندرہ روز کی رخصت حاصل کر لی۔ چنانچہ اس وقت بھی وہ باپ کے بستر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھا جب ڈاکٹروں کی ٹیم اندر داخل ہوئی۔ نرمل داس اخبار ایک طرف رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

جمنا داس اپنے بستر پر آنکھیں بند کئے پڑا لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم تقریباً ایک گھنٹے تک اس کی بیماری کے کسی موثر علاج کی خاطر بغور معائنہ کرتی رہی پھر

واپس لوٹ گئی۔ نرمل داس ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ کمرے سے باہر آ کر اُس نے ڈیوٹی ڈاکٹر سے دریافت کیا۔

''پتا جی کی حالت کو کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟''

''خطرہ ـــــ'' ڈاکٹر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ ''ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہاں کسی انسان کی نارمل عمر عام طور سے اسی بیاسی سے زیادہ نہیں ہوتی جبکہ تمہارے والد کی عمر سو سال سے بھی نو ماہ اوپر تجاوز کر چکی ہے۔''

''مم ـــــ میں سمجھا نہیں؟'' نرمل داس نے بے چینی کا اظہار کیا۔

''صحیح پوزیشن کا علم لیبارٹری رپورٹ آنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔'' ڈاکٹر نے الفاظ چباتے ہوئے جواب دیا۔ ''فی الحال ہم تمہارے والد کی حالت کو صرف غیر اطمینان بخش کہہ سکتے ہیں۔''

''بیماری کی اصل نوعیت کیا ہے؟''

''اصل نوعیت ایک ہو تو بتاؤں ـــــ'' ڈاکٹر نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے مدھم آواز میں جواب دیا۔ ''مریض کے پھیپھڑوں نے کام کرنا چھوڑ رکھا ہے۔ جگر کا فنکشن بھی صحیح طرح کام نہیں کر رہا۔ گردوں کا نظام بھی بڑی حد تک متاثر ہے اور ـــــ سب سے زیادہ تشویش اس بات کی ہے کہ پنڈت جمنا داس کو غذا بھی ہضم نہیں ہو رہی۔ مصنوعی طور پر جسمانی قوت اور حرارت کو کب تک برقرار رکھا جا سکے گا۔''

''تو کیا ـــــ میرے پتا کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے ـــــ؟'' نرمل داس نے کپکپاتی آواز میں سوال کیا۔

''ہمت سے کام لو میرے دوست!'' ڈاکٹر نے اُسے دلاسہ دیا۔ ''ہم ڈاکٹر ہیں اور ایک ڈاکٹر آخری وقت تک کبھی مایوس نہیں ہوتا، مریض کو بچانے کی خاطر ہر ممکن طریقے اختیار کرتا رہتا ہے۔''

''ڈاکٹر ـــــ'' جمنا داس کی آواز بھرا گئی۔ ''میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے اصل بات چھپا رہے ہیں۔''

''نہیں ـــــ'' ڈاکٹر نے گمبھیر سنجیدگی سے کہا۔ ''تمہارے والد عمر کی جس حد سے گزر رہے ہیں وہاں تک کم ہی لوگ پہنچتے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے پتا

مضبوط اعصاب کے مالک ہیں جو ابھی تک ملٹی پل (MULTIPAL) امراض سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو شاید اب تک موت اور زندگی کی جنگ ہار چکا ہوتا۔"

جمنا داس نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا، صرف دل مسوس کر رہ گیا۔ اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ ڈاکٹر نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط بھی نہیں تھا۔ جمنا داس کے خاندان کے بیشتر لوگ پچھتر اور اسی سال کی عمر کے درمیان ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے جبکہ جمنا داس اس طویل عمر میں بھی ابھی تک موت سے برسرِ پیکار تھا۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے ______؟" ڈاکٹر نے نرمل داس کا شانہ پکڑ کر کہا۔ "ڈونٹ بی اَپ سیٹ (DON'T BE UPSET) ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں اس لئے اس وقت تک مایوسی کو گناہ سمجھتے ہیں جب تک آخری سانس باقی رہ جاتی ہے۔ جنگ کے میدان میں بھی موت اور زندگی کے درمیان آنکھ مچولی کا ہولناک کھیل جاری رہتا ہے۔ اگر ہم ہمت ہار دیں تو پھر شکست ہی ہمارا مقدر ثابت ہوگی۔ میں تمہیں بھی جواں مردی سے حالات کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دوں گا ______ سب کچھ اپنے بھگوان کی مرضی پر چھوڑ دو۔ وہ جو کرے گا بہتر ہی کرے گا۔ ہمت ہار دینے سے سوائے مایوسی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر اُس کا شانہ تھپک کر چلا گیا تو نرمل داس ایک لمحے تک راہداری میں گم صم کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر پلٹ کر دوبارہ کمرے میں آ گیا جہاں جمنا داس خلافِ توقع آنکھ کھولے چھت کو گھور رہا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ وفکر میں مستغرق نظر آتا تھا۔

"پتا جی ______" نرمل داس تیزی سے لپک کر باپ کے قریب پہنچ گیا۔ اُس کے لاغر ہاتھ تھام کر بولا۔ "تم اس سمے کیسا محسوس کر رہے ہو ______؟"

"ابھی کچھ سمے پہلے میرے آس پاس ڈاکٹروں کی بھیڑ موجود تھی ______" جمنا داس نے نظریں گھما کر نرمل داس کو دیکھا۔ وہ آنکھیں پوری طرح روشن تھیں، زندگی کے تاثرات سے بھرپور نظر آ رہی تھیں۔

"ہاں ______" نرمل داس نے باپ کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ "ڈاکٹروں کی پوری ٹیم تمہارا معائنہ کر رہی تھی ______ وہ تمہاری بیماری کا اصل کارن معلوم کرنے کی کوشش کر

رہے ہیں۔ اس کے بعد ہی کوئی علاج ہوگا۔"

جمنا داس جواب میں اس طرح مسکرایا جیسے نرمل داس نے اس سے کوئی مضحکہ خیز بات کہی ہو ______ کچھ دیر تک وہ نرمل کے چہرے پر نظریں جمائے رہا پھر سرسراتے لہجے میں بولا۔

"میں نے دیوی دیوتاؤں کو راضی کرنے کے کارن جو کٹھن جاپ کئے ہیں، جو شکتی پراپت کی ہے وہ آج بھی میرے شریر میں موجود ہے۔"

"میں جانتا ہوں پتا جی ______" نرمل داس نے باپ کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اس دیس میں تم سے بڑا کوئی پنڈت نہیں ہے لیکن ______"

"لیکن کیا ______؟" جمنا دس نے بیٹے کو عجیب نظروں سے دیکھا پھر بڑے تلخ لہجے میں بولا۔ "تُو کیا کہنا چاہتا ہے مورکھ؟ جو کچھ من میں ہے، کھل کر اگل دے۔"

"میں تمہارا پُتر ______ تمہارا داس، تمہارا سیوک ہوں پتا جی ______" نرمل داس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "کیا تم اب بھی مجھ سے خفا ہو ______؟"

"ہاں ______" جمنا نے ساری جان سے کپکپاتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹروں کے پاس میرا کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ سب اپنا سمے برباد کر رہے ہیں۔"

"یہ ______ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" نرمل داس نے بھیگی نظروں سے بستر پر پڑے ہڈیوں کے اُس پنجر کو دیکھا جس کا گوشت جھریوں کی شکل اختیار کر کے ہڈیوں کا ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کا باپ اب اس دنیا میں چند دنوں سے زیادہ کا مہمان نہیں ہے۔ لیکن رشتے کی نوعیت نے اس کے دل کی دھڑکنوں میں جوار بھاٹے کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ آج تک تیری سمجھ میں نہیں آیا ______" جمنا داس کا پنجر غصے سے کھڑکھڑانے لگا۔ اُس نے خشمگیں نظروں سے نرمل داس کو گھورا ______ "تُو ہمیشہ اپنی دنیا، اپنی بھاوناؤں میں مگن رہا۔ تُو نے میرا کہا کبھی نہیں مانا، کبھی اس راستے پر چلنے کی کوشش نہیں کی جو میں نے تیرے لئے چنا تھا ______ تُو نے ہمیشہ مجھے نراش کیا، میرا کہا نہیں مانا۔ اپنی دنیا میں مست رہا اور آج ______ آج میرے سامنے کھڑا جھوٹے نیر (آنسو) بہا رہا ہے ______ دُور ہو جا میری نظروں سے۔"

جمنا داس کی آواز کی گھن گرج سن کر نرمل داس ایک لمحے کو حیرت زدہ رہ گیا۔ اُس نے باپ کو بہت غور سے دیکھا۔ اس کے دل میں ایک پریشان کن خیال اُبھرا ــــــ ''شاید پتا جی کا آخری سمے سر پر آن پہنچا ہے، جبھی وہ سنبھالا لے کر ہوش مندوں جیسی باتیں کر رہے ہیں ــــــ''

وہ باپ کے جلے کٹے لہجے کے جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن جمنا داس نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ''تیرے من میں ابھی تک دھرتی کا سارا گند بھرا ہے مورکھ ــــــ جبھی تُو اپنے من میں الٹی سیدھی سوچ رہا ہے۔ تُو ابھی تک باپ کے صحیح استھان کا اندازہ نہیں لگا سکا۔ جیون کے بکھیڑوں میں اُلجھ کر تُو نے اپنی مٹی بھی پلید کر رکھی ہے اور پتا کی آتما کو بھی دُکھ پہنچا رہا ہے ــــــ جا ــــــ چلا جا میرے سامنے سے۔''

''پتا جی ــــــ'' نرمل داس تڑپ اٹھا۔ ''میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ بھگوان کے لئے مجھے شما (معاف) کر دو۔ لیکن مجھ سے منہ نہ موڑو ــــــ اب تمہارے سوا اس دھرتی پر اور کون میرا اپنا رہ گیا ہے۔''

''یہی تو تیری سب سے بڑی بھول ہے مورکھ ــــــ'' جمنا داس نے تلملا کر کہا۔

''اگر تُو میرا کہا مان لے تو پھر اس دھرتی پر میرے بعد تُو ہی سب سے بڑا بلوان ہوگا ــــــ سب کچھ تیرا اپنا ہوگا ــــــ بڑے سے بڑا شکتی وان بھی تیرے ساتھ پنجہ لڑانے کی بھول نہیں کرے گا ــــــ پرنتو ــــــ پرنتو تُو نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ میں تجھ سے ٹھٹھول کر رہا ہوں۔ من بہلانے کے کارن تجھے جھوٹے سپنے دکھاتا ہوں۔''

''ڈاکٹر نے تمہیں زیادہ باتیں کرنے کے لئے منع کیا ہے۔'' نرمل داس نے ہاتھ جوڑ کر بنتی کی۔ ''تمہارے پھیپھڑوں پر بات کرنے سے برا اثر پڑے گا۔ میں تمہاری ہر آگیا کا پالن (حکم کی تعمیل) کرنے کو تیار ہوں لیکن تم زیادہ باتیں نہ کرو۔''

''ڈاکٹر بکواس کرتے ہیں ــــــ'' جمنا داس نے جھلا کر صحت مندوں جیسے انداز میں کہا۔ ''میرے شریر کا ایک ایک انگ کام کرنا چھوڑ دے پھر بھی میری زندگی میری مٹھی میں بند رہے گی ــــــ دیوی دیوتاؤں نے مجھے جو وچن دیا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔''

''کیا وچن دیا ہے تمہیں دیوی دیوتاؤں نے ــــــ؟'' نرمل داس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

''یہی کہ جب تک تُو پورے تن من دھن سے میرے کہے پر عمل نہیں کرے گا میری آتما موت اور زندگی کے دوراہے پر بیاکل رہے گی۔ میں اسی طرح تڑپتا رہوں گا۔ کسی کروٹ چین نصیب نہیں ہوگا۔''

نرمل داس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے بیمار باپ کی وقتی کیفیت کو کس خانے میں فٹ کرے۔ پہلے بھی کئی موقعوں پر جمنا داس اس سے کچھ اسی قسم کی ناقابل یقین باتیں کر چکا تھا جسے نرمل داس کا ذہن قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ چنانچہ وہ ان باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے اُڑا دیا کرتا تھا۔ وہ جس دھرم سے تعلق رکھتا تھا اس کی باتوں پر بھی اس کا پورا ایمان تھا لیکن آتما شریر (روح جسم) سے دور جانے کے بعد واپس بھی آ سکتی ہے نرمل داس نے اپنی کتابوں میں ایسا کوئی پاٹھ (سبق) نہیں پڑھا تھا۔

چند لمحے وہ خاموش کھڑا حسرت بھری نظروں سے باپ کی حالت پر افسوس کرتا رہا پھر اچانک اُس کے ذہن میں ایک نئے خیال نے سر اُبھارا۔ کہیں اس کا باپ ــــــ پنڈت جمنا داس جو زندگی کی ایک سو بہاریں دیکھ چکا تھا طویل عمری اور طویل علالت کے سبب اپنا ذہنی توازن تو نہیں کھو بیٹھا ــــــ؟

اس اچانک خیال نے نرمل داس کے دل کی دھڑکنوں کو اور تیز کر دیا ــــــ اُس نے فوری طور پر یہی مناسب سمجھا کہ اُسے باپ کے ساتھ مفاہمت کا کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہئے جو اس کی بیماری پر مزید کوئی برا اثر نہ ڈالے۔ اسی خیال کے تحت اُس نے نرم لہجے میں کہا۔

''پتا جی ــــــ تم جو حکم دو گے میں اس کا پالن کرنے کو تیار ہوں لیکن ــــــ''

''مورکھ ــــــ پاپی ــــــ'' جمنا داس نے جھلا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''تُو باپ کو پاگل سمجھ کر اس پر دیا کرنے کی سوچ رہا ہے ــــــ جنم جلے ــــــ کیا میں نے تیری ماں کے مرنے کے بعد اسی کارن تیری خوشیوں کا دھیان رکھا تھا کہ تُو اس کے جواب میں پنڈت جمنا داس کو پاگل اور دیوانہ سمجھ کر اس پر کرپا کرنے کا سوچے

____جواب دے نرمل!" جمنا داس نے کرخت آواز میں کہا۔ "کیا ابھی تُو نے اپنے من میں مجھے دیوانہ اور پاگل نہیں سمجھا تھا____؟ کیا تُو مجھ سے اپنے من کا بھید چھپا سکتا ہے____؟"

نرمل داس چونکا____ پنڈت جمنا داس نے اس کے دل میں اُبھرنے والے خیالات کو پڑھنے میں کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ وہ اپنے باپ کی لامحدود قوتوں سے پوری طرح واقف تھا لیکن جمنا داس نے آج تک کبھی دل کی گہرائی میں چھپے بھیدوں کے بارے میں کوئی چونکا دینے والی بات نہیں کی تھی۔ ایک لمحے کے لئے وہ ششدر رہ گیا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر باپ کو آزمانے کی کوشش کی۔ جمنا داس نے جو کچھ کہا تھا وہ محض اس کا قیاس بھی ہو سکتا تھا۔ ایک امکانی بات رہی ہو جو وقت اور حالات کے تحت اندھیرے میں چھوڑے گئے تیر کی مانند اتفاقاً نشانے پر لگ گئی ہو____!

"پتا جی____" نرمل داس نے سنبھل کر کہا۔ "بیماری نے تمہیں نڈھال کر دیا ہے۔ ڈاکٹروں نے تمہیں شانت رہنے اور آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔"

"پاپی____" جمنا داس نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے کا اظہار کیا۔ "تُو باپ کے ساتھ ٹھٹھول کرنے کی سوچ رہا ہے۔ اس مہان پنڈت کو آزمانے کی بھول کر رہا ہے جس کے چرنوں پر بڑے بڑے پجاریوں نے ڈنڈوت کیا ہے۔ جس نے دیوی دیوتاؤں کو رام کرنے کے لئے برسوں دنیا کے ہنگاموں سے ناتا توڑ کر پہاڑی گپھاؤں میں مہینوں بھوکا پیاسا رہ کر گیان دھیان گیا ہے۔ کالی کا سب سے مہان سیوک بننے کے لئے میں نے کیا کیا جتن کئے، کتنے پاپڑ بیلے تُو کیا جانے۔" جمنا داس سانس درست کرنے کی خاطر ایک پل کو خاموش ہوا پھر تلملا کر بولا۔ "میں نے سب کچھ تیرے کارن کیا۔ میں نے سوچا تھا کہ مرنے سے پہلے تجھے اپنی ساری شکتی دان کر دوں گا۔ اتنا مہان بنا دوں گا کہ کوئی بڑے سے بڑا پنڈت بھی تیری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھول نہ کرے۔ ہر طرف صرف تیری جے جے کار ہو اور____ تُو مجھے شانت رہنے کو کہہ رہا ہے۔"

"مجھے شما کر دو پتا جی____" نرمل داس نے باپ کو شانت کرنے کی خاطر ہاتھ باندھ کر کہا۔ "تم اب جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔"

"سچ کہہ رہا ہے____؟"

"تم آزما کر دیکھ لو____" نرمل داس نے باپ کو یقین دلانے کی کوشش کی۔

"اگر تُو سچ کہہ رہا ہے تو میرے اور قریب آ جا____ میرا اُلٹا ہاتھ پوری قوت سے تھام لے۔ لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا۔" جمنا داس نے کسی ہوش مند انسان کی طرح بے حد سنجیدگی سے کہا۔ "کسی بھی پل بھول کر بھی میرا ہاتھ چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ وہ دشٹ تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کسی دوسرے کا کشٹ تجھے بھوگنا پڑے گا۔ میرے سارے سپنے ادھورے رہ جائیں گے۔ پوری جیون کی تپسیا غارت ہو کر مٹی میں مل جائے گی۔"

"کون مجھے مار ڈالے گا؟ مجھے کس کی سزا بھگتنی پڑے گی؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟" نرمل داس نے نرم لہجے میں دریافت کیا۔ "کہیں تم جاگتے میں کوئی سپنا تو نہیں دیکھ رہے____؟"

جمنا داس کی کشادہ پیشانی میں ان گنت سلوٹیں اُبھر آئیں۔ اُسے نرمل داس کی باتوں سے دکھ پہنچا تھا لیکن اس نے ضبط سے کام لیا۔ ٹھوس لہجے میں بولا۔

"ہاں____ میں آج تک جو سپنا دیکھتا رہا ہوں اب اس کے پورا ہونے کا سمے آ گیا ہے۔ نرمل! میری بات دھیان سے سن____ میں جس شبھ گھڑی کا برسوں سے انتظار کر رہا تھا وہ تیرے بھاگیہ (قسمت) سے آ گئی ہے۔ میں اس سمے تجھے ہاتھ تھام کر وہاں لے جاؤں گا جہاں اس سے پہلے کسی منش کی چھایا بھی نہیں پہنچ سکی____ آج تجھے اس بات کا وشواس بھی ہو جائے گا کہ منش کی آتما اپنا شریر چھوڑ کر دور دراز کا سفر بھی کر سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تُو نے پستکوں (کتابوں) میں یہ بات نہیں پڑھی۔ لیکن کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ____ آج تجھے اس کا اندازہ بھی ہو جائے گا۔ اگر تُو نے سچے من سے میرا کہا مانا تو پھر اس دھرتی پر کیول تیرا راج ہو گا۔ سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں____" نرمل داس نے باپ کی کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے دل مسوس کر جواب دیا۔ "میں تمہاری ہر بات پورے دھیان سے سن رہا ہوں۔"

"تو پھر دیر مت کر____ میرا اُلٹا ہاتھ مضبوطی سے تھام لے۔ جیسا میں کہوں ویسا ہی کرنا۔ اگر تُو نے ہیر پھیر سے کام لیا تو پھر تیرے ساتھ ساتھ میری مٹی بھی پلید ہو جائے

گی ـــــ یہ شبھ گھڑی بیت گئی تو پھر پلٹ کر واپس نہیں آئے گی۔''

نرمل داس عجیب مخمصے میں گرفتار تھا۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا اب اس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھنے کا وقت آ چکا ہے۔ جمنا داس جو کچھ کہہ رہا تھا وہ خواب کی باتیں تھیں۔ شاید اُس کی ذہنی قوتیں مفقود ہوتی جا رہی تھیں لیکن اس نے بیمار باپ کی آخری خواہش کے پیش نظر آگے بڑھ کر اس کا الٹا ہاتھ پوری قوت سے تھام لیا۔

''مجھ کو ایک وچن دے نرمل ـــــ'' جمنا داس نے ٹھوس آواز میں بیٹے کو مخاطب کیا۔ ''تُو چرن کمار کو کبھی شما (معاف) نہیں کرے گا۔ اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا ـــــ تُو اس پاپی کو ضرور سزا دے گا۔''

''تم جو کہو گے میں وہی کروں گا لیکن چرن کمار تو تمہارا خاص چیلا تھا؟''

''ہاں ـــــ میں نے اُسے کندن بنانے کی خاطر بڑے جتن کیے تھے لیکن وہ غلط راستوں پر بھٹک گیا ـــــ'' جمنا داس نے نفرت کا اظہار کیا پھر اس نے نرمل داس کو دوبارہ تاکید کی۔ ''میری بات کو گانٹھ لگا لے ـــــ کسی بھی سمے میرا ہاتھ چھوڑنے کی بھول مت کر بیٹھنا۔''

نرمل داس کو باپ کی ذہنی حالت پر ترس آ رہا تھا لیکن اس نے مجبوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا نرمل داس نے خوابوں میں بھی اس کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا ـــــ آنکھ بند کرتے ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے قدم زمین سے اوپر اٹھ رہے ہوں۔ پھر کچھ دیر بعد اُسے یقین ہو گیا کہ وہ برق رفتاری سے کسی پرندے کی مانند فضا میں تیر رہا تھا۔ ہسپتال کے کمرے کی فضا بدل چکی تھی۔ تیز ہواؤں کے جھکڑ اُس کے لباس کو ہوا میں اُڑا رہے تھے۔ بڑی دیر تک نرمل داس نے آنکھیں بند رکھیں۔ اس کے دل کی دھڑکنیں ہر لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ یقیناً فضا کی بلندیوں میں پرواز کر رہا تھا جہاں اُسے ہوا کے دباؤ کی وجہ سے سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ہر تبدیلی کو محسوس کر رہا تھا۔ کبھی اُسے گھپ اندھیروں کا احساس ہوتا اور کبھی چاروں طرف اُجالا پھیل جاتا۔ کبھی سردی کا احساس ہوتا کبھی گرم ہوا کے تھپیڑے اُسے موسم بدلنے کا احساس دلاتے۔ ایک دو بار اس کا دل چاہا کہ آنکھ کھول کر اس بات کا یقین کر لے کہ وہ خواب کی کیفیت سے دوچار نہیں ہے لیکن کسی خیال کے پیش

نظر اس نے ایسا کرنے سے گریز ہی کیا۔

نرمل داس کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ اس کے ذہن میں متضاد خیالات اُبھر کر آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے لیکن ایک بات اس کے ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی کہ وہ اس وقت ہسپتال کے کمرے میں نہیں تھا۔ کھلی ہوا میں پرواز کر رہا تھا ـــــ اُس نے کئی بار اس خیال کی نفی کرنی چاہی لیکن وہ تیزی سے بدلتے موسموں اور دھوپ چھاؤں کی جس کیفیت سے دوچار تھا اس نے اُس کی تمام ذہنی صلاحیتوں کو جیسے سلب کر رکھا تھا۔ اس کے دماغ میں بار بار جمنا داس کے کہے ہوئے جملے گونج رہے تھے۔ وہ پوری طرح ہوش و حواس میں تھا۔ اس بات کو بھی محسوس کر رہا تھا کہ اس نے باپ کے اُلٹے ہاتھ کی کلائی کو پوری قوت سے تھام رکھا ہے۔ اُسے اس بات کا احساس بھی تھا کہ وہ ہوا میں تیر رہا ہے لیکن اس کی منزل کیا تھی؟ ـــــ وہ کہاں لے جایا جا رہا تھا؟ اُسے اس بات کا مطلق کوئی علم نہیں تھا۔

نرمل داس کو اس بات میں کسی قسم کا شک نہیں تھا کہ اس کا باپ مہان شکتیوں کا مالک تھا۔ کالی کے سب سے بڑے مندر کا سب سے بڑا اور مہان سیوک تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جمنا داس نے دیوی دیوتاؤں کے لئے خاصے لمبے دورانیے کے کٹھن جاپ بھی کیے تھے لیکن ان تمام حقیقتوں کے باوجود اس کا ذہن اس بات کو قبول کرنے پر پہلے کبھی آمادہ نہیں ہو سکا تھا کہ انسان کی روح جسم کا پنجر خالی چھوڑ کر کسی دور دراز علاقے کا سفر کر سکتی ہے اور دوبارہ اپنا جسم بھی پہلے کی طرح حاصل کر سکتی ہے۔ یہی ایک ایسا نکتہ تھا جس پر نرمل داس کا باپ سے ہمیشہ اختلاف رہا تھا۔ لیکن اس وقت نرمل داس جس صورت حال سے دوچار تھا اس نے اس کی ساری ذہنی صلاحیتوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا ـــــ!

وقت تیزی سے گزرتا رہا۔ پھر نرمل داس نے محسوس کیا جیسے وہ بلندی سے نیچے اتر رہا ہو۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ ہوا کی شائیں شائیں کے علاوہ اب اس کے کانوں میں انسانوں کے شور و غل اور ڈھول بجنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں جو رفتہ رفتہ تیز ہو رہی تھیں۔ پھر ان آوازوں نے شدت اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ ہی نرمل داس کے قدم بھی زمین سے لگ گئے۔ ہنگاموں کی آوازیں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں لیکن اس نے آنکھیں کھولنے میں جلدی نہیں کی۔ اس کے سیدھے ہاتھ کی گرفت ابھی تک

باپ کی کلائی پر تھی۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اب وہ زمین پر قدم جمائے کھڑا ہے۔

"نرمل ـــــ میرے بچے، آج پنڈت جمنا داس کے سپنے پورے ہونے کا دن آ گیا۔" باپ کی ٹھوس آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ "کالی نے اپنے داس کے ساتھ جو وچن کیا تھا وہ آج اوش پورا ہوگا۔"

"کیا میں آنکھیں کھول سکتا ہوں ـــــ؟" نرمل داس نے اکتائے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں ـــــ پرنتو ایک بات کا دھیان رکھنا۔ اپنی زبان کھولنے کی بھول مت کرنا۔ اگر تیری سانس کی آواز بھی ان کے کانوں تک پہنچ گئی تو یہ وحشی درندے تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔" جمنا داس نے پُر جوش انداز میں بیٹے کو تاکید کی۔ "تُو اگر مجھ سے کچھ کہنا سننا چاہے تو صرف اپنے من میں اس کا دھیان کرنا ـــــ میں تیری بات سن لوں گا۔"

نرمل داس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں۔ پھر دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو جس ماحول میں پایا وہ اس قدر بھیانک اور ہولناک تھا کہ اگر اس نے تیزی سے دوسرا ہاتھ منہ پر نہ جما لیا ہوتا تو اپنی چیخ پر قابو نہیں پا سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ جو منظر وہ دیکھ رہا تھا اس کا تصور بھی کبھی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں نہیں اُبھرا تھا۔ اس کے ذہن میں پھر یہ خیال اُبھرا کہ وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہا ہے جس کا حقیقت یا مہذب دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا۔

"نہیں نرمل ـــــ نہیں۔" جمنا داس نے پورے یقین سے کہا۔ "تُو جو دیکھ رہا ہے وہ سپنا نہیں ہے۔ ہم جس دھرتی پر سانس لے رہے ہیں وہاں ابھی تک گھنے جنگلوں اور دور دراز علاقوں میں ایسی بستیاں موجود ہیں جہاں تک کوئی منش نہیں پہنچ سکا۔ اور اگر بھولے بھٹکے پہنچ بھی گیا تو وہ لوگوں کو کچھ بتانے کے لئے زندہ نہیں چھوڑا گیا۔"

نرمل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نظریں ان سیاہ فام ننگ دھڑنگ عورتوں اور مردوں پر مرکوز تھیں جن کے جسم دھوپ میں چمک رہے تھے۔ وہ سب ہاتھوں میں نیزے اٹھائے کسی وحشیانہ رقص میں مصروف تھے۔ ان کی تعداد پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں تھی۔ قرب و جوار میں کہیں کوئی بستی نظر نہیں آ رہی تھی۔ سب سیاہ فام ایک کھلے میدان میں

جنونی رقص کی کیفیت سے دوچار تھے۔ ایک طرف دو ہٹے کٹے طویل القامت وحشی گلے میں ڈھول لٹکائے کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ ڈھول کو مشینی انداز میں پیٹ رہے تھے جس سے بلند ہونے والی ڈم ڈما ڈم ـــــ ڈم ڈم ـــــ ڈم ڈما ڈم کی دل ہلا دینے والی آواز بلند ہو رہی تھی۔

"یہ کون لوگ ہیں ـــــ؟" نرمل داس نے دل ہی دل میں باپ سے سوال کیا۔

"یہ لوگ خط استوا کے پچھم کی جانب ایک گھنے جنگل میں آباد ہیں جہاں تک ابھی کسی منش کے قدم نہیں پہنچ سکے۔"

"کیا یہ آپ کی آواز نہیں سن سکتے؟"

"نہیں ـــــ" جمنا داس نے ہاتھ ماتھے سے لگا کر قدرے جھک کر جواب دیا۔ "یہ سب کالی کی کرپا ہے جس نے اپنے سیوک کی کٹھن تپسیا سے خوش ہو کر اس بستی کے گھپ اندھیروں کو میری نظروں سے دور کر دیا۔"

"آپ ـــــ کیا آپ پہلے بھی یہاں آ چکے ہیں ـــــ؟"

"ہاں! ـــــ نہ آیا ہوتا تو تجھے آج کیوں لاتا؟" اس بار جمنا داس نے سرمستی کے عالم میں جھومتے ہوئے جواب دیا۔ "کالی مہان ہے۔ وہ اپنے سیوکوں کو کبھی نراش نہیں کرتی ـــــ آج میرے جیون کی سب سے بڑی اچھا پوری ہوگی ـــــ پھر میرے شریر اور آتما کا سمبندھ ٹوٹ جائے گا۔ اس کے بعد تُو دھرتی پر راج کرے گا۔"

"ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں ـــــ؟" نرمل نے دل میں سوچا۔

"جلدی مت کر مورکھ ـــــ شانت رہ۔" جمنا داس نے سرسراتے انداز میں کہا۔ "ابھی یہ ننگ دھڑنگ وحشی اپنے دیوتاؤں کے لئے بلیدان پیش کریں گے۔ پھر ایک ایسے بالک کو پھولوں سے بنا سجا کر سامنے لایا جائے گا جس نے ٹھیک اسی سمے جنم لیا ہوگا جب مہان کالی نے پہلی بار آنکھیں کھولی تھیں ـــــ ایسا بالک اس دھرتی پر ہر چالیس برس بعد جنم لیتا ہے۔ تُو شاید میری باتوں پر وشواس نہیں کرے گا لیکن یہ سچ ہے کہ جو اس بالک کے مغز کو کھا لے وہ امر ہو جاتا ہے۔ ایسی مہان شکتی پراپت کر لیتا ہے کہ منش اس کے بارے میں وچار بھی نہیں کر سکتا ـــــ اس کے لئے فاصلوں کی کوئی قید نہیں رہتی۔ وہ جو روپ چاہے دھار سکتا ہے۔ جو من میں سوچ لے وہ پورا ہوتا ہے۔"

''کیا یہ سیاہ فام اس بالک کی کھوپڑی توڑ کر اس کا مغز نکالیں گے؟'' نرمل نے جھرجھری لیتے ہوئے سوال کیا۔

''ہاں ـــــ'' جمنا داس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔''ان وحشیوں میں جو سب سے بڑی عمر کا ہوگا وہی اس بالک کے سر کو توڑے گا۔ پھر اس کے مغز کو حاصل کرنے کی خاطر ان کے درمیان چھینا جھپٹی شروع ہو جائے گی۔ جو سب سے زوردار ہوگا وہی کامیاب ہوگا۔''

''پہلے بھی کبھی ایسا ہو چکا ہے ـــــ؟'' نرمل نے غیر یقینی انداز میں پوچھا۔

''میں پورے وشواس سے نہیں کہہ سکتا پرنتو میرا خیال ہے کہ پورا مغز کسی کے ہاتھ نہیں آتا ـــــ اسے پانے کے لئے جو دھینگا مشتی اور کٹ مرنے کی بازی لگائی جاتی ہے وہ مغز کو خراب کر دیتی ہے۔ ٹکڑے ہو جانے کے بعد وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔''

''اس بات کا وشواس کس طرح کیا جاتا ہے کہ جو بالک موت کی وادیوں میں دھکیلا جا رہا ہے وہی وہ اصلی ہے ـــــ؟''

''دھیرج رکھ نرمل ـــــ دھیرج رکھ ـــــ'' جمنا داس نے عجیب انداز میں مسکرا کر اُسے تسلی دی۔''کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ بھی ابھی کچھ دیر میں ہو جائے گا۔''

''کیا ہم بالک کے مغز کو ان وحشیوں سے چھین لینے کی شکتی رکھتے ہیں؟''

''تو ـــــ'' جمنا داس نے نرمل کو ناگوار نظروں سے گھورا۔''تو یہ کیوں بھول رہا ہے کہ پنڈت جمنا داس تیرے ساتھ ہے۔''

نرمل داس نے جواب میں ہونٹ چبانا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے معمر باپ کا ہاتھ تھام کر اور آنکھیں بند کر کے جو سفر کیا تھا وہ بھی اس کے لئے ناقابل یقین ہی تھا۔ اور اب جو باتیں اس سے کی جا رہی تھیں وہ اس پر بھی یقین کرنے کو پوری طرح خود کو آمادہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں ہلچل سی بپا تھی۔

سیاہ فام وحشیوں کے جنونی رقص میں ہر لحہ تیزی آتی جا رہی تھی۔ ڈھول کی آواز اور رقص کرنے والے وحشیوں کی چیخ و پکار سے پورا ماحول گونج رہا تھا۔ پھر اچانک زور کی گڑگڑاہٹ کی آواز اُبھری اور ڈھول کی تال پر بے ہنگم رقص میں مبتلا سارے سیاہ فام وحشی یوں اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئے جیسے انہوں نے موت کا نقارہ سن لیا ہو۔ ڈھول

بجانے والے بھی تھر تھر کانپنے لگے۔ سب کی نظریں بن مانس سے ملتے جلتے اس بلند قامت مجسمے پر جم گئیں جسے آٹھ دس آدمی کھینچتے ہوئے میدان کی طرف لا رہے تھے۔ مجسمہ ایک تختے پر نصب تھا جس کے نیچے پتھر کے بنے ہوئے گول پہیے لگے ہوئے تھے۔

نرمل داس کی نظریں اس بد ہیئت جانور پر مرکوز تھیں جو بن مانس اور لگڑ بگھے کی شکل سے ملتا جلتا تھا۔ اس کی آنکھوں کی جگہ رنگین پتھر جڑے نظر آ رہے تھے جو پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔

''یہ ـــــ یہ کیا بلا ہے؟'' نرمل داس نے دل ہی دل میں باپ سے سوال کیا۔

''یہ وحشی قبیلے کا دیوتا ہے جسے بونگا لاسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔'' جمنا داس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔''اب یہ سیاہ فام حبشی اپنے دیوتا کی خوشنودی کے لئے قربانیاں پیش کریں گے تاکہ اس کے عتاب سے محفوظ رہ سکیں۔''

نرمل داس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اس نے کتابوں میں یہی پڑھا تھا کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں وہاں کے باشندے اپنے دھرم اور اعتقاد کے مطابق مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن ''بونگا لاسی'' دیوتا کا نام اُس نے پہلی بار سنا تھا۔ وہ بدستور اس عجیب الخلقت دیوتا کی طرف دیکھتا رہا جسے میدان کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ جو سیاہ فام حبشی اُسے کھینچ کر لائے تھے انہوں نے زمین پر اوندھے منہ لیٹ کر تین بار اپنے سروں کو زمین پر مارا پھر اٹھ کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ ننگ دھڑنگ حبشیوں کا ہجوم بھی سمٹ کر نصف دائرے کی شکل میں ہو گیا۔ اس کے بعد ایک معمر سیاہ فام نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر کوئی تقریر کی جس کا مفہوم نرمل داس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ البتہ اس نے لوگوں کی حرکات و سکنات سے یہی اندازہ لگایا تھا کہ معمر شخص عظیم ''بونگا لاسی'' کو خوش کرنے کے لئے اس کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا۔ جب وہ بولتے بولتے درمیان میں رکتا تو تمام ننگ دھڑنگ حبشی ہاتھ بلند کر کے اور اچھل اچھل کر ''ہو ہو ـــــ ہاہا ـــــ ہو ہو ـــــ'' کے نعرے بلند کرنے لگتے۔

معمر شخص کی اُکتا دینے والی تقریر ختم ہوئی تو ایک جوان لڑکی کو جسے رسوں سے باندھ رکھا گیا تھا چار حبشی گھسیٹتے نمودار ہوئے۔ لڑکی جو بھرپور عالمِ شباب سے سرشار تھی خود کو

رسیوں کی قید سے آزاد کرانے کی خاطر بڑی بے بسی کے عالم میں تڑپ رہی تھی۔ منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکال رہی تھی لیکن کسی نے اس کی فریاد پر غور نہیں کیا۔ پھر وہی معمر شخص جس نے لمبی چوڑی تقریر کی تھی بلندی سے اتر کر نیچے آ گیا۔ اس کی نظریں موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار لڑکی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس نے اب براہِ راست حلق پھاڑ پھاڑ کر معمر شخص سے کچھ کہنا شروع کر دیا تھا۔ شاید وہ اپنی زبان میں کوئی احتجاج کر رہی تھی۔

معمر شخص لڑکی کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کے موٹے اور بھدے ہونٹ متحرک ہو گئے۔ اسی لمحے ایک حبشی نے آگے بڑھ کر تلوار نما ایک تیز دھار ہتھیار معمر شخص کے قدموں میں رکھ دیا۔

نوجوان لڑکی نے جس کی عمر بمشکل چودہ اور پندرہ کے درمیان رہی ہو گی خود کو بچانے کی خاطر اپنی جدوجہد تیز کر دی۔ اُس کی آنکھوں سے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں ____ حلق سے کرب ناک چیخوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اُس کا سیاہ فام جسم رسیوں کی قید و بند میں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا لیکن معمر شخص بدستور خاموش کھڑا کچھ بدبداتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر تیز دھار ہتھیار زمین سے اٹھا لیا۔ لڑکی کی چیخ و پکار آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ مجمع پر موت کا سکوت طاری تھا۔ پھر اچانک معمر سیاہ فام نے حلق سے ایک نعرہ بلند کیا اور نہایت پھرتی سے تیز دھار ہتھیار لڑکی کے پیٹ میں اتار دیا۔ اس کے بعد اس نے یہی جارحانہ عمل لڑکی کے جسم کے دوسرے حصوں پر کیا۔ پھر ہتھیار پھینک کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے نرمل داس کو آنکھیں بند کر لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

جوان لڑکی کے جسم کے مختلف حصوں سے کھولتے ہوئے گرم خون کا فوارہ اُبل رہا تھا۔ اُس کا جسم موت کی سرحدوں کو پھلانگ جانے کی خاطر شدید جھٹکے لے رہا تھا اور سیاہ فام حبشی جو معمر شخص کے ہٹتے ہی دوڑ کر بدنصیب لڑکی کے چاروں طرف گھیرا ڈال چکے تھے اس کے خون کو چلّو میں بھر بھر کر کبھی دیوتا کے اوپر اچھال دیتے کبھی اپنے جسم پر ملنے لگتے سب حلق پھاڑ پھاڑ کر شور کر رہے تھے۔ دیوتا کے حضور پیش کی جانے والی بھینٹ کا جشن منا رہے تھے۔

"نرمل ____" جمنا داس نے بیٹے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "تُو نے آنکھیں کیوں بند کر لیں؟"

"مجھے درندگی کے یہ کھیل تماشے پسند نہیں ہیں۔" نرمل داس نے احتجاج کیا۔

"کیا بک رہا ہے مورکھ ____؟" جمنا داس کا پنجر غصے سے کھڑکھڑانے لگا۔

"کیوں اپنی زبان سے ایسے گندے شبد نکال رہا ہے؟ کیا تُو نے کالی کے بھگتوں کو اس کے چرنوں میں اسی قسم کی بھینٹ دیتے نہیں دیکھا؟ کیا تُو نے پستکوں (کتابوں) میں نہیں پڑھا کہ یونان اور روم کے بیچ جب یدھ (جنگ) ہوا کرتی تھی تو دونوں طرف کے جنگجو میدان میں آنے سے پہلے اپنے دیس کی کنواری اور سندر ناریوں کو ذبح کر کے دیوتاؤں کے چرنوں میں بلیدان کرتے تھے۔ اُن کا وشواس تھا مہان دیوتا ان کنیاؤں کے خون سے اپنی پیاس بجھا کر یدھ لڑنے والوں کی سہائتا کرتے تھے۔"

جمنا داس سانس بحال کرنے کی خاطر ایک پل کو خاموش ہوا پھر بولا۔

"جنوبی ہندوستان میں گونڈ قبیلے کے باسی دھرتی ماتا کی گود سے اچھی فصل حاصل کرنے کے کارن ایک نوجوان ناری کو ہمیشہ بھینٹ دیتے ہیں ____ مصر کے فرعون بھی ہر چاند کی چڑھتی تاریخوں میں ایک سندر ناری کو دلہن کا لباس پہنا کر، اس کا بناؤ سنگھار کر کے اور ہاتھ پیر باندھ کر نیل کی لہروں میں جھونک دیا کرتے تھے تاکہ موجوں میں جوار بھاٹے کی کیفیت پیدا ہو ____ فصلوں کو اچھا پانی ملے اور منش چین کی بنسری بجا سکیں اور ____ کیا تُو ستی کی رسم سے بھی انکار کر سکے گا، جس میں مرنے والے پرش کی بیوہ کو اسی کے ساتھ چتا کی آگ میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے ____ کیا تُو دھرم کرم کی باتوں سے منہ موڑ سکتا ہے؟"

نرمل داس نے خاموشی اختیار رکھی۔ جمنا داس جو باتیں کر رہا تھا وہ غلط نہیں تھیں۔

"منش کو بلوان بننے کے لئے کٹھور بننا پڑتا ہے ____" جمنا داس نے بیٹے کو سمجھانے کی خاطر ٹھوس لہجے میں کہا۔ "کسی دشٹ کو سیدھے راستے پر لانے کے لئے شکتی سے کام لینا پڑتا ہے ____ اُونچا استھان حاصل کرنے کے لئے آکاش کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ کالی، دُرگا اور گنیش دیوتا کو راضی رکھنے کے کارن تجھے بھی قدم قدم پر اپنے من کو مار کر قربانیاں دینی ہوں گی ____ ایک بات گانٹھ سے باندھ لے، کچھ پانے کی خاطر

بہت کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔"

نرمل داس بدستور چپ رہا۔ اس وقت وہ زندگی کے جن انوکھے اور ہولناک تجربوں سے گزر رہا تھا انہوں نے اس کے ذہن کو ماؤف کر رکھا تھا۔

"جب تک تیرے شریر میں ہنومان جیسی شکتی اور آدم خور شیروں جیسی کھل بل نہیں پیدا ہوگی تُو کبھی سپھل نہیں ہو پائے گا۔" جمنا داس نے اپنی بات جاری رکھی۔ "پریم اور یدھ میں نیائے اور انیائے کی باتیں کام نہیں آتیں ____ خود کو منوانے کے کارن منش کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں مورکھ ____ سن رہا ہے تُو میں کیا بھاشن دے رہا ہوں؟"

"ہاں ____" نرمل داس نے دل پر جبر کر کے کہا۔ "میں سب سن رہا ہوں۔"

"نہیں ____" جمنا داس نے جھلا کر کہا۔ "تُو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں تیرے اندر جھانک رہا ہوں۔ تُو میری جنم جنم کی تپسیا کو غارت کرنا چاہتا ہے پرنتو ایک بات یاد رکھ ____ اگر تُو نے میری بات من سے سویکار نہ کی، میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو میں سارا جیون اسی طرح اپاہجوں کی حالت میں زندگی اور موت کے درمیان لٹکا رہوں گا۔ میری آتما بیاکل رہے گی۔"

نرمل داس کوئی جواب دینے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اُس نے سیاہ فام حبشیوں کو پھر دو عورتوں کو زبردستی گھسیٹ کر "بونگا لاسی" کے دیو قامت مجسمے کی طرف لاتے دیکھا۔ ان دونوں کی عمریں چالیس سال سے تجاوز کرتی نظر آ رہی تھیں۔ موت کے سرد ہاتھوں سے خود کو محفوظ کرنے کی خاطر وہ بھی جدوجہد کر رہی تھیں لیکن ان کا انجام بھی نوجوان لڑکی سے مختلف نہیں ہوا۔ معمر سیاہ فام نے ان دونوں کو بھی بڑی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بوڑھی عورتوں کی قربانی کے بعد ڈھول بجنے لگا۔ ہجوم دیوتا کے قریب سے ہٹ کر ایک مقررہ فاصلے پر جا کر رک گیا۔ "بونگا لاسی" کے مجسمے کو لانے والے حبشی بھی دور رہ گئے۔ صرف معمر شخص اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔

نرمل داس اب بڑی توجہ سے ایک ایک بات کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اچانک اس کی نظر اس سمت اٹھ گئی جدھر سے آٹھ حبشیوں کی ٹولی ایک تین سالہ معصوم بچے کو تخت پر

بٹھائے ____ سروں پر اٹھائے "بونگا لاسی" کے مجسمے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ بچے کے جسم کو جنگلی پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ نرمل داس کے دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئیں۔ اس کے کانوں میں بچے سے متعلق کہے گئے جمنا داس کے جملے گونجنے لگے۔

جمنا داس بھی اس بچے کو دیکھ کر کسمسانے لگا۔ اس کی آنکھیں کسی احساس کے تحت خوشی سے چمکنے لگیں۔ اُس نے نرمل داس سے سرگوشی کی۔

"نرمل پُتر ____ میرے سپنے پورے ہونے کا سمے قریب آ رہا ہے ____ آج کالی کا دیا ہوا وچن اوش پورا ہو گا۔ میرے سارے جنموں کی بھگتی اور تپسیا آج پوری ہو جائے گی۔ میری بات پورے دھیان سے سن۔" جمنا داس نے جوشیلے انداز میں کہا۔ "میں تیرے لئے اس بالک کا مغز حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا لیکن تُو ____ تُو اسے کھانے میں دیر نہ کرنا ورنہ سب کچھ چوپٹ ہو کر رہ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے ____" نرمل داس نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "تم جس طرح کہو گے میں اسی طرح کروں گا۔ لیکن یہ وشواس کس طرح ہوگا کہ یہی وہ بالک ہے جس کی ہمیں تلاش ہے ____؟"

"کالی کے کہے کے انوسار بالک کا سر کٹنے کے بعد ایک نیلے رنگ کی روشنی کا تیز جھماکا ہوگا جو اس بات کی ضمانت ہوگا کہ ہمیں جس مغز کی تلاش ہے وہ اسی بالک کی کھوپڑی میں ہے۔"

"یہ بات کیا ان سیاہ فام جنگلیوں کو بھی معلوم ہوگی ____؟" نرمل نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی۔" جمنا داس نے بدستور بچے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ "اس کے مغز کو تیزی سے کھانے کے بعد تُو دوبارہ سختی سے اپنی آنکھیں میچ لینا ____ ہوسکتا ہے کہ یہ میری اور تیری آخری ملاقات ہو ____"

"کیا ____؟" نرمل داس چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں نرمل ____" جمنا داس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "میری ایک بات گرہ سے باندھ لے۔ میری موت کالی کا وچن پورا ہونے کے بعد ہی ہو گی۔ تُو نے اس سمے یہاں جو دیکھا ہے ____ جو دیکھے گا اس کا بھید بھول کر بھی کبھی

کسی اور کو نہ دینا۔ گول مول جواب دے کر سب کو ٹالتے رہنا ـــــ میری چتا کی راکھ کو کسی پربت پر بکھیرنے یا گنگا میں بہانے کی بھول مت کرنا۔ اسے ایسی کسی جگہ سنبھال کر رکھنا جس کا کھوج کوئی اور نہ لگا سکے ـــــ ہوسکتا ہے کبھی تو اپنی غلطی سے اپنی شکتی کھو بیٹھے۔ اگر ایسا ہوا تو میری چتا کی راکھ کو اپنے شریر پر مل لینا ـــــ تیری شکتی واپس لوٹ آئے گی اور ـــــ"

"پتا جی ـــــ" نرمل داس نے اس کی بات درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ "تم کیا کہہ رہے ہو؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

"چنتا مت کر ـــــ سمے تجھے سب کچھ سمجھا دے گا۔" جمنا داس نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "یہ نہ ہوا تو کالی کی چھایا تیری مدد کرتی رہے گی۔ پرنتو اس کے لئے تجھے میری باتوں پر عمل کرنا ہوگا ـــــ جب بھی کوئی کٹھن گھڑی آئے کالی کے چرنوں میں بھینٹ دینے سے ہچکچانا مت۔ میری آتما بھی تیرے ساتھ ہوگی۔ لیکن کیول ایک خاص مدت تک، اس کے بعد میرا اور تیرا سمبندھ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے گا۔"

جمنا داس اور بھی کئی وصیتیں کرتا رہا لیکن اس کی نظریں ایک پل کے لئے بھی اس بچے کے چہرے سے نہیں ہٹیں جو تخت پر پھولوں میں سجا بیٹھا آہستہ آہستہ "بونگا لاسی" کے مجسمے کے قریب ہوتا جارہا تھا۔

نرمل داس کے اندر ایک عجیب نامعلوم سے ہلچل مچی ہوئی تھی۔ اس کے کان جمنا داس کی باتوں پر لگے ہوئے تھے اور نظریں اس تخت پر مرکوز تھیں جسے حبشی سر پر اٹھائے مجسمے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ہجوم پر گہرا سکوت طاری تھا۔ البتہ ان کی نظروں میں ایک بے چینی سی تڑپتی نظر آرہی تھی۔ سب کی نظریں تین سال کے معصوم بچے پر مرکوز تھیں جو اپنے انجام سے بے خبر تھا ـــــ جیسے جیسے تخت اور مجسمے کا فاصلہ کم ہوتا جارہا تھا، ڈھول پیٹنے والوں کے ہاتھوں میں تیزی آتی جارہی تھی۔ جمنا داس رک رک کر نرمل داس کو آنے والے کل کے بارے میں گر کی باتیں سمجھا رہا تھا۔ پھر اس وقت اس نے بھی خاموشی اختیار کرلی جب تخت کو مجسمے کے قریب لاکر زمین پر رکھ دیا گیا۔ ڈھول کی آواز بدستور تیز سے تیز تر ہوتی گئی ـــــ ہجوم کی نظروں میں اشتیاق اور جنون کی ملی جلی کیفیت پیدا ہورہی تھی۔

تخت زمین پر رکھا گیا تو معمر شخص نے قریب آکر بلند آواز میں کچھ پڑھنا شروع کیا۔ وہ بار بار تخت پر بیٹھے ہوئے معصوم بچے پر کچھ پھونکتا بھی جارہا تھا۔ پھر معمر شخص نے بولنا ختم کرکے دونوں ہاتھ آسمان کی سمت بلند کرلئے تو ہجوم سے چار نوجوان لڑکیوں نے نکل کر ہیجانی رقص شروع کردیا۔ بچہ جس تخت پر بیٹھا تھا وہ اس کے چاروں طرف ناچ رہی تھیں اور اپنی زبان میں کوئی مقدس گیت بھی بلند آواز میں گارہی تھیں۔

معمر حبشی اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا رہا۔ اس کے دونوں ہاتھ بدستور آسمان کی سمت اٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنے ہاتھ نیچے گرائے تو ہجوم کی طرف سے خوشی کا فلک شگاف نعرہ بلند ہوا۔ رقص کرتی ہوئی نوجوان لڑکیاں پلٹ کر دوبارہ ہجوم میں شامل ہوگئیں۔ ایک حبشی نے آگے بڑھ کر پھر وہی تیز دھار ہتھیار معمر شخص کے قدموں میں رکھ دیا جس سے وہ ایک نوجوان لڑکی اور دو بوڑھی عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔

"میرا سپنا پورا ہونے کی شبھ گھڑی قریب آرہی ہے نرمل ـــــ" جمنا داس نے دو چار قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میری کہی ہوئی باتوں کا پوری طرح دھیان رکھنا۔ بالک کا مغز کھانے میں بھی دیر مت کرنا ورنہ سب کیا دھرا خاک میں مل جائے گا۔"

نرمل داس نے اثبات میں سر کو جنبش دی پھر جمنا داس کی کلائی پر اپنی گرفت اور مضبوط کردی۔ ہجوم کے علاوہ خود اس کے دل کی حالت بھی دگرگوں ہورہی تھی۔ معمر شخص نے جھک کر تیز دھار آلہ زمین سے اٹھالیا اور آہستہ آہستہ تخت کے گرد چکر لگانے لگا۔ ہجوم میں موجود سیاہ فام حبشی اپنی اپنی جگہ کسمسانے لگے۔

وقت بڑی سست رفتاری سے گزرتا رہا۔ ہجوم کی نظریں معمر شخص کی نقل و حرکت پر مرکوز تھیں جب اچانک ہی معمر شخص کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ تیز دھار آلہ برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور تخت پر بیٹھے ہوئے بچے کے سر کا اُوپری نصف حصہ جسم سے علیحدہ ہوکر دُور جاگرا۔ اسی لمحے نیلے رنگ کی روشنی کا ایک تیز جھماکا ہوا جسے دیکھ کر ننگ دھڑنگ حبشیوں کا ہجوم ٹڈی دل کی طرح تخت کی جانب لپکا۔ عین اسی وقت جمنا داس کا سیدھا ہاتھ حیرت انگیز طور پر دراز ہوتا ہوا کھوپڑی تک پہنچ گیا اور خون آلود سر سے مغز نکال کر واپس سمٹتا ہوا نرمل داس کی نظروں کے سامنے آگیا۔

"جلدی کر پُتر ـــــ" جمنا داس نے نرمل داس سے کہا۔ "منہ کھول اور اس

انمول مغز کو حلق کے نیچے اتار لے ____ اس کے بعد وہی کچھ کرنا جو میں نے کہا تھا۔"

نرمل داس نے کسی معمول کی طرح جمنا داس کے کہنے پر عمل کیا۔ خون آلود مغز حلق سے نیچے اُتارتے ہوئے اُسے شدید ابکائی محسوس ہوئی ____ عین ممکن تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتا لیکن جمنا داس نے دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر پوری قوت سے جما دیا۔

مغز کا خون آلود لوتھڑا حلق کے نیچے اُترا تو نرمل داس کو ایک لمحے کو ایسا لگا جیسے اُس کی نس نس میں کسی آتش فشاں کا اُبلتا ہوا لاوا دوڑ گیا ہو ____ اس کے بعد اُسے صرف اتنا یاد رہا کہ جمنا داس کی ہدایت پر اُس نے اپنی آنکھیں سختی سے بھینچ لی تھیں۔ اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا تھا۔ غنودگی کی شدت نے اس کو ہر احساس سے بے نیاز کر دیا تھا ____

وہ کتنی دیر اس کیفیت سے دوچار رہا اسے اس کا بھی کچھ علم نہیں ہو سکا۔ لیکن ہوش آنے پر اُس نے خود کو ملٹری ہسپتال کے وی آئی پی وارڈ کے باہر سبزے پر کھڑا پایا تھا۔ اُس کے ذہن کے پردوں پر گزری ہوئی باتیں تصویری شکل میں اُبھرنے لگیں۔ پھر اُس کے ذہن میں جمنا داس کے کہے ہوئے آخری جملے گونجے تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باپ کے کمرے کی طرف لپکا لیکن دروازے پر پہلا قدم رکھتے ہی ایک جھٹکے سے رک گیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم اس وقت بھی وہاں موجود تھی لیکن ان کے چہروں پر مایوسی کا راج تھا۔ نرمل داس نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر باپ کے بستر کی سمت دیکھا تو اس کے دل کی دھڑکنیں اس کے قابو سے باہر ہو گئیں۔

جمنا داس کے جسم پر پڑی سفید چادر کو اُس کے چہرے کے اوپر تک کھینچ دیا گیا تھا جس کا یہی مطلب تھا کہ باپ کا سایہ اس کے سر سے ہمیشہ کے لئے اٹھ چکا ہے۔ اُس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک بڑے ڈاکٹر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"وی آر سوری مسٹر نرمل داس!" ڈاکٹر نے اُسے حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہم آپ کے والد کو تو نہیں بچا سکے۔ لیکن آپ کہاں تھے؟"

"مم ____ میں کچھ دیر کے لئے کھلی ہوا میں سانس لینے کی خاطر باہر لان میں

چلا گیا تھا۔" نرمل داس نے بڑی خوبصورتی سے بات بنائی۔

"کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں گے کہ ہم پنڈت جمنا داس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرا کے موت کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کریں؟"

"میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔" نرمل داس نے اُداس لہجے میں کہا۔ "بھگوان کو جو منظور تھا وہ پورا ہو گیا۔ اب مرنے والے کے شریر کو چیرنے پھاڑنے سے کیا حاصل ہو گا۔"

"بظاہر تو ہم بھی اس کی ضرورت نہیں سمجھتے لیکن ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"وہ کیا ____؟" نرمل داس نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"آپ کے پتا کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں پر انسانی خون کے کچھ دھبے موجود ہیں جن سے عجیب قسم کی بُو آ رہی ہے۔" بڑے ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا آپ اس کی کوئی وضاحت کر سکیں گے؟"

"جی ____ جی نہیں۔" نرمل داس نے سنبھل کر کہا۔ ڈاکٹر کی بات سن کر اس کے ذہن میں معصوم بچے کے خون آلود مغز کا تصور اُبھرا تھا۔

"آپ اپنی رسک پر پنڈت جمنا داس کو آخری رسومات کے لئے لے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے آپ کو ایک تحریر لکھ کر دینی ہو گی۔"

"کیسی تحریر ____؟" نرمل داس چونکا۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"پنڈت جمنا داس کے ہاتھ پر خون کا پایا جانا ممکن ہے کسی خاص اہمیت کا حامل نہ ہو ____" ڈاکٹر نے وضاحت کی۔ "ہو سکتا ہے کہ آپ کے پتا نے مرنے سے پیشتر اپنی زبان چبا لی ہو جس کا خون ان کے ہاتھوں پر بھی لگا ہو ____ لیکن ایک سو سال نو ماہ کی عمر کے کسی لاغر اور کمزور مریض کے سلسلے میں ہم کوئی سنگین بات نہیں سوچ سکتے ____ پھر بھی کاغذی کارروائی کی تکمیل کے لئے آپ کی تحریر کا ہماری فائل میں ہونا ضروری ہے۔"

"میں تیار ہوں۔" نرمل داس نے حامی بھر لی۔ پھر مطلوبہ تحریر لکھ کر ڈاکٹر کے حوالے کی اور باپ کی لاش کو ہسپتال کی ایمبولینس میں رکھوا کر گھر لے آیا۔

اسی رات اس نے پنڈت جمنا داس کی لاش کو کالی کے مندر کے کچھ پجاریوں اور اپنے دو چار واقف کاروں کی موجودگی میں چتا کی لکڑیوں پر رکھ کر آگ لگا دی ـــــــ چتا سے اٹھنے والے شعلے اس کے چہرے پر کپکپاتے رہے۔ آخری وقت تک وہ سر جھکائے چتا کی آگ ٹھنڈی ہونے تک موجود رہا، پھر پیتل کی ایک لٹیا میں چتا کی بچی کھچی راکھ سمیٹ کر گھر کی سمت چل دیا۔ وہ تنہا نہیں تھا۔ اس کے دوست اور پنڈت جمنا داس کے کچھ چیلے بھی اس کے ساتھ ساتھ تھے ـــــــ!!

☆❋☆

جسونت رام اپنے آفس کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا جب فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس طرح چونکا جیسے کچی نیند میں کوئی خواب دیکھتے دیکھتے آنکھ کھل گئی ہو۔ اس نے فون سیٹ کو نفرت بھری نظروں سے دیکھا۔ شاید اس وقت وہ اپنی یکسوئی میں کسی بیرونی مداخلت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ فون کی گھنٹی تھوڑے تھوڑے وقفے سے بجتی رہی، پھر خاموش ہوگئی۔

جسونت نے لمبی سانس لی پھر اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں اس وقت لاجونتی کا خیال گردش کر رہا تھا۔ گزشتہ رات بھی لاجونتی جس تکلیف دہ صورتِ حال کا شکار ہوئی تھی اس میں بھی جسونت رام کے ذاتی ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔ اگر اس کے اختیار کی بات ہوتی تو وہ روزِ اول ہی اس کوڑیالے سانپ کو گولیاں مار کر اس کا جسم چھلنی کر دیتا جو اس کی غیرت سے ناپاک کھیل کھیلنے کی غرض سے آیا تھا۔ لیکن وہ لاجونتی ہی کی خاطر سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور تھا۔ اس کی سب سے بڑی مجبوری اس کی بیوی تھی جس نے پنڈت پجاریوں سے رابطہ بڑھا کر ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے جس نے جسونت رام کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔ وہ اس منحوس لمحے کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا جب مرنے سے ایک روز قبل اس کی بیوی نے بے حد سنجیدگی سے کہا تھا۔

”میں نے ایک بار پھر وہی بھیانک سپنا دیکھا جو پہلے بھی دیکھ چکی ہوں۔“

”میری مانو تو اب بھی تم پنڈت پجاریوں سے میل جول کم کر دو۔“ جسونت رام نے بیوی کو سمجھانے کی کوشش کی۔ ”یہ منش کو پھانسنے کے کارن ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں اور بھوت کے بارے میں ایسی ایسی کہانیاں سناتے ہیں جو تم جیسی نیک عورتوں کے من میں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ اس کے بعد یہ بگلا بھگت اپنا الّو سیدھا کرتے رہتے ہیں۔“

''ہوسکتا ہے آپ کا تجربہ زیادہ ہو لیکن میں جس پنڈت کی بات کر رہی ہوں وہ سپنے میں آنے کے علاوہ مجھ سے کالی کے بڑے مندر میں بھی مل چکا ہے ____'' شانتی نے سنجیدگی سے کہا۔ ''میری نظریں دھوکا نہیں کھا سکتیں ____ وہ ہو بہو وہی پنڈت تھا جو مجھے سپنوں میں دو بار نظر آ چکا ہے۔''

''تمہاری اس کی مڈبھیڑ کب ہوئی تھی ____؟''

''دو روز پہلے ____''

''کیا کہا تھا اُس پنڈت نے ____؟''

''یہی کہ اگر لاجونتی کی شادی بیس سال کی عمر میں نہ ہوئی تو وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اپاہجوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے گی۔''

''اور تم نے آنکھ بند کر کے اس کی بات کو مان لیا۔''

''اُس نے لاجونتی کے علاوہ تمہارے بارے میں جو کچھ کہا وہ بھی سب سچ تھا۔'' شانتی نے دبی زبان میں کہا۔ ''اُس نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ تم نے اپنی پارٹی میں جو عہدہ سنبھال رکھا ہے اور دیس بھگتی کے لئے جو سیوا کر رہے ہو وہ ایک ناٹک کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

''اور کیا کہا تھا اُس پنڈت نے ____؟'' جسونت رام نے تلملا کر دریافت کیا۔

''اُس نے کہا تھا کہ تم نے جس دیس میں جنم لیا ہے اس کے کچھ اہم راز چوری کر کے پڑوسی ملک کے حوالے کرنا چاہتے ہو۔ اس کام کے لئے تم نے پڑوسی ملک کے بڑوں سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔ جنہوں نے تمہیں دھن دولت دینے کا وچن دیا ہے۔'' شانتی نے شوہر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ''کیا پنڈت نے جھوٹ کہا تھا؟''

''ہاں ____'' جسونت نے دھڑکتے دل سے جھوٹ بول کر شانتی کو ٹالنا چاہا۔ ''وہ دشٹ تمہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں میں پھانسنا چاہتا ہے ____ تم اب دوبارہ کالی کے مندر بھی نہیں جاؤ گی۔''

''میں نے کبھی تمہاری کسی بات سے انکار نہیں کیا۔ لیکن تم مجھے دیوی کے چرنوں میں جا کر اس کی پوجا سے مت روکو ____ میں بنتی کرتی ہوں۔''

''نہیں ____'' جسونت رام نے ٹھوس لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔ ''تم اب میری

اجازت کے بغیر گھر سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکالو گی ____ اور اپنی زبان بھی بند رکھو گی۔''

''پنڈت نے ایک بات اور بھی کہی تھی۔'' شانتی نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے نظریں جھکا کر کہا۔ ''وہ تمہیں ایسی مہان شکتی بھی دان کر سکتا ہے جو تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کر سکتی ہے ____ اور ____ اگر تم نے اس کا کہا نہ مانا تو بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔''

''وہ بکواس کرتا ہے ____'' جسونت رام غصے سے لال پیلا ہو کر بولا۔ ''مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ کیا نام ہے اُس کم ذات کا؟ میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا جو میری بنی بنائی عزت پر گند اُچھالنے کی کوشش کر رہا ہے۔''

''پہلی ملاقات میں اس نے مجھے نام نہیں بتایا تھا پرنتو یہ ضرور کہا تھا کہ وہ تم سے بات کرے گا۔ اس کے علاوہ اس نے میرے بارے میں بھی ایک بات بڑے وشواس سے کہی تھی ____'' آخری جملہ ادا کرتے وقت شانتی کے چہرے پر موت کے سائے کپکپانے لگے۔

''وہ کیا بات ہے ____؟'' جسونت رام نے تلملا کر پوچھا۔

''اُس نے کہا تھا کہ جب وہ تیسری بار میرے سپنے میں آئے گا تو اس کے بعد میں چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر دنیا سے سدھار جاؤں گی۔'' شانتی نے درد بھرے انداز میں شوہر کی طرف دیکھا۔ ''ہو سکتا ہے کہ پنڈت نے جھوٹ کہا ہو ____ لیکن اگر اس کا کہا سچ ثابت ہو تو تم میری لاجونتی کا دھیان رکھنا ____ پنڈت کے کہے کے انوسار بیس سال کی عمر میں اس کی شادی ضرور کر دینا ____ مجھے وچن دو کہ تم میری اس آخری اِچھا (خواہش) کو ضرور پورا کرو گے ____ میں نے ایک داسی کی طرح سارا جیون تمہاری سیوا کی ہے۔''

''پنڈت ____ پنڈت ____ پنڈت ____'' جسونت رام آپے سے باہر ہونے لگا۔ ''ان پنڈت پجاریوں نے شاید تمہاری بدھی (عقل) پلٹ کر رکھ دی ہے۔''

جواب میں شانتی نے خاموشی اختیار کر لی۔ جسونت رام غصے میں اپنی بھڑاس نکالتا رہا لیکن وہ دل ہی دل میں اس بات پر حیران بھی تھا کہ پنڈت نے جس سے وہ کبھی ملا

بھی نہیں تھا، اس کے دل کا چور کس طرح پکڑ لیا ـــــ؟ پڑوسی ملک کو اہم راز فروخت کرنے والی بات اُس نے صرف اپنی ذات تک محدود کر رکھی تھی، جس سے معاملہ طے ہوا تھا وہ بھی ایک اہم اور ذمہ دار شخصیت کا مالک تھا ـــــ پھر؟ ـــــ کسی پنڈت کو اس کی بھنک کس طرح مل سکتی تھی ـــــ؟ اس کے ذہن میں شانتی کا کہا ہوا وہ جملہ بھی گونج رہا تھا جس میں سپنا دیکھنے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس کے مرجانے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

جسونت رام کانٹوں پر لوٹ رہا تھا ـــــ اس کے ذہن میں آندھی کے جھکڑ چل رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں پرارتھنا کر رہا تھا کہ شانتی کے سلسلے میں پنڈت کی کہی ہوئی بات غلط ثابت ہو۔ شانتی اس کی جیون ساتھی ہی نہیں، اس کی دولت بھی تھی۔ اس نے جسونت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دی تھیں ـــــ جسونت کے شانہ بشانہ چلنے کی عادی تھی۔ اس کے ہر دکھ درد کا خیال رکھتی تھی۔ کبھی شوہر کے مقابلے میں اس نے اپنی آواز اونچی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کرتے تھے۔

اس روز جسونت رام نے شانتی کو ایک پل کے لئے بھی اپنی نظروں کے سامنے سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ شام کی چائے بھی دونوں ایک ساتھ ہی پی رہے تھے جب شانتی نے اچانک گھبرائے ہوئے لہجے میں جسونت سے کہا تھا۔

''میں ایک کوڑیالے سانپ کو دیکھ رہی ہوں جو لہراتا ہوا مجھے ڈسنے کی خاطر میرے قریب آرہا ہے۔ مجھے بچالو جسونت! ابھی میں مرنا نہیں چاہتی ـــــ ابھی مجھے اپنی لاجو کا بیاہ بھی کرنا ہے ـــــ بھگوان کے لئے میری سہاتا کرو۔''

شانتی کی نظریں لان کی سمت کھلنے والے دروازے کی طرف مرکوز تھیں۔ اس کے چہرے پر خوف اور دہشت کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے جارہے تھے۔ جسونت رام نے گھبرا کر ہر طرف دیکھا لیکن اُسے کوئی سانپ نظر نہیں آیا۔

''بچوں جیسی باتیں مت کرو شانتی ـــــ!'' اس نے بڑے پیار سے کہا۔ ''تم جو سانپ دیکھ رہی ہو وہ صرف تمہارا وہم ہے۔ میں ہوں نا تمہارے پاس۔''

''بچ ...... بچ ...... بچاؤ ...... بچاؤ......'' اچانک شانتی ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی

اٹھی۔ اُس نے اندر کی طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن میز اور کرسیوں سے الجھ کر زمین پر گر پڑی۔

جسونت رام بھی بوکھلا کر اٹھا ـــــ اُس نے بازوؤں کا سہارا دے کر شانتی کو اٹھانے کی کوشش کی تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ شانتی کی چیخ بند ہو چکی تھی۔ اس کے منہ سے نیلے رنگ کا جھاگ اُبل رہا تھا۔ پورا جسم پل بھر میں اکڑ کر رہ گیا۔ جسونت رام دیوانہ ہو گیا۔ شانتی کو کمرے میں پہنچا کر اس نے ڈاکٹر کو فون کیا۔ پھر جب ڈاکٹر نے آکر معائنے کے بعد اس بات کی تصدیق کی کہ موت کسی انتہائی زہریلے سانپ کے ڈسنے سے واقع ہوئی ہے تو جسونت رام کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

لاجونتی ماں کی لاش سے لپٹی بلک رہی تھی اور جسونت رام اس نادیدہ پنڈت کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کا کہا سچ ثابت ہو چکا تھا۔

شانتی کا کریا کرم ہونے کے ٹھیک ایک ہفتے کے بعد بدھ کے دن جسونت رام کو پہلی بار اسی پراسرار پنڈت کا فون ریسیو ہوا۔ وہ بڑے گھمنڈی انداز میں کہہ رہا تھا۔

''کیوں جسونت رام؟ ـــــ کیا اب بھی تم یہی کہو گے کہ پنڈت پجاری اپنی چکنی چپڑی باتوں سے سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے چنگل میں پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں؟''

''کون ہو تم ـــــ؟'' جسونت رام نے مٹھیاں بھینچ کر سخت لہجے میں پوچھا۔

''تم چاہو تو مجھے اپنا متر (دوست) بھی سمجھ سکتے ہو ـــــ میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ گے تو ہمیشہ فائدے میں رہو گے۔'' ریسیور پر ایک سرسراتی آواز اُبھری۔ ''میں تمہیں ایسی شکتی بھی دان کر سکتا ہوں کہ تم جو چاہو گے وہ پورا ہو گا ـــــ اپنی جنم بھومی کے جو راز چرا کر تم دشمنوں کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے ہو اس میں بھی تمہیں کوئی دشواری نہیں ہو گی ـــــ کوئی تمہارے اوپر انگلی نہیں اٹھائے گا ـــــ تم چین کی بنسری بجاتے رہو گے۔''

''میرا خیال ہے تم کسی بڑی غلط فہمی کا شکار ہو۔'' جسونت رام نے سنبھل کر جواب دیا۔ ''میں نے جس دیس کی دھرتی پر جنم لیا ہے اس کے ساتھ غداری کرنا گھور پاپ سمجھتا ہوں۔''

''ایک بار پھر اپنے من کے بھیتر (اندر) ٹٹول کر دیکھ لو____اس بات پر بھی وچار کرو کہ اگر تمہارے اور جے پرکاش کے گٹھ جوڑ کا سراغ کسی اور کو مل گیا تو تمہارا انجام کیا ہوگا____؟''

''تم____'' جسونت رام، جے پرکاش کا نام سن کر بوکھلا گیا۔ مفاہمت کا انداز اختیار کر کے بولا۔ ''تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

''اتنی جلدی سیدھے راستے پر آ گئے!____'' دوسری جانب سے طنزیہ لہجے میں جواب ملا۔ ''ابھی تو میں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ تم اہم راز چرانے کی خاطر کیا ناٹک رچانے کا سوچ رہے ہو۔''

''کیا ہم فون کی بجائے کہیں مل بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے؟'' جسونت رام نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

''نہیں____'' سپاٹ آواز میں جواب ملا۔ ''میں کبھی تمہارے سامنے اپنے اصلی روپ میں نہیں آؤں گا____ پرنتو تم نے شانتی کی موت کے بعد میری مہان شکتی کا اندازہ ضرور لگا لیا ہوگا____ کیوں جسونت____ میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟''

''شانتی کی موت سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا____؟'' جسونت رام نے جھلا کر دریافت کیا۔ وہ اندر سے بری طرح سہم گیا تھا۔ جے پرکاش کے حوالے نے اُس کے سارے کس بل نکال دیئے تھے۔ ہر صورت میں اس نادیدہ پنڈت کو قابو کرنا اس کے لئے بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ اہم راز چرانے والی بات اگر اوپر تک پہنچ جاتی تو جسونت رام کے ساتھ حکومت کوئی رعایت کبھی نہ کرتی۔ اس کی زبان کھلوانے کی خاطر حساس ادارے کے اہلکار جو سلوک کرتے وہ اس کے تصور ہی سے کانپ اٹھا تھا۔ شانتی کی موت اس بات کا کھلا ثبوت تھی کہ پراسرار پنڈت اس کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جانکاری رکھتا ہوگا۔

''جو جیون سے منہ موڑ چکی ہے اسے بھول جاؤ____ جو زندہ ہے اس کی بات کرو۔''

''کیا مطلب____؟'' جسونت رام پراسرار پنڈت کا جواب سن کر چونک اٹھا۔

''میں لاجونتی کی بات کر رہا ہوں____'' دوسری طرف سے نہایت اطمینان سے

کہا گیا۔ ''کیا مرنے والی نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ میں نے لاجونتی کے بھوش کے سلسلے میں اس سے کیا بات کی تھی؟''

''ہاں____ شانتی نے کہا تھا کہ اگر بیس سال کی عمر میں لاجونتی کی شادی نہ کی گئی تو وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اپاہجوں جیسا جیون بتانے پر مجبور ہو جائے گی۔'' جسونت رام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''تم چنتا مت کرو____ میں جانتا ہوں کہ لاجونتی کو کسی جنجال سے بچانے کے کارن کیا کرنا ہے۔'' جواب میں سنجیدگی سے کہا گیا۔ ''سات روز بعد آج ہی کے دن میں رات کو نو اور دس بجے کے درمیان کسی وقت لاجونتی سے ملنے آؤں گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب میں اس سے ملوں تو وہ پوری طرح ہوش میں نہ ہو۔ اس کا بندوبست کرنا تمہاری ذمہ داری ہوگی____ تم کوئی خواب آور دوا اُسے ٹانک کے نام سے دے سکتے ہو۔''

''ابھی تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے ملنے کو تیار نہیں ہو____؟'' جسونت رام نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم مجھے میرے اصلی روپ میں کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔''

''پر میں تمہیں پہچانوں گا کس طرح؟'' جسونت رام نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔

''میں کوڑیالے سانپ کا روپ دھار کر آؤں گا۔'' اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم مجھے دیکھنے کے بعد لاجونتی کے پاس سے ہٹ جانا۔ اسی میں تمہاری اور لاجونتی دونوں کی مکتی ہے۔''

''تم____'' جسونت رام نے چونک کر پوچھا۔ ''کیا تم شیش ناگ قسم کی کوئی چیز تو نہیں ہو____؟''

''اس چکر میں مت پڑو جسونت____ آنکھیں بند کر کے کیول وہی کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔''

''اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو____؟'' جسونت رام نے تلملا کر سوال کیا۔

''تو تمہارا انجام بھی سادھنا کی ماں سے مختلف نہیں ہوگا۔'' ریسیور پر بڑی زہریلی

آواز اُبھری۔ ''کیا تم پسند کرو گے کہ سادھنا کو یہ راز معلوم ہو جائے کہ تم ہی نے اس کی ماں کو اپنے راستے سے ہٹا کر اسے اپنی سیکرٹری اور رکھیل بنا رکھا ہے____''

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بے بسی کے عالم میں کسمسانے لگا۔

''چپ کیوں ہو گئے____؟'' دوسری جانب سے سرد آواز میں کہا گیا۔ ''میں چاہتا تو تمہارا یہ بھید شانتی کو بھی بتا سکتا تھا پرنتو وہ اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ لاجونتی کے بارے میں کیا خیال ہے____؟ اس کو اگر حالات کا علم ہو تو کیا وہ تمہیں شما کر دے گی؟''

''تم سادھنا کی ماں کو کس طرح جانتے ہو____؟'' جسونت رام نے شکست خوردہ انداز میں دریافت کیا پھر سنبھالا لے کر بولا۔ ''تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کا کیا ثبوت ہے تمہارے پاس____؟''

''سب سے بڑا ثبوت خود سادھنا ہے____ تم اس سے گردھاری کے بارے میں پوچھنا۔ میں تم سے کل اسی سمے دوبارہ بات کروں گا۔ مجھے پورا وشواس ہے کہ کل تم کسی سدھائے ہوئے پالتو جانور کی طرح میرے سامنے دُم ہلانے پر مجبور ہو جاؤ گے۔'' جملے کے خاتمے کے ساتھ ہی دوسری جانب سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔

حکومت کے اہم راز چوری کرنے کے حوالے کے بعد شانتی کی موت نے پہلے ہی جسونت رام کے سارے کس بل نکال دیئے تھے۔ سادھنا کی ماں والی بات نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی____ جسونت رام بھنا کر رہ گیا۔ کچھ دیر تک وہ کسی چوٹ کھائے ہوئے زخمی درندے کی طرح ٹہلتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھا کر سادھنا کو طلب کیا جو اس کی آفس سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی دوسری تمام خواہشات پوری کرنے پر بھی ہر وقت آمادہ رہتی تھی۔ جسونت رام کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا سہارا بھی نہیں رہ گیا تھا۔

سادھنا کمرے میں داخل ہوئی تو جسونت رام نے اُسے سر سے پاؤں تک بہت غور سے دیکھا۔ آفس سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اس وقت بھی وہ خاصی اسمارٹ نظر آ رہی تھی۔ عارضی میک اپ نے اس کے خدوخال کو بھی بہت خوبصورت بنا دیا تھا۔

''خیریت تو ہے____؟'' اس نے باس کی نظروں کے تاثر کو محسوس کرتے ہوئے

پوچھا۔ ''آج مجھے اتنے غور سے کیوں دیکھ رہے ہو____؟''

''کیا تم گردھاری نام کے کسی پنڈت سے واقف ہو____؟'' جسونت رام نے کسی تمہید کے بغیر گردھاری کا نام لیا تو سادھنا ایک لمحے کو گڑبڑا کر رہ گئی۔ اس کے وجود میں گردھاری کا نام سن کر جوار بھاٹے کی کیفیت پیدا ہونے لگی۔ گزری ہوئی تلخ یادوں کا تلخ تصور اُسے ڈسنے لگا۔

''کیا سوچ رہی ہو____؟'' جسونت رام نے اُسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ ''میں نے تم سے گردھاری نامی کسی پنڈت کے بارے میں دریافت کیا تھا۔''

''وہ____ پنڈت نہیں____ صرف گردھاری تھا۔'' سادھنا نے اٹک اٹک کر جواب دیا پھر تھوڑے توقف سے خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔ ''وہ میری ودھوا اور سورگ باشی ماں کا پریمی تھا۔ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن ماں نے دھرم کے رسم و رواج سے ڈر کر اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ماں کے بار بار انکار کرنے کے باوجود وہ اپنی ضد پر اڑا رہا پھر____'' سادھنا نے بڑے ضبط سے کام لے کر کہا۔ ''ماں کے پُراسرار قتل کے بعد وہ کہیں غائب ہو گیا تھا____ دس سال تک کہیں چھپا بیٹھا رہا____ شاید وہی میری ماں کا قاتل ہو لیکن میں وشواس سے نہیں کہہ سکتی۔ اسی کارن میں نے پولیس والوں کے سامنے بھی زبان نہیں کھولی تھی۔'' سادھنا نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ ''تم نے اس آڑے وقت میں اگر میری سہائتا نہ کی ہوتی تو شاید میں بھی____''

''کیا ماں کی موت کے بعد وہ دوبارہ تمہیں کبھی کہیں نظر نہیں آیا____؟''

''تم نے اسے ابھی پنڈت کہا تو میں پھر سوچ میں پڑ گئی ہوں۔'' سادھنا نے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ ''دو مہینے پہلے کی بات ہے جب میں دُرگا پوجا کے موقع پر بڑے مندر گئی تھی____ وہاں میں نے پنڈت نما ایک شخص کو دیکھا جو ہو بہو گردھاری سے ملتا جلتا تھا۔ میں نے پہلی نظر میں بھی اسے سو فیصد گردھاری ہی سمجھا تھا۔ میں نے دل میں یہی سوچا کہ شاید اس نے داڑھی بڑھا کر اور چولا بدل کر ایک نیا روپ اختیار کر لیا ہے تاکہ پولیس کی نظروں سے بچ سکے۔''

''کیا تم نے اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی____؟'' جسونت رام نے

دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

''کی تھی ـــــ لیکن اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا۔'' سادھنا نے اُداس لہجے میں جواب دیا۔ ''مجھے اچانک اپنے سامنے دیکھ کر ایک پل کو وہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر اس نے اپنے اور میرے درمیان اجنبیت کی ایک دیوار کھڑی کر لی۔ مجھے پہچاننے یا جاننے سے صاف مُکر گیا ـــــ منہ موڑ کر دوسرے پنڈت پجاریوں کی بھیڑ میں گم ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔''

''اس کے بعد پھر تم نے کبھی اسے دیکھا ـــــ؟''

''نہیں۔'' سادھنا نے صاف گوئی سے کام لیا۔ ''میں دُرگا پوجا کے بعد بھی دو تین بار مندر گئی لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ میں نے کچھ پجاریوں سے بھی اس کے بارے میں معلوم کیا لیکن سب نے ایک ہی جواب دیا ـــــ وہ گردھاری نامی کسی پنڈت سے واقف نہیں تھے۔''

جسونت پھر کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔ فون پر پراسرار پنڈت سے ہونے والی گفتگو کے بعد سادھنا کی باتوں سے اُسے اس بات کا اطمینان ضرور ہو گیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے اصلی قاتل سے ناواقف تھی لیکن گردھاری اگر وہ نہیں تھا جسے سادھنا نے مندر میں دیکھا تھا تو پھر پراسرار پنڈت نے خاص طور پر سادھنا کا حوالہ کیوں دیا تھا؟ ـــــ وہ کیا بات ثابت کرنا چاہتا تھا؟

جسونت رام اپنے خیالوں میں گم تھا جب سادھنا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

''تم نے آج اتنے عرصے کے بعد گردھاری کے بارے میں کیوں پوچھا؟ کیا تم اس سے واقف ہو؟ کیا میرا شبہ درست ہے کہ وہی میری ماں کا قاتل تھا اور اب پنڈت کا روپ بدل کر چھپتا پھر رہا ہے ـــــ؟''

''پریشان مت ہو میری جان!'' جسونت نے سادھنا کو ٹالنے کی خاطر بڑے پیار سے ایک خوبصورت بہانہ تراشا۔ ''تمہاری ماں کا قاتل میرا دوست کبھی نہیں ہو سکتا۔ گردھاری کی بات میں نے اس لئے چھیڑی تھی کہ مجھے ایک خاص ذریعہ سے اس کے خلاف کچھ اشارے ملے ہیں ـــــ تم نسچِت (بے فکر) ہو جاؤ، اگر تم نے گردھاری کی شناخت کرنے میں دھوکا نہیں کھایا تو پھر وہ اپرادھی میرے اور پولیس کے ہاتھوں سے

نہیں بچ سکے گا لیکن ـــــ تم اپنی زبان بند ہی رکھنا۔'' جسونت نے چالبازی سے کام لیا۔ ''اگر اس بہروپئے کو شبہ بھی ہو گیا کہ ہم اس کی اصلیت جان چکے ہیں تو پھر وہ پہلی فرصت میں تمہیں بھی راستے سے ہٹانے کی کوشش ضرور کرے گا۔''

''میں سمجھ رہی ہوں ـــــ'' سادھنا نے سادگی اور معصومیت سے جواب دیا۔ ''تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گی۔''

وقتی طور پر جسونت رام نے خود کو بھی بہلا لیا تھا اور سادھنا کو بھی زبان بند رکھنے کی تاکید کر دی تھی لیکن اس کا سکون زیادہ دیر برقرار نہیں رہ سکا۔ وہ رات اُس نے جاگ کر گزاری ـــــ پراسرار پنڈت کی قوت کا اندازہ وہ شانتی کی موت کے بعد ہی لگا چکا تھا۔ جو پراسرار طاقت نظر آئے بغیر سانپ بن کر اپنا زہر شانتی کے جسم میں اتار سکتی تھی وہ اور بہت کچھ بھی کر سکتی تھی۔ جن باتوں کا ذکر اس نے فون پر کیا تھا وہ غلط نہیں تھیں۔ اگر حالات منظر عام پر آ جاتے تو جسونت رام کے پاس سوائے خودکشی کرنے کے اور کوئی راستہ بھی باقی نہ رہتا۔ وہ نظر آنے والی بڑی سے بڑی قوت سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتا تھا لیکن کسی نادیدہ اور پراسرار قوت سے ٹکرانا اس کے بس کی بات نہیں تھی ـــــ شانتی کے بعد وہ لاجونتی کو بھی شکار کر سکتا تھا ـــــ یہ احساس ہی جسونت رام کے کس بل نکالنے کے لئے بہت تھا۔

ساری رات وہ پریشان خیالات میں الجھا رہا۔ گردھاری کی گتھی سلجھانے میں خود الجھتا رہا۔ پھر دوسرے دن جب دیئے گئے وقت کے مطابق فون کی گھنٹی بجی تو جسونت رام کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس نے سہمی ہوئی نظروں سے فون کی سمت دیکھا۔ اس کے پاس بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا چنانچہ آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے ہاتھ سے ریسیور اُٹھا لیا۔

''جسونت رام ـــــ'' اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''گردھاری بول رہا ہوں۔'' ریسیور پر پراسرار پنڈت کی آواز اُبھری۔ ''سادھنا سے بات ہو گئی تمہاری ـــــ؟''

''تت...... تم لاجونتی سے کیوں ملنا چاہتے ہو ـــــ؟'' جسونت رام نے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح دریافت کیا۔ ''اس ملاقات کے لئے تم نے لاجونتی کو بے

ہوشی کی دوا پلانے کی شرط کیوں رکھی ہے ـــــ؟ مجھے کھل کر بتاؤ ـــــ تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں سات بدھوار تک لاجونتی کا خاطر خواہ علاج کروں گا ـــــ اس کے شریر میں وہ شکتی پیدا کروں گا جو تمہارے بہت کام آئے گی ـــــ فی الحال تمہارے لئے اتنا ہی جان لینا کافی ہے ـــــ کیوں؟ کیسے؟ اور کس لئے؟ کے چکر میں مت پڑو۔" اس بار سرد اور سفاک لہجے میں کہا گیا۔ "جو منش ایک سانپ کا رُوپ دھار سکتا ہو ـــــ نظر آئے بغیر شانتی کو ڈس سکتا ہو، وہ لاجونتی تک پہنچنے کے لئے ایک نہیں، ہزاروں راستے بھی تلاش کر سکتا ہے۔ پرنتو ایسی صورت میں مجھے تمہیں کوئی ایسا سبق بھی سکھانا پڑے گا جو تمہاری آنکھیں کھول سکے ـــــ اب تمہارا آخری جواب کیا ہے ـــــ؟"

"کیا سات بدھوار کے بعد تم لاجونتی کا پیچھا چھوڑ دو گے؟" جسونت رام نے مُردہ آواز میں سوال کیا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔"

"مجھے ایک وچن دو ـــــ" جسونت رام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "تم لاجونتی کی زندگی برباد نہیں کرو گے۔"

"میری کچھ باتیں دھیان سے سنو ـــــ" دوسری جانب سے جسونت رام کی خواہش کو یکسر نظر انداز کر کے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔ "تم آج رات نو بجے کے بعد سے اپنے گھر میں سب کا داخلہ بند کر دو ـــــ میں بدھوار کے روز سانپ کے روپ میں تمہیں اپنا درشن کرانے آؤں گا۔ میری مرضی کے خلاف اگر تم نے اپنے من میں بھی کچھ الٹا سیدھا سوچا تو پھر اس کے خطرناک نتائج کی ذمہ داری بھی تمہارے اوپر ہوگی۔"

اس کے بعد دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ جسونت رام کے پاس پراسرار پنڈت کی ہدایت پر عمل کرنے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ حالات کی نزاکت نے اُسے مجبوراً ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کر دیا تھا ـــــ!

پانچ بدھ گزر چکے تھے۔ لیکن جسونت رام کی بے چینی کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنے آفس کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھا پراسرار پنڈت کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ اس کا دل یہی گواہی دے رہا تھا کہ اس کے گرد کوئی

خطرناک جال بُنا جا رہا ہے جس میں پوری طرح الجھ جانے کے بعد وہ بے بس ہو کر ہاتھ پاؤں چلانے سے بھی مجبور ہو جائے گا۔ اُس کے ذہن میں اپنے بچاؤ کے مختلف طریقے اُبھر رہے تھے لیکن تھوڑے سوچ بچار کے بعد وہ ان پر عمل کرنے کے ارادے کو ترک کر دیتا تھا۔ پھر اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں بڑی سرعت سے اُمید کی آخری کرن بن کر اُبھرا۔ "کیا کالی کی مہان شکتی میری اُلجھن کی کوئی سلجھن نہیں نکال سکتی ـــــ؟" اس خیال کے ذہن میں اُبھرتے ہی جسونت رام کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بھاری بوجھ اس کے سر سے اتر گیا ہو ـــــ!!

......❁......

میجر خان لیاقت ٹھیک ساڑھے تین بجے پروفیسر درانی کے ساتھ بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا۔ ڈارک اسٹیل گرے کلر کے سفاری سوٹ میں اس کی شخصیت بے حد پُروقار نظر آ رہی تھی۔ وہ نکلتے ہوئے قد اور ٹھوس جسم کا مالک تھا۔ نظروں سے ذہانت ٹپکتی تھی۔ اس کی عمر بیالیس سال تھی۔ بولنے کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خوش مزاج ہونے کے باوجود ہر شخص سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں تھا۔

چائے کی میز پر پروفیسر درانی کی بیوی عاصمہ بھی موجود تھی۔

"سنا ہے کہ آپ کسی کی سفارش قبول نہیں کرتے ـــــ؟" عاصمہ نے چائے کے دوران سوال کیا۔

"ایسا بھی نہیں ہے ـــــ" میجر لیاقت نے زیرِ لب مسکرا کر نرم آواز میں کہا۔ "اگر سفارش میں وزن ہو اور اس سے ملک اور قوم کو کوئی نقصان نہ ہو یا کسی مجرم کے ساتھ رعایت کا مسئلہ درپیش نہ ہو تو میں لوگوں کی درخواست پر ٹھنڈے دل سے غور بھی ضرور کرتا ہوں۔"

"اگر میں آپ سے کسی کے خلاف ٹھوس ثبوت پیش کر کے اسے راہِ راست پر لانے کی بات کروں تو ـــــ؟"

"ثبوت کی کیا ضرورت ہے ـــــ آپ کا ایک اشارہ ہی کافی ہوگا۔"

"سوچ لیں ـــــ کہیں بعد میں گھٹنا پیٹ کی طرف جھکنے والی مثال آپ کے راستے میں حائل نہ ہو جائے۔" عاصمہ نے مسکرا کر کہا تو میجر لیاقت ایک لمحے کو اپنی جگہ کسمسا کر

رہ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ جملے کی ساخت پر غور کرنے کے بعد بڑی انکساری سے بولا۔

''آپ جس حیثیت کی مالک ہیں وہ میرے لئے قابل احترام ہے لیکن ____''

''پہلے معلوم تو کر لو کہ مجرم کون ہے اور شکایت کس نوعیت کی ہے ____؟'' پروفیسر درانی نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے میجر لیاقت کی بات کاٹی۔

''میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔'' میجر لیاقت نے سنبھل کر کہا۔ ''جب شکایت آپ کی مسز کر رہی ہیں تو پھر اس میں شک وشبے کی کوئی گنجائش بھی نہیں ہوگی۔''

''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔'' عاصمہ نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ ''جرم کسی بھی نوعیت کا ہو، قانون میں اس کی کوئی نہ کوئی سزا تو ضرور ہوگی۔''

''بالکل ہوگی ____ اگر نہ ہوئی تو آپ کے حکم کے بعد گنجائش بھی نکالی جا سکتی ہے لیکن اس میں ایک قباحت ہے۔''

''وہ کیا ____؟''

''بزرگوں کا قول ہے کہ انسان جس شاخ پر بیٹھا ہو اس کو کاٹنا اس کے اپنے لئے بھی خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔'' میجر لیاقت نے محاورے کا جواب محاورے سے دیا تو پروفیسر درانی کے سوا خود عاصمہ بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں۔

ناشتے کی میز پر اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر پروفیسر درانی میجر لیاقت کو لے کر اپنی لیبارٹری میں آ گیا اور اب میجر لیاقت اس ٹیپ کو تیسری بار بے حد توجہ سے دیکھ رہا تھا جس کی خاطر پروفیسر درانی نے اُسے بلایا تھا۔ تقریباً چالیس منٹ تک مکمل سکوت طاری رہا پھر پروفیسر درانی نے سنجیدگی سے کہا۔

''میں نے یہ مناظر تین بار ریکارڈ کئے ہیں جس میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔''

میجر لیاقت پوری توجہ سے ایک ایک بات کو ذہن نشین کر رہا تھا۔

''جو کچھ تم نے ابھی دیکھا وہ عام طور پر رات کو نو اور ساڑھے دس کے درمیان ریکارڈ کیا گیا ہے۔'' پروفیسر نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ پراسرار مناظر تینوں بار بدھ کے روز دیکھے گئے ہیں۔ دوسرے چھ دنوں میں مجھے صرف رات کالی کرنی پڑی تھی۔''

میجر لیاقت نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے پر گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی۔ چہرے کے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔

''تم نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی ____؟'' پروفیسر درانی نے تھوڑے توقف کے بعد سوال کیا۔ ''سیاہ لکیروں اور قدموں کے نشانات کے بارے میں تم کس نتیجے پر پہنچے ہو؟''

''میرے لئے یہ مناظر پراسرار ہونے کے علاوہ انتہائی اہم بھی ہیں۔'' میجر لیاقت نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''ہوسکتا ہے کہ جو رائے میں نے قائم کی ہے وہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ سیاہ لکیر کسی سانپ کے رینگنے کی ہوسکتی ہے۔''

''اور قدموں کے نشانات ____؟''

''وہ بھی کسی پراسرار شخص کے ہوں گے جو نظر نہیں آتا۔''

''اور ان دونوں کا آپس میں کیا تعلق ہوسکتا ہے؟'' پروفیسر درانی نے سوال کیا۔

''فی الحال میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ دونوں نشانات کسی ایک ہی پراسرار وجود کے دو مختلف روپ ہیں۔''

''کیا تم اس کی وضاحت کرو گے؟'' پروفیسر نے دلچسپی لیتے ہوئے اصرار کیا۔

''ایک محتاط اندازے کے مطابق میں یہی کہوں گا کہ کوئی پراسرار وجود سانپ کی شکل میں جسونت رام کی کوٹھی میں داخل ہوتا ہے لیکن واپسی میں اس کی شکل نادیدہ انسانوں کی طرح ہوتی ہے جو صرف اپنے قدموں کے نشانات چھوڑتا جاتا ہے۔''

''کیا تم اس نظریئے کو مانتے ہو کہ کوئی سانپ جسے دیو مالائی کہانیوں میں شیش ناگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ وہ سو سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد جو بھی روپ چاہے اختیار کر سکتا ہے؟''

''ذاتی طور پر میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن آپ نے جو مناظر اس قدر محنت اور جانفشانی سے عکس بند کئے ہیں انہیں دیکھنے کے بعد ہمیں کسی بھی زاویئے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ آخری ٹیپ میں جسونت رام اور ڈیوٹی گارڈ کے مکالمے بھی موجود ہیں۔''

"کیا تم صرف جسونت رام کی موجودگی کی وجہ سے کسی شیش ناگ کے تصور کو تسلیم کر رہے ہو؟" پروفیسر درانی نے پہلو بدل کر دریافت کیا۔

"میں ایسا سوچنے پر مجبور ہوں سر——" میجر لیاقت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "جسونت رام کی مسز شانتی دیوی کی پراسرار موت کے سلسلے میں بھی کسی ایک ایسے ہی زہریلے سانپ کے ڈسنے کی وجہ ایک مستند ڈاکٹر کے حوالے سے درج ہے جو کہ نظر نہیں آیا تھا۔ بعد میں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں بھی موت کا سبب کسی زہریلے سانپ کا ڈسنا ہی قرار دیا گیا تھا۔"

"میں مسز جسونت رام کی فائل بھی دیکھ چکا ہوں۔" پروفیسر درانی نے کہا۔ "فائل کی رپورٹ کے مطابق شانتی کی موت کے وقت جائے وقوعہ پر مرنے والی اور جسونت رام کے علاوہ کوئی تیسری شخصیت موجود نہیں تھی—— کیا یہ ممکن نہیں کہ خود جسونت رام نے کسی خاص اور ذاتی نوعیت کی مصلحت کی بنا پر شانتی کے جسم میں اسنیک پوائزن (SNAKE POISON) انجکٹ کیا ہو اور بعد میں ایک فرضی اور من گھڑی کہانی سنا دی ہو——؟"

"اگر میں نے آپ کی تینوں ٹیپ نہ دیکھی ہوتیں تو ممکن تھا کہ میں بھی آپ کی بات سے اتفاق کر لیتا۔"

"کیا مطلب——؟" پروفیسر نے میجر لیاقت کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں گستاخی کی معافی چاہوں گا سر!—— لیکن کیا جسونت رام کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ اس کی کوٹھی کے مناظر کو باقاعدہ ٹیپ کر رہے ہیں——؟"

"میرا خیال ہے نہیں۔ بلکہ مجھے پورا یقین ہے کہ جسونت رام کے فرشتوں کو بھی میری خفیہ مصروفیات کا علم نہیں ہو سکتا۔" پروفیسر درانی نے پورے اعتماد سے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں جسونت رام کو تیسری ٹیپ میں کوٹھی سے نکل کر اپنے ڈیوٹی گارڈ سے کسی شخص کی موجودگی کے بارے میں استفسار کی کیا ضرورت تھی——؟" میجر لیاقت نے اپنی بات جاری رکھی۔ "جسونت رام کا سامنے آنا میرے اس شبہے کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی زاویے سے خود بھی سیاہ لکیر اور انسانی قدموں کے نشانات سے

کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور رکھتا ہے۔"

"اگر شانتی کے سلسلے میں اس کے ہاتھ صاف ہیں تو پھر وہ پولیس کو اپنی مدد کے لئے کیوں نہیں طلب کرتا؟"

"ہمیں اسی ایک پوائنٹ کو بیس بنا کر سوچنا پڑے گا۔" میجر لیاقت نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ نادیدہ قوتوں نے جسونت رام کو زبان بند رکھنے پر مجبور کر دیا ہو۔"

"اس خیال کی کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی تمہارے ذہن میں۔"

"جی ہاں——" میجر لیاقت نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "شانتی دیوی کی پراسرار موت کے بعد ہی جسونت رام نے رات نو بجے کے بعد اپنی کوٹھی میں کسی بھی فرد کا داخلہ بند کر دیا تھا۔ اب آپ کا بھی یہی بیان ہے کہ آپ نے جو مناظر عکس بند کئے ہیں وہ بھی رات نو بجے کے بعد ہی کے ہیں۔"

"کیا شانتی کی فائل بھی تمہارے پاس ہے——؟"

"جی نہیں—— ڈاکٹر کی تصدیق، جسونت رام کے بیان اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد اسے داخل دفتر کر دیا گیا ہے لیکن میں نے اپنے لئے ایک نقل ضرور حاصل کر لی ہے۔"

لیبارٹری میں کچھ دیر خاموشی طاری رہی، پھر پروفیسر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ایک بات پھر بھی مجھے پریشان کر رہی ہے—— تمہاری طرح میں نے بھی سیاہ لکیر اور قدموں کے نشانات کے بارے میں ایک ہی رائے قائم کی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی طاغوتی قوت سانپ کی صورت میں کوٹھی میں داخل ہوتی ہے تو اسے انسانی قدموں کی صورت باہر واپس جانے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے؟"

"ہم جلد بازی میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے——" میجر لیاقت نے محتاط لہجہ اختیار کیا۔ "جسونت رام آپ کی طرح میری لسٹ پر بھی ہے۔ میں ابھی یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے شبہ ہے کہ وہ اپنی عوامی حیثیت کی آڑ میں کچھ ایسی سرگرمیوں میں بھی ملوث ہے جو ہمارے ملک کے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہیں۔"

"وہاٹ——؟" پروفیسر درانی چونکا۔ "کیا تم مجھے حالات سے........"

"آئی ایم سوری سر!——" میجر لیاقت نے سپاٹ آواز میں تیزی سے جواب دیا۔ "قبل از وقت میں اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"یو آر رائٹ۔" پروفیسر نے کسمسا کر کہا۔ "حساس معاملات میں ہمیں آخری وقت تک انتہائی رازداری سے کام لینا چاہئے—— لیکن میں تم پر مکمل اعتماد کرتا ہوں اس لئے یہ بتانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا کہ شانتی نے مرنے سے قبل ایک بار مجھے فون کیا تھا۔"

"کس سلسلے میں——؟" میجر لیاقت نے تیزی سے دریافت کیا۔ "کیا مرنے والی نے جسونت کے بارے میں کوئی اہم انکشاف بھی کیا تھا؟—— کوئی ایسی اہم بات جو ہمارے کام آسکے——؟"

"نہیں——" پروفیسر نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "مرنے والی نے جسونت رام کے خلاف کوئی بات نہیں کی تھی۔ لیکن اُس نے مجھ سے جو درخواست کی تھی اس کی روشنی میں یہ ضرور سوچا جا سکتا ہے کہ اسے بھی شوہر کی خفیہ سرگرمیوں کا کچھ نہ کچھ علم ضرور تھا ورنہ وہ اپنے گھریلو معاملات میں مجھے اعتماد میں لینے کی غلطی بھی کبھی نہ کرتی۔"

"شانتی دیوی نے آپ سے کیا بات کی تھی؟" میجر لیاقت نے بے چینی سے پوچھا۔

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرا اندازہ ہے کہ مرنے والی کو اپنے پراسرار انجام کا شبہ ہو گیا تھا۔"

میجر لیاقت نے اس بار کوئی سوال نہیں کیا لیکن اس کی پُرتجسس نظریں بدستور پروفیسر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ شانتی نے مجھے پہلا اور آخری فون اپنے مرنے سے غالباً ایک ہفتہ قبل کیا تھا۔ جانتے ہو اس نے کیا کہا تھا؟"

"جی نہیں——"

"اُس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو جائے تو میں لاجونتی کا خیال رکھوں۔" پروفیسر نے ایک لمبی سانس لے کر اپنا جملہ مکمل کیا۔

"کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ نے جواب میں کیا کہا تھا؟" میجر لیاقت نے

سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہی جو مجھے کہنا چاہئے تھا——" پروفیسر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں نے مرنے والی سے صاف طور پر یہی کہا تھا کہ میں اس کے گھریلو معاملات میں بلاوجہ دخل دینا مناسب نہیں سمجھتا۔"

"کیا اس نے کوئی وجہ نہیں بتائی تھی؟"

"نہیں——"

"ایک سوال پوچھ سکتا ہوں سر——؟" میجر لیاقت نے مدھم آواز میں کہا۔

"پوچھو۔"

"جب آپ مرنے والی سے اس کے گھریلو معاملات میں مداخلت کرنے سے انکار کر چکے تھے تو پھر آپ جسونت رام کے بنگلے میں کس وجہ سے دلچسپی لے رہے ہیں؟"

"گڈ——" پروفیسر درانی نے میجر لیاقت کو تعریفی نظروں سے دیکھا۔ "مجھے تم سے اس سوال کی توقع تھی........ لیکن—— فی الحال میں بھی قبل از وقت زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے؟"

"تم جسونت رام کے سلسلے میں مجھے اپنی سرگرمیوں سے ضرور آگاہ کرتے رہنا۔ لیکن صرف اسی حد تک جسے تم مناسب سمجھو۔" پروفیسر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں بھی تم سے رابطہ رکھنے کی کوشش کروں گا اور نئے حالات سے آگاہ کرتا رہوں گا۔"

"میں اگر آپ کے کسی کام آسکا تو مجھے یقیناً خوشی ہو گی۔"

"میجر لیاقت!—— میں پہلے بھی تم پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتا تھا اور اب بھی تمہیں قابلِ اعتماد سمجھتا ہوں—— نہ سمجھتا تو تمہیں اپنے گھر بلانے کی زحمت بھی نہ کرتا۔" پروفیسر نے ٹھوس آواز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"میں آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا سر!"

کچھ دیر بعد وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ پروفیسر درانی، میجر خان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بڑی بے تکلفی سے لیبارٹری کے دروازے کی طرف جا رہا تھا جب میجر لیاقت نے دبی زبان میں پوچھا۔

"سر ـــــ کیا آپ کو علم ہے کہ پنڈت جمنا داس کا ایک سال نو ماہ کی عمر میں انتقال ہو چکا ہے ـــــ؟"

"اس کو جاننے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔" میجر لیاقت نے دبی زبان میں کہا۔

"ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے لیکن بعد میں انہوں نے مرنے والے کے بیٹے نرمل داس کا تحریری بیان لینے کے بعد لاش اس کے حوالے کر دی تھی۔ نرمل داس کے علاوہ ڈاکٹروں کا بھی یہی خیال تھا کہ شاید وہ خون مرنے والے کے منہ یا ناک سے نکلا ہو ـــــ بہر حال، لاش کا پوسٹ مارٹم اور ہاتھ پر ملنے والے خون کے بارے میں تفتیش کی ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا۔"

"پھر ـــــ تم کس سلسلے میں تفتیش کر رہے ہو ـــــ؟"

"نرمل داس نے اپنے بیان میں یہی لکھا ہے کہ وہ پنڈت جمنا داس کے پاس اس کے مرنے سے تین چار گھنٹے پہلے سے موجود تھا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے ـــــ" میجر لیاقت نے بات جاری رکھی۔ "ٹیم میں موجود ایک ڈاکٹر نے بھی مجھے یہی بتایا ہے کہ جس وقت جمنا داس کی موت ہوئی اس وقت نرمل داس وہاں موجود نہیں تھا۔"

"میں اب بھی تمہاری بات کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکا۔"

"فی الحال خود میں بھی اندھیرے میں ہوں۔" میجر لیاقت نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن کبھی کبھی کوئی بہت معمولی سی بات بھی بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ اسی خیال کے تحت میں نے نرمل داس کی نگرانی شروع کرا دی ہے۔"

"کیا تمہارا خیال ہے کہ نرمل داس نے پنڈت جمنا داس کو ـــــ؟"

"ابھی میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ضابطے کی کارروائی کو نظر انداز کر دینا بھی میرے نزدیک غفلت برتنے کے جرم ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔"

"آئی سی ـــــ" پروفیسر نے کچھ سوچ کر کہا۔ "میں تم سے ایک درخواست اور کروں گا۔ شانتی نے مرنے سے قبل مجھ سے جو درخواست کی تھی ان حالات کی روشنی میں اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اگر تم اس کی نگرانی بھی شروع کرا دو تو ممکن ہے کہ ہمیں جسونت رام کے خلاف کوئی ثبوت مل جائے۔"

"اس کا فیصلہ میں آپ کے حکم سے پہلے ہی کر چکا تھا۔" میجر لیاقت نے لیبارٹری

سے باہر آکر رخصتی مصافحہ کیا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا پورٹیکو کی طرف چلا گیا جہاں اس کی کار پارک تھی۔

پروفیسر درانی میجر لیاقت کو رخصت کرنے کے بعد بھی لیبارٹری کے باہر راہداری میں کھڑا جسونت رام کے بارے میں غور کرتا رہا۔ اس نے میجر لیاقت کو اس سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ وہ کس وجہ سے جسونت رام کی شخصیت میں دلچسپی لے رہا ہے۔ لیکن اب دوبارہ وہ بڑی سنجیدگی سے اس وقت کے بارے میں سوچ رہا تھا جب ایک نیم سرکاری تقریب میں اُس نے جسونت رام اور پڑوسی ملک کے سفیر کی فرسٹ سیکرٹری اوشا کرن کو ڈانسنگ فلور کے ایک گوشے میں گھومتے دیکھا تھا۔ ممکن ہے وہ ان دونوں کی ملاقات کو نظر انداز بھی کر جاتا لیکن اوشا کرن کے بارے میں جو رپورٹ پہلے سے موجود تھی اس کے مطابق وہ کچھ ناپسندیدہ سرگرمیوں میں مصروف پائی گئی تھی۔ چنانچہ پروفیسر درانی اقلیتی برادری کے ایک اہم رکن جسونت رام اور اوشا کرن کی اس ملاقات کو نظر انداز نہیں کر سکا۔ وہ خاموشی سے ایک ایسی جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جہاں اُسے نہیں دیکھا جا سکتا تھا لیکن وہ اوشا کرن اور جسونت رام کے درمیان ہونے والی گفتگو کو با آسانی سن سکتا تھا...... خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کی خاطر اس نے تقریب کا دعوت نامہ نکال کر اس صفحے کو پڑھنا شروع کر دیا تھا جس پر پروگرام کی تفصیلات درج تھیں لیکن اس کے کان اوشا کرن اور جسونت رام کے درمیان ہونے والی گفتگو پر لگے ہوئے تھے۔

"کہیں ایسا تو نہ ہو گا کہ کام مکمل ہو جانے کے بعد وہ اپنے وعدے سے مکر جائے؟" جسونت رام کی آواز سنائی دی۔

"آپ ایسے وچار من میں کیوں لاتے ہیں؟" اوشا کرن نے بڑی لگاوٹ سے کہا۔

"ہم جسے زبان دیتے ہیں اسے پورا بھی کرتے ہیں۔"

"لیکن اگر میرے من میں اُبھرنے والا خیال سچ ثابت ہوا تو میرے پاس ہاتھ ملتے رہ جانے کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہو گا۔" جسونت رام نے بدستور سنجیدگی سے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"کیا آپ کو میرے اوپر بھی بھروسہ نہیں ہے؟"

"ہے تو سہی لیکن آپ ایک ایسے عہدے پر ہیں جس میں تبادلوں کا خوف زیادہ ہوتا

ہے۔ میں آپ پر وشواس کر لوں لیکن اگر کل کو آپ کا تبادلہ ہو گیا تو میں کیا کروں گا____؟'' جسونت رام نے کسی ماہر کھلاڑی کی طرح چال چلی۔ ''اس دیس میں، میں نے جو بلند استھان حاصل کر رکھا ہے وہ مشکل ہی سے کسی کو ملتا ہے____ مقامی حکومت کو اگر میرے اوپر ذرا بھی شبہ ہو گیا تو میری جنم جنم کی تپسیا پل بھر میں غارت ہو جائے گی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟''

''نہیں____ میں آپ کی بات سمجھ رہی ہوں۔'' اوشا کرن کی آواز کچھ توقف کے بعد اُبھری۔ ''آپ ہم سے کس پرکار (قسم) کی انشورنس چاہتے ہیں؟''

''اس کا اندازہ بھی آپ لگا سکتی ہیں۔ میں جو کام کروں گا وہ کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا لیکن ناکامی کی صورت میں میرا انجام کیا ہوگا یہ بھی آپ سمجھ سکتی ہیں۔''

''ناکامی کی صورت میں ہم آپ کو پورے پریوار (خاندان) کے ساتھ اپنے ملک میں پناہ دینے کی ضمانت دینے کو تیار ہیں۔ لیکن بارڈر کراس کرنا آپ کی ذمہ داری ہو گی۔''

''یہ ضمانت زبانی ہو گی یا کاغذی____؟''

''ایسے حساس معاملوں میں ہم کوئی ایگریمنٹ نہیں کرتے مگر جسے جو وچن دیتے ہیں اسے اوش پورا کرتے ہیں۔'' اوشا کرن نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ ''اس کے علاوہ ہم آپ کی دوسری کسی ڈیمانڈ پر بھی غور کر سکتے ہیں۔''

ایک لمحے تک خاموشی رہی۔ پھر جسونت رام کی سرسراتی آواز پروفیسر درانی کے کانوں سے ٹکرائی۔

''کام چونکہ جان جوکھم کا ہے اس لئے میں پچیس فیصد رقم ایڈوانس لینا پسند کروں گا۔''

''اس پوائنٹ پر بات ہو سکتی ہے لیکن میں اپنے لوگوں سے بات کرنے کے بعد ہی کوئی فائنل جواب دے سکوں گی۔''

''مجھے کوئی جلدی بھی نہیں ہے۔'' جسونت رام نے موضوع بدل کر پوچھا۔ ''کل شام آپ کیا کر رہی ہیں؟''

''کل چھٹی کا دن ہے اس لئے صرف آرام کروں گی۔''

''کیا آپ کچھ وقت میرے ساتھ نہیں گزار سکتیں____؟''

''ابھی نہیں____'' اوشا کرن نے لگاوٹ سے جواب دیا۔ ''ایک بار ہمارے درمیان ڈیل فائنل ہو جائے پھر ہماری دوستی بھی پکی ہو جائے گی۔''

''جے پرکاش جی سے آپ کی بات کب تک____''

''مسٹر جسونت رام! پلیز____'' اوشا کرن نے تیزی سے اس کی بات کاٹ کر سرد لہجے میں کہا۔ ''میں آپ کو ہوشیار رہنے کا مشورہ دوں گی____ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں____ دوبارہ آپ کی زبان پر کسی کا نام نہیں آنا چاہئے۔''

''آئی ایم سوری____'' جسونت رام نے اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے جواب دیا۔

''میں آپ سے پھر کسی وقت ملوں گی____ کہاں؟ کب اور کس سے؟ اس کی اطلاع آپ کو کسی نہ کسی طرح مل جائے گی۔''

پروفیسر درانی نے فوری طور پر دعوت نامہ جیب میں رکھا، پھر ڈنر روم کی طرف چلا گیا جہاں اس کے کئی واقف کار اور دوسرے بہت سارے معزز مہمان بھی موجود تھے۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اوشا کرن کے بارے میں اسے جو معلومات فراہم کی گئی تھیں وہ غلط نہیں تھیں۔ جے پرکاش کا نام سن لینے کے بعد پروفیسر درانی کے وجود میں ہلچل شروع ہو گئی____ وہ پڑوسی ملک کے محکمۂ دفاع کا ایک اہم اور ذمہ دار شخص تھا جسے وسیع اختیارات حاصل تھے۔

پروفیسر درانی کا ذہن بڑی برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ جے پرکاش، اوشا کرن اور جسونت رام کے گٹھ جوڑ کے سامنے آ جانے کے بعد اس کے ذہن میں صرف یہی خیال اُبھرا تھا کہ اوشا کرن اور جسونت رام کے درمیان جو گفتگو اس نے سنی تھی وہ یقیناً کسی دفاعی راز سے متعلق ہو گی۔ ایک لمحے کو اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ فوری طور پر وہ اپنی معلومات سے صدرِ مملکت کو آگاہ کر دے لیکن اس نے اس خیال کو ترک کر دیا۔ اُسے اس بات کا علم تھا کہ اسمبلی کے اندر بھی کچھ کالی بھیڑیں موجود تھیں جو ایک ذرہ برابر بھنک مل جانے کے بعد اپنا منفی کردار ادا کرنے میں دیر نہ لگاتیں۔ ایسی صورت میں کچھ اہم مجرم اس کے ہاتھ سے نکل سکتے تھے۔ چنانچہ اسی روز سے اس نے جسونت رام کا نام ناپسندیدہ اور ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث افراد کی فہرست میں شامل کر لیا اور ذاتی طور

پر جسونت رام کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے لگا تھا لیکن وہ دوسری بار اوشا کرن اور جسونت رام کی متوقع ملاقات کی حسرت پوری نہ کرسکا ۔۔۔۔ جس دن اُس نے جسونت رام اور اوشا کرن کو پہلی بار گفتگو کرتے سنا تھا اس کے دو روز بعد اچانک ہی اوشا کرن کا فوری تبادلہ ایک چھوٹے اور دور دراز ملک میں کر دیا گیا۔

شاید اوشا کرن اور جسونت رام کی وہ ملاقات پڑوسی ملک کے کسی سیکرٹ ایجنٹ کی نظروں میں بھی آ گئی تھی جس کی رپورٹ پر فوری ایکشن لیا گیا تھا ۔۔۔۔ اس کے بعد جسونت رام نے بھی اپنی سرگرمیاں محدود کرلیں۔ لیکن پروفیسر درانی نے بدستور اس کے خلاف اپنی مہم جاری رکھی تھی۔

اس وقت بھی وہ جسونت رام کے بارے میں غور کر رہا تھا جب ایک ملازم نے تیزی سے قریب آ کر کہا۔ "صاحب ۔۔۔۔ آپ کو بیگم صاحبہ فوراً یاد کر رہی ہیں۔"

پروفیسر درانی نے ایک نظر ملازم کے چہرے پر ڈالی پھر تیزی سے لپکتا ہوا رہائشی حصے کی طرف گیا جہاں اس کی خواب گاہ میں عاصمہ ریسیور ہاتھ میں لئے گم صم کھڑی تھی۔

"کیا بات ہے ۔۔۔۔؟" اس نے قریب جا کر مدھم آواز میں اپنی بیوی سے صورتِ حال کے بارے میں دریافت کیا۔

عاصمہ نے جواب دینے کی بجائے خاموشی سے ریسیور پروفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی خوف کی حالت سے دوچار ہے۔

"ہیلو ۔۔۔۔ پروفیسر درانی آن دی لائن ۔۔۔۔" پروفیسر نے ریسیور ہاتھ میں لے کر ٹھوس لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔۔ میں ریڈ کراس ہسپتال سے انسپکٹر سرفراز بول رہا ہوں ۔۔۔۔ آپ کو کچھ دیر کے لئے یہاں آنے کی زحمت کرنی ہوگی۔"

"کیا معاملہ ہے؟"

"ہسپتال کے قریب ہی آپ کے صاحبزادے مسٹر زبیر کی کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی ہے۔" انسپکٹر سرفراز نے اپنی بات جاری رکھی۔ "ایکسیڈنٹ میں مسٹر زبیر کی کار کو ضرور نقصان پہنچا ہے لیکن خدا کے فضل سے مسٹر زبیر کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ ڈاکٹر ان

کو ضروری ٹریٹمنٹ دے رہے ہیں۔"

"کیا زبیر ہوش میں ہے ۔۔۔۔؟" پروفیسر نے کسمسا کر پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔۔ صرف ذہنی پریشانی ضرور ہے لیکن وہ ہر طرح سے محفوظ ہیں۔"

"ایکسیڈنٹ میں غلطی کس کی تھی ۔۔۔۔؟"

"آپ اسے مسٹر زبیر کی ایک اتفاقیہ غفلت کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ان کی کار کا جس ٹرک سے ایکسیڈنٹ ہوا وہ پہلے سے موڑ کے قریب پارک تھا۔"

"دس منٹ کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں۔" پروفیسر درانی نے جواب دینے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ مجھے سچ سچ بتائیں کہ زبیر کس حالت میں ہے ۔۔۔۔؟" عاصمہ نے شوہر سے بے چینی سے سوال کیا۔

"پریشان مت ہو ۔۔۔۔ پولیس انسپکٹر کے بیان کے مطابق زبیر بالکل نارمل ہے۔ صرف ایکسیڈنٹ کی وجہ سے کچھ نروس ضرور ہے۔" پروفیسر درانی نے فون پر ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتاتے ہوئے بیوی کو تسلی دی ۔۔۔۔ "میں ہسپتال جا رہا ہوں ۔۔۔۔ انشاء اللہ زبیر کو ساتھ لے کر واپس آؤں گا۔"

"خدا آپ کی زبان مبارک کرے۔"

پروفیسر درانی نے فوری طور پر لباس تبدیل کیا پھر ہسپتال تک پہنچنے میں انہیں دس منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ انسپکٹر سرفراز کے بیان کے عین مطابق زبیر صرف ذہنی طور پر دباؤ کا شکار ضرور تھا لیکن اُسے کسی قسم کی کوئی خراش بھی نہیں آئی تھی۔ ڈاکٹر نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔

"کیا میں بیٹے کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں؟" پروفیسر درانی نے انسپکٹر سرفراز سے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔۔" انسپکٹر نے بے حد ادب سے جواب دیا۔ "آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میں یہاں سب کچھ سنبھال لوں گا۔"

"شکریہ مسٹر سرفراز ۔۔۔۔" پروفیسر درانی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "میں نے ہسپتال آتے ہوئے حادثے کی جگہ پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی تھی ۔۔۔۔ میرے خیال

میں غلطی چونکہ زبیر کی تھی اس لئے ٹرک کو جو نقصان پہنچا ہے میں اس کی ادائیگی کو قانوناً اپنا فرض سمجھتا ہوں ـــــ یہ میرا حکم نہیں .... درخواست ہے۔"

"ایز یو وِش سر ـــــ" انسپکٹر سرفراز نے ادب سے جواب دیا۔"آپ سکون سے گھر جائیں۔ میں مسٹر زبیر کی گاڑی کو کسی گیراج تک پہنچانے کے بعد آپ کو مطلع کر دوں گا اور ـــــ ٹرک کے نقصان کی بات بھی کر لوں گا۔"

"کیا آپ زبیر کا کوئی تحریری بیان لینا پسند کریں گے؟"

"میں اپنا تحریری بیان دے چکا ہوں ڈیڈ ـــــ" انسپکٹر سرفراز کی بجائے زبیر نے جواب دیا۔"میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ گاڑی موڑ کاٹتے ہوئے اچانک میرے کنٹرول سے باہر کیوں ہو گئی؟ ـــــ بہرحال غلطی میری ہی تھی۔"

پروفیسر درانی آن ڈیوٹی ڈاکٹر اور انسپکٹر سرفراز سے ہاتھ ملانے کے بعد زبیر کے ساتھ ہسپتال سے باہر آ گیا۔ پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلا ہی قدم اندر رکھ سکا تھا کہ ایک وارڈ بوائے لپکتا ہوا قریب آیا۔

"سر ـــــ" اُس نے پروفیسر کو مخاطب کیا۔"آپ کے لئے کسی کی کال ہے۔"

"کیا فون کرنے والے نے اپنا نام نہیں بتایا؟"

"بتایا ہے سر! ـــــ" وارڈ بوائے نے کہا۔"جسونت رام ـــــ"

پروفیسر درانی، جسونت رام کا نام سن کر اس طرح چونکا جیسے غیر اختیاری طور پر اُس نے بجلی کے ننگے تاروں کو چھو لیا ہو۔ اس کی پیشانی پر اُبھرنے والی سلوٹیں جسونت رام سے اس کی نفرت کا واضح ثبوت تھیں۔ وہ زبیر کو کار میں انتظار کرنے کی ہدایت کر کے دوبارہ ہسپتال کی عمارت میں داخل ہوا جہاں ریسپشن پر ایک خوبصورت لڑکی ریسیور ہاتھ میں لئے کھڑی تھی۔

"میں پروفیسر درانی بول رہا ہوں ـــــ" پروفیسر نے ریسیور ہاتھ میں لے کر ٹھوس اور دبنگ لہجہ اختیار کیا۔

"میں جسونت رام نہیں ـــــ اس کا سورگ باشی پتا بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے سپاٹ آواز میں کہا گیا۔"مجھے معلوم تھا کہ جسونت رام کا نام سن کر تمہارے تن بدن میں آگ بھڑک اُٹھے گی ـــــ میں غلط تو نہیں کہہ رہا پروفیسر جی مہاراج؟"

"کون ہو تم ـــــ؟" پروفیسر درانی نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے مدھم آواز میں سوال کیا۔

"وہی ـــــ جس کا چند (تصویر) اتارنے کی آشا ابھی تک تمہارے من میں تڑپ رہی ہے۔ پرنتو ایک بات کان کھول کر سن لو، تم کیول سیاہ لکیروں اور چرنوں کے نشان کے علاوہ اور کچھ نہیں پا سکو گے۔"

پروفیسر کے وجود میں آندھیاں چلنے لگیں۔ سیاہ لکیروں اور قدموں کے نشانات کے حوالے نے اسے ایک لمحے کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔

"کن وچاروں میں گم ہو گئے پروفیسر ـــــ؟" اس بار تضحیک آمیز انداز میں پوچھا گیا۔"تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا؟"

"کیا ہم کسی اور وقت بات نہیں کر سکتے ـــــ؟" پروفیسر درانی نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

"اگر تمہاری یہی اِچھا (خواہش) ہے تو میں تمہیں دوبارہ بھی فون ضرور کروں گا۔ لیکن اس سے میری ایک بات دھیان سے سن لو ـــــ ابھی میں نے کیول تمہیں وارننگ دینے کے کارن ایک چھوٹا سا کھیل دکھایا ہے ـــــ میں چاہتا تو کار کے حادثے میں تمہارے جیتے بالک کو موت کی نیند بھی سلا سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا ـــــ کیا تم میرا شکریہ بھی ادا نہیں کرو گے؟"

"مم .... میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن میری مانو تو تم نے اب تک جو ٹیپ ٹاپ تیار کی ہیں اسے جلا کر راکھ کر دو ـــــ" تحکمانہ آواز میں کہا گیا۔"مہان شکتیوں سے ٹکرانا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے ـــــ میرے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرو گے تو تمہاری سندر پتنی کا بھی وہی انجام ہو سکتا ہے جو شانتی کا ہوا تھا۔"

"کیا نام بتایا تم نے ـــــ؟" پروفیسر درانی نے اس بار بھی بہت ضبط سے کام لیا ورنہ اس کا خون بری طرح کھول رہا تھا۔

"جس کے بہت سارے روپ ہوں اس کے نام بھی ایک سے زیادہ ہی ہوتے ہیں ـــــ تم مجھے گردھاری کے نام سے یاد رکھ سکتے ہو ـــــ" اس بار بھی نفرت اور

لاپرواہی سے جواب ملا۔

"اوکے۔۔۔۔۔بائی۔۔۔۔۔" پروفیسر نے ریسیور کریڈل پر رکھا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آگیا۔

اس وقت اس کی رگوں میں خون کی بجائے کھولتا ہوا لاوا دوڑ رہا تھا۔ زبیر نے باپ کی کیفیت کو محسوس ضرور کیا لیکن کچھ پوچھنے کی ہمت نہ کرسکا۔۔۔۔۔!!

☆☆☆

نرمل داس باپ کی موت کے بعد سے جن مختلف ذہنی کیفیتوں سے دوچار تھا وہ خود اس کے لئے بھی حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین تھیں۔ مخصوص ساعت میں پیدا ہونے والے بچے کا مغز کھانے کے بعد اسؑ کے اندر صرف چند دنوں میں کچھ ایسی تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں جس نے اُسے ڈھلمل یقین کر رکھا تھا۔ کبھی وہ محسوس کرتا تھا کہ اس کے وجود کے اندر ناقابلِ تسخیر قوتوں کا سرچشمہ موجود ہے جو سر اُبھارنے کو مچل رہا ہے۔ کبھی یوں لگتا جیسے وہ وقت سے بہت پہلے قد آور اور لامحدود صلاحیتوں کا مالک بن گیا ہے جو اندھیرے سے اُجالے میں آنے کی خاطر زور لگا رہی ہیں۔ اس کی شخصیت دو حصوں میں بٹ کر رہ گئی تھی۔

جمنا داس کا کریا کرم کرنے کے بعد اُس نے حسب وعدہ باپ کی چتا کی راکھ ایسی جگہ دفن کر دی تھی جہاں اس کے سوا کوئی اور نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کے بعد سے اس نے مندر جانا بھی شروع کر دیا تھا۔ باپ کی زندگی میں وہ دھرم کرم کے معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا تھا لیکن کوئی اندرونی قوت اُسے ایسا کرنے پر مجبور کرتی رہتی تھی۔ اس کے ذہن میں جمنا داس کے کہے ہوئے وہ جملے صدائے بازگشت بن کر گونجتے رہتے جو اُس نے وحشی قبیلے میں عجیب الخلقت دیوتا "بونگا لاسی" کے سامنے قربان کئے جانے والے معصوم بچے کا مغز حاصل کرنے سے پیشتر کہے تھے۔ عین ممکن تھا کہ نرمل داس ان باتوں کو ایک ڈراؤنا خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیتا لیکن کچھ باتیں اُسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی تھیں کہ اس نے جو کچھ دیکھا اور سنا وہ محض خواب نہیں، زندہ حقیقت تھی۔۔۔۔۔!!

پنڈت جمنا داس کی آخری سانسوں کے وقت وہ اسی کے ساتھ ہسپتال کے کمرے میں موجود تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا مرنے والے کے بار بار اصرار کرنے پر اس نے

باپ کا الٹا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ دوبارہ آنکھ کھولنے پر اس نے جو وحشیانہ رسمیں ادا ہوتے دیکھیں وہ اس کی زندگی کا سب سے زیادہ ہولناک تجربہ تھا۔ اُسے یہ بھی یاد تھا کہ بچے کا مغز کھاتے وقت اس کی حالت غیر ہونے لگی تھی لیکن جمنا داس نے سیدھا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا تھا۔ خون میں تر بتر اور دھڑکتے ہوئے مغز کو حلق سے نیچے اتارتے ہوئے نرمل داس کو شدید کراہت کا احساس ہوا تھا لیکن اس کے بعد اُس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں تو کسی غیر مرئی طاقت نے اس کا ذہن معطل کر دیا تھا۔ بے ہوشی کی کیفیت میں کتنا وقت گزرا، اُسے کچھ یاد نہیں تھا۔ دوسری بار آنکھ کھولنے کے بعد اُسے اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ اس نے خود کو ہسپتال کے باہر لان میں کھڑا پایا تھا جبکہ پراسرار وحشی قبیلے کا سفر طے کرنے سے پیشتر وہ جمنا داس کے کمرے میں اس کے ساتھ موجود تھا۔ پھر وی آئی پی روم میں داخل ہونے کے بعد وہاں موجود ڈاکٹروں کی ٹیم نے اُسے بتایا تھا کہ جمنا داس مر چکا تھا۔ مرنے والے کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر پائے جانے والے خون کے دھبوں نے ڈاکٹروں کو مشکوک کر دیا تھا لیکن جمنا داس کی طویل عمر کے پیش نظر اور نرمل داس کی تحریر لینے کے بعد انہوں نے لاش کو لے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

نرمل داس نے مرنے والے کی ضروری رسومات کی ادائیگی کے بعد سکون کا سانس لیا تھا لیکن اس کا یہ سکون زیادہ دنوں تک برقرار نہ رہ سکا۔ چتا کی آگ ٹھنڈی ہونے کے چار روز بعد ہی وہ کالی کے مندر گیا تھا۔ پوجا پاٹ کے بعد وہ باہر آ کر چبوترے پر ایک پرانے واقف کار پجاری شیام سرن کے پاس بیٹھ گیا۔

”مجھے خوشی ہے کہ تم نے دیوی کے چرنوں میں آنا شروع کر دیا۔“ شیام سرن نے رسمی باتوں کے بعد کہا۔ ”منش اپنے دھرم اور دیوی دیوتاؤں کی شرن (پناہ) سے دور رہے تو اس کے من کو شانتی نہیں ملتی۔ مجھے وشواس ہے کہ اب تم آتے جاتے رہو گے۔“

”ہاں ——“ نرمل نے اُداس لہجے میں کہا۔ ”پتا جی نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا۔“

”اب جیون میں کبھی نراش مت ہونا ——“ شیام سرن جس کی عمر پچاس سال تھی بڑی سنجیدگی سے نصیحت کرتے ہوئے بولا۔ ”نراشا کا دھیان منش کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ یہ گُر کی بات بھی مجھے سورگ باشی پنڈت جمنا داس جی نے بتائی تھی۔“

”ضرور بتائی ہوگی —— تم اور چرن کمار تو پتا جی کے خاص چیلوں میں سے تھے۔“ نرمل داس نے کچھ سوچ کر چرن کمار کا ذکر چھیڑ دیا۔ اس کے ذہن میں مرنے والے کے وہ جملے گونجنے لگے جو اس نے زندگی کی آخری سانسوں کو پورا کرنے سے پہلے کہے تھے —— ”مجھے وچن دے نرمل، تُو چرن کمار کو کبھی شما نہیں کرے گا۔ اس پاپی نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ میں نے اُسے کندن بنانے کی خاطر بڑے جتن کئے تھے لیکن وہ غلط راستوں پر بھٹک گیا ——“

شیام سرن نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کی کشادہ پیشانی اور آنکھوں کی چمک اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ ذہانت اور دور اندیشی سے کام لینے کا عادی تھا۔ چرن کمار کا نام سن کر وہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر اس نے خود پر قابو پانے میں بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ وہ کالی کے بڑے مندر کے مہان پجاری کے بارے میں فوری طور پر کوئی بات زبان سے نہیں نکالنا چاہتا تھا۔

”کیا میں نے جو کہا وہ ٹھیک نہیں ہے ——؟“ نرمل داس نے اُسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

”ہم دونوں کے علاوہ اور بھی کئی چیلے تھے۔“ شیام سرن نے محتاط رویہ اختیار کیا۔ ”پرنتو یہ بات بھی غلط نہیں ہے کہ تمہارے پتا، مجھے اور چرن کمار کو زیادہ چاہتے تھے۔“

”اب چرن کمار تمہیں کن نظروں سے دیکھتا ہے؟“ نرمل داس نے کھل کر پوچھنا چاہا۔ ”میرا مطلب ہے کہ پتا جی کی گدی سنبھالنے کے بعد کہیں اس کے اندر ——“

”ابھی ان چکروں میں مت پڑو نرمل ——“ شیام سرن نے تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”پہلے تولنے اور پھر بولنے کی عادت ڈالو ورنہ بڑے گھاٹے میں رہو گے۔“

”میں سمجھا نہیں ——؟“

”مندر کے اندر بیٹھ کر ایسی باتیں نہیں کی جاتیں —— میں پھر کسی سمے تم سے ملوں گا۔“ شیام سرن نے اٹھتے ہوئے دبی زبان میں کہا۔ ”مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے۔“

شیام سرن تیزی سے پلٹ کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا مندر سے باہر جانے والی سیڑھیوں

کی سمت جانے لگا تو نرمل داس یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ مرنے والے نے چرن کمار کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں تھا ـــــ شیام سرن کا چرن کمار کا نام سن کر خاموش ہو جانا اور پھر مندر سے چلا جانا اس بات کی نشاندہی کرنے کو کافی تھا کہ خود شیام سرن بھی کسی خاص وجہ سے چرن کمار کے تذکرے کو ٹالنا چاہتا تھا ـــــ مگر کیوں ـــــ؟ آخر چرن کمار نے کون سا غلط راستہ اختیار کیا تھا جس نے شیام سرن جیسے بڑے پجاری کو بھی محتاط کر دیا تھا ـــــ؟

کچھ دیر وہ اپنے خیالوں میں گم رہا پھر اٹھ کر مندر کے باہر آ گیا۔ گھر کی طرف جاتے ہوئے بھی اس کا ذہن چرن کمار کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اس کے کانوں میں پنڈت جمنا داس کی مانوس آواز کہیں دُور سے اُبھرتی سنائی دی۔

"مورکھ ـــــ اپنی زبان پر تالے لگانے کی عادت ڈال لے ـــــ چرن کمار کے بارے میں کھوج لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا تجھے باپ کی زبان پر وشواس نہیں ہے؟"

نرمل داس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ممکن تھا کہ وہ اس آواز کو اپنا وہم سمجھ کر ٹال دیتا لیکن مرنے والے نے کہا تھا کہ ایک خاص مدت تک اس کی آتما دھرتی پر ہی رہے گی۔ اس کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ پھر ہمیشہ کے لئے آسمان پر چلی جائے گی۔

"ایک بات دھیان سے سن ـــــ" جمنا داس کی آواز پھر نرمل داس کے کانوں میں سنائی دی۔ "شیام سرن کی طرف سے کبھی اپنے من میں کوئی کھوٹ مت لانا ـــــ اس دھرتی پر وہی تیرا سب سے بڑا متر ثابت ہوگا۔ تُو آنکھ موند کر اس پر وشواس کر سکتا ہے۔ کالی کے بڑے مندر کے اندر دشٹ چرن کمار کے بہت سارے کھوجی کتے موجود ہیں ـــــ مندر کے اندر اور باہر بھی آئندہ اپنی آنکھیں کھلی رکھنا اور بھول کر بھی کوئی ایسا بات مت کرنا جو تجھے اندھیرے سے اُجالے میں لے آئے ـــــ سمجھ رہا ہے میری بات؟"

"ہاں ـــــ" نرمل داس نے من ہی من میں جواب دیا۔ "میں آئندہ زیادہ سوجھ بوجھ سے کام لوں گا۔"

"میں نے تجھے جو شکتی دان کی ہے وہ چرن کمار کے پرکھوں کو بھی کبھی نصیب نہیں

ہوئی ہو گی ـــــ تُو اس دھرتی پر منش کے روپ میں سب سے مہان بن چکا ہے۔ تیرے کاٹے کا کوئی توڑ، کوئی منتر نہیں ہوگا۔ پرنتو تجھے ابھی بڑے پاپڑ بیلنے ہوں گے۔ نراش مت ہونا۔ ابھی کچھ دنوں میری آتما تیری رہنمائی کرتی رہے گی۔"

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ چرن کمار نے تمہارے ساتھ کیا دھوکا کیا تھا ـــــ؟ اس نے کون سا غلط راستہ اختیار کیا تھا؟"

"سمے کا انتظار کر ـــــ دیوی کی کرپا سے تیرے من کے اندر بھی کئی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ تُو کسی کے بھی من کے بھیتر گھس کر اس کی سوچ کو پڑھ سکتا ہے۔ کسی کی بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے نشٹ کر سکتا ہے۔ لیکن دھیرج سے کام لینے کی عادت ڈال لے ـــــ تیز چلے گا تو گھاٹے میں رہے گا ـــــ شیام سرن نے غلط نہیں کہا تھا ـــــ پہلے تول لیا کر پھر بولا کر۔"

اس کے بعد خاصی دیر تک کوئی آواز سنائی نہیں دی لیکن مندر سے واپسی پر پہلا واقعہ جو درپیش آیا وہی نرمل داس کے لئے حیران کن تھا۔

وہ ایک بڑے بازار سے گزر رہا تھا جب ایک دکان کے شوکیس کے قریب پہنچ کر اس کے قدم آپ ہی آپ تھم کر رہ گئے۔ اس میں نرمل داس کے کسی ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔ اُسے بس ایک لمحے کو یوں لگا تھا جیسے کسی نادیدہ قوت نے اس کے آگے بڑھتے ہوئے قدموں کو تھام لیا ہو۔ اس نے قرب و جوار کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی بھی اس کا واقف کار دور دور تک نظر نہیں آیا جو اس امکان کو تقویت دیتا کہ شاید وہ کسی کی آواز سن کر رکا ہو۔ وہ اپنے اندر ایک عجیب سی کھل بل محسوس کر رہا تھا۔ موسم خوشگوار ہونے کے باوجود اسے شدید گرمی کا احساس ستانے لگا۔ اس روز سے قبل نرمل داس کبھی ایسی کیفیت سے دوچار نہیں ہوا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ گرمی کی وجہ سے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے اُبھر رہے تھے۔

نرمل داس نے دوبارہ نظریں گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ جس دکان کے سامنے فٹ پاتھ پر رکا تھا وہ ریڈی میڈ گارمنٹس کی ایک مشہور دکان تھی جس کے بڑے بڑے شیشے کے شوکیسوں میں متعدد پلاسٹک کے خوبصورت اور حسین مجسمے، مردوں اور عورتوں کے استعمال کی مختلف اشیاء اور لباس نمائش کرنے کے لئے بڑی خوبصورتی سے ڈسپلے کئے

گئے تھے۔

نرمل داس کی نظریں ایک مجسمے پر جم کر رہ گئیں جس میں پٹیالا شلوار اور تنگ چولی کو نمایاں طور پر اُجاگر کیا گیا تھا۔ لباس پر سونے کے تار سے کیئے گئے باریک کام پر تین اطراف سے اس طرح لائٹس ڈالی گئی تھیں کہ لباس کے ساتھ ساتھ ماتھے پر لگی پان کی شکل کی بندیا بھی پوری آب و تاب سے جھلملا رہی تھی۔

فٹ پاتھ پر نرمل داس کے علاوہ اور بھی چار پانچ مرد اور عورتیں اسی شوکیس کے قریب موجود تھے۔ ان کی نظریں شوکیس میں ڈسپلے کیئے گئے مختلف لباسوں کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن نرمل داس کی نگاہیں پٹیالا شلوار اور تنگ چولی والے مجسمے پر جم کر رہ گئیں۔ وہ پوری توجہ سے پلاسٹک کے اس بے جان مجسمے کو دیکھ رہا تھا جب اچانک اُسے یوں محسوس ہوا کہ مجسمے کی آنکھوں کی جگہ دو جیتی جاگتی نظریں اُبھر آئی ہوں۔ وہ نظریں نرمل داس کو حقارت بھری نظروں سے گھورتی دکھائی دے رہی تھیں۔

نرمل داس کے اندر تپش کا احساس دوچند ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون کی لکیروں کا جال یکلخت روشن ہوا پھر دوسرے ہی لمحے شوکیس کے اندر رکھے اس مجسمے میں آگ بھڑک اٹھی ——— فٹ پاتھ پر کھڑے ہوئے افراد بوکھلا کر ایک سمت میں بھاگے۔ راہگیروں میں بھی کھلبلی مچ گئی ——— دکان کے ان موجود کارندوں اور گاہکوں نے جان بچانے کی خاطر بھاگنا دوڑنا رشوع کر دیا ——— ہجوم سڑک پر جمع ہونے لگا۔ ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا۔

نرمل داس کے اندر جو تغیر پیدا ہوا تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا لیکن وہ خود اپنی نگاہوں میں چور بن کر رہ گیا۔ جو کچھ ہوا وہ اس کی توقع کے خلاف اور حیرت انگیز ہی تھا۔ اس نے ہجوم سے نکلنے کے لئے قدم اٹھائے تو جمنا داس کی آواز اُس کے کانوں میں اُبھری۔

''اتنی جلدی گھبرا گیا مورکھ ——— ابھی تو میں نے تجھے تیری ہی شکتی کا ایک چھوٹا سا چمتکار دکھایا ہے ——— خود کو شانت رکھنے کی عادت ڈال لے ——— کھیل تو ابھی پوری طرح شروع بھی نہیں ہوا۔''

نرمل داس کا ذہن چکرا کر رہ گیا۔ جمنا داس کی آواز اس کے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجتی رہی لیکن خود نرمل کو پوری طرح یقین نہیں آسکا کہ باپ کی چتا کی

آگ ٹھنڈی ہونے کے بعد اتنی جلدی وہ زمین کی پستیوں سے نکل کر آسمان کی ان بلندیوں کو چھو لے گا جہاں پہنچنے کی خاطر پنڈت پجاریوں کو آدھا جیون دان کرنا پڑتا ہے، بڑے بڑے جاپ کرنے پڑتے ہیں، کٹھن مرحلوں کو عبور کرنے کی خاطر جان کی بازی لگانی پڑتی ہے، ویران جنگلوں اور سنسان پہاڑیوں کی تنگ اور تاریک پناہ گاہوں میں مہینوں آلتی پالتی مار کر بیٹھنا پڑتا ہے، بھوک پیاس کی شدتوں کو برداشت کرنے کا عادی ہونا پڑتا ہے۔ اس کے بعد بھی کامیابی یقینی نہیں ہوتی ——— جان جانے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے ——— لیکن ———

نرمل داس کو یہ سب کچھ پنڈت جمنا داس کی وجہ سے اچانک ہی مل گیا تھا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا مگر اس کی جیتی جاگتی نظروں نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا وہ اسے جھٹلا بھی نہیں سکتا تھا ———!!

دوسرا واقعہ پہلے واقعے کے دو روز بعد پیش آیا۔ اُس روز نرمل داس پوجا پاٹ کے بعد مندر کے چبوترے پر ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا جب اس کی نظر اچانک ایک اُنیس بیس سال کی خوبصورت لڑکی پر پڑی جو ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کے ساتھ مندر کی سیڑھیاں طے کرتی اوپر آ رہی تھی۔ لڑکی اپنے لباس کی تراش خراش اور بناؤ سنگھار کے اعتبار سے خاصی ماڈرن اور فیشن پرست نظر آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ نظر آنے والا شخص کچھ اُلجھا اُلجھا سا دکھائی دے رہا تھا لیکن لڑکی کے چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں تھی۔

نرمل داس کی طرح چبوترے پر موجود اور بھی کئی پجاری دزدیدہ نظروں سے اس خوبصورت اور الہڑ لڑکی کو دیکھنے لگے جو تھی بھی دیکھنے کے قابل۔

سیڑھیاں عبور کر کے لڑکی نے پاؤں سے سینڈل اتاری۔ دونوں ہاتھ چبوترے پر ٹیکنے کے بعد انہیں آنکھوں سے لگایا پھر چبوترے پر آ گئی۔ نرمل داس کی نظریں بدستور اسی لڑکی پر مرکوز تھیں جب ایک نوجوان پجاری اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

''اس سندر ناری کو دھیان سے دیکھ لو مہاراج! ———'' پجاری نے نرمل داس کو مہاراج کہہ کر مخاطب کیا۔ ''تمہیں اس کی رکھشا **(حفاظت)** کرنے کی ذمہ داری پوری کرنی ہو گی۔''

''تم ———'' نرمل داس نے چونک کر نوجوان پجاری کو دیکھا جو پوری طرح سنجیدہ

نظر آ رہا تھا۔ ”کون ہو تم ــــ؟“

”اس سندری کا شبھ نام لاجونتی ہے اور اس کے ساتھ جو منش نظر آ رہا ہے وہ جسونت رام ہے۔“ پجاری نے نرمل داس کا سوال یکسر نظر انداز کر کے مدھم لہجے میں اپنی بات جاری رکھی۔ ”خوبصورت کنیا کا باپ ــــ اوپر سے یہ جتنا سیدھا اور معصوم نظر آ رہا ہے اندر سے اتنا ہی خطرناک بھی ہے ــــ دیش بھگتی کی آڑ میں اپنی جنم بھومی کے ساتھ غداری کے کاموں میں بھی لگا ہے۔ پرنتو آج کل ایک ایسی مشکل میں گرفتار ہے جس کا توڑ اس کے بس کی بات نہیں ہے ــــ اسی کارن یہ مہان کالی کے چرنوں کی دھول چاٹنے آیا ہے۔“

”تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ــــ“ نرمل داس نے کسمسا کر پوچھا۔ ”کہیں تم مجھے پہچاننے میں دھوکا تو نہیں کھا رہے ــــ؟“

”جو من کے سچے ہوتے ہیں وہ کبھی دھوکا نہیں کھاتے مہاراج! ــــ“ پجاری نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ ”کیا تم مہان پنڈت سورگ باشی جمنا داس کے پتر (بیٹے) نرمل داس نہیں ہو ــــ؟“

جواب میں نرمل داس کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ پھر اُس نے سنبھل کر پوچھا۔ ”ابھی تم نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے لاجونتی نامی اس سندر کنیا کی سہائتا کرنی ہے ــــ؟“

”ہاں مہاراج! ــــ میں نے غلط نہیں کہا تھا ــــ“

”لیکن میں نے اسے آج پہلی بار دیکھا ہے۔“

”دھیرج سے کام لو مہاراج ــــ“ پجاری نے بڑی عقیدت سے جواب دیا۔ ”جب تمہاری نظروں نے اسے دیکھ لیا ہے تو تم اس کے بارے میں بھی سب کچھ جان لو گے؟“

”مجھے لاجونتی کی رکھشا (حفاظت) کیوں کرنی ہے ــــ؟“

”اس کے سر پر جو خطرہ منڈلا رہا ہے اس کے پورا ہونے میں اب دو بدھوار بیچ میں رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد......“

”اس کے بعد کیا ہوگا ــــ؟“ نرمل داس نے پجاری کے یکلخت خاموش ہونے پر

تجسّس بھرے انداز میں سوال کیا۔

”یہ بات سیوک کو بھی نہیں معلوم۔“ پجاری نے معصومیت سے جواب دیا۔ ”لیکن ایک بات میں پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں ــــ اگر تم نے سندری کو پیش آنے والے خطرے کا توڑ نہ کیا تو وہ ــــ کنیا کی بجائے وش کنیا بن جائے گی۔“

”وش کنیا بن جائے گی ــــ؟“ نرمل داس چونکا۔ ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو ــــ؟“

”ایک بنتی اور کروں گا مہاراج! ــــ“ پجاری نے پھر سنی کو ان سنی کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ ”میرے جانے کے بعد اپنے چاروں طرف منڈل کھینچ لینا (حصار باندھ لینا) جمنا داس جی مہاراج کی شکتی سارا جیون تمہارا ساتھ نہیں دے پائے گی۔ تمہیں اپنی رکھشا کرنے کے کارن ہمیشہ منڈل میں رہنا ہوگا۔“

”تم ــــ مجھے کب سے جانتے ہو ــــ؟“ نرمل داس نے پجاری کو کریدنے کی خاطر دریافت کیا۔

”سمے بیت رہا ہے مہاراج! ــــ“ پجاری نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ ”جب تک تمہارے سورگ باشی پتا کی چھایا میرے سر پر ہے میں تمہیں پہچانتا رہوں گا پھر ــــ پھر میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔“

”مجھے لاجونتی کے لئے کیا کرنا ہوگا ــــ؟“ نرمل داس نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے سوال کیا۔

”یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے ــــ سیوک کو جو کہنا تھا کہہ چکا۔“

نوجوان پجاری مشینی انداز میں اپنی بات مکمل کر کے اٹھا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا مندر کی عمارت کی پشت کی طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ نرمل داس نے قرب و جوار کا جائزہ لیا۔ لاجونتی اور جسونت رام مندر کی عمارت میں جا چکے تھے۔ چبوترے پر کئی پنڈت پجاری اور ان کے سیوک بھی موجود تھے لیکن سب اپنی اپنی دھن میں مگن تھے۔ ان میں سے کوئی بھی نرمل داس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

نرمل داس بڑی دیر تک نوجوان پجاری کے ساتھ ہونے والی گفتگو کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنے گرد منڈل قائم کیا اور اٹھ کر کالی کی مورتی کی جانب قدم بڑھانے لگا جو عمارت کے ایک بڑے ہال میں قد آور اور چوکور ستون کے اوپر

ایستادہ تھی۔

ہال میں داخل ہوتے ہی نرمل داس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ جس بلند گدی پر کالی کے ساتھ کبھی اس کا باپ بیٹھا کرتا تھا وہاں اس وقت چرن کمار آلتی پالتی مارے اور آنکھیں بند کئے بیٹھا کسی جاپ میں پوری طرح مگن نظر آ رہا تھا۔ اس کے جسم پر گیروے رنگ کی دھوتی کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ گلے میں موٹی موٹی مالائیں پڑی تھیں۔ کشادہ پیشانی پر صندل کے لیپ کی لکیریں نظر آ رہی تھیں۔

چرن کمار کے اردگرد صرف کمسن، خوبصورت اور حسین دیوداسیاں اور پجارنیں نیم دائرے کی شکل میں ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑی تھیں۔ کالی کے چرنوں کے سامنے مختصر چبوترے پر لاجونتی موجود تھی جس کے چہرے پر طاری تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ جس عمل کا ایک حصہ بنی کھڑی تھی وہ اسے پسند نہیں آ رہا تھا۔ چرن کمار کے علاوہ وہاں پورے ہال میں کوئی مرد موجود نہیں تھا۔ شاید وہ اس وقت کسی ایسے عمل میں مصروف تھا جس میں مردوں کی موجودگی ضروری نہیں سمجھی گئی تھی۔ جسونت رام بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

نرمل داس دروازے کے قریب سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں کبھی لاجونتی اور کبھی چرن کمار کے چہرے پر منڈلا رہی تھیں۔ اس کے ذہن میں اس وقت بھی نوجوان پجاری کے کچھ اہم جملے گونج رہے تھے۔ اس پجاری کے بارے میں نرمل داس نے یہی رائے قائم کی تھی شاید مرحوم جمنا داس کی مہان شکتی نے اسے قابو میں کرنے کے بعد بھیجا تھا۔ مگر کیوں؟ کیا جمنا داس کی آتما براہِ راست اسے لاجونتی کو درپیش خطروں اور اس کے سدِ باب سے آگاہ نہیں کر سکتی تھی؟

وقت بڑی سست رفتاری سے گزرتا رہا۔ چرن کمار بدستور آنکھیں بند کئے بیٹھا منہ ہی منہ میں کچھ بدبدا رہا تھا۔ لاجونتی کھڑے کھڑے کسمسانے لگی ــــــ اس کے چہرے پر اُکتاہٹ عیاں تھی۔ وہ بار بار پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھنے لگتی ــــــ یوں، جیسے وہاں سے فرار کے بارے میں غور کر رہی ہو۔

اچانک چرن کمار کے ہونٹوں کی جنبش ختم ہو گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر لاجونتی کو تیز نظروں سے گھورا، پھر بڑے سرد اور سپاٹ لہجے میں بولا۔

"سندری ــــــ میں محسوس کر رہا ہوں کہ تُو یہاں مہان کالی کے چرنوں میں اوش موجود ہے پرنتو تیرا من کہیں اور ہے۔ کیا تُو نہیں چاہتی کہ تیرے سر پر جو خطرہ منڈلا رہا ہے اسے دور کرنے کے کارن میں کالی کے سامنے ہاتھ باندھ کر تیرے لئے پرارتھنا کروں؟"

"میں نہیں سمجھتی کہ میں کسی خطرے سے دوچار ہوں۔" لاجونتی نے جواب دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ "یہ پتا جی کا شبہ ہے کہ کوئی پلید شکتی مجھے اپنے بس میں کرنا چاہتی ہے۔"

"کیا تجھے اپنے پتا کی بات پر وشواس نہیں ہے ــــــ؟" چرن کمار نے تیز آواز میں سوال کیا۔

لاجونتی نے کوئی جواب نہیں دیا، بیزاری سے سر جھکا لیا۔

"مورکھ ــــــ کیا تُو نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش کی کہ جسونت کمار تجھے نیلی شیشی کی دوا دینے پر کیوں مجبور کرتا ہے ــــــ؟"

"وہ دوا نہیں ــــــ" لاجونتی نے نظریں اٹھا کر تیزی سے جواب دیا۔ "پتا جی کے کہنے کے انوسار ایک برین ٹانک ہے۔"

"برین ٹانک ــــــ" چرن کمار نے مسکرا کر کہا۔ "تُو اتنی بڑی ہو گئی پرنتو ابھی تک بچوں جیسی باتیں کرتی ہے۔"

"تو کیا پتا جی نے اس دوا کے بارے میں مجھے غلط بتایا تھا ــــــ؟" لاجونتی نے تعجب اور حیرت کا اظہار کیا۔

"زبان کو لگام دے مورکھ ــــــ" چرن کمار آنکھیں لال پیلی کرنے لگا۔ "تُو اس وقت مہان کالی کے چرنوں میں کھڑی ہے۔ یہ مت بھول کہ کالی کی مہان شکتی اپرم پار ہے ــــــ میں بھی جو کچھ کر رہا ہوں وہ جسونت کے کہنے پر کر رہا ہوں۔ پرنتو اگر تُو پوری طرح ہمارے کہے پر عمل نہیں کرے گی تو پھر ہمارا کیا دھرا سب چوپٹ ہو جائے گا۔ تیرے پتا کی بنی بنائی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔"

"میں کس خطرے سے دوچار ہوں ــــــ؟" لاجونتی نے ٹھوس لہجے میں پوچھا۔

"کیا تُو نے اشنان کرتے سمے کبھی اپنے کومل بدن پر نظر نہیں ڈالی؟"

"میں اس بات کا مطلب نہیں سمجھی ـــــ؟" لاجونتی نے بے باکی سے وضاحت چاہی۔

جواب میں چرن کمار نے تیزی سے آنکھیں موند لیں۔ اس کے ہونٹ پھر بدبدانے لگے۔ نرمل داس اپنی جگہ خاموش کھڑا ایک ایک بات کو ذہن نشین کرتا رہا۔

"میں نے اس پاپی کا بھید پا لیا ہے۔" چرن کمار نے دوبارہ آنکھیں کھول کر کہا۔

"جو پلید آتما تجھے قابو کرنے کا عمل کر رہی ہے اس نے تیری آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں ـــــ اسی کارن تجھے کچھ نظر نہیں آتا۔"

"مہاراج ـــــ کیا تمہاری مہان شکتی ان پردوں کو سرکا نہیں سکتی؟" لاجونتی نے معصومیت سے کہا لیکن اس کے لب و لہجے میں گہرا طنز موجود تھا۔ چرن کمار اپنی گدی پر بل کھا کر رہ گیا۔

"تُو ـــــ" اُس نے غصے سے لرزتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ "تُو کالی کے ایک مہان سیوک کا اپمان کر رہی ہے۔"

"میں حقیقت جاننا چاہتی ہوں ـــــ" لاجونتی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں تیری اِچھا (خواہش) اوش پوری کروں گا ـــــ" چرن کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے سرد لہجے میں کہا پھر تحکمانہ آواز میں بولا۔ "تُو نے جو بدیسی کاٹ کی قمیض پہن رکھی ہے اسے اتار دے ـــــ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

کمسن دیوداسیوں اور پجارنوں کے دل کی دھڑکنیں واضح ہونے لگیں۔ لاجونتی نے ہال میں چاروں طرف دیکھا، وہاں اُسے چرن کمار کے علاوہ کوئی اور مرد نظر نہیں آیا۔ اس نے چرن کمار کو دیکھا جو اسے بڑی بڑی سرخ نظروں سے گھور رہا تھا۔ لاجونتی نے ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر بڑے غصے میں اپنی قمیض ایک جھٹکے سے اتار کر چرن کمار کی گدی کی طرف اچھال دی۔

نرمل داس کے جسم پر ہزاروں سرخ چیونٹیوں نے یلغار کر دی۔ اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی۔ لاجونتی کا کندن بدن دیکھ کر اس کے حلق میں کانٹے پڑنے لگے۔ اس نے خود کو فوری طور پر سنبھال لیا لیکن اس کی نظریں بدستور لاجونتی کے جسم کے برہنہ ہو جانے والے حصوں پر مرکوز تھیں جہاں کوڑیالے سانپ کے جسم سے ملتی جلتی رنگ برنگی

لکیریں بہت واضح طور پر نظر آ رہی تھیں۔ دیوداسیوں اور پجارنوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ خود لاجونتی بھی پھٹی پھٹی اور سہمی سہمی نظروں سے ان لکیروں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے تتے ہوئے چہرے پر خوف کے سائے کپکپانے لگے۔

چرن کمار، مہان کالی کی مورتی کے برابر اپنی گدی پر سینہ تانے بیٹھا تھا۔

"اب کیا سوچ رہی ہے ـــــ؟" چرن کمار نے لاجونتی کو مخاطب کر کے گمبھیر آواز میں کہا۔

لاجونتی، چرن کمار کی آواز سن کر چونکی پھر اُسے اپنی نیم برہنگی کا احساس ہوا تو اس نے لپک کر قمیض اٹھائی اور دوبارہ پہن لی۔ اس کے چہرے پر خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات اُبھر رہے تھے۔

نرمل داس سب کی نظروں کے سامنے تھا لیکن ابھی تک کسی نے اس کی موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھا ـــــ شاید جمنا داس کی شکتی نے اسے دوسروں کی نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا۔

"کیا اب بھی تُو میرے کہے پر عمل نہیں کرے گی ـــــ؟" چرن کمار نے گمبھیر لہجے میں دریافت کیا۔

"مجھے ـــــ کیا کرنا ہوگا ـــــ؟" اس بار لاجونتی کے لہجے میں وہ خود اعتمادی نہیں تھی جو پہلے نظر آ رہی تھی۔

"ایک بات دھیان سے سن لے ـــــ تیرے سر پر جو خطرہ منڈلا رہا ہے اس کے پورا ہونے میں اب کیول دو بدھوار بیچ میں رہ گئے ہیں اس کے بعد ـــــ"

چرن کمار کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ نرمل داس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ کچھ دیر پہلے یہی جملے نوجوان پجاری نے اس سے کہے تھے۔ وہ پوری توجہ سے چرن کمار کے چہرے کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔

"اس کے بعد...... کیا ہوگا؟" لاجونتی نے سہمے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"اس کے بعد تُو کسی کی رکھیل بن جائے گی ـــــ اس کے اشاروں پر سارا جیون ناچتی رہے گی۔" چرن کمار نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "تجھے کبھی مکتی نہیں ملے گی۔"

"تم ـــــ مہاراج! کیا تم مجھے بچانے کے لئے کوئی اوپائے نہیں کر سکتے؟"

لاجونتی نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔اس کے سارے کس بل نکل چکے تھے۔

”تجھے آتے منگل وار کے دن سے مہان کالی کے پوتر مندر کے اندر پناہ لینی پڑے گی ــــــ دوسرا بدھوار گزرنے تک میرے ساتھ میری کٹی میں رہنا ہوگا جہاں کالی کا یہ سیوک تیری رکھشا کرے گا۔“

”مجھے منظور ہے ــــــ “ لاجونتی نے اپنی مرضی کا اظہار کر دیا پھر بولی۔”مہاراج، میرے شریر پر کسی کوڑیالے سانپ کے نشانات کس طرح پیدا ہو گئے ــــــ ؟“

”سب کچھ میرے اوپر چھوڑ دے ــــــ تُو کوئی چنتا مت کر ــــــ کالی کی مہان شکتی تیرے اوپر مہربان ہوئی تو پھر دھرتی کا کوئی بڑے سے بڑا بلوان بھی تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔“

اس کے بعد چرن کمار نے دیوداسیوں سے سات کوڑیالے سانپ منگوا کر انہیں کالی کے چرنوں میں قربان کیا تو پجارنوں نے اپنی زبان میں کوئی بھجن گانا شروع کر دیا. لاجونتی بدستور اپنی جگہ خاموش کھڑی تھی۔

”تُو نے سنا نرمل ــــــ ؟“ جمنا داس کی آواز نرمل کے کانوں میں گونجی۔”چرن کمار نے بھی وہی کہا جو نوجوان پجاری نے تجھ سے لاجونتی کے بارے میں کہا تھا۔“

”تم نے کہا تھا کہ اب اس دھرتی پر دوسرا کوئی میری مہان شکتی کا مقابلہ نہیں کر سکے گا؟“

”ہاں ــــــ میں نے جو کچھ کہا وہ سب سچ ہے۔“

”تمہاری آگیا (حکم) ہو تو میں آگے بڑھ کر چرن کمار کی گردن دبوچ لوں ــــــ دھرتی کو اس کے بوجھ سے چھٹکارا مل جائے گا۔“

”دھیرج نرمل ــــــ دھیرج۔“ جمنا داس کی آواز اُبھری۔”ابھی اس کا سمے نہیں آیا۔ کالی کے مہان سیوک کو موت کے گھاٹ اتارنا اتنا آسان بھی نہیں جتنا تُو سمجھ رہا ہے ــــــ پر ہوگا وہی جو تُو چاہے گا ــــــ چالیس دن اور دو چندر ما کا چکر پورا ہو لینے دے پھر کالی بھی تجھ پر مہربان ہو جائے گی۔“

”لاجونتی کے شریر پر کسی سانپ کے نشانات کیسے تھے؟ مجھے اس کے بچاؤ کے لئے کیا کچھ کرنا ہوگا؟“

”سمے کا انتظار کر ــــــ شیام سرن کے بارے میں میں نے جو کچھ کہا تھا اسے ہمیشہ یاد رکھنا۔ وہ تجھ سے جلدی ہی ملے گا۔“ جمنا داس کی آتما نے کہا۔”وہی کرنا جو وہ کہے۔“

”چرن کمار کی نظروں میں مجھے لاجونتی کی طرف سے میل نظر آ رہا ہے۔“

”نرمل ــــــ “ جمنا داس کی کرخت آواز اس کی قوتِ سماعت سے ٹکرائی۔”چرن کمار تو کمل گند ہے پرنتو مجھے تیرے من میں بھی لاجونتی کی طرف سے کھوٹ نظر آ رہا ہے ــــــ دھیان سے سن! سندر ناریاں تجھ جیسے مہان شکتی رکھنے والوں کے لئے کیول من کا بہلاوا تو ہو سکتی ہیں لیکن پریم وریم کا چکر کبھی مت پالنا ــــــ ورنہ بڑے گھاٹے میں رہے گا۔“

”لاجونتی کا چرن کمار کے ساتھ دس پندرہ دن رہنا ــــــ “

”شیام سرن کی کسی بات کو کبھی ٹالنے کی بھول مت کرنا ــــــ وہ جیسا کہے ویسا ہی کرنا ــــــ “ جمنا داس کی آتما نے اس کی بات نظر انداز کر کے کہا۔

پھر نرمل داس کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی چھایا اس سے دور ہو گئی۔ شاید جمنا داس کی آتما وہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی تھی ــــــ نرمل داس نے ایک قہر آلود نظر چرن کمار پر ڈالی پھر لاجونتی کو سرسری طور پر دیکھتا ہوا ہال سے باہر آ گیا ــــــ اس کے ذہن میں مختلف سوالات گڈمڈ ہو رہے تھے ــــــ

وہ دوا کس قسم کی تھی جو نیلی شیشی میں موجود تھی؟ لاجونتی نے جس انداز میں اس مخصوص دوا کو ٹانک کہا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ جسونت رام نے کسی خاص وجہ سے اسے دوا کی حقیقت سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اب وہ خود ہی اسے چرن کمار کے پاس علاج کی خاطر لایا تھا ــــــ اصلیت کیا تھی؟ لاجونتی کے جسم پر کسی کوڑیالے سانپ کے رنگ کی لکیریں کیسی تھیں جنہیں وہ خود بھی پہلے نہیں دیکھ سکی تھی ــــــ ؟ دو بدھوار کی مدت گزر جانے کے بعد وہ کس کی رکھیل بننے پر مجبور ہونے والی تھی؟ ــــــ چرن کمار نے اسے دس روز تک خاص طور سے اپنے ساتھ اپنی کٹی میں رہنے کو کیوں کہا تھا؟ کیا چرن کمار اور جسونت رام کی کوئی ملی بھگت تھی جس نے لاجونتی کو ایسے مقام پر لا کھڑا کیا تھا جہاں وہ بے بس ہو کر رہ گئی تھی؟ وہ نادیدہ طاقت کس کی تھی جو لاجونتی کو اپنے اشاروں پر

ناچنے کے لئے مجبور کر رہی تھی؟

نوجوان پجاری نے کہا تھا کہ نرمل داس کو لاجونتی کو درپیش خطرے کا توڑ کرنا ہوگا۔ یہ ذمہ داری خاص طور پر اسے کیوں سونپی گئی تھی؟ جمنا داس کی آتما نے چرن کمار کے بارے میں کہا تھا وہ مکمل "گند" ہے ـــــ جمنا داس مر چکا تھا لیکن اس کی آتما نے نرمل داس کے دل کی کیفیت جان لی تھی ـــــ اس نے نرمل داس کو سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ خوبصورت اور حسین لڑکیاں صرف مہان شکتیوں کا دل بہلانے کو ہوتی ہیں، پریم کا روگ پالنے کی خاطر نہیں ـــــ!

نرمل داس کے ذہن میں ایک ایک بات گونج رہی تھی۔ جمنا داس کی آتما نے اس سے کہا تھا کہ وہ مہان شکتی کا مالک بن چکا تھا۔ دھرتی پر کوئی اور اس سے زیادہ بلوان نہیں تھا ـــــ پھر ایسی کیا کمی باقی رہ گئی تھی جو اسے چالیس دن اور دو چندرما کا چکر پورا ہونے تک محتاط رہنے کو کہا گیا تھا؟ کالی اگر جمنا داس پر مہربان تھی تو پھر نرمل داس کو اس انتظار پر کیوں آمادہ کیا جا رہا تھا؟ ـــــ شیام سرن کو لاجونتی اور جسونت رام کے بارے میں کیا معلوم تھا جو نرمل داس کو اس کے کہنے پر عمل کرنے کا پابند بنایا جا رہا تھا ـــــ اور اگر شیام سرن کو لاجونتی کو درپیش خطرات کا علم تھا تو اس نے پہلے کیوں نہیں بتا دیا؟ ـــــ نوجوان پجاری کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی ـــــ؟

نرمل داس کے ذہن میں بے شمار وسوسے اُبھرنے لگے۔ یہ بات غلط نہیں تھی کہ لاجونتی اسے پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی۔ پہلی بار کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر اس کے من مندر میں پیار کے دیپ روشن ہوئے تھے۔ اس نے طے کر لیا کہ وہ ہر قیمت پر لاجونتی کو خطروں سے بچانے کی کوشش کرے گا۔ اُسے یہ بات بھی منظور نہیں تھی کہ لاجونتی نو دن رات چرن کمار کے ساتھ اس کی کٹی میں گزارے ـــــ!!

......❋......

میجر لیاقت اس وقت اپنے آفس کے مخصوص کمرے میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا کسی اہم فائل کے مطالعے میں مصروف تھا جب فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ شاید اُسے کسی کال کا انتظار پہلے ہی سے تھا۔

"زیرو تھری نائن ـــــ" اُس نے اپنا تعارف کرانے کی بجائے کسی خاص پاس ورڈ یا کوڈ سے کام لیا۔

"ڈی ڈبلیو نمبر ون اسپیکنگ سر ـــــ" ریسیور پر جواب میں بھی ایک مخصوص شناخت بتائی گئی۔

"یس ـــــ کیا رپورٹ ہے؟" میجر لیاقت نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"مطلوبہ شخص دس منٹ پہلے اپنی کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔"

"اکیلا تھا ـــــ؟"

"نو سر ـــــ لڑکی بھی ساتھ تھی۔"

"نرمل کے بارے میں کیا رپورٹ ہے ـــــ؟"

"وہ مندر سے سیدھا گھر ہی گیا تھا۔"

"مندر کے اندر اس سے کون کون ملا تھا ـــــ؟"

"کوئی بھی نہیں ـــــ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "البتہ کالی کی مورتی والے بڑے ہال میں وہ بھی گیا تھا۔ تقریباً چالیس منٹ تک اندر رہا پھر باہر آ گیا۔"

"کوئی خاص بات ـــــ؟"

"یس سر...... باہر آنے کے بعد وہ بہت زیادہ اُلجھا اُلجھا سا نظر آ رہا تھا۔"

"رائٹ ـــــ" میجر لیاقت نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "اس کی ایک ایک موومنٹ پر نظر رکھی جائے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نوٹ کیا جائے اور ضرورت ہو تو مجھے فوراً مطلع کیا جائے۔"

"او کے سر ـــــ"

میجر لیاقت نے ریسیور واپس کریڈل پر رکھا اور دوبارہ فائل کا مطالعہ کرنے لگا۔

اس وقت رات کے نو بجے تھے۔ گزشتہ پندرہ منٹ سے وہ اسی فائل کے کاغذات میں گم تھا جو اس کے سامنے موجود تھی۔ اس کے چہرے پر موجود تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ فائل اس کے لئے خاصی اہم تھی۔ ابھی وہ فائل ہی سے اُلجھ رہا تھا جب دوسرے فون سیٹ کی گھنٹی بجی۔ اُس نے نظریں اٹھا کر فون کی سمت غور سے دیکھا، اپنی دستی گھڑی پر ایک نظر ڈالی پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ـــــ" اس بار میجر لیاقت کی آواز حیرت انگیز طور پر اس آواز سے مختلف تھی

جس میں اس نے پہلی کال اٹینڈ کی تھی۔

''کون بول رہا ہے ــــ؟''

''آپ کون ہیں سر؟ ــــ کس سے بات کرنی ہے؟'' میجر لیاقت نے بدستور بدلی ہوئی آواز میں سوال کیا۔ لب ولہجہ چھوٹے ملازموں جیسا تھا۔

''پروفیسر درانی بول رہا ہوں۔ میجر لیاقت آئیں تو ــــ''

''سوری سر! ــــ'' میجر لیاقت نے اپنی اصلی آواز میں جواب دیا۔ ''میں آپ کا خادم ہی بول رہا ہوں۔''

''لیکن تمہاری آواز ــــ''

''حالات کے پیش نظر ایسا کرنا پڑتا ہے ــــ کیسے یاد کیا؟''

''کیا فون پر کوئی اہم بات کی جا سکتی ہے؟''

''ہم جس نمبر پر ہیں وہ اَن لسٹڈ ہے سر ــــ'' میجر لیاقت نے جواب دیا۔ ''آپ بے دھڑک بات کر سکتے ہیں۔ ویسے اگر آپ مناسب نہیں سمجھتے تو مجھے حکم دیں ــــ میں آ جاتا ہوں۔''

''میں زبیر کے سلسلے میں ــــ''

''مجھے اس حادثے کی رپورٹ مل چکی ہے۔'' میجر لیاقت نے بات کاٹ کر جواب دیا۔ ''میں نے ریڈ کراس ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر سے بھی معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق مسٹر زبیر کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

''میں تمہیں اس کے علاوہ ایک اور اہم خبر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔'' پروفیسر درانی نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

''سر! ــــ میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت آپ ــــ''

''نہیں ــــ'' پروفیسر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ ''تم جانتے ہو کہ سروس کے دوران بھی میں کبھی کسی بات سے ڈسٹرب نہیں ہوا ــــ میں اس بات پر مکمل یقین رکھتا ہوں کہ موت برحق ہے ــــ اس کا ایک وقت معین ہے جسے خدا کے سوا کوئی اور نہیں ٹال سکتا۔''

''ہر سچے مسلمان کا یہی عقیدہ اور ایمان ہونا چاہئے ــــ''

''لیکن ــــ تم شانتی کی پراسرار موت کو کس خانے میں ڈالو گے ــــ؟''

''میں سمجھا نہیں سر! ــــ'' میجر لیاقت نے پہلو بدل کر سنجیدگی سے دریافت کیا۔ ''اس وقت شانتی دیوی کا ذکر درمیان میں کیسے آ گیا؟''

''زبیر کو ہسپتال سے لاتے وقت مجھے بھی ایک ایسی ہی کال ریسیو ہوئی ہے۔''

''کیا مطلب ــــ؟'' میجر لیاقت چونکا۔

''ہو سکتا ہے کہ تم اسے صرف ایک مذاق سمجھو لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔'' پروفیسر درانی نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''بات اگر صرف شانتی کے حوالے کی ہوتی تو میں بھی یہی سمجھتا کہ کسی نے میرے ساتھ انتہائی گھٹیا مذاق کیا ہے لیکن میری نجی مصروفیات کے بارے میں تمہارے سوا کوئی اور واقف نہیں ہے۔ خاص طور سے اس ٹیپ کے بارے میں جو میں نے تمہیں دکھائی تھی۔''

''میں سمجھا نہیں سر! ــــ''

''مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں جسونت رام کے بارے میں سوچنا چھوڑ دوں ــــ سیاہ لکیروں اور قدموں کے نشانات والی ٹیپ پہلی فرصت میں ضائع کر دوں ورنہ ــــ'' پروفیسر ایک لمبی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

''ورنہ کیا ہو گا؟''

''ورنہ عاصمہ کا انجام بھی شانتی سے مختلف نہیں ہو گا۔''

''یہ ــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر ــــ؟'' میجر لیاقت نے پریشان کن لہجے میں دریافت کیا۔

''یہ میں نہیں ــــ اُس اجنبی شخص نے کہا ہے جس نے مجھ سے فون پر رابطہ قائم کیا تھا۔'' پروفیسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا کیا خیال ہے؟ ــــ کیا میں اس فون کال کو صرف دھمکی سمجھ کر نظرانداز کر دوں؟''

''نو سر ــــ'' میجر لیاقت نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''ہمیں اس بارے میں سوچنا پڑے گا۔''

''اس مردود نے مجھے دوبارہ فون کرنے کو بھی کہا ہے اور اپنا نام گردھاری بتایا ہے۔''

''میرے م! ــــ کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ نے فوری طور پر کیا

فیصلہ کیا ہے ـــــ؟" میجر لیاقت نے کچھ توقف سے پوچھا۔

"میں اس قسم کی پراسرار باتوں پر یقین رکھنے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ طے ہے کہ میں عاصمہ کی زندگی کی خاطر کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"

میجر لیاقت نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ پروفیسر درانی کے آخری جملوں نے اسے گڑبڑا دیا تھا۔ "کیا سوچ رہے ہو ـــــ؟"

"میں آپ سے متفق ہوں سر! ـــــ" میجر لیاقت نے کچھ سوچ کر فیصلہ کن انداز اختیار کیا۔ "مجرموں کے آگے ہتھیار ڈالنا میرے اصول کے خلاف ہے لیکن انہیں ٹریپ (TRAP) کرنے کی خاطر کبھی کبھی یہ تاثر دینا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ہم ان کی گیدڑ بھبکیوں سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔"

"تمہارا مشورہ یہ ہے کہ میں سیاہ لکیروں اور قدموں کے نشانات والی ٹیپ جلا دوں؟"

"اس کا دوسرا فون موصول ہونے کے بعد ہمیں مجبوراً اور مصلحتاً یہ قدم اٹھانا پڑے گا۔"

"گویا میں اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دوں ـــــ؟"

"مجبوری ہے سر! ـــــ ویسے بھی وہ ٹیپ ہمارے ذہنوں میں محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ مجرم یا مجرموں کو یہ تاثر دینا وقت کا تقاضہ بھی ہے کہ ہم ان کی پراسرار قوتوں سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔"

"تم ـــــ یہ تم کہہ رہے ہو ـــــ؟" پروفیسر نے تعجب سے دریافت کیا۔

"یس سر! ـــــ مجرم کو اندھیرے اور غلط فہمی میں مبتلا کر کے ہم زیادہ آسانی سے اس کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ فی الحال ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔" میجر لیاقت نے وضاحت کرتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "آپ کی طرح میں بھی آنٹی کی زندگی کو سیاہ لکیروں والی ٹیپ سے زیادہ اہم سمجھتا ہوں ـــــ میں کل کسی وقت آپ سے براہِ راست بھی ملنے کی کوشش ضرور کروں گا۔"

"ٹھیک ہے ـــــ میں تم سے تفصیلی ملاقات کے بعد ہی کوئی آخری فیصلہ کروں گا۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ میجر لیاقت ریسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پروفیسر درانی نے فون پر جو گفتگو کی تھی اس نے میجر لیاقت کو بھی الجھا

دیا تھا۔ اس فون کال سے پیشتر وہ کسی اور لائن پر غور کر رہا تھا لیکن اب جو صورتِ حال سامنے آئی وہ نہ صرف قابلِ غور بلکہ پریشان کن بھی تھی۔ خاصی دیر تک وہ بڑی سنجیدگی سے حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے میز کے قریب آ کر دوبارہ اَن لسٹڈ (UN-LISTED) فون کا ریسیور اٹھایا اور کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا۔ تیسری گھنٹی پر دوسری جانب سے کال ریسیو کی گئی۔

"ایس۔ ایس فور آن دی لائن ـــــ سر!"

"سابقہ وزیرِ داخلہ پروفیسر درانی کے گھر پر دو فون ہیں ـــــ ان دونوں فونز پر ریسیو ہونے والی ہر کال کو ٹیپ کرنے کا فوری بندوبست کرو ـــــ" میجر لیاقت نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "میرے اور تمہارے علاوہ اس کا علم کسی اور کو نہیں ہونا چاہئے۔"

"ایسا ہی ہو گا سر ـــــ"

"سول لائنز ایریا کی گشتی ٹیم کے سربراہ سے رابطہ کر کے کہو کہ اب پروفیسر درانی کے بنگلے کی نگرانی بھی ضروری ہے۔ ہر آنے جانے والے کی لسٹ تیار کی جائے گی اور ہر دو گھنٹے بعد مجھے مطلع کیا جائے گا۔"

"رائٹ سر ـــــ"

"نرمل داس کے بارے میں پوری طرح محتاط رہو ـــــ ہمارے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔"

"جو حکم سر ـــــ"

میجر لیاقت نے رابطہ منقطع کر دیا۔

پروفیسر درانی کا فون ریسیو کرنے کے بعد میجر لیاقت کے لئے نئے سرے سے حالات کا تفصیلی جائزہ لینا ضروری ہو گیا تھا۔ ذاتی طور پر وہ بھی ماورائی، طاغوتی اور پراسرار نادیدہ قوتوں کو محض انسانی وہم سمجھتا تھا لیکن پروفیسر کی کال کے بعد وہ بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا ـــــ پہلے اس کا خیال تھا کہ جسونت رام خود کو "خفیہ فوکس" سے محفوظ رکھنے کی خاطر ناقابلِ یقین کھیل تماشے رچا رہا تھا۔ شانتی کی موت میں بھی کسی ذاتی مفاد کے اہم پہلو کو قطعی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مگر اب کھیل نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا تھا۔ میجر لیاقت کے لئے اب یہ جاننا بھی ضروری ہو گیا تھا کہ پروفیسر درانی

کس شک وشبے کی بنیاد پر جسونت رام کی خفیہ سرگرمیوں پر نظر رکھنے کو مجبور ہوا تھا؟

گردھاری نامی کسی شخص کا نام بھی پہلی بار درمیان میں آیا تھا۔ ''اگر وہ پروفیسر درانی کی لیبارٹری میں خفیہ طور سے تیار کی جانے والی ٹیپ سے واقف ہوسکتا تھا تو پھر سیاہ لکیروں اور قدموں کے اُبھرنے والے نشانات کی اصلیت سے بھی اس کا کوئی نہ کوئی گہرا تعلق ضرور ہوگا ـــــــ؟'' میجر لیاقت کے ذہن میں اس خیال نے جس سرعت سے سر اُبھارا تھا اسی تیزی سے وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا آفس سے باہر نکلا اور اپنی کار میں بیٹھ کر پروفیسر درانی کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوگیا۔ حالات کے پیشِ نظر وہ ایک لمحہ بھی ضائع کرنے کو تیار نہیں تھا ـــــــ!

پروفیسر درانی نے میجر لیاقت کو بڑی گرم جوشی سے خوش آمدید کہا۔ عاصمہ کی موجودگی میں وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جو اسے بھی پریشانی سے دوچار کردیتی۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی رسمی باتوں کے بعد پروفیسر، میجر لیاقت کے ساتھ اٹھ کر اپنی ساؤنڈ پروف اسٹڈی میں آگیا۔

''اس وقت تمہاری آمد میرے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔'' پروفیسر درانی نے اسٹڈی کو اندر سے لاک کرنے کے بعد کہا۔

''میں آپ سے ایک اہم بات دریافت کرنے آیا ہوں۔'' میجر لیاقت نے سنجیدگی سے گفتگو کی ابتداء کی۔ ''اب اس بات کا جاننا میرے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ـــــــ''

''میں سمجھ رہا ہوں ـــــــ تم شاید یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ جسونت رام میری لسٹ پر کس طرح آگیا ـــــــ؟''

''میں آپ کو مجبور نہیں کرسکتا سر لیکن ـــــــ''

''میرا خیال ہے کہ اگر ہم بے تکلفی سے کھل کر بات کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔'' پروفیسر نے سنجیدگی سے بات کاٹ کر کہا پھر کچھ توقف کے بعد اس نے نیم سرکاری تقریب میں اوشا کرن اور جسونت رام کے درمیان ہونے والی گفتگو تفصیل سے دہراتے ہوئے کہا۔ ''اوشا کرن کے سامنے آنے سے پیشتر بھی مجھے شبہ تھا کہ جسونت رام ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔''

''اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں ایک ہی لائن پر کام کررہے تھے۔'' میجر لیاقت

نے جواب دیا۔ ''اوشا کرن کے تبادلے کے بعد اس کی سیٹ پر جس شخص کو تعینات کیا گیا ہے وہ بھی میری لسٹ پر ہے۔''

''تم شاید پردیپ پٹیل کی بات کررہے ہو ـــــــ؟''

''جی ہاں ـــــــ'' میجر لیاقت نے پہلو بدل کر کہا۔ ''کسی سفارت کار کی فون کالز کو ٹیپ کرانا ہرچند قانون کے خلاف ہے لیکن میں نے پڑوسی ملک کے سفارت خانے کے کچھ اہم افراد کی کالز بھی ٹیپ کرائی ہیں۔''

''کوئی نتیجہ برآمد ہوا ـــــــ؟''

''جی ہاں ـــــــ ایک ٹیپ میں جسونت رام اور پردیپ پٹیل کی گفتگو بھی موجود ہے۔'' میجر لیاقت نے بات جاری رکھی۔ ''اس گفتگو میں ایک شخص کے پاسپورٹ کے اجراء کے سلسلے میں سفارش کی گئی تھی لیکن ـــــــ کچھ الفاظ ایسے بھی استعمال کئے گئے جن کے کئی مطلب نکالے جاسکتے ہیں۔ جسونت رام نے سرسری طور پر اوشا کی خیریت بھی دریافت کی تھی۔''

''کیا تمہارے پاس ایسا مواد موجود ہے جس کی بنا پر ہم جسونت رام کی اصلیت کو بے نقاب کرسکیں؟''

''گھی نکالنے کی خاطر انگلی کو کبھی کبھی ٹیڑھا بھی کرنا پڑتا ہے سر! ـــــــ'' میجر لیاقت نے معنی خیز انداز میں کہا پھر بات بدل کر پوچھا۔ ''کیا آپ کے علم میں گردھاری نامی کوئی شخص پہلے سے بھی ہے ـــــــ؟''

''نہیں ـــــــ یہ نام میں نے پہلی بار سنا ہے اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو یہ ایک فرضی نام بھی ہوسکتا ہے۔'' پروفیسر درانی نے دوبارہ سنجیدگی اختیار کرلی۔ ''میں ابھی تک اس گتھی کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا کہ کسی کو ان ٹیپ کا علم کس طرح ہوگیا جو ہمارے علاوہ کسی تیسرے شخص کے علم میں نہیں تھی۔''

''سر ـــــــ'' میجر لیاقت نے کچھ سوچ کر دبی زبان میں کہا۔ ''میرا مشورہ ہے کہ اب آپ گردھاری کا دوسرا فون آنے سے پیشتر ہی ان ٹیپ کو جلادیں۔''

''میں سمجھا نہیں ـــــــ؟'' پروفیسر درانی نے قدرے اُلجھ کر سوال کیا۔ ''اگر میں نے ٹیپ ضائع بھی کردی تو اس کا علم گردھاری یا کسی اور کو کس طرح ہوگا؟''

"بالکل اسی طرح حسن طرح ٹیپ تیار کرنے کا علم ہو چکا ہے۔"

"آئی۔سی ـــــ" پروفیسر درانی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز اور ناقابل یقین تجربہ ہوگا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں سر! ـــــ ہم وہی کر رہے ہیں جو گردھاری چاہتا ہے۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکے ہو۔" پروفیسر درانی نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "میں غلط تو نہیں سوچ رہا؟"

"گردھاری کا دوسرا فون آئے تو مجھے مطلع ضرور کیجئے گا۔" میجر لیاقت جانے کے ارادے سے اٹھا۔ "میں اب اجازت چاہوں گا۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا؟"

"سوری سر ـــــ فی الحال میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

پروفیسر درانی نے کچھ اور کہنا چاہا لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا اور میجر لیاقت کو باہر تک چھوڑنے کے ارادے سے اُٹھ کھڑا ہوا ـــــ !!

☆❋☆

شیام سرن نے ایک بار پھر رُک کر چاروں طرف دیکھا۔ اس کے بعد تیزی سے بائیں جانب کی تنگ گلی میں داخل ہو گیا۔ دو منٹ بعد ہی اس نے ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے پر دستک دی جو دوسرے مکانوں سے قدرے الگ تھلگ واقع تھا۔

"کون ـــــ؟" اندر سے سوال کیا گیا۔

"میں ہوں نرمل! ـــــ شیام سرن۔"

دروازہ کھلنے کے بعد بھی شیام سرن نے دائیں بائیں نظر ڈالی پھر اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ ذاتی طور پر اسے یقین تھا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا گیا۔

نرمل داس بڑی سنجیدگی سے شیام سرن کو دیکھ رہا تھا۔ رات کے گیارہ بجے شیام سرن کی آمد بعید از مصلحت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے ذہن میں پھر نوجوان پجاری اُبھر آیا جس نے لاجونتی کی حفاظت کرنے کی بات کی تھی۔ کالی کی مورتی کے سامنے جو تماشہ ہوا تھا وہ بھی اس کے ذہن میں ابھی تازہ تھا۔ جمنا داس کی آتما نے بھی اسے پابند کیا تھا کہ شیام سرن کی کسی بات کو کبھی بھول کر بھی ٹالنے کی کوشش نہ کرے ـــــ جیسا شیام سرن کہے ویسا ہی کرے ـــــ لیکن نرمل داس ان تمام باتوں کے باوجود یہ بات طے کر چکا تھا کہ وہ لاجونتی کو چرن کمار کے ساتھ دس راتیں گزارنے کا موقع کسی قیمت پر نہیں دے گا۔

"تم ابھی تک سوئے نہیں نرمل ـــــ؟" دروازہ بند کرنے کے بعد شیام سرن نے نرمل داس سے پوچھا۔

"سو گیا ہوتا تو دروازہ کون کھولتا ـــــ؟" نرمل داس نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں ـــــ"

"مجھے وشواس تھا کہ تم پہلی فرصت میں مجھ سے ملنے کی کوشش ضرور کرو گے۔"

شیام سرن نے جواب دینے کی بجائے بہت غور سے نرمل داس کو دیکھا پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"کیا کھوجنے کی کوشش کر رہے ہو شیام سرن ——— ؟" نرمل داس نے چبھتے ہوئے انداز میں سوال کیا۔

شیام سرن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دو تین منٹ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول کر کمرے کے اطراف نظر گھماتے ہوئے تین بار پھونک ماری تو نرمل داس پھر بول پڑا۔

"کیا منڈل باندھ رہے ہو ——— ؟"

"ہاں ———"

"اتنی رات گئے یہاں اور کون آئے گا ——— ؟"

"تم ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔" شیام سرن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "مہاراج کی آتما تمہارے سر پر چھایا ضرور کئے ہوئے ہے لیکن تمہیں خود اپنے پیروں کے بل کھڑا ہونے میں کچھ سمے لگے گا۔"

"تم بھی شاید چالیس دن اور دو چندرما کا چکر پورا ہونے کی بات کر رہے ہو؟"

"ہاں ——— مہاراج کی آتما نے اگر تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے تو پھر تمہیں اسی کے انوسار عمل کرنا ہوگا۔"

"کیا اس سے پہلے کالی مجھ پر مہربان نہیں ہوگی ——— ؟" نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔

"دیوی کی شکتی اپرم پار ہے نرمل ———" شیام سرن نے بڑے پُرسکون انداز میں جواب دیا۔ "اُس کی مرضی ہے وہ جسے جو چاہے دان کر سکتی ہے پرنتو تمہیں ابھی انتظار کرنا ہوگا۔"

"کارن ——— ؟"

"چرن کمار نے دیوی کا سیوک بننے کے لئے جو جاپ کیا ہے وہ ابھی تم نے نہیں کیا ———" شیام سرن نے کہا۔ "چرن کمار سے پنجے لڑانے کی خاطر تمہیں بھی دیوی کو

راضی کرنا ہوگا۔"

"کیا مجھے بھی کوئی جاپ منتر کرنا ہوگا ——— ؟"

"نہیں ——— سورگ باشی جمنا داس مہاراج نے تمہیں اپنے جیون کی تمام شکتی دان کر دی ہے اسی لئے تم جاپ منڈل کے جنجال سے بچ گئے۔ پرنتو تمہیں دو چندرما کے چکر پورے ہونے تک سوچ بچار کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔"

"پتا جی کی آتما نے کہا تھا کہ میں ویسا ہی کروں جیسا تم کہو ———" نرمل داس نے کالی کے مندر میں لاجونتی کے ساتھ پیش آنے والی تمام روداد تفصیل سے دہراتے ہوئے کہا۔ "مجھے وشواس تھا کہ تم راستہ دکھانے کی خاطر مجھ سے ضرور ملنے آؤ گے۔"

شیام سرن نے نظر بھر کر نرمل داس کو دیکھا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے بھیتر جوالا مکھی اُبل رہی ہے۔ پرنتو میں تمہیں دھیرج سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔"

"چرن کمار نے لاجونتی کو دس رات اپنی کٹی میں رکھنے کی بات کیوں کی تھی ——— ؟ کیا اس کے من میں کوئی کھوٹ نہیں ہے ——— ؟" نرمل داس نے بل کھا کر سوال کیا۔

"مہاراج تمہیں بتا چکے ہیں کہ سندر ناریاں، پجارنیں اور دیوداسیاں مہان شکتی پراپت کرنے والوں کے لئے ایک کھلونے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتیں۔" شیام سرن نے اس بار قدرے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ "مہان پنڈت پجاریوں کا سچا پیار کیول دیوی دیوتاؤں سے ہوتا ہے ——— باقی سب ناٹک ہے۔"

"پتا جی کی آتما نے بھی یہی کچھ کہا تھا لیکن میں لاجونتی جیسی کومل سندری کو چرن کمار کی ہوس کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گا۔" نرمل داس نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

شیام سرن کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس بات کے ترجمان تھے کہ اسے نرمل داس کا فیصلہ اچھا نہیں لگا تھا۔

"پھر ———" اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے نرمل داس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"میں تمہیں اپنا انتم (آخری) فیصلہ سنا چکا ہوں۔" نرمل داس نے بدستور ٹھوس لہجے میں کہا۔ "پتا جی نے بھی یہی کہا تھا کہ چرن کمار من کا اُجلا نہیں ہے ——— پورے کا پورا

گند ہے۔"

"مہاراج کی آتما نے جو کہا وہ غلط نہیں ہے۔"

"پھر ـــــ تم مجھے کیا مشورہ دو گے ـــــ؟" نرمل داس نے وضاحت طلب انداز اختیار کیا۔

"ابھی وہ شبھ گھڑی نہیں آئی ہے کہ تم چرن کمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دو ٹوک باتیں کر سکو ـــــ میں تمہیں چالیس روز تک دھیرج سے کام لینے کو کہوں گا ـــــ"

"اور میں تمہیں لاجونتی کے بارے میں اپنے فیصلے سے بھی آگاہ کر چکا ہوں۔" نرمل داس نے جذباتی انداز میں کہا۔

شیام سرن نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی کشادہ پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں اُبھرنے لگیں۔ نرمل داس اس کی کیفیت کا اندازہ لگاتا رہا۔ کچھ دیر بعد شیام سرن نے آنکھیں کھولیں تو وہ انگاروں کی طرح دہکتی نظر آ رہی تھیں۔

"اگر تم کیول لاجونتی کو چرن کمار کے چنگل سے بچانا چاہتے ہو تو اس کے اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں۔"

"وہ کیا ـــــ؟"

"تم ـــــ" شیام سرن نے خلاء میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ "تم جسونت رام کو فون کر دو کہ وہ چرن کمار کو لاجونتی کے سلسلے میں اپنے راستے سے الگ کر دے۔"

"کیا وہ میری بات مان لے گا ـــــ؟"

"مان بھی سکتا ہے ـــــ" شیام سرن نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔

"شیام سرن ـــــ" نرمل داس نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ تم پتاجی کے سیوک ہونے کے باوجود میرے ساتھ کوئی ٹھٹھول کر رہے ہو؟"

"نرمل ـــــ" شیام سرن سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا۔ نرمل داس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ پہلے تولا کرو پھر بولا کرو۔"

"کیا میں نے کوئی ایسا شبد کہہ دیا جس سے تمہارا اپمان ہوا ہے ـــــ؟"

"تمہارے من میں یہ وچار کیسے پیدا ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ٹھٹھول کروں گا؟"

"تم نے جسونت رام کو فون کرنے کا مشورہ کیوں دیا تھا جبکہ تم جانتے ہو کہ وہ مجھ سے کوئی جانکاری نہیں رکھتا۔" نرمل داس نے پھر جذباتی لہجے میں کہا۔ "جب وہ مجھے سرے سے جانتا ہی نہیں تو میری بات پر عمل کیوں کرے گا؟"

"اور تم بھی وہ کچھ نہیں جانتے نرمل جو میں جانتا ہوں۔" شیام سرن نے تیزی سے جواب دیا۔ "جسونت رام اس سمے جس کشتی میں سوار ہے وہ ڈگمگانے لگی ہے۔ اس کے سارے پانسے اُلٹے پڑ رہے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو وہ بھی چرن کمار کے پاس جانے کی غلطی کبھی نہ کرتا ـــــ پرنتو اب اس مورکھ کے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں رہ گیا۔"

"شیام سرن ـــــ" نرمل داس نے قدرے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ لاجونتی کسی خطرے سے دوچار ہے؟ ـــــ کون پاپی اسے اپنی رکھیل بنانے کے سپنے دیکھ رہا ہے؟ ـــــ اس سندری کے کومل شریر پر کسی کوڑیالے سانپ کے رنگ کیسے اُبھر آئے تھے؟"

"میں اس سے بھی زیادہ باتیں جانتا ہوں۔" شیام سرن پہلی بار بل کھا کر بولا۔ "ایسی باتیں جو چرن کمار کے فرشتے بھی نہیں جانتے۔"

"کیا تم مجھے وہ باتیں نہیں بتاؤ گے ـــــ؟"

"نہیں ـــــ میں مہاراج کو دیئے وچن کو نہیں توڑ سکتا ـــــ" شیام سرن ہونٹ کاٹنے لگا۔

"تو کیا پتاجی کی آتما نے غلط کہا تھا کہ میں اس دھرتی پر تمہارے سوا کسی اور کو اپنا متر نہ سمجھوں ـــــ؟"

"نرمل ـــــ!" اس بار شیام سرن چیخ اٹھا۔ "تو میرا اپمان کر رہا ہے۔"

"اگر مجھ سے کوئی بھول ہو گئی ہو تو شما کر دو ـــــ" نرمل داس نے دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مطلب کی بات کی۔ "لیکن میرا فیصلہ بھی اٹل ہے ـــــ میں اس پلید چرن کمار کو لاجونتی کے شریر سے کھیلنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"پھر میرے کہنے پر عمل کرو ـــــ جسونت رام کو فون پر اپنی مرضی بتا دو۔" شیام سرن نے خود پر قابو پا کر جواب دیا۔ "وہ تمہاری آگیا (حکم) کا پالن کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

"کیا وہ میرے نام سے ____"

"نہیں ____" شیام سرن نے اس کی بات کاٹ کر سنجیدگی سے کہا۔ "جسونت رام کو تم گردھاری کے نام سے فون کرو گے۔"

"گردھاری کون ہے ____؟"

"کیول آم کھانے سے غرض رکھو نرمل۔ پیڑ گننے کے چکر میں اُلجھ گئے تو واپسی کا راستہ بھی کھو دو گے۔" شیام سرن نے ٹھوس لہجے میں کہا پھر بڑی جلدی میں دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

نرمل داس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ کھیلنے لگی ____!

......✽......

وہ فون کی گھنٹی کی آواز ہی تھی جسے سن کر میجر لیاقت کسی محتاط چیتے کی مانند جاگ اُٹھا تھا۔ اس نے دیوار گیر گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔

"ہیلو ____" ریسیور اٹھا کر اس نے مدھم آواز میں کہا۔

"ڈی ڈبلیو نائن اسپیکنگ سر!" دوسری جانب سے خفیہ پاس ورڈ بتانے کے بعد کہا گیا۔ "آپ کے لئے ایک انتہائی اہم خبر ہے ورنہ اس وقت ____"

"وقت ضائع مت کرو۔" میجر لیاقت نے تیزی سے پوچھا۔ "خبر کیا ہے؟"

"پجاری شیام سرن رات گیارہ بجے نرمل داس کے مکان پر گیا تھا۔ ان کے درمیان جسونت رام اور لاجونتی کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی۔ مرحوم پنڈت جمنا داس کا ذکر بار بار کیا گیا۔ شیام سرن کا کہنا تھا کہ مرنے والے نے نرمل داس کو اپنی تمام قوتیں ضرور بخش دی ہیں لیکن نرمل کو انہیں استعمال کرنے کے لئے چالیس روز تک انتظار کرنا ہوگا۔"

"جسونت کے بارے میں کیا بات ہوئی تھی ____؟"

"نرمل داس، لاجونتی کو اس خطرے سے بچانا چاہتا ہے جس کے لئے اسے جسونت رام، کالی کے مندر لے گیا تھا۔" دوسری جانب سے تفصیل بیان کرنے کے بعد کہا گیا۔ "شیام سرن نے نرمل داس کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ گردھاری کے نام سے جسونت رام کو منع کرے تو وہ لاجونتی کو دس روز کے لئے چرن کمار کے پاس چھوڑنے کے ارادے سے باز آ سکتا ہے۔"

"گردھاری کے بارے میں مزید تفصیل بیان کرو ____" میجر لیاقت کی آنکھوں میں گردھاری کا نام سن کر کسی بھوکے آدم خور درندے جیسی سرخی اُبھری تھی۔

"گفتگو کے مطابق نرمل داس نے بھی گردھاری کے بارے میں جاننے کی کوشش کی تھی لیکن شیام سرن نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ صرف آم کھائے، پیڑ گننے کی کوشش نہ کرے ورنہ اس کے لئے واپسی کے تمام راستے بند ہو جائیں گے۔"

"گویا گردھاری کا نام نرمل داس نے پہلی بار سنا ہے۔"

"یس سر ____ ان کی باتوں سے میں نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔"

"شیام سرن کس حیثیت کا پجاری ہے ____؟" میجر لیاقت نے تھوڑے توقف کے بعد سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔

"اس کا شمار بڑے پجاریوں میں ہوتا ہے سر ____ چرن کمار کے بعد وہی کالی دیوی کا سب سے پسندیدہ پجاری سمجھا جاتا ہے۔"

"اور کوئی اہم بات ____؟"

"گفتگو کے درمیان لاجونتی کے حوالے سے نرمل داس نے یہ بھی کہا تھا کہ مرنے والے پنڈت جمنا داس نے بھی چرن کمار کو گند ہی گند کہا تھا۔"

"شیام سرن، نرمل سے ملاقات کرنے کے بعد کہاں گیا ____؟"

"وہ سیدھا اپنے گھر ہی گیا ہے۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔ "میں اس وقت اس کے گھر کے قریب ہی سے فون کر رہا ہوں۔"

"نرمل اور شیام سرن کے درمیان کتنی دیر گفتگو ہوئی؟"

"تقریباً آدھا گھنٹہ۔"

"گویا شیام سرن گھر پہنچنے سے پیشتر کہیں اور بھی گیا تھا ____؟" میجر لیاقت نے ٹھوس لہجے میں دریافت کی۔

"یس سر ____" دوسری جانب سے جواب ملا۔ "نرمل کے گھر سے نکل کر وہ کالی کے مندر تک گیا تھا لیکن آدھی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد واپس گھر آ گیا ____ میں یہ پوائنٹ بتانا بھول گیا تھا ____ آئی ایم سوری سر ____"

"آئندہ محتاط رہنا۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے ____؟"

"شیام سرن کے ساتھ اور کون کون رہتا ہے؟" میجر لیاقت نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ اور کوئی نہیں رہتا۔"

"تم پھر ڈگمگانے لگے۔" یکلخت میجر لیاقت کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔ "مجھے پازیٹو (POSITIVE) جواب چاہئے۔ مفروضوں پر عمل کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"مکان صرف دو کمروں پر مشتمل ہے سر ____!" دوبارہ سوری کرنے کے بعد کہا گیا۔ "شیام سرن باہر لگے تالے کو کھولنے کے بعد ہی اندر داخل ہوا تھا۔ میں نے باہر سے گھوم پھر کر محسوس کیا ہے وہ تنہا رہتا ہے۔"

"کسی ایکشن کے اعتبار سے مکان کی لوکیشن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"آپ حکم دیں سر ____ اس وقت دس بارہ مکانوں پر مشتمل اس مختصر سی بستی میں ویرانے اور سناٹے کا راج ہے۔" دوسری طرف سے محتاط آواز میں جواب ملا۔ "مکان بھی ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر بنے ہیں۔"

"تمہارے ساتھ تین آدمیوں کا اور ہونا بھی ضروری ہے۔" میجر لیاقت نے ٹھوس آواز میں حکم دیا۔ "زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر اندر ایکشن مکمل ہونا ضروری ہے۔"

"ایسا ہی ہوگا سر! لیکن ہمیں کیا ایکشن لینا ہے؟"

"شیام سرن کو اغواء کر کے مخصوص ٹریٹمنٹ والی جگہ پہنچا دو ____" میجر لیاقت نے سنجیدگی سے حکم دیا۔ "کسی اور کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہئے ____ ایکشن مکمل ہونے کے بعد مجھے دوبارہ انفارم کرو۔"

"رائٹ سر ____!"

"حساس معاملے میں کسی غفلت کو نظر انداز کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔" میجر لیاقت کا لہجہ سرد اور کرخت ہو گیا۔

"ہم پوری احتیاط سے ایکشن مکمل کریں گے سر ____!"

میجر لیاقت نے مزید کوئی بات کرنے کی بجائے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر خواب گاہ میں ٹہلنے لگا۔ اس کی نگاہیں کسی ایسے درندے کی مانند چمک رہی تھیں جو

مطلوبہ شکار سے بس ایک چھلانگ کی دوری کے فاصلے پر ہو ____ گردھاری کے سلسلے میں اسے اتنی جلدی کامیابی ہوگی یہ بات اس کی توقع کے خلاف ہی تھی ____ ڈاگ واچ (DOG WATCH) پر مامور ڈی ڈبلیو نائن کی اطلاع نے اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی حدت اچانک ہی بہت تیز کر دی تھی۔

وہ مستقل ٹہل ٹہل کر آئندہ کے لئے منصوبے بنا رہا تھا جب تقریباً پچاس منٹ بعد دوبارہ فون کی گھنٹی کی آواز اُبھری۔ میجر لیاقت نے تیزی سے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ____" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کیا خبر ہے ____؟"

"پاس ورڈ پلیز ____" دوسری جانب سے سوال کیا گیا۔

"زیرو تھری نائن ____"

"آئی ایم سوری سر! لیکن آپ ہی نے حکم دیا تھا کہ بغیر پاس ورڈ کے کوئی بھی اہم اطلاع ____"

"میں تمہاری کارکردگی پر خوش ہوا ____" میجر لیاقت نے بدستور سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "سیکرٹ ایکشن کا کیا رہا ____؟"

"ہمارا مطلوبہ شکار اس وقت مخصوص جگہ پر پہنچ چکا ہے۔"

"گڈ ____ کوئی ہنگامہ تو نہیں ہوا؟"

"نو سر! ____ شیام سرن نے ہماری توقع کے خلاف خود کو خاموشی سے حوالے کر دیا تھا۔"

"اور کوئی خاص بات ____؟"

"شیام سرن کا اطمینان اور پُرسکون رویہ ہم سب کے لئے حیران کن ہی ہے۔"

"ڈونٹ وری ____" میجر نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "میں ان پنڈت پجاریوں کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ شیام سرن نے اگر زبان نہ کھولی تو پھر اس کا سکون اور اطمینان بھی اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے گا۔"

میجر لیاقت نے پُرجوش انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھا پھر نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹ کر سونے کے لئے آنکھیں بند کر لیں ____!!

......❊......

لاجونتی مندر جانے کی خاطر اپنا سوٹ کیس تیار کرنے میں مصروف تھی۔

اس کے چہرے پر متضاد کیفیتیں رنگ بدل رہی تھیں ـــــ کالی کے بڑے مندر میں اس نے چرن کمار کی زبانی جو کچھ سنا اور اپنی نظروں سے جو دیکھا وہ اس کے لئے پریشان کن ہی تھا۔ وہ دن میں دو بار نہانے کی عادی تھی لیکن کوڑیالے سانپ کے رنگوں کی وہ شبیہہ جو کالی کے مندر میں اس کے اوپری جسم کے برہنہ حصوں پر اُبھری تھی وہ پہلے کبھی نہیں دکھائی دی تھی۔ چرن کمار نے جن نادیدہ خطروں کا ذکر کیا تھا وہ ان سے بھی ناواقف ہی تھی۔

پنڈت پجاری اور دھرم کرم کے معاملات سے اُسے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ ماں کی زندگی میں بھی وہ آنے والے پجاریوں اور پنڈتوں سے دُور دُور ہی رہتی تھی۔ ماں باپ کی طرف سے اُسے جو آزادی کا پروانہ ملا ہوا تھا اس کی وجہ سے بھی لاجونتی نے بھی دین دھرم کے معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وقت کی ایک ہی کروٹ نے اُسے ذہنی طور پر بالکل مفلوج کر دیا تھا۔

جسونت رام کی طرف سے بھی اس کا دل میلا ہو رہا تھا۔ نیلی شیشی کی مخصوص دوا پیتے وقت اس نے ہمیشہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن باپ کے اصرار پر مجبور ہوتی رہی لیکن چرن کمار نے جسونت رام کے اس ٹانک کے بارے میں جو انکشاف کیا تھا اسے سن کر وہ باپ کی طرف سے بھی بددل ہو رہی تھی۔ اس کے ذہن میں کئی سوالات اُبھر رہے تھے ـــــ اگر نیلی شیشی میں کوئی اور محلول تھا تو جسونت رام نے اسے اندھیرے میں کیوں رکھا ـــــ؟ وہ کون سی پلید آتما تھی جو اسے خطروں سے دوچار کر رہی تھی؟ ـــــ اس کا مقصد کیا تھا ـــــ؟ کیا جسونت رام کو ان خطروں اور پلید آتما کے بارے میں جانکاری تھی؟ ـــــ اگر تھی تو پھر اُسے باخبر کیوں نہیں کیا گیا ـــــ؟ کیا مجبوری تھی جس نے جسونت رام کو بھی کسی ایسی گندی روح کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور کر دیا تھا جو لاجونتی کو کھیل بنانے کے سپنے دیکھ رہی تھی ـــــ؟ وہ کس کی آتما تھی ـــــ؟ جسونت رام کا اس پلید آتما سے کیا سمبندھ تھا ـــــ؟ چرن کمار نیلی شیشی کی دوا کے بارے میں کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گیا تھا ـــــ؟

لاجونتی نے خود کو ان خطروں سے بچانے کی خاطر کالی کے مندر میں چرن کمار کے

ساتھ دس دن گزارنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ چرن کمار کے بارے میں اسے یہ بات معلوم تھی کہ وہ کالی کا سب سے بڑا سیوک ہونے کے ناتے مہان شکتیوں کا مالک بھی تھا۔ وقت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ چرن کمار کی بات مان لیتی ـــــ لیکن جسونت رام کی طرف سے اس کے دل میں جو میل بیٹھ چکا تھا وہ اسے کسی قیمت پر فراموش نہیں کر سکتی تھی۔ چرن کمار نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر دو بدھوار اور گزر گئے تو نہ صرف وہ کسی کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہو جائے گی بلکہ جسونت رام کی بنی بنائی ساکھ بھی مٹی میں مل جائے گی۔

وہ سوٹ کیس تیار کرتے وقت بری طرح اُلجھ رہی تھی جب جسونت رام نے اُس کی خواب گاہ میں قدم رکھا۔ اُس کے چہرے پر اُلجھن اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ لاجونتی نے ایک اچٹتی ہوئی نظر باپ کے چہرے پر ڈالی پھر منہ پھیر کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

جسونت رام کچھ دیر دروازے کے قریب خاموش کھڑا لاجونتی کو دیکھتا رہا پھر مدھم آواز میں بولا۔

”اب سوٹ کیس تیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ـــــ تم مندر نہیں جاؤ گی۔“

لاجونتی نے جھلا کر باپ کی طرف دیکھا۔

”مجھے ابھی فون پر یہی کہا گیا ہے کہ تم چرن کمار کے پاس نہیں جاؤ گی۔“ جسونت رام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے وضاحت کی۔

”فون کس نے کیا تھا ـــــ؟“ لاجونتی نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

”گر.......دھا.......“ جسونت رام کچھ کہتے کہتے یکلخت خاموش ہو گیا۔ شاید اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

”آپ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئے ـــــ“ لاجونتی نے زہرخند سے کہا۔ ”میں کارن (وجہ) پوچھ سکتی ہوں؟“

”نہیں ـــــ“ جسونت رام نے جھلا کر کہا۔ ”تمہارے لئے کسی کا نام جاننا ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ اب تم دس روز تک گھر میں ہی رہو گی۔“

”چرن کمار کے پاس میں خود سے نہیں گئی تھی ـــــ آپ لے گئے تھے۔“ لاجونتی

نے زہر میں بجھے لہجے میں جواب دیا، پھر جسونت رام کو گھورتے ہوئے بولی۔ "کیا آپ
یہ بات نہیں معلوم کہ دو بدسوار گزرنے کے بعد میں کسی پلید شکتی کی رکھیل بن کر رہ
کے......"

"شٹ اپ ـــــ" جسونت رام نے اس بار تلملا کر کرخت لہجہ اختیار کیا۔ "پنڈت
چرن کمار نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"یہ بات آپ اب اتنے وشواس سے کیسے کہہ رہے ہیں ـــــ؟"

"بحث مت کرو ـــــ تمہیں وہی کرنا ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"نیلی شیشی میں اگر ٹانک نہیں تھا تو پھر اور کس قسم کی دوا تھی ـــــ؟" لاجونتی نے
چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"وہ ـــــ وہ ـــــ برین ٹانک ہی ہے ـــــ"

"نہیں ـــــ" لاجونتی نے تیز آواز میں جواب دیا۔ "پنڈت چرن کمار نے مجھے
اس خطرے سے پوری طرح آگاہ کر دیا ہے جو میرے سر پر منڈلا رہا ہے۔"

"لاجونتی ـــــ" جسونت رام نے اسے غصے سے دیکھا۔

"میں نے اپنی نظروں سے اپنے شریر پر کوڑیالے سانپ کے ان گنت چتر (نقش
تصویر) اُبھرتے دیکھے ہیں۔" لاجونتی تلملا کر بولی۔ "میں نے جو دیکھا وہ سپنا نہیں۔
جیتی جاگتی سچائی تھی اور ـــــ پنڈت چرن نے کہا ہے کہ اپنے بچاؤ کے لئے میرے
پاس کیول دس روز باقی ہیں۔ اس کے بعد وہی کچھ ہوگا جو شاید آپ بھی جانتے ہیں
پرنتو آج تک مجھ سے چھپاتے رہے ـــــ کیا میں جان سکتی ہوں کہ وہ کون سی شکتی ہے
جس نے آپ کو بھی بے بس کر رکھا ہے ـــــ؟"

"میرا وشواس کرو ـــــ" جسونت رام نے بیٹی کو پیار سے بہلانے کی کوشش کی۔

"چرن کمار نے جو کہا وہ سچ نہیں ہے ـــــ"

"تو پھر سچ کیا ہے ـــــ؟" لاجونتی نے جھلا کر پوچھا۔

"سچ کیا ہے؟ ـــــ یہ میں بھی نہیں جانتا۔" جسونت رام نے کسی ہارے ہوئے
جواری کی طرح اعتراف کیا۔

"ابھی آپ کے پاس کس کا فون آیا تھا؟"

"اُسی پاپی کا جو میری مجبوریوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے ـــــ"

"کون ہے وہ ـــــ؟"

"میں اسے نہیں جانتا ـــــ میری بات پر وشواس کرو۔" جسونت رام نے تھکے
تھکے لہجے میں اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔

"آپ ابھی کس کا نام لیتے لیتے خاموش ہو گئے تھے ـــــ؟" لاجونتی نے جسونت
رام کو مشکوک نظروں سے گھورا۔

"م ـــــ میں اس کا نام زبان پر نہیں لا سکتا۔"

"کیوں؟ ـــــ کیا مجبوری ہے ـــــ؟"

"لاجونتی ـــــ!" جسونت رام نے پھر تیور بدل کر سخت لہجہ اختیار کیا۔ "ضروری
نہیں ہے کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں۔"

"آئی ایم سوری ڈیڈ ـــــ" لاجونتی نے پلٹ کر سرد لہجے میں کہا۔ "میں اب آپ
کی کسی بات پر اس وقت تک وشواس نہیں کر سکتی جب تک آپ مجھے اصل حقیقت سے
آگاہ نہیں کریں گے۔"

"کیا مطلب ـــــ؟"

"اگر آپ نے میری بات کا جواب نہ دیا تو میں خود کو آنے والے خطروں سے
بچانے کی خاطر چرن کمار کے پاس ضرور جاؤں گی۔" لاجونتی نے فیصلہ کن انداز میں اپنی
بات جاری رکھی۔ "کالی کا مندر میرے لئے سب سے محفوظ جگہ ہوگی۔ وہاں کوئی پلید آتما
میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی ـــــ پنڈت چرن کمار کی سہائتا بھی حاصل ہوگی مجھے۔"

"کیا یہ تیرا آخری فیصلہ ہے ـــــ؟" جسونت رام نے لاجونتی کو خونخوار نظروں
سے گھورا۔

"ہاں ـــــ"

"تو پھر میرا فیصلہ بھی سن لو ـــــ" جسونت رام حلق کے بل چیخ کر بولا۔ "دس روز
تک تم اپنے کمرے سے باہر بھی ایک قدم نہیں نکال سکو گی۔"

"کون روکے گا مجھے؟" لاجونتی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک اٹھا۔

"میں ـــــ اور میرے ملازم۔" جسونت رام کا لب و لہجہ غضب ناک ہو گیا۔ پھر

اس نے باہر نکل کر خواب گاہ کے دروازے کو لاک کیا اور بلند آواز میں ملازموں… پکارنے لگا۔ شاید وہ دیوانہ ہو گیا تھا۔

لاجونتی کو باپ سے اس قدر سخت سلوک کی توقع نہیں تھی۔ ایک لمحے کو گنگ سی… پھر دوسرے ہی لمحے وہ جھلا کر فون کی طرف لپکی۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ اب اپنے… پر منڈلانے والے ان دیکھے خطروں کو ٹالنے کی خاطر وہ سامنے آنے والی ہر دیوار… دے گی۔ تمام رکاوٹوں کو پھلانگ جائے گی۔ اگر ضرورت پیش آئی تو پولیس اور قانون… مدد حاصل کرنے سے گریز نہیں کرے گی لیکن ——

فون کا ریسیور اٹھاتے ہی وہ تلملا کر رہ گئی۔ فون ڈیڈ تھا۔ شاید جسونت رام نے… کی خواب گاہ میں آنے سے پہلے ہی اس کے کمرے کے فون کی لائن کاٹ دی تھی۔



وہ اٹھارہ بائی بیس فٹ کا ایک ساؤنڈ پروف کمرہ تھا جہاں ایک کرسی کے سوا… دوسری شے زمین پر نظر نہیں آ رہی تھی۔ البتہ دیوار پر چاروں طرف تھرڈ ڈگری… استعمال کئے جانے والے بجلی کے آلات ضرور موجود تھے۔ چھت سے ایک زنجیر بھی… رہی تھی جس میں مجرموں کو اُلٹا لٹکا کر تشدد کے ذریعے سچ اُگلوایا جاتا تھا۔

باہر سے نظر آنے والی وہ ایک منزلہ عمارت دو سو چالیس مربع گز سے زیادہ بڑی… تھی۔ اس عمارت کی پہلی منزل پر ایک ہیلتھ سنٹر کا سال خوردہ بورڈ نظر آ رہا تھا جس… یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اسے بند ہوئے سالوں گزر چکے ہیں۔ گراؤنڈ فلور پر… امپورٹر ایکسپورٹر کا مختصر سا گودام تھا۔ باہر کی جانب والا کمرہ بطور آفس استعمال کیا جا… جس میں اس وقت بھی ایک ادھیڑ عمر کا شخص میز پر جھکا کسی فائل کے مطالعے میں مصروف… تھا۔ آفس کا سارا فرنیچر قیمتی تھا جسے بڑی نفاست سے آراستہ کیا گیا تھا۔

یہ عمارت شہر سے اٹھارہ میل دور انڈسٹریل ایریا کے قریب واقع تھی جہاں عام… کا گزر شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔ اٹھارہ بائی بیس فٹ کا ساؤنڈ پروف کمرہ اسی عمارت کا… خفیہ تہہ خانہ تھا جس کا چور راستہ بھی ایک اسٹور میں اس طرح بنایا گیا تھا کہ ایک عام… اسے تلاش نہیں کر سکتا تھا۔

شیام سرن اسی زمین دوز کمرے میں کرسی پر جکڑا بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر…

اس طرح باندھا گیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا تھا۔ کرسی فرش پر فکس تھی اس لئے اس کے ہلنے جلنے کا بھی سوال نہیں پیدا ہوتا تھا۔ چھت پر ایک مدھم پاور کا بلب روشن تھا جس کی دھندلی زرد روشنی نظروں میں چبھتی محسوس ہو رہی تھی۔

میجر لیاقت اس کمرے کو خاص خاص مجرموں کے لئے خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی ٹیم کے چار افراد بھی اس ٹارچر سیل کے وجود سے واقف تھے لیکن وہ چاروں ہی میجر خان کے خاص آدمی تھے۔ انہیں بارہا آزمایا جا چکا تھا۔ میجر لیاقت کو ان چاروں پر ایک حد تک اعتماد تھا کہ وہ اذیتیں برداشت کرتے کرتے جان تو دے سکتے تھے لیکن اس خفیہ ٹارچر سیل کے بارے میں ان کی زبانیں نہیں کھلوائی جا سکتی تھیں۔

شیام سرن کو اس کمرے میں آئے دس گھنٹے سے زیادہ گزر چکے تھے۔ اس کی جگہ کوئی عام آدمی ہوتا تو اس قید تنہائی سے ہراساں ضرور نظر آتا لیکن شیام سرن نہایت سکون سے آنکھیں بند کئے بیٹھا کسی اور ہی دنیا میں گم نظر آتا تھا۔ گزشتہ رات اُس نے اپنی گرفتاری کے وقت بھی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ خاموشی سے ان چار سیاہ پوش افراد کے ساتھ ہو لیا تھا جن کے چہرے نقاب کی وجہ سے نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں سے اپنے اغواء کئے جانے کی کوئی وجہ بھی نہیں دریافت کی تھی۔ البتہ ان کے ساتھ وین میں بیٹھتے وقت اس کے ہونٹوں پر ایک گہری اور معنی خیز مسکراہٹ ضرور اُبھری تھی۔ جس وقت اُسے زمین دوز کمرے میں لا کر کرسی سے باندھا گیا اس وقت بھی وہ منہ ہی منہ میں کچھ بدبداتا رہا۔ اُس نے کسی سے کچھ پوچھنے یا مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ شیام سرن کا وہ اعتماد اور اطمینان ان چاروں کے لئے حیرت انگیز ہی تھا۔ عام طور پر وہاں لایا جانے والا ہر شخص شور و غل کے علاوہ اپنے اغواء کئے جانے کا سبب ضرور دریافت کرتا تھا۔ کچھ منہ زور قسم کے مجرم اور اثر و رسوخ رکھنے والے بعد میں خطرناک نتائج کی دھمکیاں بھی دینے سے باز نہیں آتے تھے لیکن شیام سرن نے ایک بار بھی زبان نہیں کھولی تھی۔

اس وقت بھی وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا جب اس کے کانوں میں کچھ ملے جلے قدموں کی آوازیں اُبھری تھیں۔ اُس کے سکون و اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا لیکن جب اس کی آنکھوں پر ہائی پاور کی لائٹ ڈالی گئی تو شیام سرن نے آنکھیں کھول دیں۔

اس کی نظریں ایک نکلتے ہوئے قد اور ٹھوس جسم کے نقاب پوش پر پڑیں جس نے ڈھیلا ڈھالا سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی پشت پر چار دوسرے افراد بھی موجود تھے۔ ان کے چہرے بھی نقاب کے اندر تھے لیکن آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی کو اذیت دیتے وقت رحم کے جذبوں سے دوچار ہونے کے عادی نہیں تھے۔

شیام سرن کی نظریں ٹھوس جسم والے پر مرکوز ہو گئیں۔

''تمہارا نام شاید پجاری شیام سرن ہے ــــــ؟'' ٹھوس جسم والے نے جو میجر لیاقت کے سوا کوئی اور نہیں تھا بدلی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

شیام سرن جواب میں صرف مسکرا دیا۔

''تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟'' میجر لیاقت نے سخت لہجہ اختیار کیا۔

''یہی وچار کر رہا ہوں کہ کیا جواب دوں۔'' شیام سرن نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا پھر چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔ ''کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں اور تمہارے گرگے مجھے یہاں کس کارن اٹھا لائے ہیں؟''

''تم کالی کے مندر کے پجاری شیام سرن ہو ــــــ یہ بات مجھے معلوم ہے ــــــ'' میجر لیاقت نے اُسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''پھر مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟''

''اگر تم نے میرے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے تو تمہارے اوپر کوئی سختی نہیں کی جائے گی ــــــ یہ میرا وعدہ ہے ــــــ لیکن اگر تم نے زیادہ چلتر چالاک بننے کی کوشش کی تو پھر ہمارے آدمیوں کو زبان کھلوانے کے اور بھی بہت سارے گُر معلوم ہیں۔''

''پوچھو ــــــ'' شیام سرن نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ ''کیا پوچھنا چاہتے ہو؟''

''کل رات گیارہ بجے تم کہاں تھے ــــــ؟''

''میں اپنے گرو سورگ باشی جمنا داس کے پُتر نرمل داس سے ملنے اُس کے گھر گیا تھا۔''

''تمہارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی ــــــ؟''

''وہی جو تمہارے گرگے تمہیں بتا چکے ہیں۔'' شیام سرن معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

''تم جسونت رام اور لاجونتی کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہو ــــــ؟''

''کیول اتنا جانتا ہوں کہ وہ دونوں باپ بیٹی ہیں۔ اس سے زیادہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔'' شیام سرن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''جو دنیا تیاگ دیتے ہیں، جیون کی رنگ رلیوں سے منہ موڑ لیتے ہیں وہ کیول دیوی دیوتاؤں کے ہو جاتے ہیں پھر ان کا کسی اور سے کوئی سمبندھ نہیں ہوتا۔''

میجر لیاقت کی تیز نظریں جھپکے بغیر شیام سرن کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ وہ مختلف آوازیں بدلنے پر بھی پوری طرح قادر تھا۔ چنانچہ اس بار بھی بدلی ہوئی آواز میں بولا۔

''تم نے کل رات نرمل داس سے ملنے کی ضرورت کیوں محسوس کی تھی؟''

''زیادہ بکھیڑوں میں پڑنے کی کوشش مت کرو بالک ــــــ'' شیام سرن نے پہلی بار کسی مہان پجاری کا انداز اختیار کیا۔ ''سمے برباد کرنے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔''

''مجھے اپنے سوال کا جواب چاہئے ــــــ'' میجر لیاقت نے کرخت لہجے میں کہا۔

''نرمل نہیں چاہتا کہ لاجونتی دس روز کے لئے پنڈت چرن کمار کے ساتھ اس کی کٹی میں رہے۔'' شیام سرن کچھ توقف کے بعد بولا۔ ''وہ سندری اُس کے من کو بھا گئی ہے۔''

''لاجونتی دس روز تک مندر میں چرن کمار کے ساتھ کیوں رہنا چاہتی ہے؟''

شیام سرن نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، کچھ سوچ کر بولا۔

''پنڈت چرن کمار نے لاجونتی کو بتایا ہے کہ وہ کسی خطرے سے دوچار ہے۔ اگر وہ دس روز تک اس کے ساتھ اس کی کٹی میں رہے گی تو وہ کالی سے پرارتھنا کر کے اسے اس عذاب سے مکتی دلا سکتا ہے۔''

''لاجونتی کس عذاب سے دوچار ہے ــــــ؟''

''اپنا اور میرا سمے برباد مت کرو بالک!'' شیام سرن پھر سنجیدہ ہو گیا۔ ''جب تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور کانوں سے سن چکے ہو تو اور کیا جاننا چاہتے ہو؟''

''میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو ــــــ؟'' میجر لیاقت نے انجان بننے کی کوشش کی۔

''پجاری سے ٹھٹھول کر رہا ہے بالک ــــــ؟'' شیام سرن نے اُسے تیز نظروں سے دیکھا۔ ''کیا کبھی پہاڑ کے نیچے نہیں آیا ــــــ؟''

"شٹ اپ ——" یکلخت میجر لیاقت خونخوار لہجے میں مخاطب ہوا۔ "سیدھی طرح جو پوچھا جائے اس کا جواب دو۔ لچھے دار باتوں سے گریز کرو ورنہ ——"

"ورنہ کیا کرے گا تُو ——؟" شیام سرن کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ "میری بات مان لے مورکھ! سمے برباد مت کر —— تجھے لکیریں پیٹنے سے کچھ پراپت (حاصل) نہیں ہوگا۔"

"سمجھا ——" میجر لیاقت نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔"

"نہیں چھوکرے نہیں ——" اس بار شیام سرن ساری جان سے لرز اٹھا۔ "اپنی زبان کو لگام دے —— تُو ایک مہان پجاری کا اپمان کر رہا ہے۔"

"اتنی جلدی چیخ اُٹھے پجاری مہاراج ——!" میجر لیاقت نے اُسے نفسیاتی طور پر اُکسانے کی کوشش کی۔ "ابھی تو میرے آدمیوں نے تمہارے پوتر شریر کی چمپی بھی نہیں شروع کی۔"

"چپ ہو جا مورکھ! —— اپنی پلید زبان بند کر لے۔" جواب میں شیام سرن بھی قدرے اونچی آواز میں بولا۔ "گرو کی آگیا کا پالن کر رہا ہوں جو شانت ہوں —— ورنہ ایک اشارے میں تیری کھاٹ بھی کھڑی کر سکتا ہوں۔"

"مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ لاجونتی کو کیا خطرہ لاحق ہے؟" میجر لیاقت نے خشک لہجے میں کہا۔ "کالی کے مندر میں چرن کمار اور لاجونتی کے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟"

"جاننا چاہتا ہے تو پھر اپنی آنکھوں ہی سے دیکھ لے ——" شیام سرن کی آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی۔ ایک لمحے تک اس کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرتے رہے پھر اس نے منہ گھما کر بائیں طرف کی دیوار پر پھونک ماری تو روشنی کا ایک تیز جھماکا ہوا۔ دیوار کا ایک مستطیل حصہ سینما اسکرین کی طرح روشن ہوگیا۔

میجر لیاقت کے علاوہ اس کے ساتھیوں کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ روشن اسکرین پر وہی فلم چل رہی تھی جو میجر لیاقت، پروفیسر درانی کی لیبارٹری میں تیار کی جانے والی ٹیپ کے ذریعے دیکھ چکا تھا۔

فلم ختم ہوئی تو دیوار کا روشن حصہ پھر اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ میجر لیاقت نے

نظریں گھما کر دیکھا۔ شیام سرن کے ہونٹوں پر بڑی پُراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"اور کچھ جاننا چاہتا ہے ——؟" شیام سرن نے زہر خند سے سوال کیا۔

"تم ابھی کس گرو کی بات کر رہے تھے ——؟" میجر لیاقت نے قدرے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"پنڈت جمنا داس مہاراج کی۔"

"اگر تم مہان شکتی کے مالک ہو تو پھر یہ بھی جانتے ہو گے کہ ہم نے تمہیں اس مہمان خانے میں لانے کی زحمت کیوں کی ہے ——؟"

"اس کے بارے میں چالیس روز تک میرے اور نرمل دونوں کی زبان پر تالے ڈال دیئے گئے ہیں۔" شیام سرن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس سے پہلے تو کچھ نہیں جان سکتا۔"

"تمہارا اشارہ کس طرف ہے ——؟" میجر لیاقت نے تیزی سے دریافت کیا۔

"اسی کی طرف —— جو تیرے اور پروفیسر کی کھوپڑی میں بھوت بن کر سما گیا ہے ——" شیام سرن ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "اپنے من کو ٹٹول کر بتا —— کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"اور کیا جانتے ہو اس کے بارے میں ——؟" میجر لیاقت نے سنبھل کر دریافت کیا۔ اس کی تجربہ کار نظریں شیام سرن کی گہرائی کو ناپنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"اپنے ان گرگوں کو باہر بھیج دے۔" شیام سرن نے اس بار تحکمانہ انداز میں کہا۔ "بہتر بن کر بات کرے گا تو فائدے میں رہے گا۔ اپنی شکتی پر گھمنڈ کرے گا تو بڑے گھاٹے میں رہے گا۔"

میجر لیاقت نے ایک پل کے لئے کچھ سوچا پھر اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر بولا۔

"پجاری مہاراج کے ہاتھ پاؤں کھول دو۔"

"میری چنتا مت کر مورکھ —— اپنے بھوش کے بارے میں وچار کر۔" شیام سرن نے مسکرا کر کہا پھر اس نے پھریری لی تو اس کے ہاتھ پیر کی ساری بندشیں کچے دھاگے کی مانند ٹوٹ گئیں۔

میجر لیاقت کے علاوہ اس کے ساتھی بھی ششدر رہ گئے۔ مگر دوسرے ہی لمحے ان

چاروں نے اپنے اعشاریہ چار پانچ کے پستول نکال کر ان کا رخ شیام سرن کی طرف کر دیا۔ میجر لیاقت خاموش کھڑا بڑی سنجیدگی سے شیام سرن کو دیکھتا رہا۔ وہ ابھی تک اس کی پوری گہرائی تک نہیں پہنچ سکا تھا۔

"تم ——" شیام سرن نے چاروں افراد کو مخاطب کر کے بڑے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "تم اپنے آتشی کھلونوں کو بھی آزما کر دیکھ لو مورکھو —— تم نے کالی کے ایک سچے سیوک پر ہاتھ ڈال کر اچھا نہیں کیا۔"

میجر لیاقت نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تو اس کے ساتھی کوئی احتجاج کئے بغیر خاموشی سے پلٹ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہ شیام سرن سے مخاطب ہوا۔

"اگر تم مہان شکتی کے مالک ہو تو یہ بھی ضرور جانتے ہو گے کہ میں بھی اپنے ملک اور قوم کا سچا خادم ہوں۔"

"آ گیا راستے پر ——" شیام سرن نے زہر خند سے جواب دیا۔ "نکل گیا سارا کس بل۔ پہلے بہت اچھل کود کر رہا تھا۔"

"میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں لیکن —— ایک شرط پر۔" میجر لیاقت نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "ہم آج کے بعد ایک دوسرے کا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔"

"مورکھ —— شیام سرن کے ساتھ شرطیں باندھ رہا ہے ——؟"

"تم گردھاری کے بارے میں کیا جانتے ہو ——؟" میجر لیاقت نے اس کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ابھی نہیں ——" اس بار شیام سرن نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "چالیس روز اور گزر جانے دے اس کے بعد میں تجھ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا —— یہ کسی اور کا نہیں، کالی کے ایک سچے سیوک کا وعدہ ہے۔"

"لاجونتی کو جو خطرہ لاحق ہے اس کا کیا بنے گا؟"

"اس کی چنتا مت کر —— نرمل کے من میں جو تڑپ جاگی ہے وہ اُس کی رکھشا بھی کر سکتی ہے۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ جسونت رام ہمارے ملک کے ساتھ غداری کر رہا ہے ——؟" میجر لیاقت نے سرسراتے لہجے میں پوچھا۔

"میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہوں بالک!" شیام سرن نے جواب دیا۔ "تُو کیا سمجھتا ہے کہ چہرے پر نقاب ڈال لینے سے تُو میری نظروں سے خود کو چھپا لے گا —— کیا تُو میجر لیاقت نہیں ہے ——؟"

"مم —— میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا ——" میجر لیاقت نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"تُو قسمت کا دھنی ہے بالک جو کسی نے تجھے ابھی تک اپنی شرن میں لے رکھا ہے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو ——؟" میجر لیاقت نے شیام سرن کو وضاحتی نظروں سے دیکھا۔

"کیوں ——؟" شیام سرن نے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "کیا تجھے یاد نہیں کہ دس سال کی عمر میں تیرے پردادا شری امتیاز خاں نے تجھے ایک تعویذ گھول کر پلایا تھا۔"

میجر لیاقت چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ شیام سرن نے اُس کے پردادا کے بارے میں جو بات کہی وہ غلط نہیں تھی۔

"میرا کہا مان تو اُونچے سُروں میں بولنا چھوڑ دے۔ بڑوں کے ساتھ زیادہ بڑا بننے کی غلطی نہ کیا کر —— جیون کے گورکھ دھندے تو چلتے رہیں گے۔ تو کہاں کہاں پاؤں پھنسانے کی کوشش کرے گا۔"

"میں گردھاری کے بارے میں تمہیں زبان کھولنے پر مجبور نہیں کروں گا لیکن ——"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تُو کس کے کارن بیاکل ہو رہا ہے ——" شیام سرن نے بات کو درمیان سے اچک کر کہا۔ "اس پلید نے پروفیسر کی دھرم پتنی کو ختم کرنے کی دھمکی دی ہے لیکن اب وہ پاپی اپنے ارادے میں سپھل نہیں ہو گا۔"

"میں سمجھا نہیں ——"

"زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کر۔" شیام سرن نے اپنے سینے کا ایک بال توڑ کر میجر لیاقت کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "اسے لے جا کر پروفیسر کے گھر میں جلا دینا —— پھر رام بھلی ہی کرے گا —— سب گرو کی شرن میں آ جائیں گے۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے؟"

"میں سمجھ رہا ہوں کہ تو کس کے بارے میں دیاکل ہو رہا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ چالیس روز تک اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دے۔"

"لیکن وہ ——"

میجر لیاقت نے اپنا جملہ پورا نہیں کیا۔ شیام سرن نے جس تیزی سے سانس اوپر کھینچ کر آنکھیں بند کی تھیں اس نے میجر لیاقت کی زبان پر بھی تالے ڈال دیئے۔

پجاری شیام سرن بڑی دیر تک آنکھیں بند کئے کھڑا رہا۔ اس نے اپنی سانس بھی پوری طرح روک رکھی تھی۔ میجر لیاقت اُسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس سے پہلے اس کا سابقہ کسی ایسے پنڈت یا پجاری سے نہیں پڑا تھا جو نہ صرف دلوں کے بھید پڑھ سکتا تھا بلکہ پراسرار قوتوں کا مالک بھی تھا۔

دس منٹ بعد شیام سرن نے ایک لمبی سانس لے کر آنکھیں کھولیں تو میجر لیاقت چونک اٹھا۔ شیام سرن کی آنکھیں شعلوں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"تم کہاں کھو گئے تھے شیام سرن؟" میجر لیاقت نے اُسے کریدنے کی کوشش کی۔

"وہ —— وہ چنڈال پھر نئی چوکڑی بھرنے کی سوچ رہا ہے ——" شیام سرن نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔

"کس کی بات کر رہے ہو ——؟"

"وہی پاپی جسے کالی نے چھوٹ دے رکھی ہے۔" شیام سرن تلملا کر بولا۔ "جو اپنے گھمنڈ میں اندھا ہو رہا ہے۔ جس کے لئے میں نے گرودیو کو چالیس روز کی خاموشی کا وچن دے رکھا ہے۔"

"گردھاری ——؟" میجر لیاقت نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔ "اب وہ کیا چال چلنے کی سوچ رہا ہے ——؟"

"میں جا رہا ہوں بالک —— میرے پاس سمے کم ہے۔ ایک بات دھیان سے سن لے، اپنے گرگوں سے کہہ دینا کہ پھر کبھی بھول کر بھی میرا پیچھا کرنے کی غلطی نہ کریں —— اسی میں تم سب کی مکتی ہے۔"

اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد شیام سرن لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد میجر لیاقت بھی پیچھے پیچھے آیا لیکن شیام سرن اُسے دور دور تک کہیں نظر نہیں آیا۔ دروازے کے باہر میجر لیاقت کے چاروں ساتھی موجود تھے لیکن انہوں نے بھی پجاری شیام کو باہر نکلتے نہیں دیکھا تھا ——!

میجر لیاقت خاموش کھڑا ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بڑی گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی ——!

......✲......

نرمل داس نے خود کو مصروف رکھنے کی خاطر چھٹی پوری ہونے سے پیشتر ہی دفتر جوائن کر لیا تھا۔ لاجونتی کے سلسلے میں اس نے وہی کیا تھا جس کا مشورہ شیام سرن نے دیا تھا۔ "گردھاری" والا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔ جسونت رام اس نام کو سنتے ہی گڑبڑا گیا تھا۔ پھر اُس نے یہی وعدہ کیا تھا کہ لاجونتی کو کسی قیمت پر چرن کمار کے پاس نہیں جانے دے گا۔

نرمل داس اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب اس کے ذہن سے گردھاری کا نام چپک کر رہ گیا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ گردھاری کون ہے؟ —— جسونت رام نے اس کا نام سنتے ہی پل بھر میں ہتھیار کیوں ڈال دیئے تھے؟ اور لاجونتی سے گردھاری کا کیا تعلق تھا؟

شیام سرن نے چالیس روز کی قید لگا کر اس کی زبان بند کر دی تھی۔ پنڈت جمنا داس کی آتما نے بھی یہی کہا تھا کہ اُسے چرن کمار کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کی خاطر دو چندرما کا چکر پورا ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد ہی اُسے کالی دیوی کا آشیرباد حاصل ہو سکتا ہے۔

اس وقت دفتری کام کرتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں کھچڑی پک رہی تھی جب چپڑاسی نے آ کر اس سے کہا کہ باس نے اسے یاد کیا ہے۔ نرمل داس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی پھر اٹھ کر باس کے کمرے کی طرف چل دیا۔

روی شرما کاروباری میدان میں خاصا تجربہ رکھتا تھا۔ دفتری امور پر گہری نظر رکھتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ بازار کے اتار چڑھاؤ کے وقت کس قسم کے ہتھکنڈے اختیار کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ اسٹاف کے ساتھ اس کا رویہ دوستانہ ہی تھا لیکن جہاں بات کاروبار

اور نفع نقصان کی آ جائے وہاں وہ کسی کے ساتھ رعایت برتنا بھی گناہ سمجھتا تھا۔ دولت اُس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ اسی لئے وہ لین دین کرنے والوں کے بہی کھاتوں پر خاص نظر رکھتا تھا۔

نرمل داس نے روی شنکر کے دفتر میں قدم رکھا تو روی شنکر نے پہلے پنڈت جمنا داس کی موت کے سلسلے میں اپنے دُکھ کا اظہار کیا۔ نرمل کی خیریت دریافت کی پھر بڑے پیار سے پوچھا۔

''ابھی تمہاری چھٹیاں ختم ہونے میں کچھ دن اور باقی تھے ___ تم نے دفتر آنے میں جلدی کیوں کی؟''

''گھر پر خالی بیٹھے بیٹھے اُکتا گیا تھا اس لئے ڈیوٹی جوائن کر لی۔'' نرمل داس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''اور کوئی کارن تو نہیں ہے ___؟''

''نو سر ___''

''کوئی چنتا ہو تو مجھے اپنے سے الگ مت سمجھنا۔''

''تھینک یو سر ___''

تھوڑی دیر تک روی شنکر رسمی باتیں کرتا رہا پھر کاروباری انداز اختیار کرتے ہوئے بولا۔

''نرمل! ___ تُو جانتا ہے کہ میں سورگ باشی جمنا داس کی وجہ سے تیرا کتنا خیال رکھتا ہوں لیکن ذاتی سمبندھ کا کاروباری اصولوں سے گڈمڈ کرنا بھی مجھے پسند نہیں ہے۔''

''میں جانتا ہوں سر ___!'' نرمل داس نے سنبھل کر جواب دیا۔

''تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے لالہ امرناتھ کو ساڑھے چار لاکھ کا کھرا مال اُدھار دیا تھا۔ پانچ پرسنٹ بیاج (سود) کی بات بھی ہوئی تھی۔''

''یس سر ___ مجھے یاد ہے۔''

''لالہ امرناتھ نے دو مہینے کے اندر اندر اصل رقم اور بیاج کی واپسی کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک اُس نے کیول دو لاکھ کی اصل رقم واپس کی ہے۔'' روی شنکر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ ''ڈھائی لاکھ اور بیاج کی پوری رقم ابھی تک نہیں ادا کی۔''

نرمل داس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''لالہ امرناتھ کی جگہ اگر کوئی اور بیوپاری ہوتا تو میں ٹیڑھی انگلی سے بھی رقم وصول کر لیتا ___ لیکن لالہ جی کو کیول اس کارن ڈھیل دے رہا ہوں کہ وہ تمہارے پتا کے دوست تھے۔''

نرمل داس، روی شنکر کا مقصد سمجھ کر تلملا گیا۔ اُسے بلاوجہ ذمہ دار ٹھہرانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ ورنہ روی شنکر اور لالہ امرناتھ میں پہلے بھی ہمیشہ بہت گاڑھی چھنتی تھی۔ کئی بار ان کے بیچ پیسوں کا لین دین بھی ہو چکا تھا جس سے اس کے مرحوم والد کا دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ ساڑھے چار لاکھ کی رقم بھی روی شنکر نے اس سے پوچھ کر نہیں دی تھی۔ نرمل داس کو اس کا علم کھاتہ دیکھ کر ہوا تھا لیکن اب اسے درمیان میں ملوث کیا جا رہا تھا۔ نرمل داس کو روی شنکر کی یہ بات اچھی نہیں لگی۔

''میں نے اس وقت تمہیں اسی کارن بلایا ہے کہ تم پہلی فرصت میں لالہ امرناتھ سے مل کر روکڑے کی واپسی کی بات کرو ___ اُسے یہ بھی بتا دینا کہ میں کاروبار اور دوستی الگ الگ رکھنے کا عادی ہوں۔''

''میں آج ہی لالہ جی سے ملنے کی کوشش کروں گا۔'' نرمل داس نے کسمسا کر جواب دیا۔

''ایک بات اور سمجھا دینا لالہ کو ___ رقم وقت پر ادا نہیں کی گئی اس لئے بیاج بھی باقی رقم پر دس فیصد کے حساب سے ادا کرنا ہوگا۔''

''کیا آپ کی لالہ جی سے کوئی بات ہوئی تھی رقم کی واپسی کے سلسلے میں؟''

''تم سے جتنا کہا گیا ہے اسی پر عمل کرو، زیادہ کھوج لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' روی شنکر کے لہجے میں تلخی اتر آئی۔

''ایک بات اور بتا دیں سر ___!'' نرمل داس نے بھی سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ ''کیا لین دین کے وقت کوئی لکھا پڑھی ہوئی تھی؟''

''نہیں ___'' روی شنکر نے تلملا کر جواب دیا۔ ''تمہارے سورگ باشی پتا اور لالہ امرناتھ ___''

''میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں سر ___!'' نرمل داس نے روی شنکر کی بات

کاٹتے ہوئے خشک آواز میں کہا۔ ''پتا جی اور لالہ جی میں جو سمبندھ تھا وہ میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے پتا سخت اصولوں کے مالک تھے۔ میں پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے آپ سے لالہ جی کو ادھار دینے کی سفارش کبھی نہیں کی ہوگی۔''

''تم ـــــ'' روی شنکر کی پیشانی شکن آلود ہوگئی، جھڑک کر بولا۔ ''جانتے ہو اس سمے کس سے بات کر رہے ہو ـــــ؟''

''نرمل پُتر ـــــ'' اچانک مرحوم جمنا داس کی آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ ''تُو یہ کیوں بھول جاتا ہے مورکھ کہ میں اپنے جیون کی ساری مہان شکتی تجھے دان کر چکا ہوں ـــــ تُو جو من میں سوچے گا وہ بھی اوش پورا ہوگا ـــــ تُو نے شوکیس میں رکھے پلاسٹک کے مجسمے کو گھور کر دیکھا تھا تو اس میں آگ لگ گئی تھی ـــــ یاد نہیں تجھے؟''

''لیکن تم اور شیام سرن نے مجھ پر چالیس روز تک شانت رہنے کی پابندی بھی لگا رکھی ہے۔'' نرمل داس نے دل ہی دل میں جواب دیا۔

''وہ کیول اس چتر چنڈال کے لئے ہے جو کالی کے مندر میں بیٹھا مزے اُڑا رہا ہے۔'' جمنا داس کی آتما نے کہا۔ ''میں چرن کمار کی بات کر رہا ہوں۔ اُس سے پنجہ لڑانے کے لئے تجھے چالیس روز تک اوش شانت رہنا ہوگا پرنتو جس راستے میں اس پاپی کی کوئی چھایا نہ ہو اس پر اب بھی تجھے پورا پورا ادھیکار ہے ـــــ سن رہا ہے مورکھ کہ میں تجھے کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

جمنا داس کی آتما کی بات کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد نرمل داس کو ایسا ہی لگا جیسے چرن کمار کے بعد اس دھرتی پر وہی سب سے بلوان ہے۔

''ایک بات دھیان سے سن لو نرمل داس ـــــ'' روی شنکر کی کرخت آواز پھر نرمل کی قوتِ سماعت سے ٹکرائی۔ ''اس سمے میں تمہیں شما کر رہا ہوں لیکن دوبارہ یہ کبھی مت بھولنا کہ تمہارے اور میرے درمیان کتنا بڑا فاصلہ ہے۔ میری زبان سے نکلا ہوا ایک شبد تمہیں سڑک ناپنے پر مجبور کر دے گا ـــــ میری مرضی کے خلاف تم کسی دوسری فرم میں نوکری کے سپنے بھی نہیں دیکھ سکو گے۔ اس لئے وہی کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔ پھر کبھی بھول کر بھی اپنی اوقات سے باہر نکلنے کی کوشش مت کرنا۔''

روی شنکر کی کڑوی بات سن کر نرمل داس کے دل میں یہی آئی تھی وہ جمنا داس کے

کہنے کے بعد اپنی شکتی آزمانے کی خاطر سب سے پہلے روی شنکر کو نشانہ بنائے لیکن اس نے اپنا ارادہ ترک کر کے ایسی نظروں سے مسکرا کر روی شنکر کو دیکھا جیسے اس کے سامنے اس کا باس نہیں بلکہ کوئی بھکاری بیٹھا ہو۔

''ایک بات اور نوٹ کر لو ـــــ'' روی شنکر، نرمل داس کے ہونٹوں پر اُبھرنے والی مسکراہٹ دیکھ کر اور آگ بگولا ہوگیا۔ بل کھا کر حقارت سے بولا۔ ''چار روز کے اندر اندر اگر تم نے لالہ امر ناتھ سے میری رقم مع بیاج وصول نہ کی تو پھر اپنا بوریا بستر باندھ کر کسی اور شہر کی طرف نکل جانا۔''

''چار روز تو بہت ہوتے ہیں باس ـــــ'' نرمل داس نے بدستور زہر خند سے کہا۔ ''کسی منشی کی طرح حساب لگاؤ تو چھیانوے گھنٹے اور پانچ ہزار سات سو ساٹھ منٹ بن جاتے ہیں۔ سیکنڈوں میں چھلانگ لگاؤ تو بات لگ بھگ تین لاکھ پینتالیس ہزار چھ سو تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ تم جیسا خاص کاروباری سیٹھ اتنی دیر روکڑوں کا انتظار کرے گا تو پیٹ میں مروڑ شروع ہو جائے گی۔ بیاج کی ساری رقم دوا دارو میں ـــــ''

''نرمل داس ـــــ!'' روی شنکر کا پورا جسم شدید زلزلے کی لپیٹ میں نظر آنے لگا۔ چیخ کر انتہائی غصے میں بولا۔ ''لگتا ہے پتا کی موت نے تیری بدھی (عقل) پلٹ دی ہے۔''

''روی شنکر ـــــ'' اس بار نرمل داس نے بھی کرخت لہجے میں جواب دیا۔ ''میں تمہاری نوکری پر لعنت بھیج چکا ہوں۔ میری تنخواہ کی جو رقم تمہاری طرف نکلے اسے اپنے کریا کرم کے لئے ایک دیالو کی طرف سے دان سمجھ کر رکھ لینا۔''

''گیٹ آؤٹ ـــــ'' روی شنکر آپے سے باہر ہوگیا۔ کرسی سے اٹھتا ہوا حلق کے بل چیخا۔ ''دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے ورنہ ملازموں سے دھکا دے کر کسی گندی موری میں پھینکوا دوں گا۔''

''بس ـــــ'' نرمل داس نے سیدھا ہاتھ بلند کر کے سرد آواز میں کہا۔ ''اب اپنی زبان بند کر لو روی شنکر ـــــ تم بہت بول چکے، اب میری باری ہے۔''

روی شنکر نے پھر چیخنے کی کوشش کی لیکن یہ حسرت دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ اس کی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔ بازی پل بھر میں پلٹ گئی ـــــ روی شنکر کی آنکھوں سے

خوف جھانکنے لگا۔ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ پھر اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن اس بار بھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا۔ کسی نادیدہ قوت نے اُس کے پاؤں زمین سے جکڑ دیئے تھے۔ آفس ایئر کنڈیشنڈ ہونے کے باوجود روی شنکر کی پیشانی پر پسینے کے قطرے جھلملانے لگے۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے نرمل داس کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے سوا اس کے بس میں کچھ نہیں تھا۔

"اتنی جلدی سانپ سونگھ گیا سیٹھ روی شنکر ______" نرمل داس نے نفرت سے کہا۔ "پہلے بہت چہک رہے تھے۔ اب ٹٹّی خشک ہو کر رہ گئی ______ بھول گئے ساری اکڑ فوں ______ یاد ہے تمہیں؟ کبھی تم میرے پتا کے چرنوں میں بیٹھا کرتے تھے۔"

روی شنکر بے بسی کی کیفیت سے دوچار تھا۔ اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے اُبلی پڑ رہی تھیں۔

"پھر تم یہ کیوں بھول گئے کہ میں اسی پنڈت جمنا داس کا لڑکا ہوں۔"

روی شنکر کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس کی شکل پر یتیمی برس رہی تھی۔

"تم نے جو رقم لالہ امر ناتھ کو دی تھی وہ مجھ سے پوچھ کر نہیں دی تھی ______" نرمل داس نے بات جاری رکھی۔ "تمہارے درمیان پیسوں کا لین دین پہلے سے تھا ______ کسی قانونی کاغذ کی غیر موجودگی میں تم لالہ جی سے ایک دمڑی بھی وصول نہیں کر سکتے۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا ______؟"

اس بار روی شنکر نے رو دینے والے انداز میں نفی میں گردن کو جنبش دی۔

"تم نے میرے سورگ باشی پتا کا نام لے کر مجھے جوش دلانے کی کوشش کی تھی اس لئے میں تمہیں نراش نہیں کروں گا۔" نرمل داس نے ایک منٹ کو آنکھیں بند کر لیں پھر دوبارہ آنکھیں کھول کر بولا۔ "لالہ امر ناتھ تمہاری باقی رقم مع بیاج کے لے کر دس منٹ کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گا ______ میں نے اُسے یہی حکم دیا ہے۔"

روی شنکر بدستور بے جان بُت بنا کھڑا رہا۔

"میں تمہاری آواز واپس لوٹا رہا ہوں۔ پرنتو زیادہ اُونچے سُروں میں الاپنے کی بھول دوبارہ مت کرنا ورنہ بڑے گھاٹے میں رہو گے۔"

"مم...... مم...... مجھے شما کر دو مہاراج ______!" روی شنکر نے بڑی مُردہ آواز

میں گڑگڑا کر فریاد کی۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ______"

"اب سے بیت گیا ______" نرمل داس نے تلخ انداز میں کہا۔ "تیر کمان سے ایک بار چھوٹ جائے تو واپس نہیں آتا۔"

"مم ______ میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی تھی ______" روی شنکر نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "تم میرے اور اپنے پتا کے سمبندھ کا ______"

"چپ ہو جاؤ روی شنکر ______" نرمل داس نے گرج کر کہا۔ "اپنی گندی زبان پر میرے پتا کا نام دوبارہ مت لانا۔"

روی شنکر نے خاموش ہو جانے ہی میں عافیت سمجھی تھی۔ اس کے چہرے پر بدستور خوف کے سائے کپکپا رہے تھے۔

"لالہ امر ناتھ کے آنے کے بعد بھی تم اپنی زبان بند ہی رکھو گے۔" نرمل داس نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ "وہ تمہاری رقم تمہارے منہ پر مار کر خاموشی سے چلا جائے گا۔ میں نے اس سے یہی کہا ہے۔"

پھر وہی ہوا جو نرمل داس نے کہا تھا۔ دس منٹ گزرنے کے بعد لالہ امر ناتھ سفید دھوتی اور کُرتے میں ملبوس ایک تھیلا لئے کمرے میں داخل ہوا اور اسے روی شنکر کے منہ پر مار کر خاموشی سے اُلٹے قدموں واپس لوٹ گیا۔

"میرا یہ اپکار (احسان) بھول مت جانا سیٹھ روی شنکر۔" نرمل داس، لالہ امر ناتھ کے جانے کے بعد سپاٹ آواز میں بولا۔ "ہو سکتا ہے میں پھر تمہارے کسی کام آ جاؤں۔"

روی شنکر نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن نرمل داس تیزی سے پلٹ کر آفس سے باہر نکل گیا تھا ______!!



پروفیسر درانی پوری توجہ سے میجر لیاقت کی بات سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر طاری تاثرات اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ گومگو کی کیفیتوں سے دوچار تھا۔ میجر لیاقت اپنی بات مکمل کر چکا تو پروفیسر نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید میں پوری تفصیل سننا بھی گوارا نہ کرتا۔"

"آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی وہی کہتا جو آپ کہہ رہے ہیں۔ لیکن میں نے

"پجاری شیام سرن کے بارے میں جو کچھ کہا وہ خواب کی باتیں نہیں ہیں۔" میجر لیاقت نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے جواب دیا۔ "اپنی زندگی میں پہلی بار مجھے ایک صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا جس سے میرا واسطہ پہلے کبھی نہیں پڑا تھا۔"

"میں تمہاری بات رد نہیں کر رہا لیکن ـــــ کیا یہ سب کچھ الف لیلیٰ کی داستان سے ملتا جلتا نہیں ہے ـــــ؟" پروفیسر درانی بدستور ڈھلمل یقین نظر آ رہا تھا۔

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا لیکن شیام سرن نے جو کچھ کہا وہ بھی غلط نہیں ہے۔"

"سینے کا ٹوٹا ہوا ایک حقیر بال ـــــ" پروفیسر نے تھم تھم کر جملہ ادا کیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ہمارے پورے گھر اور اس میں رہنے والے افراد کی حفاظت کر سکتا ہے ـــــ؟"

"میں ذاتی طور پر کوئی دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں ـــــ لیکن شیام سرن نے یہی کہا تھا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے ـــــ؟" پروفیسر نے کچھ توقف سے دریافت کیا۔

"میں جن ناقابلِ یقین حالات سے گزر چکا ہوں اس کے بعد میری رائے یہی ہے کہ پجاری شیام سرن کی کہی ہوئی بات کو آزما لینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"اگر تمہاری یہی رائے ہے تو پھر تم ہی بسم اللہ کرو ـــــ"

وہ دونوں باہر لان میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ پھر میجر لیاقت نے جیب سے لائٹر نکال کر شیام سرن کے سینے کے اس بال کو آگ لگا دی جو اس کے سیدھے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے پروفیسر درانی کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔ اس کا خیال تھا کہ بال آگ لگتے ہی چرمرا کر رہ جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بال نے آگ پکڑتے ہی دھوئیں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ پھر دھوئیں کی ایک باریک لکیر تیزی سے بل کھاتی ہوئی فضا میں بلند ہوئی اور پوری عمارت کے چاروں طرف جال بُننے لگی۔

پروفیسر درانی اور میجر لیاقت دونوں ہی سحر زدہ نظر آ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں دھوئیں کی لکیر پر جمی ہوئی تھیں جو بڑی برق رفتاری سے اپنا کام کر رہی تھی۔ کوٹھی کے اوپر ایک جال سا بُنتا گیا۔ پھر وہ جال بڑی سرعت سے نیچے کی طرف لپکا ـــــ ایک لمحے کو

یوں محسوس ہوا جیسے پوری کوٹھی شدید کہر اور دُھند کی زد میں آ گئی ہو لیکن دوسرے ہی لمحے سب کچھ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"یہ ـــــ یہ سب کیا تھا میجر ـــــ؟" پروفیسر درانی نے اپنی حیرتوں پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"جو کچھ ہماری نظروں نے دیکھا وہ ایک سحر بھی ہو سکتا ہے میرے محترم! لیکن پجاری شیام سرن نے جو کہا تھا وہ غلط نہیں تھا۔" پھر لیاقت نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "اس کی پراسرار قوتوں نے آپ کی رہائش گاہ کو ایک طلسمی جال سے محفوظ کر دیا ہے جہاں اب گردھاری کی گندی قوتیں کسی کام نہیں آئیں گی ـــــ اس نے اسی بات کا دعویٰ کیا تھا۔"

"تم درمیان میں نہ ہوتے تو میں اسے صرف شعبدہ ہی سمجھتا۔" پروفیسر درانی نے کرسی پر کسمساتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میرے خدا ـــــ تیرے نوازنے کے ڈھنگ بھی نرالے ہیں۔ سینے کا ایک بال بھی تیرے حکم سے ایسے ناقابلِ یقین کرشمے دکھا سکتا ہے جسے انسانی عقل عام حالات میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتی۔"

"میں آپ سے متفق ہوں ـــــ" میجر لیاقت سنجیدگی سے بولا۔ "سب اسی کے رنگ ڈھنگ ہیں۔ وہ جسے چاہے وسیلہ بنا دیتا ہے۔"

"میں شیام سرن سے ملنا پسند کروں گا۔" پروفیسر درانی نے کچھ توقف سے کہا۔ "وہ پجاری میری باسٹھ سالہ زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا۔"

میجر لیاقت اور پروفیسر درانی گفتگو میں مصروف تھے جب زبیر کی گاڑی باہر سے آ کر پورٹیکو میں رکی۔ اس نے دور سے ہاتھ اٹھا کر میجر لیاقت اور پروفیسر کو وش کیا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے اندر چلا گیا۔

پروفیسر درانی کسی خیال کے پیش نظر اپنے ہونٹ چبانے لگا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کے گہرے بادل منڈلانے لگے۔ آنکھوں سے اُلجھن اور پریشانی جھانک رہی تھی۔ اس کی نظریں بدستور اسی گاڑی پر مرکوز تھیں جس سے اس کا جوان بیٹا زبیر ایک منٹ پہلے اتر کر ہنستا بولتا کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔

"کیا بات ہے سر ـــــ؟" میجر لیاقت نے پروفیسر درانی کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے دبی زبان میں پوچھا۔ "آپ اچانک اس قدر پریشان

کیوں نظر آ رہے ہیں؟''

''مم ـــــ میں اسے اپنا واہمہ ہی تصور کروں گا۔'' پروفیسر درانی نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ ''انسان کی کوئی معمولی سی کمزوری بھی اسے توہمات کا شکار کر دیتی ہے لیکن میں اس کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دوں گا۔''

''میں سمجھا نہیں ـــــ؟'' میجر لیاقت نے بدستور سنجیدگی سے دریافت کیا۔ ''آپ اس قدر سنجیدگی سے کیا سوچ رہے ہیں؟''

''زبیر ـــــ'' پروفیسر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''کیا ہوا زبیر کو ـــــ؟''

''میرا خیال ہے کہ دھوئیں کے پراسرار جال نے کوٹھی اور اس کے جن افراد کو تحفظ فراہم کیا ہے ان میں زبیر شامل نہیں ہے۔''

''کیا مطلب ـــــ؟'' میجر لیاقت چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

''غلطی میری ہی تھی ـــــ مجھے زبیر کے آ جانے کے بعد تم سے اس بال کو جلانے کی درخواست کرنی چاہئے تھی۔'' پروفیسر نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ ایک لمحے کو چپ رہا پھر پہلو بدل کر بولا۔ ''سب سے بڑی قوت اس غفور الرحیم کی ہے جو جسم و جان کا مالک ہے۔ اس کے سامنے دنیا کی ساری قوتیں ہیچ ہیں۔''

میجر لیاقت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پروفیسر کے وجود میں ہونے والی ٹوٹ پھوٹ کو محسوس کر رہا تھا لیکن موقع کی نزاکت کے پیش نظر اُس نے اس مسئلے پر مزید کوئی گفتگو مناسب نہیں سمجھی۔ کچھ دیر رسمی باتیں کرنے کے بعد اُٹھ کر رخصت ہو گیا ـــــ!!

☆✳☆

اس وقت رات کے دس بجے تھے۔

عام طور سے وہ نو ساڑھے نو تک سونے کے ارادے سے لیٹ جاتی تھی لیکن آج اُس نے شب خوابی کا لباس پہن کر صرف بستر پر لیٹنے پر اکتفا کی تھی۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کسی معمولی سی آہٹ پر بھی وہ کمبل سے منہ نکال کر اس سمت متوجہ ہو جاتی تھی۔

لاجونتی کو کھانا کھائے ہوئے بھی تقریباً بیس سے بائیس گھنٹے گزر چکے تھے۔ جسونت رام نے ایک بار بھی اس کے کمرے میں آنے کی زحمت نہیں گوارا کی، البتہ اس کے دروازے کے باہر اپنے ایک بااعتماد ملازم کی ڈیوٹی لگا دی تھی تاکہ لاجونتی کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو وہ دوسروں کو مطلع کر دے۔ صبح کا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا بھی اس کی خاص ملازمہ اوشا لائی تھی لیکن لاجونتی نے اس کی منت سماجت پر بھی بھوک ہڑتال ختم نہیں کی تھی ـــــ پیٹ کا ایندھن بھرنے کے لئے وہ صرف نلکے کے پانی پر گزارہ کر رہی تھی۔

نیلی شیشی کی دوا اُس نے باپ سے تلخ کلامی ہونے کے بعد ہی تلف کر دی تھی۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ حالات کے سامنے کسی قیمت پر ہتھیار نہیں ڈالے گی۔ شام کو اوشا ناشتہ لے کر آئی تو اس نے دل پر جبر کر کے اسے پھر جھڑک دیا تھا۔

''نکل جاؤ میرے کمرے سے اور دوبارہ کھانا یا ناشتہ لانے کی کوشش مت کرنا۔''

''ضد چھوڑ دیں بی بی! ـــــ بڑے سرکار نے بھی آپ کی وجہ سے ابھی تک کچھ نہیں کھایا۔ ایسا کب تک چلے گا؟''

''جب تک مجھے مکمل آزادی حاصل نہیں ہو گی۔''

''بڑے سرکار نے آپ کو کس کارن بند کیا ہے ــــــ؟'' اوشا نے دبی زبان میں پوچھا۔

''بڑے سرکار ہی سے جا کر پوچھ لے ــــــ میرے کان مت کھا۔''

''میں بنتی کرتی ہوں مالکن ــــــ!'' اوشا نے ہاتھ جوڑ کر درخواست کی۔ ''آپ کی وجہ سے چھوٹے بڑے، نوکر چاکر سب ہی اُداس ہیں۔''

''اُٹھا ٹرے ــــــ اور دفع ہو جا میرے کمرے سے۔'' لاجونتی نے جھلا کر کہا۔ اوشا ناشتے کی ٹرے لے کر جانے لگی۔

''سن ــــــ'' اُس نے کسی خیال سے اوشا کو آواز دے کر روک لیا۔ اسے اشارے سے قریب بلا کر مدھم آواز میں بولی۔ ''میرا ایک کام کرے گی؟''

''آپ حکم دیں ــــــ'' اوشا نے نہایت سادگی اور فرمانبرداری سے کہا۔

''پتا جی کہاں ہیں ــــــ؟'' لاجونتی نے پوچھا۔

''اپنے کمرے میں ہیں لیکن ابھی تک جاگ رہے ہیں۔''

''میری بات دھیان سے سن۔'' لاجونتی نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی۔ ''میرا لباس پہن کر تُو میرے بستر پر لیٹ جا اور اپنا لباس مجھے دیدے ــــــ''

''مالکن ــــــ!'' اوشا لاجونتی کا مقصد سمجھ کر سہم گئی۔ ''آپ کا کام تو شاید بن جائے لیکن بڑے سرکار بعد میں میری کھال اُدھڑوانے میں ایک پل کی بھی دیر نہیں کریں گے۔ انہوں نے سب کو وارننگ دے رکھی ہے جس نے بھی بھول چوک کی اس کا سوا ستیاناس کر دیا جائے گا۔''

''میں تیرے ہاتھ پیر باندھ کر، منہ میں کپڑا ٹھونس کر باتھ روم میں بند کر دوں گی۔'' لاجونتی نے اُسے رام کرنے کی کوشش کی۔ ''تُو کہہ دینا کہ میں نے تیرے ساتھ زبردستی ایسا کیا تھا۔ منہ بند ہونے کی وجہ سے تُو آواز بھی نہیں نکال سکی تھی۔''

''مجھے شما کر دو مالکن ــــــ میں نے بڑے سرکار کا نمک کھایا ہے ــــــ نمک حرامی نہیں کر سکتی۔''

جواب میں لاجونتی کا پارہ چڑھ گیا۔ اُس نے اوشا کے منہ پر بھرپور طمانچہ رسید کیا پھر

دھکے مار مار کر کمرے سے باہر نکال دیا۔ کمرہ دوبارہ اندر سے لاک کر لیا۔

اوشا کی طرف سے مایوس ہو کر اس نے خود ہی حالات سے نمٹنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس روز بدھوار تھا ــــــ چرن کمار نے یہی کہا تھا کہ دو بدھوار گزر جانے کے بعد کوئی پلید آتما یا شکتی اسے اپنے قابو میں کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ بدھ کا دن لاجونتی کے لئے پہلے ہی سے اہمیت اختیار کر چکا تھا۔ جسونت رام نے اُسے ہر بدھ کو رات نو اور سوا نو کے درمیان نیلی شیشی والے برین ٹانک کو پینے کی تاکید کر رکھی تھی۔ دو تین بدھوار تک اس نے اپنی موجودگی میں لاجونتی کو وہ دوا پینے پر مجبور کیا تھا ــــــ اور اب لاجونتی ان تمام باتوں کا راز جاننے کی خاطر بے چین تھی۔ اپنے بچاؤ کی خاطر اس نے تکیے کے نیچے ایک تیز دھار چھری بھی چھپا رکھی تھی۔ کھڑکی اور دروازے کے پردے اُس نے سرِ شام ہی برابر کر دیئے تھے تاکہ باہر سے کوئی اس کی نقل و حرکت نہ دیکھ سکے۔

اپنے خیال کے مطابق اس نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار کر لی تھیں۔ کھڑکی اور دروازوں کی چٹخنیاں بھی اُس نے بڑی احتیاط سے خود بند کی تھیں۔ واش روم کے دروازے کو جو عام طور پر کھلا رہتا تھا اسے بھی اندر سے لاک کر لیا تھا تاکہ کوئی روشندان کے ذریعہ اندر داخل ہو کر اس تک رسائی نہ حاصل کر سکے۔

اس کی نظریں بار بار اپنی ریڈیم ڈائل والی گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ ساڑھے دس بجے تک کسی خطرے کا احساس نہیں ہوا لیکن پھر اچانک اُسے احساس ہوا کہ وہ اپنی خواب گاہ میں تنہا نہیں ہے، کوئی دوسرا ابھی کہیں قریب ہی چھپا اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا ہے۔

پھر یکلخت لاجونتی کے تن بدن میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ اُسے کالی کے مندر میں چرن کمار کے کہے ہوئے جملے یاد آنے لگے۔ اس نے کہا تھا کہ جو پلید آتما اُسے اپنے قبضے میں کرنا چاہتی ہے وہ مہان شکتی کی مالک ہے جس نے اس کی آنکھوں پر دبیز پردے ڈال دیئے ہیں ــــــ ایسا نہ ہوتا تو لاجونتی کو اپنے جسم پر موجود کسی کوڑیالے سانپ کے نشانات کم از کم نہاتے وقت ضرور نظر آ جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ چرن کمار کے کوئی منتر پھونکنے کے بعد ہی وہ نشان اُبھرے تھے پھر گھر آنے کے بعد غائب ہو گئے تھے۔ چرن کمار نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر دو بدھوار اور بیت گئے تو پھر کوئی شکتی اُسے پلید آتما کی

رکھیل بننے سے نہیں بچا سکے گی۔

چمن کمار کے کہے ہوئے جملے لاجونتی کے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجتے رہے۔ اس احساس نے اسے پہلے ہی خوفزدہ کر دیا تھا کہ اس کی خواب گاہ میں کوئی گندی آتما بھی کہیں چھپی بیٹھی تھی۔ خوف کے احساس نے اس کے بدن میں سنسنی دوڑا دی۔ پھر یہ خیال اُسے ستانے لگا کہ اس نے کھڑکی دروازوں کو اندر سے بند کر کے اور پردے کھینچ کر بھی بہت بڑی بھول کی ہے۔ خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے ـــــ اگر اسے کوئی خطرہ پیش آیا تو باہر والے اس سے بے خبر ہی رہیں گے۔ کوئی اس کی مدد کو بھی اندر نہیں آسکے گا۔

لاجونتی کے اندر کے خوف نے پوری طرح سر اُبھارا تو اس نے کمبل سے سر نکال کر لیٹے ہی لیٹے چاروں طرف نظر ڈالی، بظاہر وہاں اس کے سوا کوئی اور نظر نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے آہستہ سے کمبل اپنے جسم سے ایک طرف کیا اور ڈرتے ڈرتے بستر سے نیچے قدم رکھا۔ وہ کھڑکی اور دروازے پر پڑے پردوں کو کھول دینا چاہتی تھی تاکہ کسی خطرے کی حالت سے دوچار ہونے کے بعد بروقت دروازے پر موجود ملازم کو آگاہ کر سکے۔

خوف کے مارے اس کا معصوم اور خوبصورت وجود کانپ رہا تھا۔ فرش پر بچھے دبیز قالین پر قدم جمانے کے بعد وہ آہستہ سے اٹھی۔ دزدیدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھا پھر آہستہ آہستہ دروازے کی سمت قدم اٹھا رہی تھی کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی قریب ہی موجود زور زور سے سانس لے رہا ہو۔

لاجونتی کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر سانس کی آوازوں کی سمت دیکھا پھر ساری جان سے لرز کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ـــــ اُس کی نظریں اس کوڑیالے سانپ پر جم کر رہ گئیں جو باتھ روم کے دروازے کے قریب کنڈلی مارے بیٹھا فضا میں جھوم رہا تھا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں لاجونتی پر جمی ہوئی تھیں اور لمبی زبان بار بار لپلپا رہی تھی۔ سانپ کے جسم پر ویسے ہی رنگ چمک رہے تھے جیسے وہ اپنے جسم پر دیکھ چکی تھی۔

اس کا سارا وجود پسینے میں شرابور ہو گیا۔ وہ تھر تھر کانپنے لگی۔ اس نے پوری قوت سے چیخ کر باہر والوں کو اندر کے خطرے سے آگاہ کرنا چاہا لیکن اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔ شاید موت اور دہشت کے ملے جُلے احساس نے اسے گونگا کر دیا تھا ـــــ اس کا معصوم وجود تیز آندھی کی زد میں آئے ہوئے کسی کمزور پودے کی طرح لرز رہا تھا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ کسی بھی لمحے وہ بے ہوش ہو کر فرش پر لڑھک جائے گی۔

”کس چیز سے ڈر رہی ہو میری رانی ـــــ؟“ ایک مدھم آواز لاجونتی کو کہیں بہت دور سے اُبھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ”جب میں تمہارے پاس ہوں تو پھر تمہیں کس بات کی چنتا بیاکل کر رہی ہے ـــــ؟“

لاجونتی کو ایسا لگا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہی ہو۔

”نہیں رانی ـــــ نہیں!“ وہی آواز پھر لاجونتی کے کانوں میں اُبھری۔ ”تم جو کچھ دیکھ رہی ہو وہ سپنا نہیں ہے ـــــ پرنتو ابھی تمہیں اس کی حقیقت پر وشواس بھی نہیں آئے گا ـــــ ایک بدھوار اور بیت لینے دو پھر یہ سب کچھ سپنا نہیں رہے گا ـــــ سچائی کا روپ دھار لے گا ـــــ پھر تم سدا کے لئے کیول میری ہو گی۔ کوئی دوسرا منش تمہاری طرف میلی نظر سے نہیں دیکھ سکے گا ـــــ ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہیں گے اور ایک ساتھ ہی مریں گے۔“

لاجونتی پھٹی پھٹی نظروں سے کوڑیالے سانپ کی طرف دیکھ رہی تھی جس کی سانس کی رفتار میں اور زبان لپلپانے میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ اس نے اپنا قد زمین سے اور بلند کر لیا تھا۔ لاجونتی نے ہمت کر کے بیرونی دروازے کی سمت قدم اٹھانے کے بارے میں غور کیا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ کسی نادیدہ قوت نے اس کی تمام تر جسمانی قوتوں کو پوری طرح قابو کر رکھا تھا۔ خوف و دہشت کا احساس دوچند ہو گیا۔

”کس سے بھاگنے کا وچار من میں لا رہی ہو رانی ـــــ؟ اپنے پریمی سے ـــــ؟“

”تم ـــــ تم کون ہو ـــــ؟“ لاجونتی کے منہ سے گھٹی گھٹی مگر بڑی مدھم آواز اُبھری۔

”کہا نا کہ میں تمہارا پریمی ہوں ـــــ تمہیں اپنی رانی بنا کر وہ شکتی دان کروں گا جو سنسار میں کیول دو چار سندریوں ہی کو نصیب ہوئی ہے۔“ کوڑیالا سانپ جھومنے لگا۔

لاجونتی کو وہ آواز اسی کی سمت سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

”ڈرو مت میری رانی ـــــ نسچت (بے فکر) ہو جاؤ۔ ہمارے شریر کے دو ملاپ

اور پورے ہو لینے دو پھر اس دھرتی پر کوئی مائی کا لال تمہارے اوپر کوئی پابندی ــــــ کوئی روک ٹوک نہیں لگا سکے گا۔ میری طرح تم بھی بھانت بھانت کے روپ دھارنے کی شکتی پراپت کر لو گی۔ پھر تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔ کوئی تمہارا راستہ کھوٹا نہیں کر سکے گا۔"

"کیا تم میرا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے ــــــ؟" لاجونتی نے گھٹی گھٹی آواز میں التجا کی۔

جواب میں کوڑیالا سانپ غضب ناک نظر آنے لگا۔ زور زور سے ہوا میں سر مارنے لگا لیکن اس کی نظریں بدستور لاجونتی پر مرکوز تھیں۔

"مم ــــــ میں تم سے ہاتھ باندھ کر بنتی کرتی ہوں۔" لاجونتی نے سہم کر کہا۔ "میرا جیون برباد مت کرو۔"

"سندری ــــــ" دور سے اُبھرتی ہوئی آواز میں اس بار سرد مہری کے علاوہ غصے کی آمیزش بھی تھی۔ "میں نے تجھے برسوں بعد اپنے لئے پسند کیا۔ تجھے اپنی رانی بنانے کے کارن کٹھن تپسیا کی، بڑے کشٹ اٹھائے، بڑے پاپڑ بیلے اور اب ــــــ جب میرے سپنے پورے ہونے میں میرے تیرے شریر کا دو ملاپ باقی رہ گیا ہے تو مجھے تراش کرنے کی بات کر رہی ہے ــــــ اسی کارن تجھے نیلی شیشی کی دوا پلائی جاتی تھی کہ تُو میرے سپنے کی رانی بننے سے پہلے کچھ نہ جان سکے۔"

لاجونتی کو اپنا دل سینے میں ڈوبتا محسوس ہوا۔

"ایک بات دھیان سے کان کھول کر سن لے ــــــ" نادیدہ آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی۔ "اس دھرتی پر کیول ایک ہی مہان شکتی ایسی تھی جو میرا راستہ کاٹ سکتی تھی لیکن ــــــ وہ بھی ترلوک سدھار گئی۔ اب دنیا کی کوئی طاقت میرے تیرے بیچ رکاوٹ نہیں بن سکتی۔"

لاجونتی خوفزدہ کھڑی تھر تھر کانپتی رہی۔

"میری بات مان لے رانی ــــــ شریر کے دو ملاپ پورے ہو لینے دے ــــــ اگر تُو نے خوشی سے میری بات نہ مانی تو پھر میرے پاس اور بھی بہت راستے ہیں ــــــ اچھی طرح وچار کر لے ــــــ میرے پاس زیادہ سمے نہیں ہے۔"

"نہیں ــــــ" لاجونتی نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "میں تجھے اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔"

"ضدمت کر رانی ــــــ" سانپ نے لہراتے ہوئے کہا۔ "کیا تجھے شانتی دیوی کا انجام یاد نہیں رہا؟"

"وہ ــــــ تم تھے ــــــ؟"

"ہاں ــــــ تیرے پتا نے بھی ایک بار میرا کہا نہ ماننے کی بھول کی تھی۔ اسی کارن اسے سزا دینی ضروری تھی۔"

"پھر ــــــ تم مجھے بھی مار ڈالو۔" لاجونتی نے لہراتی کانپتی آواز میں جواب دیا۔ "میں موت سویکار کر لوں گی لیکن تمہیں ــــــ"

"ابھی تُو نے میرا دوسرا روپ نہیں دیکھا ــــــ" سرسراتی ہوئی آواز اُبھری۔ "وہ بھی دیکھ لے۔"

پھر کوڑیالے سانپ نے زمین پر لوٹ لگائی تو لاجونتی کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔ سانپ غائب ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ ایک خوبصورت مگر ننگ دھڑنگ نوجوان کھڑا تھا۔

لاجونتی نے نظر پھیرنے کی کوشش کی لیکن وہ نوجوان کی سحر آلود نظروں کی اسیر ہو چکی تھی۔ اُسے اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔ غنودگی کی شدید کیفیت طاری ہونے لگی۔ سوچنے سمجھنے کی ساری قوتیں زائل ہو کر رہ گئیں۔ وہ خوابیدہ نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھتی رہی جو مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا ــــــ قریب ــــــ قریب ــــــ اور قریب۔ پھر اُس نے نزدیک آ کر لاجونتی کو کسی کھلونے کی طرح اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا ــــــ لاجونتی اس وقت بھی کوئی احتجاج نہ کر سکی جب نوجوان نے اُسے اُس کے بستر پر لٹا کر اس کا شب خوابی کا لباس بھی ایک ایک کر کے اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا۔

"لاجو ــــــ میری رانی!" نوجوان نے اُسے اپنی آغوش میں سمیٹ کر مدہوشی کے عالم میں کہا۔ "میں نے جو سپنا دیکھا تھا وہ اوش پورا ہو گا ــــــ تیرے سندر شریر کو اپنانے کے بعد میری تمام آشائیں پوری ہو جائیں گی ــــــ تُو بھی اپنی قسمت پر ناز کرے گی۔"

لاجونتی چاہنے کے باوجود کوئی جواب دینے سے قاصر تھی۔ اس کے اوپر نیند اور نشے کی ملی جلی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ وہ ہر احساس سے بے نیاز ہو چکی تھی۔

"میرے تیرے بیچ دو ملاپ کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے میری لاجو ____" نوجوان نے لاجونتی کے سندر شریر سے کھیلتے ہوئے جذباتی انداز میں کہا۔ "ایک آج پورا ہو گا اس کے بعد کیول ایک ملاپ اور باقی رہ جائے گا پھر تُو ضد کرنا چھوڑ دے گی۔ اپنی خوشی سے ہنستی مسکراتی اور اپنے سندر شریر کو لوچ دیتی میری آغوش میں مچلنے کو بے چین رہا کرے گی۔"

لاجونتی کی بوجھل آنکھیں بند ہونے لگیں ____ نوجوان نے پھونک ماری تو خواب گاہ کا واحد نائٹ بلب بھی بجھ گیا۔ اس کے بعد نوجوان جنونی کیفیت سے دوچار ہو کر لاجونتی کے جسم کو بھنبھوڑنے لگا ____!!



نرمل داس سوتے سوتے اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی بھیانک اور ڈراؤنا خواب دیکھ کر جاگا ہو۔ کچھ دیر پہلے وہ بڑا پُرسکون نظر آ رہا تھا لیکن اب اس کی نگاہوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ کچھ دیر تک بستر پر بیٹھا اپنے اونگھتے ہوئے ذہن کو ٹٹولتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

میز پر رکھی ہوئی گھڑی کے مطابق اس وقت رات کے ساڑھے بارہ کا عمل تھا۔ نرمل داس دس بارہ منٹ تک ایک ہی انداز میں بستر پر آنکھ بند کئے بیٹھا رہا پھر یکلخت اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی نگاہوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنا نچلا ہونٹ دانتوں کے درمیان بھینچ رکھا تھا۔ ذہن میں گرم آندھی کے تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ اس نے خواب کی حالت میں جو کچھ دیکھا اور آنکھ بند کر کے جس بات کی تصدیق کی اس نے نرمل داس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔

"پاپی ____" اچانک وہ دیوانوں کی طرح چیخا۔ "میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بوٹیاں چبا جاؤں گا۔ ایسا کشٹ دوں گا کہ تیری آتما بھی کبھی شانت نہیں رہ سکے گی۔"

اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد وہ بڑے طیش کے عالم میں بستر سے نیچے اتر کر دروازے کی سمت لپکا لیکن پھر ٹھٹھک کر رہ گیا۔ شیام سرن کہیں سے اچانک ہی اس کے اور دروازے کے بیچ آ گیا۔

"کہاں جانے کی سوچ رہے ہو نرمل؟" اس نے نرمل داس سے پوچھا۔

"اگر تم اپنے گرو کے سچے چیلے اور سیوک ہو تو میرے من میں جھانک کر بھی معلوم کر سکتے ہو۔" نرمل داس نے جھلا کر جواب دیا۔

"نہ دیکھا ہوتا تو اس سے تیرے راستے کی دیوار کبھی نہ بنتا۔" شیام سرن ٹھوس آواز میں بولا۔ "سانپ گزر گیا، اب لاٹھی زمین پر مارنے سے کیا حاصل ہو گا ____؟"

"کیا دیکھا تم نے ____؟" نرمل نے وحشت بھرے انداز میں سوال کیا۔

"تم نے آج جو کچھ سپنے میں دیکھا وہ میں کل جاگتی آنکھوں سے محسوس کر چکا تھا۔"

"کیا محسوس کیا تھا تم نے ____؟"

"یہی کہ وہ چنڈال پھر نئی چوکڑی بھرنے کی سوچ رہا ہے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو ____؟"

"اسی کی ____ جس نے تجھے سُکھ کی نیند سوتے سے جگا دیا۔"

"اور تم بھی کالی کے مہان سیوک ہونے کے باوجود صرف ٹاپتے رہ گئے۔" نرمل داس نے زہر خند سے کہا۔ "چرن کمار کے کہنے کے انوسار (مطابق) اب کیول ایک بدھوار اور باقی رہ گیا ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں تمہارے من میں کیا کھل بل مچی ہوئی ہے ____" شیام سرن نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ "اس سمے تُو کہاں جانے کو پر تول رہا تھا ____؟"

"کالی دیوی کے بڑے مندر ____" نرمل داس ہونٹ چباتے ہوئے غصے سے بولا۔ "اب چالیس دن اور دو چندر ماؤں کا چکر پورا ہونے کی بات مت کرنا ____ اگلے بدھوار کے آنے میں سمے بہت کم رہ گیا ہے۔"

"شانت ہو جا نرمل ____ دھیرج سے کام لے۔" شیام سرن نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "کل کیا ہو گا؟ ____ کیا ہونے والا ہے، یہ کیول دیوی دیوتاؤں کے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔"

"پرنتو تم اتنا تو جانتے ہو کہ اگلا بدھوار گزر جانے کے بعد لاجونتی اس پاپی کی رکھیل بن جائے گی۔" نرمل داس چیخ اٹھا۔ "کیا تم اس پاپی کا راستہ روکنے کے کارن اپنی شکتی کا کوئی چمتکار نہیں دکھا سکتے ____؟"

"گرو کو دیئے ہوئے وچن نے مجھے جکڑ رکھا ہے ورنہ پجاری شیام سرن نے بھی کبھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔" اس بار شیام سرن نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔ "گرو کی مرضی نہیں تھی اس لئے میں نے بھی ایک سچا سیوک ہونے کے ناتے زبان نہیں کھولی۔ ایک بار بھی گرو کے سامنے نظریں اٹھانے کی کوشش نہیں کی ـــــ میں خود ہی پیچھے ہو گیا ـــــ نہ ہوا ہوتا تو آج چرن کمار کی جگہ میں اس گدی پر براجمان ہوتا جو پنڈت جمنا داس جی مہاراج کی تھی ـــــ"

"شیام سرن ـــــ!" نرمل داس نے پینترا بدل کر نرمی سے کہا۔ "پتا جی کی آخری اچھا یہی تھی کہ میں تمہارے مشورے کے بغیر کوئی آخری فیصلہ نہ کروں۔"

"میں بھی تیرا برا نہیں چاہوں گا نرمل!" شیام سرن نے پورے خلوص سے جواب دیا۔ "تُو میرے اوپر آنکھ موند کر وشواس کر سکتا ہے جہاں تیرا پسینہ دھرتی پر گرے گا وہاں شیام سرن اپنا خون بہانے سے بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا ـــــ کوئی سے آئے تو آزما کر دیکھ لینا۔"

"تم چاہو تو میرے من کی اگنی پر پانی ڈال سکتے ہو ـــــ" نرمل داس نے اُسے پُر امید نظروں سے دیکھا۔ جواب میں شیام سرن نے ہونٹ کاٹنا شروع کر دیا۔

"تم کس وچار میں گم ہو گئے ـــــ؟"

"مجھے مجبور نہ کر نرمل ـــــ میں تیرے پتا کو دیا ہوا وچن نہیں توڑ سکتا۔"

"میں تم سے وچن توڑنے کی بات نہیں کر رہا ـــــ"

"پھر ـــــ؟"

"تم کیول گردھاری کا پتہ ٹھکانہ بتا کر اپنا وچن نبھاتے رہو ـــــ باقی کام میں خود کر لوں گا۔"

"تُو ابھی کچھ نہیں جانتا نرمل ـــــ" پجاری شیام سرن نے لمبی سانس لے کر کہا۔ "تُو گردھاری تک نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ صرف کسی کی چھایا کا نام ہے۔ اصل شکتی کسی اور کی ہے۔"

"کیا مطلب ـــــ؟" نرمل داس نے حیرت کا اظہار کیا۔

"اُس پاپی کے کئی روپ ہیں ـــــ تُو کس کس سے پنجہ لڑاتا پھرے گا؟"

"اصل کون ہے؟" نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔

پجاری شیام سرن نے جواب دینے کی بجائے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر ضبط اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے چلے گئے ـــــ وہ کسی خاص کشمکش میں مبتلا تھا۔

نرمل داس کی نظریں شیام سرن کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ وہ شیام سرن کی مجبوری سمجھ رہا تھا۔ لیکن اس نے خواب میں جس طرح لاجونتی کو پامال ہوتے دیکھا تھا اس نے اس کے تن بدن میں آگ لگا رکھی تھی۔ اس کے لئے ایک ایک پل گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ بے چینی سے پہلو بدلتا رہا۔ شیام سرن کو آنکھیں کھولنے میں دیر لگی تو وہ ضبط نہ کر سکا۔

"شیام سرن ـــــ!" نرمل داس نے دوٹوک فیصلہ کر کے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "تم آنکھیں بند کئے دو اور دو پانچ کرنے کے چکر میں لگے رہو ـــــ میں اکیلا ہی چرن کمار کی زبان کھلوانے کی کوشش میں جا رہا ہوں۔"

پجاری شیام سرن نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ نرمل داس کو خوشی ہوئی۔ شاید چرن کمار کا نام لینے کی تدبیر ضائع نہیں گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اب شیام سرن اپنی زبان کھولنے پر مجبور ہو جائے گا لیکن اس سے پہلے کہ شیام سرن کچھ کہتا پنڈت جمنا داس کی آتما کی آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔

"مورکھ ـــــ تُو ایک پجاری کو اس کا وچن توڑنے پر مجبور کر رہا ہے ـــــ یہ گھور پاپ ہے۔"

"اور جو کچھ لاجونتی کے ساتھ ہو رہا ہے ـــــ وہ کیا ہے ـــــ؟" نرمل داس نے بل کھا کر شکوہ کیا۔

"تُو ـــــ تُو اُس سندری کے دھیان کو من سے نکالنے سے باز نہیں آیا ـــــ؟"

"م ـــــ میں اسے کسی کی رکھیل بننے سے بچانا چاہتا ہوں۔" نرمل داس نے کچھ سوچ کر کہا۔ "کسی مجبور کنیا کی سہائتا کرنا پاپ نہیں ہے ـــــ پُن ہے ـــــ"

"پاپ اور پُن کے چکروں کو بھول جا مورکھ ـــــ ابھی تُو ان کی گہرائی کا کھوج نہیں لگا سکے گا۔"

"کچھ بھی ہو ـــــ میں ہر قیمت پر لاجونتی کی سہائتا اوش کروں گا۔"

"پھر مجھے ایک وچن دے ـــــــ" جمنا داس کی آتما نے کچھ سوچ کر سپاٹ آواز میں کہا۔ "لاجونتی کے اس راکھشش سے چھٹکارا ملنے کے بعد تُو اس کے پریم میں گھن چکر بننے کی کوشش نہیں کرے گا۔"

"ٹھیک ہے ـــــــ میں وچن دیتا ہوں۔" نرمل داس نے من ہی من میں جواب دیا۔

"میں نے پہلے بھی تجھ سے کہا تھا کہ سندر ناریاں مہان پنڈت پجاریوں کے لئے کسی کھلونے سے ادھک (زیادہ) حیثیت نہیں رکھتیں۔ تُو بھی لاجونتی کے ساتھ گھڑی دو گھڑی من بہلا سکتا ہے پرنتو اس کے پریم میں اپنا سے برباد نہیں کرے گا۔"

"میں وچن دے چکا ہوں ـــــــ" نرمل داس نے دوبارہ سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر تُو کوئی چنتا مت کر ـــــــ تیری ضد کے کارن میں اس پاپی کو کسی بھی روپ میں لاجونتی کے ساتھ شریر کا آخری ملاپ نہیں کرنے دوں گا ـــــــ" نرمل کے کانوں میں جمنا داس کی آتما کی آواز گونجی۔ "ایک بات اور بھی کان کھول کر سن لے ـــــــ اُس پاپی سے یدھ (جنگ) لڑنے کے بعد میری آتما زیادہ دنوں تک دھرتی پر نہیں رہ سکتی اس لئے تجھے چالیس روز تک چرن کمار سے دور ہی رہنا ہوگا ورنہ میری دان کی ہوئی شکتی بھی تیرے کسی کام نہیں آئے گی۔"

"ٹھیک ہے ـــــــ" "تم لاجونتی کو بچا لو ـــــــ میں چرن کمار کو دو چندرما کے وچن پورے ہونے تک نہیں چھیڑوں گا۔"

"میں جا رہا ہوں ـــــــ پرنتو تُو نے جو وچن دیا ہے اسے بھول مت جانا۔"

نرمل داس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جمنا داس کی آتما نے جو کچھ کہا تھا وہ اس پر مطمئن ہو گیا لیکن شیام سبرن کسی گہری سوچ میں غرق تھا ـــــــ!!

......❋......

میجر لیاقت آفس میں بیٹھا ایک فائل کے اوراق پلٹ رہا تھا جب میز پر لگا ہوا ایک چھوٹا بلب روشن ہو گیا۔ میجر نے فائل سے نظر ہٹا کر بلب کی سمت دیکھا پھر دستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ دوپہر کے دو بجے کا عمل تھا۔ اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا پھر ایک کے ہندسے کو دبایا۔ یہ اس کے پی۔اے کا نمبر تھا۔

"یس سر ـــــــ!"

"میں نے کہا تھا کہ مجھے چار بجے سے پہلے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

"سوری سر ـــــــ لیکن سول لائنز فون ایکسچینج کے عملے کا جو کارندہ آپ سے ملنا چاہتا ہے وہ بہت جلدی میں ہے۔ میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی لیکن ـــــــ"

"کیا نام بتایا ہے اُس نے ـــــــ؟"

"اصغر شاہ ـــــــ" پی۔اے کی آواز ریسیور میں اُبھری۔ "اُس کے پاس آپ کا کارڈ ـــــــ"

"ٹھیک ہے ـــــــ" میجر لیاقت نے بات کاٹ کر سنجیدگی سے کہا۔ "اسے پچھلے راستے سے آپریشن روم میں پہنچا دو ـــــــ جب تک میں نہ کہوں اور کسی کو میرے دفتر میں موجود ہونے کی خبر نہیں ہونی چاہئے۔"

"آئی۔جی صاحب دو بار فون کر چکے ہیں۔"

"چار بجے تک انہیں بھی ٹالتے رہو ـــــــ" میجر لیاقت نے لاپرواہی سے کہا پھر انٹرکام کا ریسیور رکھ دیا۔

اُس نے اپنی میز پر تارچ میں استعمال ہونے والا ایک بلب لگوا رکھا تھا۔ بظاہر وہ ڈیکوریشن پیس ہی نظر آتا تھا لیکن پوشیدہ تاروں کے ذریعے اس کا کنکشن آفس کے دروازے سے تھا۔ خاص خاص موقعوں پر میجر لیاقت اپنے پی۔اے کو مطلع کرنے کے بعد اس کنکشن کو آن کر دیتا تھا جس کے بعد دروازہ لاک ہو جاتا تھا اور باہر سے دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ اندر کوئی نہیں ہے۔ اس بلب کو آن کرنے کا دوسرا کنٹرول پی۔اے کے پاس تھا جو انتہائی اہم ضرورت کے وقت ہی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس بلب کو آن کرنے کے بعد میجر لیاقت کو کسی خاص آدمی کے آنے کے بارے میں مطلع کیا جاتا تھا۔ ضروری کام کرتے وقت میجر لیاقت کو انٹرکام کے بزر کی آواز بھی گراں گزرتی تھی اسی وجہ سے اس لائٹ کے سسٹم کو اسی کی ہدایت پر لگایا گیا تھا۔

پی۔اے سے بات ہونے کے بعد میجر لیاقت نے فائل اٹھا کر اسٹیل کیبنٹ میں احتیاط سے رکھ کر اسے لاک کیا پھر پچھلے دروازہ سے نکل کر مختصر راہداری عبور کر کے اس کمرے میں داخل ہوا جس پر آپریشن روم کی تختی آویزاں تھی۔ آپریشن روم میں آڈیو،

ویڈیو اور فوٹو پروسیسنگ کے علاوہ بھی دوسری اہم مشینیں موجود تھیں۔ اس آپریشن روم کو بھی میجر لیاقت کے علاوہ کسی دوسرے آفیسر کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

آپریشن روم میں چھریرے بدن کا ایک پستہ قد نوجوان موجود تھا جو میجر لیاقت کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

''نو فارمیلٹیز ـــــ'' میجر لیاقت نے دوستانہ انداز میں کہا۔ ''آرام سے بیٹھو۔''

''میں نے اس وقت آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا سر ـــــ؟''

''کام کا کیا بنا ـــــ؟'' میجر لیاقت نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

''اسی لئے حاضر ہوا ہوں سر ـــــ'' نوجوان نے جواب دیا پھر جیب سے ایک آڈیو ٹیپ نکال کر میجر لیاقت کے حوالے کرتے ہوئے بولا۔ ''اتفاق سے کل رات میری ہی ڈیوٹی تھی اور خوش قسمتی سے کام بھی ہو گیا۔''

''کتنی دیر بات ہوئی ـــــ؟'' میجر لیاقت نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''رات سوا ایک بجے۔ پہلی بار صرف ایک ڈیڑھ منٹ کی کال تھی۔ اس کے بعد تقریباً پونے دو بجے جو گفتگو ہوئی وہ دس منٹ سے زیادہ ہی کی تھی۔''

''گڈ جاب ـــــ کسی کو تمہارے اوپر شبہ تو نہیں ہوا ـــــ؟''

''جی نہیں سر ـــــ''

''تمہاری نائٹ ڈیوٹی کس وقت ختم ہوتی ہے؟''

''نائٹ شفٹ رات بارہ سے صبح آٹھ تک ہوتی ہے۔'' نوجوان جس کی عمر بائیس سال تھی بدستور سنجیدگی سے بولا۔

''اور اس وقت دوپہر کے دو بجے ہیں ـــــ؟'' اس بار میجر لیاقت نے اپنے مخصوص انداز میں نوجوان کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔

''یہ بھی اتفاق ہے سر کہ صبح کی ڈیوٹی والا بندہ پانچ گھنٹے دیر سے آیا۔'' نوجوان نے وضاحت کی۔ ''میں اس وقت ایکسچینج سے سیدھا آپ ہی کی طرف آیا ہوں۔''

''میں نے تمہیں پرکھنے کے بعد ہی یہ کام سونپا تھا اصغر شاہ۔'' میجر لیاقت نے اس بار قدرے افسرانہ انداز اختیار کیا۔ ''لیکن ایک بات اچھی طرح سوچ لو ـــــ تمہارے

بیان کی تصدیق کرنے کے لئے اور بھی دیگر ذرائع موجود ہیں میرے پاس۔''

''میں بھی ذات کا پٹھان ہوں سر ـــــ مر جاؤں گا لیکن غلط بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔'' اصغر شاہ نے جذباتی لہجے میں جواب دیا۔ ''آپ جس طرح چاہیں میرے بیان کی تصدیق کرا لیں۔''

''تمہارا کیا خیال ہے؟ ـــــ'' میجر لیاقت نے دوبارہ بے تکلفی سے پوچھا۔ ''ٹیپ میں کام کی کوئی بات ہے ـــــ؟''

''میں سمجھ رہا ہوں سر ـــــ آپ مجھے آزمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

''کیا مطلب ـــــ؟''

''سر ـــــ'' اصغر شاہ نے صاف گوئی سے کام لیا۔ ''کیا آپ کے دل میں یہ شبہ نہیں پیدا ہو رہا ہے کہ میں نے اس ٹیپ کی نقل بھی تیار کر لی ہوگی۔''

''تمہارے ذہن میں یہ خیال کیوں اُبھرا ـــــ'' میجر لیاقت نے اُسے معنی خیز نظروں سے گھورا۔

''یہی ٹیپ میں اگر دوسری پارٹی کے افراد کے ہاتھوں فروخت کروں تو مجھے منہ مانگی قیمت مل سکتی ہے ـــــ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں سر ـــــ؟''

''گویا ٹیپ میں بہت زیادہ اہم باتیں ہیں ـــــ'' میجر لیاقت کی نظریں بدستور اصغر شاہ کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''آپ کا شبہ غلط نہیں ہے سر ـــــ'' اصغر شاہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ نے مجھے براہِ راست دفتر آنے کے لئے پابند نہ کیا ہوتا تو شاید پہلے کہیں اور جاتا۔''

''کہاں ـــــ؟''

''ان ولد الحرام کافروں کے پاس جو ہمارے وطن سے دشمنی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔'' اصغر شاہ نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ ''ان کو جہنم رسید کرنے کے بعد اگر مجھے پھانسی کی سزا بھی ہوتی تو میں اسے خوشی خوشی قبول کر لیتا۔''

''نہیں اصغر شاہ ـــــ'' میجر لیاقت نے لمبی سانس لے کر کہا۔ ''میں تمہارے خیالات اور جذبے کی قدر ضرور کرتا ہوں لیکن ایک دو آدمیوں کو جہنم رسید کرنے سے بات نہیں بنے گی ـــــ ہمیں اس پودے کو جڑ سے اُکھاڑنا ہوگا جو ہماری مقدس سرزمین پر

سر اُبھارنے کی کوشش کر رہا ہے ـــــ مجھے تم جیسے محب وطن نوجوانوں کی ضرورت ہے۔"

"میرے لئے کوئی اور حکم سر ـــــ؟"

"میری کسی بات کا برا نہ ماننا ـــــ فرض نبھانے کی خاطر ہمیں مختلف پہلوؤں کو آزمانا پڑتا ہے لیکن تم میری کسوٹی پر پورے اُترے ہو۔"

"شکریہ سر ـــــ"

"ایک درخواست اور کروں گا ـــــ اس ٹیپ کے بارے میں بھول کر بھی کسی کے سامنے زبان نہ کھولنا۔"

"میں سمجھا نہیں سر ـــــ" اصغر شاہ نے حیرت زدہ ہونے کی لاجواب اداکاری کی۔ "آپ کس ٹیپ کی بات کر رہے ہیں؟"

"گڈ ـــــ میں تمہارے جواب سے خوش ہوا۔" میجر لیاقت نے آگے بڑھ کر اصغر شاہ کے بازوؤں کو بڑی اپنائیت سے تھپتھپایا پھر جیب سے پرس نکالا تو اصغر شاہ نے تیزی سے کہا۔

"نو سر ـــــ میں اس ٹیپ کا اب کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔"

"لیکن ہمارے درمیان ایک سودا طے ہو گیا تھا۔" میجر لیاقت نے دوستانہ انداز میں کہا۔ "تمہاری طرح میں بھی پٹھان ہوں اور پٹھان کبھی اپنے کئے ہوئے وعدے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔"

"اور کبھی اپنے وطن کے غداروں کے سلسلے میں کوئی سودے بازی بھی نہیں کرتا ہے۔" اصغر شاہ نے برجستہ جواب دیا پھر مسکرا کر بولا۔ "پہلے جو لین دین کی بات ہوئی تھی اس وقت میں کچھ اور ہی سمجھا تھا ـــــ"

"کیا ـــــ؟"

"سول لائنز میں عاشقی واشقی کا بہت چکر چلتا ہے سر ـــــ!" اصغر شاہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "خوبصورت اور مالدار لڑکیوں کو بلیک میل کرنے کی خاطر بہت سارے بڑے گھر کے چھوکرے ہماری خدمات حاصل کرنے کی خاطر منہ مانگی رقم دینے کو تیار رہتے ہیں۔"

"آئی سی ـــــ" میجر لیاقت نے مسکرا کر کہا۔ "کیا تم مجھے بھی کوئی دل پھینک اور

عاشق مزاج پولیس آفیسر سمجھ رہے تھے؟"

"کیوں سر ـــــ کیا پولیس آفیسروں کے پاس دل نہیں ہوتا ـــــ؟"

میجر لیاقت اصغر شاہ کا جواب سن کر دوبارہ مسکرا دیا پھر ایک بڑا نوٹ پرس سے نکال کر سنجیدگی سے بولا۔

"اسے طے شدہ رقم کے طور پر نہیں ـــــ میری جانب سے اپنی حب الوطنی کا انعام سمجھ کر رکھ لو ـــــ مجھے خوشی ہوگی۔"

اصغر شاہ نے بہت انکار کیا لیکن میجر لیاقت نے بڑی اپنائیت سے وہ نوٹ اس کی جیب میں ڈال دیا پھر اس کے جانے کے بعد وہ یکلخت بے حد سنجیدہ ہو گیا۔ آپریشن روم کو اندر سے لاک کرنے کے بعد اس نے ٹیپ کو کیسٹ پلیئر میں لگا کر پلے (PLAY) کا بٹن آن کر دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"ہیلو ـــــ" کچھ دیر بعد جسونت رام کی آواز اُبھری۔ "کیا میں پردیپ پٹیل جی سے بات کر سکتا ہوں؟"

"آپ کا شبھ نام ـــــ" دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مجھے اوشا کرن کے سلسلے میں کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" جسونت رام نے نام بتانے سے دیدہ دانستہ گریز کر کے اوشا کرن کا حوالہ دیا۔

"میں دیکھتی ہوں ـــــ اگر پردیپ سو نہیں گئے تو بات کراتی ہوں۔"

کچھ دیر خالی ٹیپ چلتی رہی پھر ایک مردانہ آواز اُبھری۔

"کون بول رہا ہے ـــــ؟"

"میں نے پچھلے دنوں ایک پاسپورٹ بنوانے کے لئے سفارش کی تھی۔"

"آئی سی ـــــ اس سمے کیوں یاد کیا ـــــ؟"

"مجھے پاسپورٹ ہی کے سلسلے میں کچھ ضروری بات کرنی ہے ـــــ" جسونت رام نے کہا۔

"کیا صبح بات نہیں ہو سکتی ـــــ؟"

"مجھے شبہ ہے کہ کچھ شکاری کتے میری بُو سونگھنے کے لئے پیچھے لگے ہوئے ہیں اس لئے ـــــ"

"آپ ایسا کریں کہ دوسرے نمبر پر کال کریں۔" دوسری طرف سے جواب دیئے کے ساتھ ہی ریسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔ پھر ــــ خالی ٹیپ چلنے کی آواز اُبھری تو میجر لیاقت نے فارورڈ کا پش بٹن استعمال کیا۔ گھنٹی کی آواز سن کر اس نے پھر توجہ گفتگو کی سمت مرکوز کر دی۔ اس بار پردیپ پٹیل کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ــــ پردیپ اسپیکنگ۔"

"میں جسونت بول رہا ہوں سر ــــ"

"اوشا کرن کے تبادلے کے بعد ہمارے اوپر سکیورٹی بہت زیادہ ہو گئی ہے اس لئے ــــ"

"میں نے کیول آپ کی خیریت جاننے کو فون کیا تھا ــــ" جسونت رام نے پردیپ کا اشارہ سمجھ کر گول مول انداز میں بات شروع کی۔

"پہلے سے بہتر ہوں ــــ آپ آج کل کیا کر رہے ہیں؟ ــــ بہت دنوں بعد فون کیا۔"

"کاروباری چکروں میں پھنسا ہوا تھا ورنہ آپ بھولنے کی چیز نہیں ہیں۔"

"آپ کی لاجونتی کا کیا حال ہے ــــ؟"

"اُسی کی ضد سے مجبور ہو کر اتنی رات گئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔"

"کوئی خاص بات ــــ؟"

"میں سوچ رہا ہوں کہ کچھ دنوں کے لئے اسے شانتی کے پریوار کے پاس چھوڑ آؤں۔"

"یہ لاجونتی کی ضد ہے یا آپ ایجنسی والوں سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے کی سوچ رہے ہیں ــــ؟"

"کیا فون پر ــــ"

"میں اس وقت جس نمبر سے بات کر رہا ہوں وہ کسی ممکنہ خطرے سے باہر ہے ــــ آپ کھل کر جواب دے سکتے ہیں۔"

"آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔" جسونت رام نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "میں تین مہینے کے لئے سامنے سے ہٹ جاؤں تو شاید ــــ"

"خالی ہاتھ گئے تو ہماری سرکار آپ کے بارے میں کچھ اور بھی غور کر سکتی ہے۔" اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا گیا۔ "اوشا کرن کی ناکامی کے بعد دوسرے نمبر پر میرا نام بھی آ سکتا ہے جسے میں پسند نہیں کروں گا۔"

"کچھ تھوڑا بہت سامان ہے میرے پاس ــــ" جسونت رام نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ شانتی کے پریوار والے اس تھوڑے سامان سے مطمئن نہ ہوں۔" پردیپ پٹیل نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "چھوٹے موٹے تحفوں سے بات نہیں بنے گی۔"

"میں بھی سمجھ رہا ہوں لیکن جن لوگوں کے ساتھ کاروبار کر رہا تھا وہ بھی بازار کی بگڑتی حالت دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے ہیں۔"

"آپ کے خیال میں مارکیٹ کی پوزیشن کب تک ٹھیک ہو جائے گی؟"

"نئی پارٹی کو تلاش کرنے میں کچھ سمے تو لگے گا ــــ" جسونت رام نے اشارے کنایوں میں کہا پھر مدھم آواز میں بولا۔ "مجھے نئے پاسپورٹ کی بھی ضرورت ہو گی۔"

"نئے پاسپورٹ؟" دوسری جانب سے حیرت کا اظہار کیا گیا۔ "پرانے پاسپورٹ میں کیا خرابی ہے؟"

"میں چاہتا ہوں کہ ایئرپورٹ پر کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔" جسونت رام نے دبی زبان میں وضاحت کی۔

"آئی سی ــــ" دوسری جانب سے کچھ خاموشی کے بعد کہا گیا۔ "آپ ایک ہفتے بعد درخواست لے کر پراپر چینل سے دفتر آ جائیں۔ میں اس عرصے میں اوپر والوں سے بھی بات کر لوں گا۔" اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

میجر لیاقت کیسٹ پلیئر آف کرنے کے بعد اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ حالات کی روشنی میں وہ ان باتوں کو ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو ٹیپ پر ریکارڈ ہو گئی تھیں۔ کئی باتیں ایسی قابل گرفت تھیں جو اس امکان کو تقویت پہنچا رہی تھیں کہ جسونت رام بڑی رازداری سے انڈر گراؤنڈ ہونے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ شانتی دیوی کے خاندان کے تھوڑے سامان سے مطمئن نہ ہونے والی بات بھی میجر لیاقت کے ذہن میں بار بار کھٹک رہی تھی۔ وہ بڑی سنجیدگی سے ایک ایک لفظ کا پوسٹ مارٹم کرتا رہا۔ وہ چاہتا تو اس ٹیپ کی جانے والی گفتگو

کے بعد بھی جسونت رام کو "ہائی الرٹ سیفٹی" کے تحت تفتیش کی خاطر حراست میں لے رکھا تھا۔ لیکن اس طرح پر دیپ پٹیل کو پوری طرح ملوث نہیں کیا جا سکتا تھا ــــ جسونت رام جیسی بڑی مچھلی پر وہ کوئی چھوٹا جال نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

خاصی دیر تک وہ آپریشن روم کے اندر ٹہلتا رہا۔ پھر اچانک کسی ارادے سے اس کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ تیز تیز قدم اٹھاتا وہ آفس میں واپس آیا پھر اَن لسٹڈ نمبر والے فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر اُبھرتے ہوئے تاثرات اس تجربے کار شکاری سے مختلف نہیں تھے جو اپنے شکار کو پوری طرح گھیرنے کے سلسلے میں کوئی بھی طریقہ فروگزاشت نہیں کرتا ــــ دوسری جانب سے کال ریسیو کی گئی تو میجر لیاقت نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"انسپکٹر ــــ مجھے اس بار تمہاری صلاحیتوں کا امتحان درکار ہے ــــ مجھے یقین تھا کہ تمہارا جواب یہی ہوگا ــــ نہیں، ہمیں اس بار زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ــــ حکم نہیں، یہ میری درخواست ہوگی ــــ اس وقت تمہاری گھڑی کیا کہہ رہی ہے ــــ اوکے، تم رات نو اور سوا نو کے درمیان اسپارٹ تھری پر میرا انتظار کرنا۔ تفصیلی بات وہیں ہوگی ــــ اِٹ اِز ٹاپ سیکرٹ ــــ گڈ بائی۔"

میجر لیاقت نے گفتگو ختم کر کے ایک لمبی سانس لی پھر دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہوگیا ــــ!!



پروفیسر درانی اس وقت اپنی ساؤنڈ پروف اسٹڈی میں آرام کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا جب باہر سے بجائی جانے والی گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر گھریلو ملازمہ کھڑی تھی۔

"بیگم صاحبہ آپ کو شام کی چائے پر یاد کر رہی ہیں ــــ" ملازمہ نے بڑے ادب سے کہا۔ نو عمر ہونے کے علاوہ وہ خوش لباس بھی تھی۔ عاصمہ نے اسے خاص طور پر دو سال قبل گھر کے اندر کے کاموں کے لئے منتخب کیا تھا۔

"کیا زبیر واپس آگیا ہے ــــ؟"

"جی سرکار ــــ" ملازمہ نے جس کا نام شبنم تھا، سنجیدگی سے جواب دیا۔ "دس

منٹ پہلے ہی آئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ــــ تم چلو، میں دو منٹ میں آرہا ہوں۔"

شبنم کے جانے کے بعد پروفیسر درانی نے دوبارہ اسٹڈی کو اندر سے بند کر لیا۔ اس کا ذہن ایک بار پھر زبیر کے بارے میں سوچنے لگا۔

شیام سرن کے سینے کے بال کے جلنے کے بعد دھوئیں کی ناقابل یقین لکیر نے فضا میں پھیل کر کوٹھی کے گرد جو جال بُنا تھا وہ ابھی تک پروفیسر کے ذہن میں محفوظ تھا۔ وہ اس قسم کی باتوں پر یقین کرنے کا عادی نہیں تھا لیکن جو کچھ اپنی کھلی نظروں سے دیکھ چکا تھا اسے فراموش بھی نہیں کر سکتا تھا۔

میجر لیاقت نے پجاری شیام سرن کے حوالے سے یہی کہا تھا کہ وہ بال پروفیسر اور اس کے گھر والوں کا تحفظ کرے گا لیکن جس وقت دھوئیں کی لکیر جال بُننے کے بعد نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی، زبیر اس کے بعد کوٹھی میں داخل ہوا تھا ــــ پروفیسر کے ذہن میں یہ خوف بیٹھ گیا تھا کہ زبیر اس تحفظ کے حصار میں نہیں آسکا ہوگا۔ وہ اس خوف کو اپنا وہم سمجھ کر بھلا دینا چاہتا تھا لیکن زبیر کے کار کے حادثے اور گردھاری نامی شخص کے فون نے اس کے اعصاب کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا ــــ زبیر اس کا اکلوتا بیٹا تھا۔ عاصمہ بھی اس پر جان چھڑکتی تھی اس لئے پروفیسر کے لئے اس وہم سے چھٹکارا پانا مشکل ہو رہا تھا۔

دو منٹ بعد وہ اسٹڈی سے باہر جانے کو پر تول رہا تھا جب فون کی گھنٹی نے اس کے قدم روک لئے۔ اُس نے پلٹ کر ریسیور اٹھا لیا ــــ ذہن پر طاری بوجھ کو جھٹک کر اس نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"پروفیسر درانی اسپیکنگ ــــ"

"میں گردھاری بول رہا ہوں ــــ" دوسری جانب سے سرسراتے لہجے میں کہا گیا۔ "تم نے کہا تھا نا کہ میں گھر کے نمبر پر فون کروں۔"

گردھاری کا نام سن کر پروفیسر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے دل کی کیفیت پھر ڈانوا ڈول ہونے لگی۔

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو لیکن تمہارے کہنے کے مطابق میں نے ــــ"

’’مجھے معلوم ہے تم نے سیاہ لکیروں اور زمین پر ابھرنے والے قدموں کے نشانات کی ٹیپ جلا دی ہیں ـــــ تمہارے چہیتے میجر نے بھی تمہیں یہی مشورہ دیا تھا ـــــ،‘‘ دوسری طرف سے جملہ کاٹ کر سپاٹ آواز میں کہا گیا۔ ’’کیوں پروفیسر ـــــ میں غلط نہیں کہہ رہا؟‘‘

’’تم ـــــ کیا چاہتے ہو ـــــ؟‘‘ پروفیسر نے دانت پیستے ہوئے سوال کیا۔

’’اتنی جلدی ہمت ہارنے لگے ـــــ ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے۔‘‘

’’تم گردھاری ہو یا جو کوئی بھی ہو، ایک بات کان کھول کر سن لو ـــــ میں فضول باتوں میں وقت برباد کرنے کا عادی نہیں ہوں۔‘‘ پروفیسر نے سنبھل کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

’’اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہو یا مجھے جُل دینے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ؟‘‘ مضحکہ اُڑانے والے انداز میں پوچھا گیا۔

’’بکواس بند کرو ـــــ‘‘ پروفیسر کا پارہ چڑھنے لگا۔

’’تم کہتے ہو تو بند کیے دیتا ہوں لیکن ایک بات میری بھی سن لو ـــــ‘‘

’’کیا کہنا چاہتے ہو ـــــ؟‘‘

’’میجر نے پجاری شیام سرن کو ہمارے بیچ لا کر اچھا نہیں کیا۔‘‘

’’میں کسی پجاری یا پنڈت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔‘‘

’’گردھاری کے ساتھ کبڈی کھیلنے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ؟‘‘ اس بار سرد آواز اُبھری۔ ’’کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ اس سمے تمہارے من میں کیا کھل بل ہو رہی ہے ـــــ‘‘

’’تم........‘‘

’’ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی شریمان!‘‘ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔ ’’میں اس پجاری شیام سرن کی بات کر رہا ہوں جس کے چھاتی کے بال کو تمہاری کوٹھی میں جلایا گیا تھا۔‘‘

پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا، تلملا کر رہ گیا۔

’’کس وچار میں گم ہو گئے؟ ـــــ کوئی جواب نہیں دیا میری بات کا۔‘‘

’’میں ان لغویات پر یقین نہیں رکھتا۔‘‘

’’اپنے بیٹے کٹے پُتر کے کارن بیاکل کیوں ہو رہے تھے ـــــ؟‘‘

پروفیسر نے خاموشی ہی مناسب سمجھی۔ گردھاری نے جو بات کہی تھی وہ غلط نہیں تھی۔

’’ایک کھری بات اور بھی سن لو ـــــ تمہارا پُتر اس منڈل کے بیچ نہیں آسکا جو دھوئیں کی لکیروں کے جال نے بُنا ہے۔‘‘

’’ان تمام باتوں سے تمہارا مقصد کیا ہے ـــــ؟‘‘ پروفیسر نے جھلا کر دریافت کیا۔

’’وہ بھی جان جاؤ گے ـــــ اتنی جلدی کیا ہے؟ ابھی جا کر اپنی سندر پتنی اور جوان پُتر کے ساتھ جل پانی کرو۔ وہ تمہاری راہ تک رہے ہوں گے۔‘‘

پروفیسر کا ذہن چکرا کر رہ گیا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی دور بیٹھ کر بھی اس کے گھریلو معاملات میں اس قدر دخیل ہو سکتا ہے۔

’’اس سمے کیول اپنے اس سیوک کی ایک بات دھیان سے سن لو ـــــ‘‘ دوسری جانب سے بے حد کرخت آواز میں کہا گیا۔ ’’تم پجاری شیام سرن سے کبھی ملنے کی کوشش نہیں کرو گے ورنہ بہت گھاٹے میں رہو گے ـــــ اپنے چہیتے میجر کو بھی سمجھا دینا کہ زیادہ اچھل کود بند کر دے ورنہ اس کی کھاٹ بھی کھڑی کر دوں گا۔‘‘

پروفیسر درانی کوئی جواب دینا چاہتا تھا لیکن دوسری جانب سے لائن کاٹ دی گئی۔ اس نے بھی جھلا کر ریسیور رکھ دیا۔ گردھاری کی کال نے اس کا ذہنی سکون برباد کر دیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اپنے اعصاب پر قابو پاتا رہا پھر اسٹڈی سے نکل کر ڈائننگ ہال سے ملحقہ لاؤنج میں آ گیا جہاں عاصمہ اور زبیر شام کی چائے پر اس کے منتظر تھے۔ شبنم بھی ایک طرف کھڑی تھی۔

’’بڑی دیر کر دی آنے میں ـــــ؟‘‘ عاصمہ نے شوہر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ’’کیا کوئی اہم کام کر رہے تھے ـــــ؟‘‘

’’نہیں ـــــ ایک دلچسپ کہانی پڑھ رہا تھا ـــــ‘‘ پروفیسر نے زبردستی مسکرا کر جواب دیا۔

’’اس عمر میں کہانیاں پڑھنے کا شوق آپ نے کب سے پال لیا ـــــ؟‘‘ عاصمہ نے پیالیوں میں چائے نکالتے ہوئے کہا۔

’’ریٹائرمنٹ کے بعد وقت گزارنے کی خاطر کوئی نہ کوئی شوق تو اختیار کرنا پڑتا

ہے۔" پروفیسر نے بڑے سکون سے کہا پھر زبیر کی سمت دیکھ کر پوچھا۔ "تمہارے امتحانات کب سے شروع ہوں گے؟"

"تقریباً دو ماہ بعد ــــ" زبیر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"امتحان سے فارغ ہونے کے بعد کیا پروگرام ہے ــــ؟"

"پہلے امتحان تو ختم ہو لینے دیں ــــ" عاصمہ نے کہا "بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔"

"میرا خیال ہے کہ زبیر کو امتحان کے بعد ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے باہر بھیج دیا جائے ــــ آپ کا کیا مشورہ ہے؟"

"نیک خیال ہے۔ لیکن باہر بھیجنے سے پیشتر میں اپنے بیٹے کی شادی کرنے کا پروگرام بنا رہی ہوں۔" عاصمہ نے چائے کی پیالی شوہر کی جانب بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "باہر جانے کے بعد اگر کوئی سفید چمڑی کی میم میرے بیٹے کے گلے پڑ گئی تو میرے سارے ارمان دل کے دل ہی میں رہ جائیں گے۔"

"کیا ہمارے بیٹے پر آپ کو اعتماد نہیں ہے ــــ؟" پروفیسر نے فخریہ نظروں سے زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"اپنے بیٹے پر تو ہے لیکن موم کی پُتلیوں پر نہیں۔" عاصمہ نے برجستہ جواب دیا تو زبیر بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔

کچھ دیر تک اسی قسم کی دلچسپ گفتگو جاری رہی پھر زبیر نے شبنم کو اشارے سے قریب بلا کر نہایت بے باکی سے اس کی کلائی تھام لی۔ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"رانی ــــ آ، میری گود میں بیٹھ کر اپنے سندر ہاتھوں سے ایک پیالی چائے بنا دے۔"

زبیر کا انداز ایسا ہی تھا جیسے اس کے اور شبنم کے دیرینہ تعلقات ہوں۔ پروفیسر درانی اور عاصمہ دونوں ہکا بکا رہ گئے۔ خود شبنم بھی بوکھلا گئی۔

"زبیر ــــ" عاصمہ نے بیٹے کو غصے سے سرزنش کی۔ "یہ تم کیا بازاری حرکت کر رہے ہو؟ ــــ چھوڑ دو شبنم کا ہاتھ۔"

"شبنم ــــ کون شبنم" زبیر نے ماں کو گھور کر کہا۔ "یہ تو میرے من مندر کی رانی کلاوتی ہے۔"

"تم ــــ" عاصمہ تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو شاید۔"

"تم کون ہو ــــ؟" جواب میں زبیر کی آنکھیں شعلوں کی طرح دہکنے لگیں۔ "دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔ ورنہ ایسا کشٹ دوں گا کہ سارا جیون کانٹوں پر لوٹتی رہے گی۔"

پروفیسر درانی بھی بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر بوکھلا گیا۔ بیٹے کو روانی سے ہندی بولتا دیکھ کر اس کے ذہن میں فوری طور پر گردھاری ہی کا تصور اُبھرا تھا لیکن وہ عاصمہ کے سامنے اس کا نام زبان پر نہیں لانا چاہتا تھا۔ خاموش تماشائی بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ سخت آواز میں بولا۔

"زبیر ــــ شبنم کا ہاتھ چھوڑ دو ــــ"

"زبیر ــــ" زبیر نے باپ کو اجنبی نظروں سے گھورا پھر گھرک کر کہا۔ "دفع ہو جاؤ یہاں سے ــــ میں زبیر نہیں ہنومان سنگھ ہوں۔"

شبنم خود کو چھڑانے کی خاطر ساری جان کی قوت لگا رہی تھی لیکن زبیر کی مضبوط گرفت نے اسے پوری طرح جکڑ رکھا تھا۔ عاصمہ نے شوہر کی طرف دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے میرے بچے کو ــــ؟"

حالات نے اس قدر نازک صورت اختیار کر لی تھی کہ پروفیسر درانی بھی کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے۔ زبیر کی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت کسی گندی روح کے تابع تھا اس لئے کسی کو نہیں پہچان رہا تھا۔ شبنم نے بھی آہ و زاری شروع کر دی۔

"چھوٹے سرکار! ــــ خدا کے لئے ہوش میں آئیں ــــ چھوڑ دیں میرا ہاتھ۔"

"تُو بھی گھبرا گئی میری کلاوتی ــــ" زبیر نے اُسے گھسیٹ کر اپنی گود میں گرا لیا۔ بڑی لگاوٹ سے بولا۔ "کسی کی چنتا مت کر میری رانی ــــ ہنومان سنگھ کے سامنے کوئی مائی کا لال سر نہیں اٹھا سکتا ــــ آ، میری چھاتی سے لگ جا۔"

"زبیر! ــــ" پروفیسر درانی گرجتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ "چھوڑ دو شبنم کو ــــ تم شاید واقعی پاگل ہو گئے ہو۔"

جواب میں زبیر نے شبنم کو دھکا دے کر اپنی گود سے علیحدہ کیا پھر بڑے غضب ناک انداز میں کھڑا ہو کر باپ کو اس طرح گھورنے لگا جیسے کچا چبا جائے گا۔ اس کے تیور لحظہ لحظہ خطرناک سے خطرناک تر ہوتے جا رہے تھے۔

"زبیر ــــ" عاصمہ ہذیانی انداز میں چیخی۔ "ہوش میں آجا ــــ تُو اپنے باپ کے سامنے کھڑا ہے۔"

"پتا ــــ" زبیر نے دیوانوں کی طرح قہقہہ لگایا پھر گرج کر بولا۔ "یہ پتا نہیں راکھشش ہے ــــ میں ابھی اس کی چتا بنا دوں گا۔"

پھر اُس نے خونخوار چیتوں کی طرح جست لگائی اور پروفیسر درانی کے گلے پر انگلیاں جما دیں۔

"شبنم بیٹی ــــ" عاصمہ نے چیخ کر کہا۔ "ملازموں کو آواز دے کر اندر بلا لے ورنہ یہ پاگل باپ کو مار ڈالے گا۔"

زبیر نے دونوں ہاتھوں سے پروفیسر درانی کا گلا دبا رکھا تھا۔ پروفیسر درانی کو سینے کے اندر اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے زبیر کو پکڑے ہوئے قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ عاصمہ نے باقاعدہ چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا ــــ شبنم تیزی سے ملازموں کو بلانے کی خاطر باہر کی طرف لپکی تھی لیکن پھر اچانک ہی ٹھٹک کر رک گئی۔

دروازے پر پجاری شیام سرن سینہ تانے کھڑا زبیر کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم ــــ" عاصمہ نے کسی پجاری کو سامنے کھڑا دیکھ کر نفرت سے پوچھا۔ "کون ہو اور بلا اجازت ــــ"

"گردھاری ــــ" شیام سرن نے عاصمہ کا جواب دینے کی بجائے زبیر کو للکارا۔ "بہت ناٹک کر چکا ــــ اب شرافت سے چلا جا ــــ اسی میں تیری مکتی ہے۔"

زبیر نے پجاری کی آواز سن کر پروفیسر درانی کو چھوڑ دیا پھر پلٹ کر شیام سرن کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "تُو ــــ گندی موری کا کیڑا ــــ میرا مقابلہ کرے گا؟"

"مہاراج کو میرے علاوہ تُو نے بھی وچن دیا تھا کہ ہم اپنی شکتی کا غلط استعمال نہیں

کریں گے۔" شیام سرن نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "یاد ہے تجھے اپنا وعدہ ــــ؟"

"تُو یہاں کس کارن آیا ہے ــــ؟"

"تجھے یہ بتانے آیا ہوں کہ اس گھر کی طرف سے آنکھیں موند لے۔" شیام سرن نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"تُو ــــ تُو مجھے حکم دے رہا ہے ــــ؟"

"میں ــــ بنتی کر رہا ہوں۔" شیام سرن نے افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔

"اگر میں تیری بنتی کو ٹھوکر مار دوں تو ــــ؟"

"تو پھر مجھے مہاراج کی آتما سے اپنا وچن توڑنے کی آگیا لینی پڑے گی۔"

"مہاراج کی آتما ــــ" زبیر نے جو پروفیسر کے خیال کے مطابق گردھاری کے قبضے میں تھا، قہقہہ لگا کر بولا۔ "جل دینے کی کوشش کر رہا ہے یا ٹھٹھول کر رہا ہے؟"

"تُو نے جو کہا تھا وہ پروفیسر نے کر دیا ــــ اب تجھے کیا بیر (دشمنی) ہے؟" شیام سرن نے مطلب کی بات چھیڑ دی۔

"تیرا اس گھر سے کیا سمبندھ ہے ــــ؟"

"کیول اتنا کہ میں نے اس گھر اور اس میں رہنے والوں کو اپنی شرن (پناہ) میں لیا تھا۔"

"جانتا ہوں ــــ لیکن یہ چھوکرا تیرے منڈل میں نہیں آسکا تھا ــــ"

"اسی کارن اس کی سہایتا کو آیا ہوں۔" شیام سرن نے مٹھیاں بھینچ کر جواب دیا۔

"مجھ سے یدھ لڑے گا؟"

"پہل نہیں کروں گا ــــ" شیام سرن نے سینہ ٹھونک کر کہا۔ "پہلے تُو اپنی شکتی آزما لے ــــ پھر میں جواب دوں گا۔"

"جانتا ہے تُو اس سے کس سے بات کر رہا ہے ــــ؟"

"گردھاری سے ــــ" شیام سرن نے زبیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کرخت لہجے میں کہا۔ "ایک بات اور بتا دوں ــــ میں تیرے تینوں روپ سے پوری طرح جانکاری رکھتا ہوں۔"

زبیر نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا، تیز نظروں سے پجاری شیام سرن کو گھورتا رہا۔

"میرا کہا مان لے گردھاری ـــــ اس بالک کا پیچھا چھوڑ دے ورنہ پھر اپنا فیصلہ کرنے کے کارن دیوی کو بھی ہمارے بیچ آنا پڑے گا۔" شیام سرن نے معنی خیز انداز میں کہا ـــــ "اس کے بعد کیا ہوگا؟ یہ ہم دونوں نہیں جانتے۔"

"میں تیرا کہا مان سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر ـــــ"

"کیا ـــــ؟"

"مجھے وچن دے کہ تُو میرے کسی روپ کے بارے میں اپنی زبان سے کبھی کوئی شبد نہیں نکالے گا۔"

شیام سرن نے فوراً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے باری باری پروفیسر درانی اور عاصمہ کو دیکھا۔

"کیا سوچ رہا ہے ـــــ؟"

"ایک وچن تجھے بھی دینا ہوگا ـــــ" شیام سرن نے سنجیدگی سے کہا۔ "تُو دوبارہ اس بالک کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"جب تک تُو اپنا وچن نہیں توڑے گا میں بھی اپنی بات پر قائم رہوں گا۔" شیام سرن نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔

ایک منٹ تک مکمل سکوت طاری رہا پھر اچانک زبیر کی آنکھوں کی سرخی غائب ہو گئی۔ اُس نے باری باری سب کو حیران پریشان انداز میں اس طرح دیکھا جیسے ان کی پریشانی کی وجہ جاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس کی نظر پجاری شیام سرن پر جم کر رہ گئی۔

"آپ ـــــ آپ کون ہیں؟" اُس نے مہذب لہجے میں دریافت کیا۔

"میں تمہارے پتا کا ایک پرانا واقف کار ہوں بالک ـــــ" شیام سرن نے بڑی خوبصورتی سے بات بنائی۔ "بڑے عرصے بعد اس شہر سے گزر رہا تو پرنام کرنے چلا آیا۔"

"آپ دور کیوں کھڑے ہیں ـــــ کیا ہمارے ساتھ ـــــ"

"میں جل پانی کر چکا ہوں بالک ـــــ اب چلتا ہوں۔"

"کچھ دیر بیٹھیں گے نہیں ـــــ؟" پروفیسر درانی نے مصلحت کے پیش نظر بے تکلفی

کا مظاہرہ کیا۔

"پھر کبھی آیا تو بھوجن کئے بغیر نہیں ٹلوں گا۔" پجاری شیام سرن نے مسکرا کر جواب دیا پھر سب کو پرنام کرنے کے بعد قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

"میں نے آج کسی پجاری کو پہلی بار اپنے گھر میں دیکھا ہے۔" زبیر نے شیام سرن کے جانے کے بعد باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اتفاق ہے کہ تم اس سے پہلے کبھی نہیں ملے۔" پروفیسر درانی نے جواب دیا۔ "وہ ایک بار پہلے بھی آ چکا ہے۔"

عاصمہ نے اشاروں میں شبنم کو خاموش رہنے کی تاکید کی پھر زبیر اور پروفیسر درانی کے ساتھ دوبارہ میز پر آ گئی ـــــ چائے کے دوران رسمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ زبیر پہلے کی طرح نارمل ہو گیا تھا لیکن عاصمہ کو اپنی حالت پر قابو پانے میں دشواری ہو رہی تھی۔

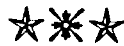
کچھ دیر بعد زبیر کسی دوست کے پاس جانے کی خاطر تیار ہونے کے لئے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف گیا تو پروفیسر درانی نے شبنم کو قریب بلا کر دبی زبان میں کہا۔

"بیٹی ـــــ میں تم سے شرمندہ ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی تم نے دیکھا اور سنا اسے کسی دوسرے کے سامنے نہیں دہراؤ گی۔"

"ہاں بیٹی ـــــ" عاصمہ نے بھی شبنم کو بڑے پیار سے مخاطب کیا۔ "اس گھر کی عزت کے لئے تمہیں بھی ہمارا ساتھ دینا ہوگا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں۔" شبنم نے خود پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔ "میں اپنی زبان بند ہی رکھوں گی۔"

پھر شبنم برتن ٹرالی میں سمیٹ کر چلی گئی تو پروفیسر درانی کو بیوی کے بے حد اصرار پر مجبور ہو کر پوری کہانی سنانی پڑی۔ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا ـــــ!



نرمل داس کالی کے بڑے مندر میں پوجا کرنے کے بعد باہر آ کر چبوترے پر بیٹھ گیا۔

اُس کے ذہن میں اس وقت بھی لاجونتی کا خوبصورت تصور کلبلا رہا تھا۔ خواب کی حالت میں اس کی نظروں نے لاجونتی کو جس شرم ناک حالت سے دوچار دیکھا تھا اس نے اس کی راتوں کی نیند اور دن کا چین چھین لیا تھا۔

کسی سانپ کا انسانی روپ اختیار کر لینا اس کے لئے کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ اسے علم تھا کہ کوئی سانپ اگر سو سال کی عمر پوری کر لے تو وہ انسانی روپ دھار سکتا تھا۔ مرحوم جمنا داس نے بھی اسے ہندو مائتھولوجی (HINDU MYTHOLOGY) کے بارے میں بہت ساری باتیں ایسی بتائی تھیں جس کو عام انسانی عقل تسلیم نہیں کرتی تھی مگر ـــــ اُس کا ذہن تو صرف اور صرف لاجونتی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو بے بسی کی حالت میں کسی ماورائی طاقت کی ہوس کا نشانہ بن چکی تھی ـــــ اور اب صرف ایک بدھوار کا دن درمیان میں رہ گیا تھا جس کے بعد وہ کسی گندی قوت کی مستقل رکھیل بننے پر مجبور ہو جاتی۔

نرمل داس نے خواب کی حالت سے بیدار ہوتے ہی طے کر لیا تھا کہ وہ اس پُراسرار قوت کو ختم کر کے دم لے گا جو لاجونتی کے پھول جیسے جسم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے خواب دیکھ رہی تھی لیکن شیام سرن نے درمیان میں آ کر اس کا راستہ روک لیا۔ پھر پنڈت جمنا داس کی آتما نے بھی اسے یہ وچن دیا تھا کہ وہ اس گندی قوت کو لاجونتی کے ساتھ شریر کا آخری ملاپ نہیں کرنے دے گی ـــــ جواب میں اس نے نرمل داس سے یہ عہد بھی لے لیا تھا کہ وہ چالیس روز تک کالی کے مندر کے بڑے پجاری چرن کمار سے

دو دو ہاتھ کرنے کی غلطی نہیں کرے گا۔

نرمل داس کو یقین تھا کہ جمنا داس کی آتما اپنا دیا ہوا وچن ضرور نبھائے گی لیکن پجاری شیام سرن کی باتوں نے اُسے اُلجھن میں ڈال رکھا تھا ـــــ اُس نے کہا تھا کہ نرمل داس نے خواب میں جو کچھ دیکھا وہ پہلے ہی اسے جاگتی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ دبی زبان میں اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ پنڈت جمنا داس کا سچا سیوک ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی زبان نہیں کھولی تھی، خود ہی پیچھے ہٹ گیا تھا ـــــ نہ ہٹا ہوتا تو چرن کمار کی جگہ وہ جمنا داس کی گدی پر براجمان ہوتا۔

نرمل داس کو گدی سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ صرف گردھاری کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جو اس کے ذہن سے کسی جونک ہی کی طرح چپک گیا تھا۔ شیام سرن نے بھی گردھاری کے بارے میں کچھ بتانے سے گریز ہی کیا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ گردھاری محض ایک چھایا (سائے) کا نام ہے جس کی پشت پر کوئی اور طاقت موجود تھی جس کے ایک نہیں، کئی روپ تھے۔

شیام سرن کے کہے ہوئے جملے نرمل داس کی کھوپڑی میں گونج رہے تھے۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ گردھاری اگر محض ایک پرچھائیں کا نام ہے تو اس کے پیچھے دوسری قوت کس کی تھی؟ ـــــ اس کے کتنے روپ تھے؟ ـــــ جسونت رام، گردھاری کا محض نام سن کر کیوں کانپ اٹھا تھا؟ ـــــ اُس نے لاجونتی کو کالی کے مندر میں چرن کمار کے ساتھ دس روز قیام کرنے سے روک دیا تھا لیکن اس کوڑیالے سانپ کا راستہ نہیں کاٹ سکا تھا جس نے ایک نوجوان کے روپ میں لاجونتی کے جسم کو پامال کیا تھا۔ جسونت رام کی مجبوری کا کیا راز تھا؟ ـــــ وہ کس بات سے خوفزدہ تھا ـــــ؟

اس کے علاوہ نرمل داس کو چرن کمار کی خاموشی بھی کھٹک رہی تھی ـــــ اُس نے براہِ راست لاجونتی کو اس خطرے سے آگاہ کیا تھا جس سے وہ دوچار تھی۔ کالی کی مورتی کے سامنے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ اُسے اس پلید آتما سے تحفظ فراہم کر سکتا ہے جو اسے اپنی رکھیل بنانے کے درپے تھی ـــــ اس دعوے کے بعد چرن کمار نے لاجونتی کے مندر نہ آنے کا کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا تھا؟ ـــــ کیا چرن کمار، گردھاری اور اس کے سارے رُوپوں سے واقف تھا ـــــ؟

نرمل داس انہی خیالات میں گم تھا جب ایک ادھیڑ عمر کا پجاری اس کے قریب آکر بولا۔

''کیا تم ہی پنڈت جمنا داس جی کے پُتر نرمل داس ہو ـــــ؟''

''ہاں ـــــ'' نرمل داس نے آنکھ اٹھا کر پجاری کو غور سے دیکھا۔

''تمہیں چرن کمار مہاراج نے یاد کیا ہے ـــــ'' پجاری نے سادگی سے کہا۔

ایک لمحے کو نرمل داس کے ذہن میں یہ خیال اُبھرا کہ وہ نفرت سے چرن کمار سے ملنے سے انکار کر دے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کچھ سوچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھیڑ عمر پجاری نرمل داس کی رہنمائی کرتا ہوا اسے ایک ایسے کمرے تک لے گیا جو مندر کی عمارت کے نیچے خاصے محفوظ مقام پر واقع تھا۔

''مہاراج تمہاری راہ تک رہے ہوں گے ـــــ تم اندر جا سکتے ہو۔''

''کیا تم یہیں سے واپس لوٹ جاؤ گے ـــــ؟'' نرمل داس نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔

''ہاں ـــــ'' پجاری جواب دینے کے بعد الٹے قدموں واپس چلا گیا۔

نرمل داس بند دروازے کے سامنے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر دروازہ کھول کر بے دھڑک اندر داخل ہو گیا جہاں چرن کمار ایک تخت پر تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھا مالا جپ رہا تھا۔

''آؤ نرمل ـــــ میں تمہاری ہی راہ دیکھ رہا تھا۔'' چرن کمار نے بڑے دوستانہ انداز میں اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

نرمل داس خاموشی سے فرش پر بچھے قالین پر بیٹھ گیا۔ اس نے پہلی ہی نظر میں کمرے کے ساز و سامان سے یہ اندازہ لگا لیا کہ وہ اس وقت چرن کمار کی آرام گاہ میں موجود ہے۔

''کیا بات ہے بالک ـــــ؟'' چرن کمار نے اس کے بیٹھنے کے بعد سنبھل کر کہا۔

''تم آتے ہو اور الٹے پاؤں واپس چلے جاتے ہو۔ کبھی میرے پاس نہیں آئے۔''

''تم نے کبھی یاد نہیں کیا اس لئے میں نے بھی دور ہی رہنا مناسب سمجھا۔'' نرمل داس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''دیوی کے درشن ہو جاتے ہیں، یہی بہت ہے۔''

''میں آج جس گدی پر براجمان ہوں وہ سورگ باشی جمنا داس ہی کی کرپا کا پھل

ہے۔'' چرن کمار نے بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ ''گرو کے ناتے سے میرا تمہارا سمبندھ بھی اٹوٹ ہے۔''

نرمل داس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''کیا مجھ سے کوئی بھول ہو گئی جو ناراض ہو ـــــ؟''

''نہیں ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' نرمل داس نے اس بار سنبھل کر کہا۔

''ایک بات پوچھوں بالک؟ ـــــ تم برا تو نہیں مناؤ گے؟''

''تم پتا جی کے ناتے بھی مجھ سے بڑے ہو چرن کمار ـــــ جو من میں آئے پوچھ سکتے ہو۔''

''اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تم اس سمے مجھے کچھ کھوئے کھوئے سے دکھائی دے رہے ہو۔'' چرن کمار نے اس بار بھی دوستانہ انداز اختیار کیا۔ ''کارن پوچھ سکتا ہوں؟''

''بہت دنوں سے ایک گتھی اُلجھی ہوئی ہے اسی کو سلجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔'' نرمل داس نے کچھ سوچ کر کہا۔ ''پتا جی نے مرتے سمے ایک نام لیا تھا لیکن اس کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہی ان کی آتما اور شریر کا سمبندھ ٹوٹ گیا تھا۔''

''نام کیا تھا ـــــ؟''

''گردھاری ـــــ''

''گردھاری ـــــ'' چرن کمار نے ذہن پر زور دیتے ہوئے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔ ''یہ نام میں پہلی بار سن رہا ہوں۔''

نرمل داس کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن گردھاری کا نام سن کر چرن کمار کے چہرے پر کوئی ایسا تاثر نہیں اُبھرا جس سے وہ کسی بات کا اندازہ لگا سکتا۔

''کیا تم نے پجاری شیام سرن سے نہیں معلوم کیا؟'' چرن کمار نے بڑی سادگی سے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے سوال کیا۔

''پوچھا تھا لیکن وہ بھی کچھ نہیں بتا سکا۔''

''تم چنتا مت کرو بالک ـــــ میں پنڈت پجاریوں اور دوسرے سیوکوں سے معلوم کروں گا ـــــ ہو سکتا ہے کہ کوئی کام کی بات بتا دے۔'' چرن کمار کے چہرے پر اس بار بھی کوئی ایسی علامت نظر نہیں آئی جس سے نرمل داس کوئی آخری نتیجہ اخذ کر سکتا۔

کچھ دیر خاموشی مسلط رہی پھر چرن کمار ہی نے مُہرِ سکوت توڑی۔

"سنا ہے تم نے لگی بندھی نوکری چھوڑ دی ــــ؟"

"ہاں ــــ من نہیں لگ رہا تھا۔" نرمل داس نے پہلو بدل کر جواب دیا۔

"میرے ہوتے کسی بات کی چنتا مت کرنا بالک ــــ" چرن کمار نے بہت پیار سے کہا۔ "اگر میں تمہاری کوئی سیوا کر سکا تو اسے اپنا سوبھاگ (خوش قسمتی) ہی سمجھوں گا۔ تمہارے پتا کے بڑے احسان ہیں مجھ پر ــــ ان کی کرپا نہ ہوتی تو میں آج اس گدی پر نہ بیٹھا ہوتا۔"

نرمل داس نے صرف اثبات میں سر کو جنبش دینے پر اکتفا کیا لیکن وہ سمجھ رہا تھا کہ جمنا داس کے سلسلے میں چرن کمار سچ نہیں بول رہا تھا اس لئے کہ مرنے والے نے نرمل داس سے کہا تھا ــــ

"مجھ کو ایک وچن دے نرمل ــــ تُو چرن کمار کو کبھی شما نہیں کرے گا ــــ میں نے اُسے کندن بنانے کی خاطر بڑے جتن کئے تھے لیکن وہ غلط راستوں پر بھٹک گیا ــــ اُس نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا ــــ تُو اس پاپی کو سزا ضرور دے گا۔"

"چپ کیوں ہو بالک؟ ــــ ہنستے بولتے رہا کرو ــــ" چرن کمار نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "من کی شانتی کے لئے دیوی کے چرنوں میں ڈنڈوت کرنے کی عادت ڈال لو ــــ پھر کوئی چنتا تمہیں بیاکل نہیں کرے گی۔"

"تم نے سچ کہا مہاراج ــــ" نرمل داس نے پینترا بدل کر پہلی بار چرن کمار کو مہاراج کہہ کر مخاطب کیا۔ "دنیا کے چکر منش کو کٹھن چکر بنا دیتے ہیں۔ دنیا تیاگ کر کیول دیوی کی بھگتی ہی منش کے من کو شانت رکھ سکتی ہے۔"

"نرمل ــــ" چرن کمار نے خوش ہو کر کہا۔ "تُو نے آج پہلی بار مجھے مہاراج کہا ہے۔ مجھے خوشی ہوئی بالک کہ تیرے دل میں میری طرف سے کوئی میل نہیں ہے۔"

"تم کالی کے سب سے بڑے اور مہان پجاری ہو ــــ جس گدی پر بیٹھے ہو وہ ہر کسی کو نہیں ملتی۔" نرمل داس نے لوہا پگھلتا دیکھ کر ایک اور ضرب لگائی۔ "دیوی نے تمہیں جو شکتی دان کی ہے وہ اپرم پار ہے۔ جو تمہاری طرف سے دل میں میل رکھے گا وہ گھاٹے میں ہی رہے گا۔"

"مجھے اپنے کانوں پر وشواس نہیں آ رہا ــــ" چرن کمار نے حیرت کا اظہار کیا۔ "یہ دھرتی مایا جال ہے بالک ــــ یہاں منش دھرم کرم کی باتیں بھول کر ایک دوسرے کی ٹانگ گھسیٹنے کے چکر میں لگا رہتا ہے ــــ گرو کے قریب ہونے کے کارن اس کے کانوں میں بھی زہر پھونکتا رہتا ہے۔ پر جیت اُسی کی ہوتی ہے جسے دیوی کا آشیرواد حاصل ہوتا ہے۔"

چرن کمار نے آخری جملے بڑے معنی خیز اور مدھم آواز میں کہے تھے۔ نرمل داس سمجھ رہا تھا کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے پھر بھی اس نے انجان بن کر پوچھا۔

"تم کس کی بات کر رہے ہو مہاراج؟"

"تیرے پتا سورگ باشی پنڈت جمنا داس کے سوا اور کون سب سے بڑا گرو ہو سکتا ہے ــــ انہوں نے دیوی دیوتاؤں کا من جیتنے کے کارن جو کٹھن جاپ کئے ــــ جو مہان شکتی پراپت کی وہ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔"

"کون بھرتا تھا ان کے کان ــــ؟" نرمل داس نے بڑی معصومیت سے دریافت کیا۔

"سچ بڑا کڑوا ہوتا ہے بالک ــــ آسانی سے ہضم نہیں ہوتا۔" چرن کمار نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "کون کھرا ہے اور کون کھوٹا یہ دیوی دیوتاؤں کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔"

"تم ــــ" نرمل داس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم کہیں پجاری شیام سرن کی بات تو نہیں کر رہے ــــ؟"

"تمہارے من میں پجاری شیام سرن ہی کا دھیان کیوں آیا ــــ؟" چرن کمار نے کسمسا کر دریافت کیا۔

"تم جانتے ہو مہاراج کہ میں دنیا کے دوسرے دھندوں میں لگا ہوا تھا ــــ" نرمل داس نے کہا۔ "دین دھرم کی باتوں سے بہت دور تھا۔ پرنتو میں نے دوسروں سے یہی سنا ہے کہ اگر کالی کی گدی پر تم براجمان نہ ہوتے تو پجاری شیام سرن ہی اس کا دوسرا حق دار ہوتا۔"

"تُو نے غلط نہیں سنا بالک ــــ" چرن کمار نے ایک لمبی سانس لے کر جواب

دیا۔ ”گرو دیو ہم دونوں سے بڑا پیار کرتے تھے۔ دونوں کو ایک نظر سے دیکھے
لیکن ——“ چرن کمار اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر مالا جپنے لگا۔

”تم خاموش کیوں ہو گئے مہاراج؟ —— کیا کہنا چاہ رہے تھے ——؟“

”نہیں بالک —— میں کسی منش کے لئے کوئی کڑوی بات زبان پر نہیں لانا چاہ
پرنتو سچ کیا ہے؟ یہ دیوی جانتی ہے۔“ چرن کمار نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ ”اگر دیو
کی مرضی نہ ہوتی، دیوتاؤں کا اشارہ نہ ہوتا تو آج میں اس استھان پر نہ ہوتا۔“

نرمل داس ایک لمحے کو گڑبڑا گیا۔ چرن کمار نے اپنے بڑے ہونے کی جو دلیل پیش
کی تھی اس میں وزن تھا۔ پنڈت جمنا داس کی آتما نے بھی اسے بار بار چرن کمار
چالیس روز تک محتاط رہنے کی تاکید کی تھی ——

آخر کیوں ——؟

اگر چرن کمار دیوی کا منظور نظر نہیں تھا تو دو چندرما کے پورے ہونے کی شرط کیوں
باندھی گئی تھی ——؟

کیا سچ تھا —— کیا جھوٹ ——؟

کیا پجاری شیام سرن نے چرن کمار کے خلاف پنڈت جمنا داس کے کان بھرے
تھے ——؟

اگر شیام سرن، پنڈت جمنا داس کا منظور نظر تھا تو کالی دیوی نے اُسے نامنظور کیوں
کر دیا تھا ——؟

چرن کمار اگر اپنے راستے سے بھٹک گیا تھا، دیوی نے اُسے سراپ (سزا) کیوں
نہیں دیا ——؟“

نرمل داس کے ذہن میں مختلف سوالات گڈمڈ ہونے لگے۔ چرن کمار کے آخری جملے
نے اُسے بری طرح الجھا دیا تھا۔ جو دلیل اس نے کالی کے حوالے سے پیش کی تھی اسے
رد بھی نہیں کیا جا سکتا۔

”نرمل پتر، میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے من میں کیا کھل بل ہو رہی ہے ——“ چرن
کمار کی آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ ”تو دھرم کرم سے دُور رہا ہے اس لئے ان
باتوں کو نہیں سمجھ رہا —— میں تجھے کسی بات کے لئے مجبور بھی نہیں کروں گا۔ میرے

لئے اتنا جان لینا ہی بہت ہے کہ تیرا من میری طرف سے اُجلا ہے۔“

”چرن کمار ——“ نرمل داس کسمسا کر بولا۔ ”کوئی گتھی اُلجھ جائے تو اس کے سلجھے
بغیر منش شانت بھی نہیں ہوتا —— کیا تم مجھے شانت دیکھنا پسند نہیں کرو گے ——؟“

”میں تیرے لئے کیا کر سکتا ہوں اور کیا نہیں، یہ میرا من ہی جانتا ہے ——“ چرن
کمار پوری طرح سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ ”تو مندر آنا جانا شروع کر دے —— میرے پاس
بیٹھا کر تو میں تجھے بھی دیوی دیوتاؤں کے قریب ہونے کے تمام گُر سکھا سکتا ہوں۔ تو بھی
وہ استھان پراپت کر سکتا ہے جو گرو دیو کو حاصل تھا —— مہان شکتی کا مالک بن سکتا
ہے۔ دوسروں کے من میں جھانک کر سیاہ و سفید کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ یہ گدی بھی حاصل کر
سکتا ہے جس پر آج میں تیرے پتا کی کرپا سے براجمان ہوں۔“

”مہاراج —— میں اتنا مورکھ نہیں کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکوں کہ تم اس سے مجھے ٹالنے
کی باتیں کر رہے ہو۔“

”تیرے من میں یہ دھیان کیسے آیا نرمل کہ میں تجھے ٹال رہا ہوں ——؟“ چرن
کمار نے وضاحت چاہی۔

”اگر تمہاری شکتی میرے من کی کھل بل دیکھ سکتی ہے تو تم یہ بھی ضرور جانتے ہو گے
کہ اس کا کارن کیا ہے ——؟“

چرن کمار نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر خاموش بیٹھا تیز تیز مالا جپتا رہا،
پھر سرد آہ بھر کر کہا۔ ”بڑی لمبی کہانی ہے بالک —— تو کیول اتنا جان لے کہ کسی سے
آگے نکلنے کے لئے منش کو کچھ آڑے ترچھے راستے بھی تلاش کرنے پڑتے ہیں۔“

”کیا شیام سرن نے تمہارے خلاف پتا جی کے کان بھرے تھے ——؟“ نرمل
داس نے دوٹوک لہجے میں سوال کیا۔

”دبی ہوئی چنگاریوں کو راکھ کے بھیتر ہی دبا رہنے دے بالک۔“ چرن کمار نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ”اب اس راکھ کو کریدنے سے کچھ حاصل بھی نہیں ہو گا۔“

”ایک سیدھا سا سوال کروں —— بُرا تو نہیں مانو گے؟“ نرمل داس نے اس کی
آنکھوں میں دُور تک جھانکتے ہوئے کہا۔

”پوچھو نرمل —— اگر میرے جواب سے تمہاری گتھی سلجھ جائے تو میں جواب دینے

سے انکار بھی نہیں کروں گا۔"

"کیا تمہارے من میں پجاری شیام سرن کی طرف سے کوئی کھوٹ نہیں ہے ____؟" نرمل داس نے ٹھوس لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ____" چرن کمار نے کچھ توقف سے جواب دیا۔ "میں کل بھی اسے اپنا متر (دوست) سمجھتا تھا اور آج بھی اس کا سواگت کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر اس کا اپنا من صاف نہ ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو چرن کمار ____؟"

"نرمل داس ____" اس بار چرن کمار نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔ "مجھے یہ محسوس کر کے دکھ ہوا کہ تُو نے میری بات پر وشواس نہیں کیا۔"

"آکاش پر گھرے بادل چھا جائیں تو روشنی بھی دُھندلا جاتی ہے۔" نرمل داس نے پہلو بدل کر کہا۔ "میں جلد بازی میں کوئی ____"

"لیکن چرن کمار ____ کالی کا مہان سیوک بڑے سے بڑا فیصلہ کرنے کا بھی ادھیکار رکھتا ہے۔" چرن کمار نے اس کی بات کاٹ کر بڑے پُر اعتماد انداز میں جواب دیا۔ "نرمل ____ تُو جا کر شیام سرن کو میرے پاس لے آ ____ وہ اگر میرے پاس آ کر میری چھاتی سے لگ جائے تو میں بن باس لے کر کالی کے مندر کی گدی خوشی خوشی اس کے حوالے کر دوں گا ____ اس سے زیادہ میں اپنی سچائی کا کوئی اور ثبوت نہیں دے سکتا ____ تیرے من کا میل بھی صاف ہو جائے گا۔"

نرمل داس چرن کمار کی بات سن کر پہلو بدلنے لگا۔

"اب کیا بات تجھے بیاکل کر رہی ہے ____؟" چرن کمار نے اُسے تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا اب بھی کوئی گرہ اٹک کر رہ گئی ہے؟"

"میں شیام سرن سے بات کرنے کے بعد ہی کوئی آخری فیصلہ کروں گا ____" نرمل داس جانے کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر جو تاثرات اُبھرے تھے وہ اس کی کشمکش ظاہر کرنے کو بہت کافی تھے۔

"جانے سے پہلے ایک بات میری بھی سن لے بالک۔" چرن کمار نے سنجیدگی سے کہا۔ "اگر شیام سرن میرے پاس آنے سے انکار کر دے تو پھر میری طرف سے اپنا من

ہمیشہ کے لئے صاف کر لینا۔"

نرمل داس نے نظر بھر کر چرن کمار کو دیکھا پھر اثبات میں سر کو جنبش دیتا ہوا تیزی سے گھوم کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

......❋......

میجر لیاقت کی ہدایت کے مطابق انسپکٹر سرفراز کو نو اور سوا نو بجے کے درمیان اسپاٹ نمبر تھری پر پہنچنا تھا لیکن وہ ساڑھے آٹھ بجے ہی اس مقام پر پہنچ گیا جو مزدوروں کی بستی سے قریب ہی واقع تھا۔ یہ محض ایک کمرے کا کچا پکا مکان تھا۔ باہر سے اس کی حالت خاصی شکستہ نظر آتی تھی لیکن اندر سے وہ ٹھیک ٹھاک ہی تھا۔ کمرے میں فرشی نظام ہونے کے علاوہ ایک گول میز اور چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔ مکان کی پشت پر ایک چھپر نما رسوئی گھر بھی بنا تھا۔

اس مختصر سے شکستہ مکان میں میجر لیاقت کے اسپیشل اسکواڈ کا ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کی ظاہری حالت بھی کسی تنگ دست مزدور جیسی لگتی تھی۔ میجر لیاقت اس مکان کو خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کرتا تھا۔

انسپکٹر سرفراز میجر لیاقت کے خاص مداحوں میں سے تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میجر لیاقت ہی کی سفارش پر وہ انسپکٹر کے عہدے تک پہنچ سکا تھا ورنہ شاید سب انسپکٹر کے عہدے سے کبھی آگے نہ بڑھ پاتا۔ میجر لیاقت کی طرح وہ بھی ٹھوس اصولوں کا پابند تھا۔ مجرموں کے ساتھ رعایت برتنا یا کسی اونچی سفارش کی بنیاد پر انہیں قانون کے شکنجوں سے آزاد کر دینا بھی اس کے اصول کے خلاف تھا لہٰذا اُسے زیادہ پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ اتفاق سے ایک بار اُسے میجر لیاقت کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تھا لیکن اس ایک ہی تجربے نے اس کی قسمت کھول دی تھی۔ میجر لیاقت اس کی فرض شناسی سے خاصا متاثر ہوا تھا اور اُس کی یہی پسندیدگی سرفراز کے کام آ گئی۔ ترقی حاصل کرنے کے بعد بھی اس نے دو موقعوں پر میجر لیاقت کے لئے کام کیا تھا ____ اب یہ تیسرا موقع تھا جو اسے اسپاٹ تھری پر طلب کیا گیا تھا۔

انسپکٹر سرفراز کے علاوہ میجر لیاقت بھی وقت کی پابندی کو خاص اہمیت دیتا تھا۔ اس لئے انسپکٹر سرفراز نے وقت سے پندرہ منٹ پہلے ہی مقررہ مقام پر پہنچنا ضروری سمجھا تھا۔

لیکن اب اُس کی اُلجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ رات کے دس بج چکے تھے لیکن ابھی تک نہ تو میجر لیاقت وہاں پہنچا تھا نہ ہی اس کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوا تھا۔

ساڑھے دس بجے تو انسپکٹر سرفراز کی پریشانی بڑھنے لگی۔ اس کے ذہن میں وسوسے جاگنے لگے ـــــ وہ اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ ''لا فورسنگ ایجنسیز'' (LAW FORCING AGENCIES) میں میجر لیاقت کے دوستوں کی تعداد کم اور دشمنوں کی زیادہ تھی۔ کچھ حکومتی اعلیٰ عہدے دار بھی تھے جو اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ متعدد موقعوں پر ایک خاص ٹولے کی جانب سے میجر لیاقت کے تبادلے پر بھی زور دیا گیا لیکن ان کی کوششیں بار آور ثابت نہیں ہوئیں۔

پونے گیارہ بجے انسپکٹر سرفراز نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن اسی وقت دور سے موٹر سائیکل کی آواز سنائی دی تھی۔ پھر دو تین منٹ بعد ہی شلوار قمیض میں ملبوس ایک شخص موٹر سائیکل سے اتر کر اندر آ گیا۔ وہ میجر لیاقت کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

''آپ ـــــ موٹر سائیکل پر ـــــ؟'' انسپکٹر سرفراز نے حیرت کا اظہار کیا۔

''سوری ـــــ'' میجر لیاقت نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ ''ایک ضروری کام کی وجہ سے مجھے یہاں پہنچنے میں دیر ہو گئی۔''

''سب خیریت تو ہے ـــــ؟''

''مجھے اپنے ایک پرانے کرم فرما کی ایمرجنسی کال پر وہاں جانا پڑ گیا تھا۔'' میجر لیاقت نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر انسپکٹر سرفراز کے چہرے کو بغور دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ ''تمہارے چہرے کی وحشت بتا رہی ہے کہ تم میرے لئے فکر مند ہو گئے تھے۔''

''کچھ ایسی ہی بات ہے ـــــ'' جواب میں انسپکٹر سرفراز بھی مسکرا دیا۔

''انسپکٹر ـــــ!'' اچانک ہی میجر لیاقت نے بے حد سنجیدگی اختیار کر لی۔ ''میں نے اس وقت تمہیں ایک خاص مشن پر کام کرنے کی خاطر طلب کیا ہے۔''

''یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے میرا انتخاب کیا۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں اُس میں ـــــ''

''میرے پاس وقت کم ہے۔ اس لئے جو کچھ میں کہوں اسے توجہ سے سنو ـــــ اور جو فیصلہ کرو وہ بلا تکلف مجھے بتا دینا۔''

''آپ جو کام بھی میرے سپرد کریں گے وہ ـــــ''

''جلد بازی میں کوئی جذباتی بات زبان پر لانا اکثر پریشانی کا سبب بھی بن جاتا ہے۔'' میجر نے پھر اس کی بات کاٹ کر ٹھوس لہجے میں کہا۔ ''کیا تم دو چار روز کی چھٹیاں لے سکتے ہو ـــــ؟''

''جی ہاں ـــــ''

''اس بار میں جو اہم ذمہ داری تمہیں سونپنا چاہتا ہوں وہ قانونی کم اور غیر قانونی زیادہ ہے ـــــ'' میجر لیاقت نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''ہو سکتا ہے اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے تمہیں کچھ غیر اخلاقی طریقے بھی اختیار کرنے پڑیں۔ کچھ ایسی ناپسندیدہ چویشن بھی درمیان میں آ سکتی ہے جو ممکن ہے کوئی شریف آدمی پسند نہ کرتا ہو۔''

''کیا میں کام کی نوعیت دریافت کر سکتا ہوں ـــــ؟'' انسپکٹر سرفراز نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''گڈ ـــــ'' میجر لیاقت نے بڑی فراخ دلی سے اس کی تعریف کی۔ ''تمہارا سوال مجھے پسند آیا۔''

''اس کا حوصلہ بھی آپ ہی نے دیا ہے۔''

''بات ٹیڑھی انگلی سے گھی نکالنے جیسی ہے۔'' میجر لیاقت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ''کچھ بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جس میں ڈاکٹر کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مریض کو مورفین (MORPHINE) کا انجکشن دیا جائے اور وہ بھی ڈبل ڈوز میں۔''

''آپ کا اشارہ کینسر کے کسی خطرناک مریض کی طرف تو نہیں ہے ـــــ؟''

''نہیں ـــــ لیکن کچھ لوگ صحت مند ہونے کے باوجود کینسر کے مرض سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔'' میجر لیاقت کے چہرے پر نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے۔

''آئی۔ سی ـــــ'' انسپکٹر سرفراز نے پہلو بدل کر کہا۔ ''آپ غالباً ملک دشمن عناصر کی بات کر رہے ہیں؟''

''تمہارا دوسرا اندازہ غلط نہیں ہے ـــــ'' میجر لیاقت نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔ ''کیا تم نے کبھی ایکس ریٹڈ (X-RATE) فلمیں دیکھی ہیں؟''

"ہوٹل میں رہنے کے دوران صرف ایک بار ایسا اتفاق ہوا تھا لیکن ـــــ"

"اگر ایسا ہی کوئی اتفاق دوبارہ تمہارے لئے وقت کی ضرورت بن جائے تو تم کیا کرو گے؟" میجر لیاقت نے بات کاٹ کر انسپکٹر سرفراز کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں قدم پیچھے ہٹانے کی کوشش نہیں کروں گا ـــــ" انسپکٹر سرفراز نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"میرے اسکواڈ کے خاص آدمی تمہیں اسسٹ کریں گے ـــــ تمہارا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ کسی وجہ سے میں سامنے آنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

"آپ مطمئن رہیں سر! ـــــ میں کسی صورت میں بھی آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔"

"جرم اور قانون کی سرد جنگ میں ضروری نہیں ہے کہ کامیابی ہمیشہ قانون کی ہو۔" میجر لیاقت نے سرسراتے انداز میں کہا۔ "کبھی کبھی ایسے حالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں جب قانون کو جرائم پیشہ افراد کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں ـــــ ایسی صورت میں تمہارا آخری فیصلہ کیا ہوگا ـــــ؟"

"میں پیچھے ہٹنے یا ہتھیار ڈالنے پر موت کو ترجیح دوں گا۔" انسپکٹر سرفراز نے پُرعزم لہجے میں جواب دیا۔

"ایک بار پھر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لو ـــــ معاملہ بڑی مچھلیوں کے شکار کا ہے۔"

"چھوٹی مچھلیوں کا شکار تو کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل بھی کر لیتے ہیں ـــــ ہمیں ہمیشہ بڑی مچھلیوں کو جال میں پھانسنے کی خاطر تیار رہنا چاہئے۔"

"کسی صورت میں بھی میرا نام کسی طور درمیان میں نہیں آنا چاہئے۔" میجر لیاقت نے معاملے کی اہمیت کو اور اُجاگر کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں آئے گا سر ـــــ!"

"یہ بھی ممکن ہے کہ بات اُچھلے یا اُچھالی جائے تو معاملہ صدرِ مملکت تک بھی جا سکتا ہے۔"

"وہ جسے چاہے عزت بخش دے اور جسے چاہے ذلت سے دوچار کر دے ـــــ" انسپکٹر سرفراز نے ایک آیت کا ترجمہ کیا۔ "بے شک وہی ہر بات پر قادر ہے۔"

میجر لیاقت نے ایک ثانئے کو بڑی عقیدت سے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر جیب سے

ایک درمیانہ سائز کا زرد رنگ کا لفافہ نکال کر انسپکٹر سرفراز کے حوالے کرتا ہوا بولا۔

"اس میں جو تصویریں ہیں انہیں دیکھ کر ہی تم اپنے مشن کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو ـــــ میں ہر قیمت پر یہی چاہوں گا تم کوئی ایسا ہی راستہ اختیار کرو جس میں سقم کی کوئی گنجائش نہ رہے ـــــ مشن کی کامیابی کے بعد جال میں پھنسے ہوئے خوبصورت پرندے وہی بولی بولیں جو ہم چاہتے ہوں۔"

انسپکٹر لیاقت نے کوئی جواب دینے سے پیشتر لفافے سے دو تصویریں نکال کر دیکھیں تو اس کی آنکھوں میں ایک مخصوص چمک پیدا ہوئی۔ فوری طور پر اُس نے تصویروں کو دوبارہ لفافے میں رکھا پھر پُرجوش انداز میں بولا۔

"میں آپ کی بات پوری طرح سمجھ چکا ہوں سر! ـــــ آپ جو چاہتے ہیں وہی ہوگا۔"

"جو کچھ کرنا پوری احتیاط سے کرنا۔"

"آپ مطمئن رہیں ـــــ میں پوری کوشش کروں گا کہ ہمارا مشن ہر صورت میں کامیاب رہے۔ لیکن ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا ـــــ؟"

"ہماری ٹیم میں کوئی منجھا ہوا فوٹو گرافر بھی ہوگا یا اس کا بندوبست بھی مجھے کرنا ہوگا؟"

"گڈ ـــــ" میجر لیاقت نے انسپکٹر سرفراز کو تعریفی نظروں سے دیکھا۔ "تم سمجھ گئے ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں ـــــ تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ میرے سکواڈ کا ہر فرد فوٹو گرافی کے فن میں پوری مہارت رکھتا ہے۔ تمہیں صرف سچویشن کنٹرول کرنی ہوگی ـــــ کوشش یہی کرنا کہ جو کچھ ہو کسی ایسی چھت کے نیچے ہو جو مجرموں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو۔"

"کیا ہمیں یہ کام دو تین دنوں کے اندر ہی کرنا ہے؟"

"ضروری نہیں ہے ـــــ لیکن جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔"

"ایز یو وِش سر ـــــ"

"اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کی خاطر کوئی مہرہ ہے تمہارے پاس ـــــ؟"

"ایک نہیں ـــــ دو مہرے ہیں سر جو ایک کیس کے سلسلے میں پوری طرح میرے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔"

"انہیں سوچ سمجھ کر استعمال کرنا ـــــ" میجر لیاقت نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مشن کی ناکامی کی صورت میں ہمارے شکار اور زیادہ محتاط ہو جائیں گے۔"

"میری پوری کوشش یہی ہوگی سر کہ مشن کی کامیابی میں کوئی خلاء باقی نہ رہ جائے۔"

"آئی وِش یو آل دی بیسٹ۔" میجر لیاقت نے انسپکٹر کے بازو تھپتھپا کر جواب دیا پھر تیزی سے نکل گیا۔

انسپکٹر سرفراز کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون میں بھی حرارت پیدا ہو رہی تھی ـــــ!

......*......

پجاری شیام سرن گزشتہ دو گھنٹے سے آلتی پالتی مارے بیٹھا کسی جاپ میں پوری طرح مگن تھا۔

اُس کا چہرہ بڑا پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ آنکھیں بند کئے وہ پوری طرح اپنے آپ میں غرق تھا۔ کمرے میں اس کے سوا کوئی اور نہیں تھا جو اس کے استغراق میں مخل ہوتا۔ وہ پنڈت جمنا داس کا سچا سیوک تھا۔ صبح شام روزانہ اسی طرح جاپ کرنا اس کے روز مرہ کے معمول میں شامل تھا۔

اس وقت بھی وہ دیوی کو من میں بسائے کسی منتر کا جاپ کر رہا تھا۔ صندل کی مالا پر اس کی انگلیاں تیز تیز چل رہی تھیں جب اچانک اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کے ہونٹوں کی جنبش یکلخت تھم گئی۔ مالا کے دانوں پر اس کی انگلیوں کا دباؤ کمزور پڑ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی پھر اس کے چہرے پر اُلجھن کے تاثرات اُبھرے ہی تھے کہ جمنا داس کی آتما کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"مجھے شما کر دینا شیام سرن! میں نے تیرے جاپ میں رکاوٹ پیدا کر دی۔"

"نہیں مہاراج ـــــ گرو دیو ـــــ ایسا مت کہو۔" شیام سرن نے بڑی عاجزی سے دل ہی دل میں کہا۔ "یہ سیوک کل بھی تیرا تھا اور آج بھی تیرے ہی چرنوں کی دھول ہے ـــــ میرے بڑے بھاگ جو آج تمہاری آواز نے پھر میرے کانوں میں امرت رس ٹپکا دیا۔"

"میرے پاس سمے کم ہے شیام سرن ـــــ میری بات کو دھیان سے سن لے۔"

"تم حکم دو مہاراج ـــــ" شیام سرن نے ہاتھ باندھ لئے۔ "تمہارے کارن میں اپنا جیون بھی بلیدان کر سکتا ہوں۔"

"میں نرمل داس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" جمنا داس کی آتما کی آواز اُبھری۔ "اس کی وجہ سے مرنے کے بعد بھی میں سکون سے نہیں ہوں۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو گرو دیو ـــــ؟" شیام سرن نے تیزی سے دریافت کیا۔ "کیا ہوا نرمل کو ـــــ؟"

"وہ ـــــ وہ اس چنڈال کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا ہے۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو مہاراج ـــــ؟"

"وہی اپرادھی ـــــ جس نے میری آنکھوں میں دُھول جھونک کر تیرے حق پر ڈاکہ ڈالا تھا۔"

"بھول جاؤ گرو دیو ـــــ" شیام سرن نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "مجھے گدی سے زیادہ تمہارے آشیرواد کی ضرورت ہے۔"

"لیکن مجھے اپنے تمام جیون کی تپسیا خاک میں ملتی نظر آ رہی ہے۔" جمنا داس کی آتما نے کہا۔ "نرمل نے اس پاپی کو مہاراج کہہ کر میری شکتی کا اپمان کیا ہے ـــــ وہ کالی کے مندر میں اس کے پاس گیا تھا اور اب تیری طرف آ رہا ہے ـــــ"

"تم چنتا مت کرو ـــــ" شیام سرن نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "میں اُسے سنبھال لوں گا۔ ابھی دھرم کرم کی باتوں کو نہیں جانتا اس لئے من مانی کرنے لگتا ہے۔ پرنتو میں اُسے سمجھا دوں گا ـــــ وہ میرا کہا نہیں ٹالتا۔"

"بات اب بگڑ چکی ہے شیام سرن! ـــــ چرن کمار نے اس پر جو جال ڈالا ہے وہ کچے دھاگوں کا نہیں ہے ـــــ نرمل اُس کی باتوں میں آ گیا ہے۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے ـــــ؟"

"میں نے نرمل کو منع کیا تھا کہ چالیس روز تک وہ آنکھ اٹھا کر بھی اس چنڈال کی طرف نہیں دیکھے گا لیکن اس کے پاؤں رپٹ گئے ـــــ" جمنا داس کی آتما نے کہا۔ "لاجونتی کے پریم کی آگ نے اس کے شریر کو جھلسا رکھا ہے ـــــ میں اب پورے

وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ نرمل دو چندرما کے پورے ہونے تک انتظار نہیں کرے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر سب کچھ ملیا میٹ ہو کر رہ جائے گا۔ میرے سارے کرے دھرے پر پانی پھر جائے گا ــــ نرمل بھی پہاڑ تلے آجائے گا۔ جو شکتی میں نے اُسے دان کی تھی وہ بھی سمے پورا نہ ہونے کے کارن اس کے کسی کام نہ آسکے گی۔"

"یہ ــــ یہ تو بہت برا ہوگا مہاراج ــــ!" شیام سرن نے کسمسا کر کہا۔

"اب کیول ایک ہی راستہ باقی رہ گیا ہے۔"

"تم چپ کیوں ہو گئے مہاراج ــــ!" پجاری شیام سرن نے بے چینی سے پوچھا۔ "چرن کمار نے ایسی کون سی بات کہہ دی ہے جس نے نرمل کی بدھی (عقل) پلٹ دی ہے۔"

جواب میں جمنا داس نے مختصر تفصیل بتائی تو شیام سرن بھی پہلو بدلنے لگا۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر بڑی انکساری سے بولا۔ "میرے لئے کیا آگیا (حکم) ہے گرو دیو؟ ــــ کیا تمہاری آتما بھی اس دشٹ کی چال کی کوئی کاٹ نہیں کر سکتی؟"

"نہیں ــــ" جمنا داس کی آتما نے جواب دیا۔ "گدی سونپتے سمے میں نے بھی کالی کو وچن دیا تھا کہ اب اس کے اور چرن کمار کے بیچ کبھی نہیں آؤں گا۔"

شیام سرن ہونٹ چبانے لگا۔

"میری ایک بات دھیان سے سن لے شیام سرن ــــ تُو نے بھی مجھے جو وچن دیا تھا اسے توڑنے کی بھول مت کرنا۔ ورنہ میری آتما کو دُکھ پہنچے گا۔"

"میں تمہارے کہے سے منہ نہیں موڑ سکتا مہاراج! پرنتو نرمل کو اس پاپی کے جال سے بچانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تو اختیار کرنا پڑے گا۔"

"کیول ایک ہی راستہ ہے ــــ" جمنا داس کی آتما کی آواز تھوڑے توقف سے سنائی دی۔ "میری چتا کی راکھ میرے کہنے کے انوسار (مطابق) نرمل نے بہت سنبھال کر رکھی ہے لیکن صرف اس راکھ سے کام نہیں بنے گا۔"

"مہاراج ــــ!" پجاری شیام سرن نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے وہ راستہ بتا دو جس کو اپنانے سے نرمل کو مکتی مل سکتی ہے۔"

"اسے مکتی بھی مل جائے گی اور میری دان کی ہوئی شکتی بھی ــــ چالیس روز کے

انتظار سے بھی چھٹکارا مل سکتا ہے لیکن ــــ" جمنا داس کی آتما نے ایک بار پھر اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا گرو دیو ــــ؟" شیام سرن نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم بار بار زبان پر تالے کیوں ڈال لیتے ہو؟ ــــ کیا بات ہے؟"

جواب میں جمنا داس کی آتما نے کچھ دیر تامل کیا پھر جو کچھ کہا اسے سن کر پجاری شیام سرن کے ہونٹوں پر عقیدت کے جذبوں سے بھرپور مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اُس نے سنبھل کر بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"مہاراج! ــــ تم نے پگ پگ (قدم قدم) ہاتھ تھام کر میری شکشا (تعلیم و تربیت) کی اور آج جب امتحان کا سمے آیا تو تم اس بات سے نراش (نا امید) ہو رہے ہو کہ کہیں تمہارا یہ سیوک اپنے قدم پیچھے تو نہ ہٹا لے گا ــــ؟"

"شیام سرن! تُو بڑا مہان ہے لیکن ــــ"

"اب آگے کچھ نہ کہنا گرو دیو ــــ" شیام سرن نے بات کاٹ کر پوری سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے اگر میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں تو مجھے دُکھ ہوگا۔"

"نرمل کو سمجھانے کی کوشش ضرور کرنا ــــ ہو سکتا ہے وہ دیوانہ تیری بات مان لے۔"

"اپنی آتما کو دُکھ مت دو مہاراج! ــــ تم نے سیوک کو ایک ذمہ داری سونپ دی ہے تو اب شانت ہو جاؤ ــــ جو بھی ہوگا وہ نرمل کے حق میں بہتر ہی ہوگا۔"

"لیکن جو وچن تُو نے مرنے سے پہلے مجھے دیا تھا اسے کسی قیمت پر توڑنے کی بھول مت کرنا۔"

"تمہاری آگیا (حکم) کا پالن کرنا میرا دھرم ہے ــــ تیرا یہ سیوک مر تو سکتا ہے لیکن اپنا وچن نہیں توڑ سکتا ــــ"

پھر شیام سرن اس کے آگے کچھ نہ کہہ سکا ــــ دروازے پر دستک کی آواز نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ آنے والا نرمل داس کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ شیام سرن اس سے ہمیشہ کی طرح بڑے تپاک سے ملا۔

"کیسے ہو نرمل ــــ؟" اس نے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔ "آج اس سمے کیسے

بھول پڑے؟"

"تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔"

"آؤ بیٹھو ——" اُس نے نرمل کا ہاتھ تھام کر اپنے برابر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "کہاں سے آ رہے ہو ——؟"

"کالی کے مندر سے۔"

"مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر ——" شیام سرن نے بڑی محبت سے کہا۔ "دیوی کے چرنوں میں جو شانتی ہے وہ تمہیں کہیں اور نہیں ملے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اپنے پتا سمان اپنا نام روشن کرو۔"

کچھ دیر تک دین دھرم کی باتیں ہوتی رہیں پھر نرمل داس نے سنبھل کر دبی زبان میں کہا۔

"آج چرن کمار نے بھی مجھے ملنے کے لئے بلایا تھا۔"

"اچھا ——" شیام سرن سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "کیا باتیں ہوئیں ——؟"

"ایک سوال کروں شیام سرن ——!" نرمل داس نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "سچے من سے جواب دو گے؟"

"تمہارا کیا وچار ہے ——؟ کیا میں تم سے سچی اور کھری بات نہیں کروں گا؟"

"اگر کالی کے مندر کی گدی پر چرن کمار کی بجائے تم براجمان ہو تو کیسا رہے گا؟"

"وہ گدی جس کے بھاگ میں لکھی تھی اُسے مل گئی —— اب سپنے دیکھنے سے کیا فائدہ؟"

"میں سپنا نہیں دیکھ رہا ——" نرمل داس نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "تم چاہو تو ایسا ہو سکتا ہے۔"

"بھول ہے تمہاری ——" شیام سرن نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "چرن کمار وہ گدی آسانی سے نہیں چھوڑے گا۔"

"تمہارا چرن کمار سے کوئی ذاتی جھگڑا تو نہیں ہے ——؟" نرمل داس نے پوچھا۔

"کھل کر بات کر نرمل ——" شیام سرن نے پہلی بار پہلو بدل کر ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔ "تُو کہنا کیا چاہتا ہے؟"

"میں اس گرہ کو کھولنا چاہتا ہوں جو اُلجھتی جا رہی ہے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا —— کس گانٹھ کی بات کر رہا ہے ——؟"

"چرن کمار نے مجھے وشواس دلانے کی کوشش کی ہے کہ اس کے من میں تمہاری طرف سے کوئی کھوٹ نہیں ہے۔"

"یہ بھی کہا ہو گا کہ کالی کی گدی حاصل کرنے کے لئے میں نے اس کے خلاف مہاراج کے کان بھرے ہوں گے۔"

"ہاں ——"

"اور تجھے اس کی باتوں پر وشواس آ گیا ——؟" شیام سرن نے کسمسا کر سوال کیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدلنے شروع ہو گئے۔

"وشواس تو ابھی نہیں آیا پرنتو چرن کمار نے جو بات کی ہے وہ دل کو ضرور لگتی ہے۔" نرمل داس نے شیام سرن کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اُس چنڈال نے تجھے یہی وشواس دلانے کی کوشش کی ہو گی کہ اس کا من میری طرف سے صاف ہے۔"

"ہاں ——"

"اور یہ شرط بھی باندھی ہو گی کہ اگر میں چل کر اس کے پاس جاؤں اور اس کے گلے لگ جاؤں تو وہ کالی کے بڑے مندر کی گدی مجھے سونپ دے گا؟"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ——؟" نرمل داس نے اُسے حیرت سے دیکھا۔

"میں اس کے علاوہ بھی اور بہت کچھ جانتا ہوں —— جو تُو نہیں جانتا۔" شیام سرن ہونٹ چبانے لگا۔

"میں سمجھا نہیں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو ——؟"

"یہی کہ چرن کمار جانتا ہے کہ میں مر جاؤں گا پرنتو نہ اُس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤں گا نہ گلے ملوں گا۔"

"کارن ——؟" نرمل داس نے سپاٹ لہجے میں پہلو بدل کر پوچھا۔

"میں نے تیرے پتا کو یہی وچن دیا تھا —— جسے میں کسی قیمت پر نہیں توڑ سکتا۔" شیام سرن کا جواب فیصلہ کن تھا۔

"پتا جی نے کہا تھا کہ چرن کمار نے ان کے ساتھ دھوکا کیا تھا؟"

"گرودیو نے جو بھی کہا وہ غلط نہیں کہا ہوگا۔"

"چرن کمار نے کیا دھوکا کیا تھا ــــ؟"

"میں اس بارے میں بھی اپنی زبان نہیں کھول سکتا۔" شیام سرن نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"ایک بات اور بتادو ــــ اگر چرن کمار بھٹک گیا تھا اور اس نے پتا جی کے ساتھ دھوکا کیا تھا تو کالی نے اُسے اپنے آشیرواد سے کیوں نواز دیا؟ ــــ مجھے چالیس روز تک چرن کمار سے پنجہ لڑانے کی خاطر کیوں منع کیا گیا؟ ــــ کوئی جواب ہے تمہارے پاس ــــ؟"

"تجھے ہر بات کا جواب ملے گا نرمل ــــ پرنتو ابھی سمے نہیں آیا۔"

"یا تم بتانا نہیں چاہتے ــــ" نرمل داس نے اس بار چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تجھے اگر گرودیو کی دان کی ہوئی شکتی چاہیے تو وہ میں تجھے دے سکتا ہوں۔" شیام سرن نے پلٹ کر تیز آواز میں کہا۔ "تجھے چالیس روز تک انتظار بھی نہیں کرنا پڑے گا ــــ گرودیو کی دان کی ہوئی مہان شکتی پراپت ہوجائے تو پھر ساری باتیں چرن کمار سے پوچھ لینا یا اپنی مہان شکتی کے بل بوتے پر معلوم کر لینا ــــ"

"مگر پتا جی کی آتما کے علاوہ تم نے بھی پہلے چالیس روز اور دو چندرما پورا ہونے کی شرط باندھی تھی ــــ؟"

"ہاں ــــ اُس سمے تُو شکتی حاصل کرنے کے لئے اتنا بیاکل نہیں تھا جتنا اب نظر آرہا ہے ــــ اس کے علاوہ چرن کمار نے بھی تجھے پوری طرح بہکا دیا ہے ــــ" شیام سرن نے خشک انداز میں کہا۔ "تُو اس کی چال کو نہیں سمجھ رہا ہے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو شیام سرن کہ میں وہ شکتی چالیس روز کی قید کے بغیر بھی حاصل کرسکتا ہوں جو پتا جی نے مجھے مرتے سمے دان کی تھی ــــ؟" نرمل نے شیام سرن کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بے چینی سے دریافت کیا۔

"ہاں ــــ" شیام سرن نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "کرسکتا ہے۔"

"پھر دیر کس بات کی ہے ــــ؟"

"شکتی تجھے مل جائے گی لیکن پھر تجھے شیام سرن نہیں ملے گا ــــ اچھی طرح سوچ لے۔"

"میں جانتا ہوں ــــ" نرمل داس نے کچھ توقف سے کہا۔ "کچھ پانے کے لئے منش کو کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔"

پجاری شیام سرن کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے نرمل داس کو ناپسندیدہ نظروں سے گھورا پھر دوسرے ہی لمحے مسکراتا ہوا بولا۔

"جا نرمل ــــ مہاراج کی چتا کی وہ راکھ میرے پاس لے آ جو تُو نے سنبھال کر رکھی ہے۔"

"تم اس راکھ کا کیا کرو گے ــــ؟" نرمل داس نے اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"گرودیو کی چتا کی وہ پوتر راکھ بھی تجھے شکتی حاصل کرنے میں مدد دے گی۔"

نرمل داس نے کسی فوری ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ کچھ دیر خاموش بیٹھا اپنے کسی خیال میں مستغرق رہا پھر تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

شیام سرن کے ہونٹوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔ پھر اُس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر سر زمین پر ٹیک دیا اور بلند آواز میں اشلوک کے بول پڑھنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک وہ اسی حالت میں سر زمین پر ٹکائے اپنی عبادت میں معروف رہا پھر قدموں کی آواز سن کر اُس نے سر اٹھا کر دیکھا تو نرمل داس پیتل کی ایک چھوٹی لٹیا لئے اس کے سامنے موجود تھا۔

شیام سرن سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ اُبھر آئی۔ وہ پیار بھری نظروں سے نرمل داس کو ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"میں چتا کی راکھ لے آیا ہوں شیام سرن ــــ" نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"سکون سے بیٹھ جا ــــ" شیام سرن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔"

نرمل داس خاموشی سے بیٹھ گیا۔ چالیس روز کے انتظار کے بغیر ہی وہ لامحدود اور پُراسرار قوتوں کا مالک بن سکتا ہے ــــ یہ خیال ہی اس کے لئے بڑا مسحور کن تھا۔ شیام

سرن حسب وعدہ ایک منٹ بعد ہی واپس آ گیا۔ اس نے پرانے اخبار میں کوئی چیز لپیٹ رکھی تھی۔ زمین پر بیٹھنے کے بعد اس نے بڑی سنجیدگی سے نرمل داس کو دیکھا۔

''نرمل ـــــ میں نے جو بات کہی ہے وہ اوش (ضرور) پورش ہوگی۔'' اُس نے ٹھوس آواز میں کہا۔ ''لیکن مہان شکتی پراپت کرنے سے پہلے میری دو تین باتیں بھی دھیان سے سن لے۔''

''میں سمجھا نہیں ـــــ'' نرمل داس نے کسمسا کر پوچھا۔ ''کیا شکتی حاصل کرنے کے بعد میں تمہاری باتیں سننے سے انکار کر دوں گا؟''

''مہاراج نے غلط نہیں کہا تھا کہ چرن کمار نے ان کے ساتھ دھوکا کیا تھا۔'' شیام سرن نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''یہ بھی سچ ہے کہ وہ راستے سے بھٹک گیا تھا۔''

''میں نے جو پوچھا تھا، تم نے اس کا جواب نہیں دیا ـــــ؟''

''پہلے مجھے بول لینے دے ـــــ پھر تُو بھی اپنے من کی بھڑاس نکال لینا۔'' شیام سرن نے معنی خیز انداز میں جواب دیا پھر بولا۔ ''لاجونتی کے پریم میں اُلجھ کر اپنا سب برباد مت کرنا ـــــ جسونت رام کے بارے میں بھی یہ بتا دوں کہ وہ اپنی جنم بھومی کے ساتھ غداری کر رہا ہے۔ لاجونتی کا جیون نشٹ کرنے میں بھی اسی کا ہاتھ ہے ـــــ یا یوں سمجھ لے کہ گردھاری نے اُسے کسی آکٹوپس کی طرح اس قدر جکڑ لیا تھا کہ وہ اس کے کہنے پر چلنے کو مجبور ہو گیا تھا۔''

''گردھاری کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے ـــــ؟'' نرمل داس نے کسمسا کر پوچھا۔

''میجر لیاقت کی سہائتا ضرور کرنا ـــــ'' شیام سرن نے نرمل داس کی بات کا جواب دیئے بغیر کہا۔ ''وہ بھلا مانس ہے اور دیش بھگت بھی ہے ـــــ پروفیسر درانی کے بالک کا بھی دھیان رکھنا۔ گردھاری اس نردوش کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔''

''شیام سرن ـــــ!'' نرمل داس نے کہا۔ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سمے تم کہیں اور ہو ـــــ''

''شکتی کا نشہ چڑھ جائے تو پھر منش دھرتی پر نہیں چلتا ـــــ آسمانوں میں اُڑنے لگتا ہے پرنتو تُو اپنا دھیان رکھنا ـــــ'' شیام سرن نے سنجیدگی سے بدستور اپنی بات

جاری رکھی پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد پہلو بدل کر بولا۔ ''ایک بات اور غور سے سن لے ـــــ کسی اور کو اس بات کی بھنک بھی نہ ملے کہ پجاری شیام سرن کہاں چلا گیا ـــــ''

''کیا مطلب ـــــ؟'' نرمل داس چونکا۔ ''تم کہاں جانے کی ٹھان رہے ہو؟''

''مہاراج جیسی شکتی پراپت کرنے کے کارن تجھے چتا کی راکھ کو کسی مہان پجاری کے خون میں شامل کرنا ہوگا۔ اس کے بعد دو چندرما پورے ہونے کی شرط بھی ختم ہو جائے گی۔''

''تم کیا کہہ رہے ہو شیام سرن؟'' نرمل نے تیزی سے گھبرا کر پوچھا۔ ''کس مہان پجاری کی بات کر رہے ہو؟''

''سورگ باشی پنڈت جمنا داس جی نے ایک بار کہا تھا کہ شیام سرن ان کے بعد کالی کا سب سے بڑا سیوک ہے ـــــ آج تُو بھی اس سیوک کو آخری بار آزما کر دیکھ لینا۔''

پھر اس سے پیشتر کہ نرمل داس کچھ کہتا، شیام سرن نے اخبار میں لپٹی ہوئی چھری نکال کر اپنے پیٹ میں دستے تک اُتار دی ـــــ اُس کے چہرے پر تردّد کا کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا۔ دو بار چھری کو پیٹ پر مارنے کے بعد اُس نے تیسری بار ہاتھ بلند کیا تو نرمل داس نے لپک کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ چیخ کر بولا۔

''شیام سرن! ـــــ تُو پاگل تو نہیں ہو گیا ـــــ جیو ہتیا پاپ ہے۔''

''پاپ اور پُن کی بات بعد میں کرتے رہنا نرمل ـــــ!'' شیام سرن کے ہونٹوں پر بڑی اذیت ناک مسکراہٹ اُبھری۔ ''میں نے جو کہا ہے اسے کر ڈال ـــــ میرے خون میں مہاراج کی چتا کی راکھ ملا کر اپنے پورے شریر پر مل لے۔ اس کے بعد تُو امر ہو جائے گا......یہ......یہ بھی جان لے گا کہ......کک......کون کھرا......آ......تھا اور کون......کھک......کھوٹا......چ......چرن کمار سے......ہو......ہوش......ہوشیار......''

پجاری شیام سرن اپنا جملہ پورا نہ کر سکا۔ آنکھ بند کر کے ایک طرف ڈھلک گیا۔ اُس کے جسم سے خون کا فوارہ اُبل رہا تھا۔

نرمل داس پھٹی پھٹی نظروں سے پجاری شیام سرن کو دیکھتا رہا۔ پھر کچھ سوچ کر اُس

نے چتا کی راکھ خون میں ملا دی اور دیوانوں کی طرح زمین پر لوٹنے لگا۔ شیام سرن کے آخری جملے اُس کے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے ــــــ!!

...... ✻ ......

بھوک کی شدتوں نے اُسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔

بہتر گھنٹے گزرنے کے بعد وہ اپنی خواب گاہ سے باہر آ گئی۔ جس مقصد کی خاطر اس نے باپ سے جھگڑا کیا تھا وہ فوت ہو چکا تھا۔ اب چرن کمار کے پاس جانے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے بعد جو شرمناک کھیل کھیلا گیا تھا وہ اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ تھا۔

جو قوت سانپ اور خوبصورت نوجوان کی صورت اختیار کرنے پر قادر تھی وہ کسی دروازے کی معمولی جھری سے بھی اس تک رسائی حاصل کر سکتی تھی۔ وہ سانپ کا روپ ختم کرنے کے بعد جس طرح ننگ دھڑنگ حالت میں سامنے آیا تھا وہ بھی چرن کمار کی اس بات کی تصدیق کرتی تھی کہ وہ کوئی گندی روح ہی تھی۔ جس انداز میں اُسے ہوس کا نشانہ بنایا گیا وہ بھی یہی ظاہر کرتا تھا کہ ایک بدھ اور گزر جانے کے بعد وہ پوری طرح اس کی پلید آتما کی رکھیل بن جائے گی۔ اسی کے اشاروں پر ناچتی رہے گی۔

اُس نے بھوک سے مجبور ہو کر ہتھیار ضرور ڈالے تھے لیکن جسونت رام کی طرف سے اس کے اندر نفرت کا جو جذبہ اُبھرا تھا وہ اور شدید ہو گیا۔ حالات کے پیش نظر وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ اس کی بربادی میں کسی نہ کسی زاویئے سے اس کے باپ کا ہاتھ بھی شامل تھا ــــــ نہ ہوتا تو وہ نیلی شیشی والی دوا پینے کے لئے بار بار اصرار بھی کبھی نہ کرتا۔

وہ خواب گاہ کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تو دروازے پر تعینات ملازم چوکنا ہو گیا۔

"صاحب نے آپ کو باہر نکلنے پر ــــــ"

"شٹ اپ اینڈ گٹ لاسٹ ــــــ" لاجونتی حلق کے بل چیخی تو ملازم بھی بوکھلا گیا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر لاجونتی باہر چلی گئی تو اس کی ملازمت بھی جاتی رہے گی۔ یہ بھی سمجھ رہا تھا وہ اس بڑے گھر کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اُسے جسونت رام نے لاجونتی کی خواب گاہ پر تعینات کیا تھا لیکن وہ لاجونتی کے خوبصورت وجود کو صرف دیکھ سکتا تھا ــــــ اگر ہاتھ لگاتا تو اس کی کھال بھی ادھیڑی جا سکتی تھی۔

"میری مجبوری کو سمجھئے چھوٹی سرکار ــــــ" ملازم نے بے بسی سے دوچار ہو کر مدھم لہجہ اختیار کیا۔ "اگر آپ چلی گئیں تو ــــــ"

"بکواس بند کرو ــــــ یو باسٹرڈ ــــــ" لاجونتی کی رگوں میں اُبلنے والا لاوا اور گرم ہو گیا۔ "دُور ہو جاؤ میری نظروں سے ــــــ ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔"

ملازم بری طرح سٹپٹا گیا۔ اس کے چہرے پر یتیمی برسنے لگی لیکن اسی وقت چیخ و پکار کی آواز سن کر جسونت رام بھی اپنے کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ لاجونتی کو سامنے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک لمحے کو شرمندگی کے تاثرات اُبھرے لیکن دوسرے ہی لمحے اس پر تناؤ کی کیفیت طاری ہونے لگی۔

لاجونتی کی نظریں جسونت رام پر پڑیں تو اس کے چہرے پر نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات اُبھر آئے۔ کسی جنگلی بلی کی طرح وہ باپ کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔ اُس کے اختیار میں ہوتا تو شاید اس وقت وہ جسونت رام کا ٹینٹوا دبا کر اُسے جہنم رسید کرنے سے بھی دریغ نہ کرتی۔

ملازم نے جسونت رام کی طرف دیکھا پھر اس کا اشارہ پا کر اطمینان کی سانس لیتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔ لاجونتی پلکیں جھپکائے بغیر باپ کو گھورتی رہی۔

"تم ــــــ" جسونت رام نے اُسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں کچھ دیر کے لئے اپنی ایک کلاس فیلو کے گھر جانا چاہتی ہوں ــــــ" لاجونتی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی تیوری کے بل کم نہیں ہوئے۔

"تم نے کئی وقتوں سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں اور اپنا حلیہ ــــــ"

"آپ کا فیصلہ اگر میری بنتی کے انوسار (مطابق) ہوا تو حلیہ بھی بدل لوں گی۔" لاجونتی نے نفرت سے جواب دیا۔

"کچھ کھاؤ پیو گی نہیں ــــــ؟" جسونت رام نے دل مسوس کر سوال کیا۔ وہ بیٹی کی نفرت بھری نظروں کا مفہوم بھی سمجھ رہا تھا اور اپنی بے بسی کا ماتم کرنے پر بھی مجبور تھا۔

"جہاں جا رہی ہوں وہاں زندہ رہنے کے کارن کچھ چائے پانی بھی ضرور کر لوں گی۔" لاجونتی نے بدستور جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ" جسونت رام نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نرم آواز میں کہا۔

"تم منہ ہاتھ دھو کر لباس تبدیل کر لو۔ میں چل کر تمہیں ——"

"نہیں ——" لاجونتی نے بڑے تلخ انداز میں جواب دیا۔ "میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

"لیکن ——"

"چنتا مت کریں۔" اُس کا لب و لہجہ اور تلخ ہو گیا۔ "میں اب کہیں بھاگنے کی کوشش نہیں کروں گی —— بھاگنے سے اب کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔"

"لاجو ——"

"مر گئی آپ کی لاجو اور لاجونتی ——" وہ ہذیانی انداز میں چیخ کر بولی۔ "اب ایک چلتی پھرتی لاش آپ کے سامنے کھڑی ہے جسے آپ لاجونتی کے بجائے کسی بھی گندے اور گھٹیا نام سے پکار سکتے ہیں۔"

جسونت رام کسمسا کر رہ گیا۔ کچھ سوچ کر بولا۔

"تم میری اجازت سے جہاں بھی چاہو جا سکتی ہو لیکن جلدی واپس آ جانا ——"

"مجھے معلوم ہے ——" لاجونتی کی نگاہوں سے چنگاریاں اُبلنے لگیں۔ "اب کالی کا پوتر مندر اور چرن کمار کی شکتی بھی میرے کسی کام نہیں آ سکتی۔"

"میں سمجھا نہیں ——؟"

"ایک بدھوار اور بیچ رہ گیا ہے۔" اُس نے زہریلے انداز میں جواب دیا۔ "اس کے بعد کسی کی ......"

"کیا بکواس کر رہی ہو ——؟" جسونت رام نے اُسے سرزنش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی اپنی آواز بھی کپکپا رہی تھی۔

"بکواس نہیں کر رہی میں ——" وہ بپھر گئی۔ "جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ آپ بھی جانتے ہیں —— کیا یہ جھوٹ ہے ——؟"

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا —— تلملا کر رہ گیا۔

"اب میرے اور آپ کے درمیان پتا اور پتری کا سمبندھ بھی ٹوٹ چکا ہے۔" لاجونتی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "ہم دونوں شاید کسی اور کے اشارے پر کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں۔"

جسونت رام بدستور خاموش ہی رہا۔

"جو چیز ایک بار بازار کے کسی شوکیس میں رکھ دی جائے —— بکاؤ ہو جاتی ہے۔ اُسے اپنے اوپر بھی کوئی ادھیکار نہیں ہوتا۔" اس بار لاجونتی کی آواز بھرا گئی۔ اُس نے باپ کے ستے ہوئے چہرے پر بے بسی کی داستان پڑھ لی تھی۔ پھر وہ رکی نہیں۔ تیزی سے پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تین روز بعد وہ پہلی بار شاور کے نیچے نہانے کو کھڑی ہوئی تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اپنے آپ کو نہیں، کسی زندہ لاش کو غسل دینے کی کوشش کر رہی ہے —— وہ اپنے ہی خیال پر بے بسی سے مسکرا دی۔

نہا دھو کر اور لباس تبدیل کر کے وہ آئینے کے سامنے گئی تو اُسے اپنا خوبصورت وجود کسی مہکتے پھول کی طرح لگا۔ اُس نے جلدی جلدی بال سنوارے اور ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا پرس اُٹھا کر باہر آ گئی۔ کسی نے اُسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ جو پہرے لگائے گئے تھے وہ اٹھ چکے تھے۔ شاید اس لئے کہ اب اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ گئی تھی —— وہ اپنی رہائی کی قیمت ادا کر چکی تھی ——!!

جسونت رام نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے لاجونتی کی کار گیٹ سے باہر نکلتے دیکھی تو اُسے یوں لگا جیسے اس کے اور بیٹی کے درمیان فاصلے بہت زیادہ ہو گئے تھے —— وہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر ایک طرف ہو گیا۔ اُس کے ذہن میں آندھی کے تیز جھکڑ چلنے لگے —— شانتی کی پراسرار موت کے بعد اُس کے سارے کس بل نکل گئے تھے —— وہ کسی نادیدہ قوت کے سامنے بے دست و پا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے پاس فون پر ملنے والی ہدایات پر عمل کرنے کے سوا کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا۔

لاجونتی کی زندگی بچانے کی خاطر اُس نے یہی منصوبہ بنایا تھا کہ وہ اپنا گھر بار —— اپنا اثر و رسوخ —— سب کچھ چھوڑ کر پڑوسی ملک چلا جائے گا۔ اسی لئے اُس نے پردیپ پٹیل سے نئے پاسپورٹ کی خاطر منت سماجت کی تھی لیکن اب وہ محسوس کر رہا تھا کہ اُس نے کروڑوں کمانے کی خاطر ملکی راز فروخت کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اسی کی کڑیاں اب اس کے پیروں کی بیڑیاں بنتی جا رہی تھیں۔

لاجونتی کو کسی گندی قوت سے بچانے کی خاطر اُس نے چرن کمار کی خدمات حاصل

کی تھیں لیکن گردھاری اُس کے آڑے آ گیا تھا ــــــ وہ گردھاری کو ناراض نہیں کر سکتا تھا اس لئے کہ وہ پراسرار نادیدہ قوتوں کا مالک تھا۔ اسی طاقت کے بل پر وہ لاجونتی کو اپنی رکھیل بنانے کے لئے سات بدھوار کا جاپ مکمل کر رہا تھا۔

اب صرف ایک بدھوار درمیان میں رہ گیا تھا ــــــ لاجونتی کی تلخ باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ حالات کی اصلیت سے پوری طرح واقف ہو چکی تھی۔ اس نے بھی ایک بدھوار بیچ رہ جانے کا ذکر بڑی حقارت سے کیا تھا۔

لاجونتی کے تلخ جملے جسونت رام کے کانوں میں ریگستان کے تپتے سنگ ریزوں کی طرح چکرا رہے تھے جب فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس طرح چونکا جیسے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اُس کی آنکھ کھل گئی ہو۔

تیسری گھنٹی کے بعد اُس نے مجبوراً آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو ــــــ جسونت رام اسپیکنگ ــــــ''

''گردھاری بول رہا ہوں ــــــ'' دوسری جانب سے گردھاری کا نام سن کر جسونت رام کا وجود کسی دیے کی مانند ٹمٹمانے لگا۔ اُس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

''کیا ہوا جسونت ــــــ تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیا سانپ سونگھ گیا؟''

''اب کس کارن فون کیا ہے ــــــ؟'' جسونت رام نے رو دینے والے لہجے میں پوچھا۔

''تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ تم اگر دھوکا نہ کھاتے تو ہو سکتا تھا کہ کالی کے مندر کا بڑا پجاری چرن کمار میرے راستے کی دیوار بن جاتا۔''

''کیا مطلب ــــــ؟'' جسونت رام چونکا۔

''پلید شکتیاں پوتر مندر کے اندر جا کر اپنی من مانی نہیں کر سکتیں مورکھ ــــــ کیا تُو اتنا بھی نہیں جانتا ــــــ؟''

''لیکن تم نے ــــــ''

''وہ فون میں نے نہیں کسی اور نے میرے نام سے کیا تھا ــــــ پرنتو اُس کی چالاکی میرے کام آ گئی۔''

''کون تھا وہ ــــــ؟'' جسونت رام نے تلملا کر پوچھا۔

''وہ کالی کے بڑے مندر کے پہلے مہان پنڈت جمنا داس کا پُتر (بیٹا) نرمل داس تھا جو تیری لاجونتی کے پریم میں اندھا ہو رہا تھا۔ اُسے سورگ باشی جمنا داس کے سیوک نے میرا نام استعمال کر کے دس روز کے لئے مندر جانے سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ اگر وہ سپھل ہو جاتا تو میرا سات بدھوار کا جاپ منتر سب ادھورا رہ جاتا ــــــ تُو بھی میرے کنڈل سے نکل جاتا۔''

جسونت رام کو اپنی قوت سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اُسے یوں لگا جیسے وہ ریت پر کھڑا ہو جو اس کے قدموں کے نیچے سے نکلتی جا رہی تھی۔

''کس وچار میں گم ہو گیا جسونت ــــــ'' دوسری جانب سے فاتحانہ انداز میں کہا گیا۔ ''کیا تُو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ ایک بدھوار اور گزرنے کے بعد تیری لاجونتی کا شریر اتنا زہریلا ہو جائے گا کہ اس کے کاٹے کا کوئی منتر نہیں ہو گا ــــــ اس کی آنکھوں کا جادو کسی بھی بلوان کو اپنے تلوے چاٹنے پر مجبور کر سکتا ہے ــــــ وہ تیرے گندے کاموں میں تیری سہائتا بھی کرے گی۔''

''کیا میں ایک بار تم سے مل سکتا ہوں ــــــ؟'' جسونت رام نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''چھل کپٹ سے کام لینے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔'' حقارت سے جواب ملا۔

''یہ نہیں معلوم کرے گا کہ میں نے کس کارن فون کیا ہے ــــــ؟''

''اب کیا بات باقی رہ گئی ہے ــــــ؟'' جسونت جھلا گیا۔

''گرمی مت کھا مورکھ ــــــ میری بات دھیان سے سن ــــــ لاجونتی پر سے ساری پابندیاں اُٹھا لے۔ میرے اور اس کے بیچ دیوار بننے کی کوشش کی تو میں تجھے بھی تیری شانتی کے پاس بھیج دوں گا ــــــ سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں ــــــ؟''

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اندر ہی اندر کانٹوں پر لوٹتا رہا۔

''ایک بات اور بتا دوں ــــــ'' اس بار چبھتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ ''تیری رکھیل سادھنا کی ماتا کے قتل ہونے کا فائل بھی دوبارہ کھل گیا ہے۔ اب تیری کھاٹ کھڑی ہونے کا سمے بھی قریب آ رہا ہے۔''

''تم ــــــ'' جسونت رام نے ہکلاتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ''کیا تم میری کوئی

سہائتا نہیں کر سکتے ـــــ؟"

"آگیا نا سیدھے راستے پر ـــــ مورکھ!" دوسری جانب سے سرد لہجے میں جواب ملا۔ "سمے کا انتظار کر ـــــ جیسا میں کہوں ویسا ہی کرنے کی عادت ڈال لے۔ اِدھر اُدھر دُم ہلانے کی کوشش کی تو کتے ہی کی موت مارا جائے گا۔"

"مم ـــــ میں کچھ دنوں کے لئے لاجونتی کو لے کر ـــــ"

"بھاگنے کی سوچ رہا ہے چنڈال ـــــ!" جسونت کی بات کاٹ کر کہا گیا۔ "گردھاری کو جُل دے کر تُو اس دھرتی پر کہیں بھی شرن نہیں پا سکے گا ـــــ یہ بھی سن لے کہ پردیپ اور اس کی سندر دھرم پتنی پر بھی میں نے جال ڈال دیا ہے ـــــ اُن کی ٹانگ اُٹھنے میں بھی اب زیادہ دیر نہیں لگے گی۔" جملہ مکمل ہوتے ہی دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

جسونت سر تھام کر قریب رکھی ہوئی کرسی پر ڈھیر ہو گیا ـــــ!!

☆☆☆

پردیپ پٹیل گھوڑے بیچ کر گہری نیند میں غرق تھا۔

ون کی گھنٹی بار بار بج رہی تھی ـــــ دو بار دوسری طرف سے لائن کاٹ دی گئی ن تیسری بار ایسا نہیں ہوا۔ گھنٹی تھوڑے تھوڑے وقفے سے متواتر بج رہی تھی۔

پردیپ پٹیل نے ایک دو کروٹ لی پھر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ سائڈ ٹیبل پر نظر پڑی تو لا گیا۔ صبح کے دس بج رہے تھے جب کہ اس کا آفس صبح ساڑھے آٹھ بجے کھلتا تھا۔ وہ م پر پڑی چادر ایک طرف اُچھال کر تیزی سے فون کی طرف لپکا۔ اس کا اندازہ غلط بت نہیں ہوا۔ کال اُس کے دفتر سے کی گئی تھی۔

"کیا بات ہے؟ ـــــ کیا آج دفتر آنے کا ارادہ نہیں ہے ـــــ؟" دوسری انب سے اس کے دوست رندھیر کی آواز سنائی دی۔

"سوری رندھیر ـــــ" پردیپ نے جواب دیا۔ "رات کچھ مہمان آگئے تھے۔ دیر ے لیٹا تھا اس لئے ـــــ"

"انجلا کیسی ہے ـــــ؟"

"وہ ابھی تک چادر تانے پڑی ہے۔"

"ٹھیک ہے ـــــ" رندھیر نے بے تکلفی سے جواب دیا۔ "تو پھر موج کرو ـــــ لا نے تمہاری سیٹ بھی سنبھال لی ہے۔"

"اِٹ اِز سو کائنڈ آف یو ـــــ" پردیپ نے سکون کا سانس لیا۔

"خالی شکریے سے کام نہیں چلے گا ـــــ شام کی چائے میں تمہارے ساتھ پیوں گا۔" رندھیر نے تیزی سے کہا۔ "انجلا بھابی کے ہاتھ کے سموسے بھی کھاؤں گا۔"

"منظور ہے"

پردیپ فون بند کر کے پلٹا تو اس نے محسوس کیا کہ اس کے ذہن پر ابھی تک ہلکی غنودگی طاری تھی۔ رندھیر سے اُس نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ رات اس کے دو پرانے واقف کار ملنے آ گئے تھے۔ سب نے ساتھ ہی کھانا کھایا تھا—— کھانے سے پہلے دارو کا دور بھی چلا تھا۔ پھر مہمانوں کے جانے کے بعد پردیپ کے علاوہ انجلا کو بھی شدت سے نیند کا احساس ہوا تھا۔ دنوں سونے کے لئے لیٹ گئے تھے۔ انجلا کو جلدی نیند آ گئی تھی۔ پردیپ کچھ دیر بعد سویا تھا۔ پھر شاید نیند کی حالت میں اُس نے جو خواب دیکھا تھا وہ اس قدر پریشان کن تھا کہ اس وقت بھی اس کے دُھندلے دُھندلے مناظر پردیپ کے ذہن میں اُبھرنے لگے تھے۔

اُس نے سوتے میں انجلا کی چیخ کی آواز سنی تھی۔ اسی آواز کو سن کر وہ جاگا تھا۔ پلنگ پر لیٹے لیٹے اُس نے کروٹ بدل کر انجلا کی طرف دیکھا—— وہ سر سے پاؤں تک مادر زاد برہنہ تھی۔ جو دو مہمان رات کھانے پر اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک نے انجلا کو اپنی بانہوں میں سمیٹ رکھا تھا۔ اُس کے جسم پر بھی لباس نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ دوسرا کچھ فاصلے پر کھڑا اس شرم ناک منظر کی موی بنا رہا تھا اور مختلف زاویوں سے تصویریں بھی کھینچ رہا تھا۔

"پردیپ!—— پردیپ!—— مجھے بچاؤ——" انجلا نے اُسے مدد کے لئے آواز دی تھی۔

"سو جاؤ ڈارلنگ——" پردیپ نے جواب میں کہا تھا۔ "ہم شاید کھانے سے پہلے زیادہ دارو پی گئے تھے۔۔"

"بھگوان کے لئے پردیپ——!" انجلا کی آواز دوبارہ اُس کے کانوں میں گونجی تھی۔ "تمہارے متر میرے ساتھ بلادکار (حرام کاری) کرنے کی کوشش—— شش—— آ آ——"

انجلا کا آخری جملہ اُس کے حلق میں گھٹ کر رہ گیا تھا۔ پردیپ نے پوری طرح آنکھ کھول کر اصلیت جاننے کی کوشش کی تھی لیکن اس وقت اُسے ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اُس کے بستر پر عقب سے چھلانگ لگائی پھر تکیہ اُس کے منہ پر رکھ کر پوری قوت سے دباؤ ڈالنے لگا۔ پردیپ نے جدوجہد کی کوشش ضرور کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔ اُس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں رہا——

اور اب رندھیر کا فون اٹینڈ کرنے کے بعد وہی منظر اُس کی نظروں کے سامنے اُبھر رہا تھا۔ اُس نے اپنے ذہن کو جھٹک کر اس خواب سے چھٹکارا پانے کی کوشش کی لیکن کوئی احساس ایسا تھا جو اُسے اُلجھا رہا تھا—— وہ قدم اٹھاتا انجلا کے بستر کے قریب آیا جس نے منہ تک چادر تان رکھی تھی۔ لیکن چادر کو انجلا کے جسم سے ہٹانے کے بعد وہ تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں—— انجلا کا نائٹ گاؤن ایک طرف مسلا پڑا تھا۔ خود وہ کپڑوں کی قید سے آزاد چاروں خانے چت لیٹی تھی۔ اُس کے جوان سینے کے زیروبم کی حرکت پتہ دے رہی تھی کہ وہ مری نہیں زندہ تھی۔ اُس کے برہنہ جسم پر سفید آرٹ کارڈ کا ایک ٹکڑا پڑا تھا—— پردیپ نے دھڑکتے ہوئے دل سے اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھا لیا جس پر ایک مختصر مگر خطرناک پیغام ٹائپ تھا——

"رات تم نے نیم غنودگی کی حالت میں جو دیکھا وہ خواب نہیں تھا۔ ہم نے انجلا کے کچھ لوگوں سے ناجائز تعلقات کی فلم اور خاص خاص پوز کی کچھ تصویریں بھی ثبوت کے طور پر اتار لی ہیں تاکہ تم کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو—— اب تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے—— جو کہا جائے اس پر کچھ سوچے سمجھے بغیر عمل کرتے رہو، اسی میں تمہاری بچت ہے—— ہمارے فون کا انتظار کرنا۔"

پردیپ محسوس کر رہا تھا کہ وہ پوری طرح گلے تک کسی خطرناک دلدل میں پھنس چکا تھا۔ رات جو مہمان آئے تھے وہ اُس کے واقف کار ضرور تھے لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ کرنسی اور سونے کی ناجائز تجارت بھی کرتے تھے۔ ایک دو مواقع پر پردیپ نے بھی ان سے چھوٹا موٹا کام لیا تھا۔ دوسروں کی طرح وہ بھی اپنی کرسی سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا لیکن اس کے ایک آفیسر کو اُس کے نجی معاملات کی بھنک مل گئی تھی—— دوسرے ہی روز اس نے پردیپ کو اپنے دفتر میں طلب کر کے صاف صاف کہا تھا۔

"مسٹر پردیپ—— مجھے تمہارے بارے میں کچھ اچھی رپورٹس نہیں مل رہی ہیں—— راتوں رات کروڑ پتی بننے کا دھیان من سے نکال کر سیدھی طرح کیول اپنے کام سے کام رکھو ورنہ بڑے گھاٹے میں رہو گے۔"

"آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے سر ——!" پردیپ نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "میں کسی چکر میں نہیں ہوں۔"

جواب میں اُس کے افسر نے اس کی نجی مصروفیات اور ان دونوں اثر و رسوخ رکھنے والے اسمگلروں کی تفصیل بتائی تو پردیپ سمندر کی جھاگ ہی کی طرح بیٹھ گیا۔ اُس نے ہاتھ باندھ کر وعدہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں سے پیچھا چھڑا لے گا —— پھر اُس نے کیا بھی یہی تھا۔ اُن دونوں سے ملنا جلنا کم کر دیا تھا —— بعد میں وہ دونوں بھی اس کی طرف سے منہ موڑ کر اپنے دھندوں میں مصروف ہو گئے تھے لیکن —— گزشتہ رات وہ اچانک ہی آن دھمکے تھے اور انجلا جو ان دونوں سے بڑے بڑے قیمتی تحفے وصول کر چکی تھی ان جانے میں انہیں کھانے کی دعوت دے بیٹھی تھی۔

پردیپ بار بار اس ٹائپ شدہ تحریر کو پڑھ رہا تھا۔ خاصی دیر تک وہ اُلجھتا رہا پھر اُس نے انجلا کے جسم پر دوبارہ چادر کھینچ دی اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا غسل خانے میں چلا گیا۔

ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہوئے جہاں اُسے سکون مل رہا تھا وہاں ذہن کے ایک گوشے میں بار بار خطرے کی سرخ لائٹ بھی جل بجھ رہی تھی —— نہانے سے فارغ ہو کر اُس نے لباس تبدیل کیا پھر لاؤنج میں آ گیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ جو خطرناک کھیل کھیلا گیا ہے اس کے پیچھے کوئی گہری سازش ضرور ہو گی —— وہ دونوں پردیپ سے کوئی ایسا کام لینا چاہتے ہوں گے جس کو عام حالت میں وہ کبھی انجام نہ دیتا —— اسی غرض سے انہوں نے انجلا کو زبردستی استعمال کر کے پردیپ کی زبان پر تالے ڈالنے کی کوشش کی تھی —— اب وہ ان کی بات ماننے سے انکار کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ دو ہی طریقے تھے —— یا تو خاموشی سے ان کے مطالبات پورے کرتا رہتا —— اُن کے اشاروں پر چلتا رہتا —— یا خود کو گولی مار کر ہمیشہ کے لئے اس جال سے چھٹکارا پا لیتا۔

پردیپ ان ہی خیالوں میں گم تھا جب فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے تیزی سے اخبار ایک طرف ڈالا اور ہاتھ بڑھا کر ریسیور اُٹھا لیا۔ دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے اُس نے کال ریسیو کی۔

"میں کپور بول رہا ہوں، مائی ڈیئر ——" دوسری جانب سے سرسراتی آواز میں کہا

گیا۔ "نارنگ بھی میرے ساتھ ہے۔"

"مجھ سے کیا کام لینا ہے تم دونوں کو ——؟" پردیپ کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔

"ہمیں غلط مت سمجھو مسٹر پردیپ —— تم نے رات جو کچھ دیکھا اور ہم نے جو کچھ کیا وہ صرف ایک ڈرامہ تھا —— ہم دونوں ایسا کرنے پر مجبور تھے۔"

"کیا بکواس کرنے کی کوشش کر رہے ہو ——؟" پردیپ نے نفرت کا اظہار کیا۔

"میں بھگوان کی سوگند کھا کر تمہیں وشواس دلاتا ہوں کہ ہم نے انجلا کے ساتھ تصویر ضرور بنائی ہے، اس کے شریر کو ہاتھ ضرور لگایا ہے لیکن اس کی پوترتا (پاکیزگی) کو پامال نہیں کیا —— ہم ایسا کرنے پر مجبور تھے۔"

"کیا مجبوری تھی ——؟" پردیپ نے دانت پیستے ہوئے تلملا کر پوچھا۔

"یہ ہم تمہیں نہیں بتا سکتے ——" دوسری جانب سے سنجیدگی سے کہا گیا —— "کیول اتنا جان لو کہ اگر ہم نے کسی کا کہا ٹال دیا ہوتا تو شاید اس وقت جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے —— بعد میں لمبی اور کڑی سزا بھی بھگتنی پڑتی۔"

"تم نے میرے اور انجلا کے دارو کے گلاس میں کیا ملایا تھا ——؟" پردیپ نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے سوال کیا۔

"وہی مخصوص پاؤڈر جو ایک پیگ کے نشے کو دوگنا کر دیتا ہے۔"

"اگر تم سچ بول رہے ہو تو اتنا ضرور جانتے ہو گے کہ کس نے تمہیں اس نیچ اور گھٹیا حرکت پر مجبور کیا تھا؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ ابھی سامنے نہیں آیا ——" اس بار بھی دوستانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔ "پرنتو جس نے ہمیں مجبور کیا تھا وہ ایک طرح سے ہمارے سروں پر تلوار بن کر لٹک رہا ہے —— ہم اس کا کہا نہیں ٹال سکتے تھے۔"

"اور مجھے جیوہتیا (خودکشی) کرنے پر مجبور کر سکتے تھے ——؟" پردیپ نے بے بسی سے تلخ آواز میں کہا۔

"ہمیں شما کر دو پردیپ —— ہم خود بھی اب تمہیں یا انجلا کو منہ دکھانے کی پوزیشن میں نہیں رہے۔"

"کپور —— کائر! (بزدل)" پردیپ چیخ اُٹھا۔ "کیا تُو اتنا بھی نہیں بتا سکتا کہ

تجھے اور نارنگ کو گند کھانے کے لئے کس کارن مجبور کیا گیا تھا؟''

''میں پورے وشواس سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کسی بڑے شکار کو پھانسنے کے کارن تجھے چارے کے طور پر استعمال کریں گے۔ اصل کہانی کیا ہے؟ ہم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ـــــ''

''پرچہ کس نے ٹائپ کیا تھا ـــــ؟''

''وہ بھی ہمیں دیا گیا تھا ـــــ کس نے ٹائپ کیا؟ یہ ہمیں نہیں معلوم۔'' اس بار کھرے لہجے میں صاف گوئی سے جواب ملا۔

''پھر ـــــ تم نے کس کارن فون کیا ہے ـــــ؟'' پردیپ کی آواز غصے کی شدت سے کپکپانے لگی۔

''اب تمہاری بچت کا بھی ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا ہے۔'' کپور نے سنجیدگی سے کہا۔ ''جس طرح ہم مجبور ہو گئے تھے اسی طرح تم بھی اپنی جان بچانے کے کارن پھانسی کا پھندا اسی کے گلے میں ڈال دو ـــــ جسے وہ شکار کرنا چاہتے ہیں۔''

جواب میں پردیپ پٹیل نے کچھ اور جاننے کی کوشش کی لیکن دوسری جانب سے لائن کاٹ دی گئی ـــــ اُس نے جھلا کر ریسیور کریڈل پر رکھا، پھر کسی زخمی شیر کی طرح اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ کپور کی باتوں سے اُسے اس بات کی تسلی کسی حد تک ہو گئی تھی کہ انجلا کے ساتھ بلادکار نہیں کیا گیا ـــــ اُسے صرف بلیک میل کرنے کی خاطر چارے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا ـــــ لیکن وہ کون لوگ تھے جنہوں نے کپور اور نارنگ جیسے مجرموں کو بھی گھٹنا ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اُن کا ٹارگٹ کون تھا ـــــ؟ وہ کس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنا چاہتے تھے ـــــ؟؟

پردیپ پٹیل کتنی دیر تک اپنے پریشان خیالوں سے اُلجھتا رہا اُسے کچھ یاد نہیں رہا لیکن پھر اُس کی تمام تر توجہ کا مرکز انجلا بن گئی جو ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے دروازے پر سوگوار سی کھڑی تھی۔

''انجو ـــــ'' پردیپ تیزی سے قدم بڑھاتا اس کے قریب چلا گیا۔

انجلا جواب دینے کی بجائے لپک کر شوہر کے کشادہ سینے سے لگ گئی پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس کا جسم کسی خزاں رسیدہ معصوم پودے کی طرح لرز رہا تھا، کپکپا

رہا تھا۔

''نہیں انجو ـــــ نہیں ـــــ'' پردیپ نے بڑے جذباتی انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ ''تم نے کوئی پاپ نہیں کیا ـــــ تم اب بھی گنگا جل کی طرح پوتر ہو ـــــ تمہارے ساتھ بلادکار نہیں ہوا ـــــ جو کچھ بھی ہوا وہ کیول ایک بھیانک ناٹک تھا۔

''پردیپ ـــــ'' انجلا بسور کر بولی۔ ''لیکن کپور اور نارنگ ـــــ''

''وہ ـــــ وہ کل رات اسی کارن آئے تھے ـــــ اگر نہ آتے تو شاید اس وقت کسی لاک اپ میں ہوتے۔'' پردیپ نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ ''کسی اور نے انہیں ایسا سب کچھ کرنے پر مجبور کر دیا تھا ـــــ ہاں انجو ـــــ میں غلط نہیں کہہ رہا۔''

''لیکن تم ـــــ''

''ابھی کپور کا فون آیا تھا ـــــ نارنگ بھی اُس کے ساتھ تھا۔'' پردیپ نے مختصر انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ''انہوں نے بھگوان کی سوگند کھا کر مجھے وشواس دلایا ہے کہ تمہارا شریر اب بھی پوتر ہے۔''

''لیکن جو بھی ہوا وہ اچھا نہیں ہوا ـــــ'' انجلا نے سسکتے ہوئے کہا۔ ''میں تو اب تمہیں منہ دکھانے لائق بھی نہیں رہی۔''

''ایسا مت سوچو انجو ـــــ اس وچار کو من سے نکال دو۔'' پردیپ نے اُسے اپنی مضبوط باہوں میں سمیٹ کر کہا۔ ''میں تمہیں اب بھی اتنا ہی پیار کرتا ہوں جتنا پہلے کرتا تھا ـــــ کپور اور نارنگ نے بھی اب ہمارے سامنے نہ آنے کا وچن دیا ہے۔ تم پریشان نہ ہو ـــــ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔''

''مگر ـــــ وہ ـــــ وہ ہماری تصویر ـــــ''

''وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے انجو ـــــ انہیں مجبور کر دیا گیا تھا۔'' پردیپ نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ پھر وہ کاغذ کا ٹکڑا جیب سے نکال کر انجو کی طرف بڑھا دیا جس پر ٹائپ شدہ پیغام درج تھا۔

''یہ سب کیا ہے ـــــ؟'' انجلا نے ٹائپ شدہ مضمون پڑھنے کے بعد حیرت سے پوچھا۔

"پوری بات ابھی میں بھی نہیں سمجھ سکا۔ پرنتو اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اب کوئی ہمیں بلیک میل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"کپور اور نارنگ کو اس گند میں چھلانگ لگانے کو کس نے کہا تھا ——؟"

"وہ بھی اپنی زبان نہیں کھول سکتے ——" پردیپ نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ دونوں بھی بہت خوفزدہ تھے۔ ممکن ہے اب تک وہ اس شہر کو چھوڑ کر کہیں اور جانے کا فیصلہ بھی کر چکے ہوں۔"

"کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ ——" انجلا نے تیزی سے کچھ پوچھنا چاہا۔

"نہیں ——" پردیپ نے بے بسی کا اظہار کیا۔ "اول تو ہمارا سفارت خانہ ہمیں اتنی جلدی بھی چھٹی دینے کو تیار نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے ہمیں اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی ہے وہ بھی ہم سے غافل نہیں ہوں گے۔"

"پھر —— اب کیا ہوگا ——؟" انجلا کے چہرے پر خوف کے سائے منڈلا رہے تھے۔

"چنتا مت کرو —— ایک بار یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کوئی ہم سے کیا کام لینا چاہتا ہے —— اس کے بعد ہی کچھ سوچا جا سکتا ہے۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے پردیپ —— جو ہوا، اچھا نہیں ہوا۔"

"انجو —— پلیز، خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔ ہمت سے کام لو۔" پردیپ نے اُسے ایک بار پھر اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر کہا۔ "بھگوان نے چاہا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

اس بار انجلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

......✲......

نرمل داس دیوانوں کی طرح فرش پر لوٹ رہا تھا۔

دھرتی پر سب سے زیادہ بلوان بننے کا خواب اور مہان شکتی حاصل کر لینے کے احساس ہی نے اُسے ہر بات سے بے نیاز کر دیا تھا۔ بچاری شیام سرن کے خون اور جمنا داس کی چتا کی راکھ نے مل جل کر سیاہی مائل شکل اختیار کر لی تھی۔ نرمل اسی ملغوبے میں لوٹ لگا رہا تھا۔

شیام سرن کی لاش اکڑنے لگی تھی لیکن نرمل داس کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ مہان قوت کے نشے نے اُسے خود اپنے آپ سے بھی بے نیاز کر دیا۔ اس کی کوشش تھی کہ خون اور راکھ کے آمیزے کو ضائع نہ جانے دے۔ لوٹنے کے ساتھ ساتھ وہ دونوں ہاتھوں سے بھی اس آمیزے کو اپنے چہرے اور سر پر مل رہا تھا۔

وہ وقت گزرنے کے احساس سے بھی بے خبر تھا۔ اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی گردش لحہ بہ لحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں رہ رہ کر ایک ہی خیال کی بازگشت ہو رہی تھی —— اب پوری دنیا میں کوئی اُس کی لازوال قوت کا مقابلہ نہ کر سکے گا —— اس کے ساتھ ساتھ جمنا داس کے کہے ہوئے الفاظ بھی اس کے کانوں میں گونج رہے تھے ——

"میں نے تجھے جو شکتی دان کی ہے وہ چرن کمار کے پرکھوں کو بھی کبھی نصیب نہیں ہوئی ہوگی —— تُو اس دھرتی میں منش کے روپ میں سب سے مہان بن چکا ہے —— تیرے کاٹے کا کوئی توڑ، کوئی منتر نہیں ہوگا پرنتو تجھے ابھی بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔ نراش مت ہونا —— ابھی کچھ دنوں میری آتما تیری رہنمائی کرتی رہے گی۔"

"سمے کا انتظار کر —— دیوی کی کرپا تیرے من کے اندر بھی کئی آنکھیں روشن کر دے گی —— تُو کسی کے بھی من کے بھیتر گھس کر اس کی سوچوں کو پڑھ سکتا ہے —— کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے نشٹ کر سکتا ہے لیکن دھیرج سے کام لینا —— تیز چلے گا تو گھاٹے میں رہے گا۔"

"ایک بات اور دھیان سے سن لے —— شیام سرن کی طرف سے کبھی من میں کوئی کھوٹ مت لانا۔ اس دھرتی پر وہی تیرا سب سے بڑا متر ثابت ہوگا —— تُو آنکھ موند کر اس پر وشواس کر سکتا ہے —— کالی کے مندر کے اندر بھی چرن کمار نے بہت سارے کھوجی کتے پال رکھے ہیں —— آتے جاتے اپنی آنکھیں کھلی رکھنا —— کوئی ایسی بات نہ کرنا جو تجھے اندھیرے سے اُجالے میں لے آئے ——"

نرمل داس لوٹتے لوٹتے اچانک رک گیا —— اُس نے شیام سرن کی اکڑتی ہوئی لاش کی سمت دیکھا —— وہ اس کا سب سے بڑا دوست تھا لیکن اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا —— جمنا داس کا سچا سیوک ہونے کے ناتے اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنا

جیون بلیدان کر دیا تھا ـــــ چالیس دنوں اور دو چندر ما پورے ہونے کی قید بھی ختم کر دی تھی ـــــ اُس نے کہا تھا کہ ـــــ ’’شکتی تجھے مل جائے گی لیکن پھر شیام سرن نہیں ملے گا ـــــ اچھی طرح سوچ لے ـــــ‘‘

نرمل داس کی نظریں پجاری شیام سرن پر جمی ہوئی تھیں جس نے اُسے شکتی دان کرنے میں مدد کی تھی۔ ساری پابندیاں بھی درمیان سے ہٹ گئی تھیں۔ مرتے وقت اُس نے کہا تھا کہ اس کی موت کے بعد کھرے کھوٹے کی پہچان بھی ہو جائے گی ـــــ یہ بھی کہا تھا کہ کسی کو کانوں کان اس بات کا پتہ نہ چلے کہ شیام سرن کہاں چلا گیا ہے۔

بیتی باتیں نرمل داس کے ذہن میں گونجتی رہیں۔ پھر وہ بے اختیار ہو کر شیام سرن کی لاش سے لپٹ گیا۔ بڑے رقت بھرے لہجے میں بولا۔

’’میں تمہارے کہیں جانے والی بات نہیں سمجھ سکا تھا شیام سرن! ورنہ تمہیں کسی قیمت پر کھونے کی غلطی بھول کر بھی نہ کرتا ـــــ اب مجھے پوری طرح وشواس آ گیا ہے کہ پتا جی کے بعد تم ہی اس دھرتی پر سب سے بڑے بلوان تھے ـــــ سچے سیوک تھے جس نے مرتے مرتے بھی اپنے سارے وچن پورے کر دیئے ـــــ مجھے کھرے کھوٹے کا پتہ لگ گیا ہے ـــــ چرن کمار نے میرے من کے اندر تیرے خلاف نفرت کے بیج بونے کی کوشش کی تھی ـــــ کانوں میں زہر گھولا تھا لیکن ـــــ اُس نے جو بویا تھا اب اسی کو کاٹنا بھی پڑے گا۔‘‘

پھر نرمل داس پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

’’مجھے شما کر دے شیام سرن ـــــ تُو نے سچ کہا تھا کہ اُس چنڈال نے میری کھوپڑی پلٹ دی تھی لیکن اب اس کے برے دن آنے میں بھی دیر نہیں لگے گی ـــــ میں اُسے سسکا سسکا کر کتوں سے بدتر موت مرنے پر مجبور کر دوں گا ـــــ مجھے شما کر دے شیام سرن! ـــــ شکتی کا نشہ چڑھ جائے تو پھر منش دھرتی پر قدم نہیں رکھتا، آسمانوں پر اُڑنے لگتا ہے ـــــ تُو نے سچ کہا تھا شیام سرن! ـــــ میری آنکھوں کے سامنے پردے پڑ گئے تھے لیکن ـــــ لیکن اب جو کچھ ہو گا وہ تیری اور پتا جی کی مرضی کے انوسار ہی ہو گا۔‘‘

نرمل داس بچوں کی طرح بلک بلک کر روتا رہا۔ پھر اُس نے اٹھ کر بڑی مشکلوں سے

مکان کے پچھواڑے گڑھا کھود کر شیام سرن کے مُردہ شریر کو گھسیٹ کر اس میں دفن کر دیا۔ اوپر سے اس طرح سے جھاڑ جھنکاڑ ڈال دیئے کہ کسی کو شبہ نہ ہو ـــــ مٹی اور خون میں لتھڑنے کے بعد وہ بھی بھوت بن چکا تھا۔ اس کے کپڑے بھی دوبارہ پہننے کے قابل نہیں رہ گئے تھے۔ بڑی دیر تک وہ اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرتا رہا۔ پھر اُس نے دو تین بالٹی پانی بھر کر اشنان کیا۔ شیام سرن کی ایک دھوتی نکال کر باندھی اور مکان کو باہر سے کنڈی لگا کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا بڑے بازار کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

’’مورکھ! ـــــ پاپی! ـــــ‘‘ اچانک جمنا داس کی آتما کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ ’’تُو نے جلد بازی میں خود اپنا ایک بازو کاٹ کر پھینک دیا ـــــ اب شیام سرن کا کوئی بدل نہیں مل سکے گا تجھے۔‘‘

’’مم ـــــ میں اندھا ہو گیا تھا باپو! ـــــ‘‘ نرمل نے سچے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ ’’چرن کمار کی باتوں نے مجھے بہکا دیا تھا۔‘‘

’’وہ دشٹ اب بھی آسانی سے تجھے قدم نہیں جمانے دے گا۔‘‘

’’کیا مطلب ـــــ؟‘‘ نرمل داس نے دل ہی دل میں خیال کیا۔ ’’کیا ابھی تمہاری دان کی ہوئی شکتی میں کچھ کمی رہ گئی ہے؟‘‘

’’نہیں ـــــ شیام سرن نے جو کہا وہ پتھر کی لکیر ہے۔ پرنتو تُو جلد بازی میں کھیل بگاڑ بھی سکتا ہے۔‘‘ جمنا داس کی آتما نے کہا۔ ’’تجھے کالی کا آشیرواد مل چکا ہے لیکن چرن کمار بھی پرانا کھلاڑی ہے۔ اُس سے پنجہ لڑانے میں جلدی مت کرنا۔ پھونک پھونک کر قدم اٹھانا۔‘‘

’’تم چنتا مت کرو ـــــ شیام سرن کی موت نے میرے من میں جو آگ بھڑکائی ہے وہ کبھی سرد نہیں ہو گی ـــــ میں ایک ایک سے گن گن کر بدلہ لوں گا ـــــ چرن کمار کو شیام سرن سے دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔‘‘

’’ایک بات پورے دھیان سے سن لے ـــــ میں نے جو وچن دیوی کو دیا تھا اس کے پورا ہونے کا وقت بھی قریب آ گیا ہے۔‘‘

’’وہ کیا ـــــ؟‘‘

’’لاجونتی کے سلسلے میں، میں نے جو وعدہ تجھ سے کیا تھا وہ اوش پورا کروں گا لیکن

اس کے بعد مجھے آکاش پر واپس جانا ہو گا۔"

"باپو ۔۔۔ کیا تم اب بھی مجھے گردھاری کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے ۔۔۔؟"

"نہیں ۔۔۔ تُو مہان شکتی پراپت کر چکا ہے ۔۔۔ اب خود ہی اس کا کھوج لگا۔"

"اس کا اصلی رُوپ کیا ہے؟"

"میں مجبور ہوں نرمل ۔۔۔" جمنا داس کی آتما نے کہا۔ "تُو نے شیام سرن کو مار کر میری زبان پر بھی تالے ڈال دیئے ہیں۔ اب اس دھرتی سے میرا ناتا ٹوٹنے میں کیول دو دن اور رہ گئے ہیں۔"

"اگر میں اپنی شکتی سے لاجونتی اور گردھاری کے شریر کے آخری ملاپ کو روک دوں تو ۔۔۔؟"

"تو جو چاہے کر سکتا ہے پرنتو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مجھے ہر قیمت پر واپس جانا ہو گا۔"

"شیام سرن کے سلسلے میں، میں تم سے شما چاہتا ہوں ۔۔۔" نرمل داس نے سچے دل سے معافی مانگی۔

"اب جو ہو گیا اسے بھول جا ۔۔۔ بلوان بن گیا ہے تو اب بلوانوں کی طرح سوچنے کی عادت بھی ڈال ۔۔۔ پیچھے پلٹ کر دیکھنے سے منش کمزور ہو جاتا ہے ۔۔۔ پاپ اور پُن کے چکروں میں پڑ گیا تو نہ گھر کا رہے گا نہ گھاٹ کا۔"

"گردھاری اور تمہارے یدھ کے درمیان میں بھی آ سکتا ہوں ۔۔۔؟"

"نہیں ۔۔۔ ایسی بھول مت کرنا ورنہ دیوی پھر ناراض ہو جائے گی۔" جمنا داس کی آتما نے کہا۔ "ہاں ۔۔۔ تُو کسی تماش بین کی طرح دُور کھڑا ہو کر تماشہ ضرور دیکھ سکتا ہے۔"

"کیا میں چرن کمار سے گدی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا؟" نرمل داس نے مطلب کی بات کی۔

"تیری وجے اوش ہو گی ۔۔۔ لیکن جلدی کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ اس پاپی کے برے دن آ چکے ہیں اور ۔۔۔" جمنا داس کی آتما نے جملہ ادھورا چھوڑ کر کہا۔ "تُو نے مجھے جو وچن دیئے تھے انہیں بھول مت جانا۔"

"مجھے ایک ایک بات یاد ہے ۔۔۔" نرمل داس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اب جا رہا ہوں نرمل ۔۔۔ پرنتو جب تک میری آتما اس دھرتی پر بھٹک رہی ہے تیرے پاس آتا جاتا رہوں گا۔"

"مرتے سمے شیام سرن نے دبی زبان میں کہا تھا کہ لاجونتی کا جیون برباد کرنے میں جسونت رام کا بھی ہاتھ ہے ۔۔۔؟" نرمل داس نے تیزی سے سوال کیا۔ "اُس نے کسی میجر لیاقت کی دیس بھگتی کا ۔۔۔"

"مرنے والے نے جو بھی کہا وہ غلط نہیں تھا ۔۔۔ اُس کی کہی ہوئی باتوں کو بھول مت جانا ۔۔۔ ایک بات اور گرہ سے باندھ لے۔" جمنا داس کی آتما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس چنڈال چرن کمار سے بچنے کے لئے منڈل میں رہ کر ہی کوئی قدم اٹھانا ورنہ وہ تیری شکتی کے راز کو پا لے گا۔"

پھر نرمل داس نے کچھ کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ جمنا داس کی آتما شاید جا چکی تھی۔ نرمل داس قدم بڑھاتا بڑے بازار میں آ گیا۔ پھر اُسی فٹ پاتھ پر کھڑا ہو گیا جہاں اُس نے پہلی بار اپنی آنکھوں کی شکتی سے شوکیس میں رکھے ہوئے ماڈل کو جلایا تھا۔

بازار میں ہر طرف چہل پہل تھی۔ شیشے کے شوکیس کو پھر اسی طرح سجا دیا گیا تھا جیسا وہ پہلے تھا۔ جلے ہوئے پلاسٹک ماڈل کی جگہ دوسرا ماڈل رکھ دیا گیا تھا۔ بازار کی رونق میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ سڑک پر ٹریفک کا بہاؤ بھی زیادہ تھا۔

نرمل داس فٹ پاتھ پر کھڑا اطراف کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ اپنی مہان شکتی کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ کچھ سوچ کر اُس نے اپنے گرد منڈل کھینچ لیا۔ ابھی وہ کسی شکار کو تختۂ مشق بنانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر اچانک اس ہٹے کٹے سادھو پر پڑی جو سڑک کی دوسری جانب فٹ پاتھ پر کھڑا تھا ۔۔۔ نرمل نے آنکھیں بند کر کے پوری توجہ سے سادھو کے ذہن میں گھسنے کی کوشش کی۔ ایک منٹ تک اُسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن پھر اُس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔ وہ ساٹھ ستر فٹ کے فاصلے پر ہونے اور ٹریفک کے شور وغل کے باوجود ہٹے کٹے سادھو کے ذہن میں کلبلانے والے خیالات کو

پڑھ سکتا تھا جو اس وقت کسی شکنتلا کے بارے میں سوچ رہا تھا جو کالی کے مندر کی ر
سے نوعمر، شوخ، چنچل اور خوبصورت پجارن تھی۔ لیکن چرن کمار نے اُسے صرف اپنے
لئے وقف کر رکھا تھا۔ کوئی پنڈت یا پجاری اُس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"یہ سراسر دھاندلی ہے ـــ" ہٹا کٹا سادھو خود کلامی کے انداز میں سوچ رہا تھا ـــ "جو بھی نئی اور الہڑ پجارن مندر میں داخل ہوتی ہے چرن کمار کی جاگیر بن جاتی ہے ـــ جب اُس کا دل پجارن سے بھر جاتا ہے تو اسے خاص کٹیا سے نکال کر (جو چرن کمار کی من پسند پجارن کے لئے مخصوص ہوتی تھی) کسی دوسری کٹیا میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں اس پجارن کے چاہنے والے اس کے شریر کو کتے کی طرح بھنبھوڑنے کے لئے لپک پڑتے ہیں ـــ چرن کمار سب کو نیائے کا سبق پڑھاتا ہے۔ یہی بھاشن دیتا ہے کہ مندر میں آنے والا پرساد سب کے لئے برابر ہے ـــ منش کو منش کا دھیان رکھنا چاہئے، کسی کا دل توڑنا گھور پاپ ہے ـــ بڑی اُونچی اُونچی باتیں کرتا ہے لیکن خوبصوت، نازک اور حسین پجارنوں اور دیوداسیوں کے سلسلے میں وہ برابر برابر کا سبق بھول کر اپنے پتا کا مال سمجھنے لگتا ہے ـــ یہ انیائے اور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟"

نرمل داس خاموشی سے سادھو کے ذہن سے نکل آیا۔ اُس کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ اُبھر رہی تھی۔ اُس نے پجارن شکنتلا کا نام اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا۔

دوسری بار اُس نے ایک دکاندار کے ذہن میں جھانکا جو اپنے گاہک کو پٹی پڑھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بازار میں دو اور تین نمبر کے مال زیادہ ہوتے ہیں اسی لئے ان کی قیمت بھی کم ہوتی ہے ـــ پرنتو میں آپ کو بڑھیا اور ایک نمبر کا اصلی مال دکھا رہا ہوں ـــ گاہکوں کے ساتھ دھوکا کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔ آپ میری بات پر وشواس کیجئے، اس سے زیادہ کھرا مال آپ کو پورے بازار میں کہیں نہیں ملے گا۔"

گاہک اُس کی باتوں سے مطمئن ہو کر جیب سے بٹوا نکال رہا تھا جب نرمل داس نے دکاندار کے ذہن کو جھنجھوڑ کر کہا۔

"جھوٹ بول کر مال تو بیچ لو گے لیکن گاہک کے جاتے ہی تمہیں گھر سے کسی کی موت کی اطلاع ملے گی۔ مرنے والی تمہاری دھرم پتنی بھی ہو سکتی ہے۔ تمہارا کوئی بیٹا یا بیٹی

بھی ہو سکتی ہے ـــ میری مانو تو گاہک کے سامنے سچ اُگل دو ـــ اسی میں تمہاری [illegible]تی ہے"

دکاندار بری طرح گڑبڑا گیا ـــ پھر اُس نے شوکیس پر رکھا ہوا مال اٹھا کر اندر رکھ لیا۔

"میں اب یہ مال نہیں بیچوں گا۔" اُس نے گاہک سے کہا۔

"کیوں ـــ؟" گاہک نے اُسے حیرت سے گھورا۔ "میں تو تمہاری زبان پر وشواس کر کے منہ مانگی قیمت دے رہا ہوں۔"

"نہیں چاہئے مجھے پوری قیمت ـــ" دکاندار نے چیخ کر جواب دیا۔

"تو پاگل تو نہیں ہو گیا؟" گاہک کو بھی غصہ آ گیا۔ "انسانوں کی طرح بات کر۔"

پھر وہی ہوا جو نرمل داس نے من میں سوچا تھا۔ قریب کھڑے دوسرے گاہک بھی دکاندار کے رویے پر سراپا احتجاج بن گئے اور دھینگا مشتی شروع ہو گئی۔

نرمل داس کے ذہن پر طاری پراسرار قوت کا نشہ دوچند ہو گیا۔ وہ بازار سے گزرتا رہا اور اپنی قوتوں کو آزماتا رہا۔ پھر یکلخت اُس کے ذہن میں لاجونتی کا حسین تصور جاگ اُٹھا ـــ اُسی سندری کے کارن اُس نے جلد بازی سے کام لیا تھا۔ باپ کی آتما بھی اس سے خفا ہو گئی تھی اور پجاری شیام سرن بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ لیکن جاتے جاتے وہ اپنا کام کر گیا تھا۔ جو مہان شکتی اُسے جمنا داس کی آتما نے دان کی تھی ـــ جس کو حاصل کرنے کے لئے نرمل داس کو دو چندرما کے چکر پورے ہونے کا انتظار لازم کرنا تھا وہ بھی اسے شیام سرن کی وجہ سے مل گئی ـــ اس عظیم انسان نے کالی دیوی کو رام کرنے کے لئے اپنے خون کی قربانی دی تھی جو دیوی نے قبول کر لی تھی۔ نرمل داس کو کالی کا آشیرواد بھی حاصل ہو گیا تھا ـــ

لاجونتی کا خیال ذہن میں اُبھرا تو نرمل داس نے اپنا رُخ اس کی کوٹھی کی طرف موڑ دیا۔ لاجونتی کو قریب سے دیکھنے اور محسوس کرنے کے لئے جسونت رام سے بھی دو دو ہاتھ کرنا ضروری تھا۔

چالیس منٹ بعد وہ سول لائنز کی کوٹھی نمبر بائیس کے سامنے کھڑا تھا ـــ بڑے پھاٹک پر لگی ہوئی جسونت رام کی نیم پلیٹ بھی اُسے بتا رہی تھی کہ وہ غلط جگہ نہیں پہنچا۔

ایک لمحے تک وہ شاندار کوٹھی کو دیکھتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کے بائیں جانب لگی کال بیل پر انگلی جما دی۔ ابھی تک اس نے منڈل کو توڑنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ گھنٹی بجتے ہی گارڈ روم کا ایک مختصر سا چوکور حصہ کھلا پھر فوجی ٹوپی لگائے ہوئے ایک چہرہ سامنے آ گیا۔

"کون ہو تم ___؟" گارڈ روم میں نظر آنے والے بھاری بھرکم چہرے نے نخوت بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"ایک پجاری ہوں ___ شری جسونت رام جی سے ملاقات کرنی ہے۔" نرل داس نے سکون سے جواب دیا۔

"نام کیا ہے ___؟"

"پجاری کیول پجاری ہوتا ہے ___ نام جان کر کیا کرو گے ___؟"

"کوئی دوسری کوٹھی دیکھو پجاری بابا ___" اندر سے جواب ملا۔ "یہاں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔"

جواب میں نرل داس کے ہونٹوں پر بڑی تلخ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ قفل پر رکھ دیا جو ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس نے آرام سے کنڈی کھولی تو ٹھٹک کر رک گیا۔ چار قدم کے فاصلے پر ایک باوردی گارڈ اس پر رائفل تانے کھڑا تھا۔

"خبردار ___" اس نے خطرناک تیور سے للکارا۔ "ایک قدم آگے بڑھایا تو شوٹ کر دوں گا۔"

"عقل سے کام لے مورکھ! ___ جو تالے چھو کر توڑنے کی شکتی رکھتا ہے" گولیوں کا رخ بھی موڑ سکتا ہے۔" نرل داس نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "جا ___ اپنی کرسی پر بیٹھ جا ___ اور بھول جا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا۔"

چوکیدار کے چہرے کا تناؤ یکلخت غائب ہو گیا۔ وہ کسی روبوٹ کی طرح خاموشی سے مڑا اور اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ نرل داس سینہ تانے آگے بڑھا۔ کوٹھی کے داخلی دروازے کو کھولنے کی خاطر بھی اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ وہ ایک چوڑی راہداری عبور کر کے بائیں جانب مڑا تو جسونت رام سامنے لاؤنج میں ایک آرام کرسی پر

بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

"کس وچار میں گم ہو جسونت ___؟" نرل داس نے اسے گھور کر ٹھوس آواز میں کہا۔ "کیا ایک پجاری کا سواگت بھی نہیں کرو گے؟"

جسونت رام حیرت سے اچھل پڑا۔ ایک اجنبی پجاری کو دیکھ کر اس کے اعصاب چٹخنے لگے ___ پہلا سوال اس کے ذہن میں یہی ابھرا تھا کہ وہ اندر کس طرح داخل ہوا ___؟ کیا چوکیدار نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی ___؟ جسونت رام نے بل کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے ایک انچ بھی جنبش نہ کر سکا۔ کسی شیطانی قوت نے اسے جکڑ لیا تھا۔

"ک..... کون ہو تم؟" جسونت اپنی جگہ کسمسا کر رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔

نرل داس نے جواب دینے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر پوری کوٹھی کے چاروں طرف منڈل کھینچا پھر بڑے آرام سے بولا۔

"میں گردھاری ہوں ___" اپنا جملہ مکمل کرنے کے ساتھ ہی وہ بڑے سکون سے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"گ..... رر..... گردھاری......" جسونت رام گردھاری کا نام سن کر کانپنے لگا۔

"میں وہ گردھاری نہیں جو تم سمجھ رہے ہو ___" نرل داس نے زہرخند سے کہا۔ "وہ گردھاری ہوں جس نے تمہیں لاجونتی کو چرن کمار کے پاس لے جانے کو منع کیا تھا۔"

"اب کیا چاہتے ہو ___؟" جسونت رام نے بمشکل دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"اس گردھاری کا نام اور پتہ ٹھکانا جس کے کہنے پر تم نے لاجونتی کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔"

"م..... میں..... اسے نہیں جانتا۔" جسونت رام نے بے بسی کا اظہار کیا۔

نرل داس نے اس کی کھوپڑی میں گھس کر حقیقت معلوم کی۔ جسونت رام جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔ گردھاری کی اصلیت کے بارے میں وہ بھی لاعلم تھا ___ نرل داس نے اس کے ذہن کو ہر زاویے سے ٹٹولا لیکن گردھاری یا اس کے کسی گروپ کا کوئی نشان

تلاش نہ کر سکا ـــــ ایک لمحے تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔

"لاجونتی کہاں ہے ـــــ؟"

"وہ ـــــ وہ اپنی خواب گاہ میں ہے۔" جسونت رام نے دبی زبان میں کہا۔ "تمہارے فون پر میں نے اُسے کالی کے بڑے مندر جانے سے روک دیا تھا اس لئے وہ مجھ سے ناراض ہے۔"

"میں اسی کارن آیا ہوں جسونت ـــــ" نرمل داس نے نفرت سے جواب دیا۔ "تم نے اپنے مطلب کے کارن اُسے نرک میں جھونکنے کی چال چلی تھی۔ اب میں لاجونتی کو اس سے بچاؤں گا۔"

"تم ـــــ کیا ـــــ کہنا چاہتے ہو ـــــ؟ مم ـــــ میں نہیں سمجھا ـــــ" جسونت رام خوف سے ہکلانے لگا۔

"کیا صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں ہوگا کہ اب ایک بدھوار اور باقی رہ گیا ہے؟" نرمل داس کا لہجہ معنی خیز تھا۔

جسونت رام "بدھوار" کے حوالے پر بری طرح چونکا پھر کوئی جواب دینے کی بجائے پھٹی پھٹی نظروں سے نرمل داس کو دیکھنے لگا۔

نرمل داس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جسمانی طور پر وہ جسونت رام کے سامنے ضرور تھا لیکن اس کی نظریں لاجونتی کو تلاش کرتی ہوئی اُس کی خواب گاہ تک پہنچ گئی تھیں جو اس وقت لباس تبدیل کرنے جا رہی تھی۔ لیکن اچانک اُس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ڈریسنگ گاؤن کو بستر پر ڈالتی ہوئی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی لاؤنج میں آ گئی جہاں جسونت کے ساتھ ایک پجاری بھی موجود تھا ـــــ وہ پجاری کو پوری توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ جب نرمل داس نے بھی آنکھیں کھول دیں، لاجونتی اور نرمل داس کی آنکھیں چار ہوئیں تو لاجونتی حیرت انگیز طور پر خاموشی سے قدم بڑھاتی اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

جسونت رام کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"لاجورانی ـــــ" نرمل داس نے کچھ توقف کے بعد اسے بڑے پیار سے مخاطب کیا۔ "کیا تُو جانتی ہے کہ میں کون ہوں ـــــ؟"

لاجونتی نے نفی میں گردن کو جنبش دی۔

"تُو مجھے اپنا پریمی سمجھ لے ـــــ" نرمل داس نے اس کی بادامی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "ایسا پریمی جو تجھے اپنا جیون بلیدان کر کے بھی تمام نظروں سے بچانے کی شکتی رکھتا ہے۔"

"اب ـــــ اب یہ ممکن نہیں ہے۔" لاجونتی نے خوابیدہ انداز میں کہا۔ "اب سمے بہت دور نکل چکا ہے۔"

"میں چاہوں تو گزرا ہوا سمے واپس بھی آ سکتا ہے ـــــ پریم کی شکتی سب سے ادھک ہوتی ہے لاجو ـــــ تُو نے ابھی جیون میں دیکھا بھی کیا ہے؟"

"جو دیکھ چکی ہوں وہی بہت ہے۔"

"نراش مت ہو سندری ـــــ ایک بار اپنے اس پریمی کو بھی آزما کر دیکھ لے ـــــ" نرمل داس نے بڑی انکساری سے کہا۔

"تم ـــــ" لاجونتی نے بدستور ایسے انداز میں جواب دیا جیسے وہ اُسے برسوں سے جانتی ہو ـــــ "تم نے آنے میں بہت دیر کر دی۔ اب کیول......"

"ایک ہی بدھوار بیچ میں رہ گیا ہے۔" نرمل داس نے اس کا جملہ مکمل کیا تو جسونت رام کے علاوہ لاجونتی بھی چونکے بغیر نہ رہ سکی۔

"اپنا دھیان صرف میری طرف کر کے جواب دے لاجو ـــــ" نرمل داس نے لاجونتی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہایت ٹھوس لہجہ اختیار کیا ـــــ "کیا تُو جانتی ہے کہ گردھاری کون ہے ـــــ؟"

"نہیں ـــــ" لاجونتی نے پلکیں جھپکائے بغیر ایسے انداز میں کہا جیسے وہ آواز اس کی زبان سے نہیں دل کی گہرائیوں سے نکل رہی ہو ـــــ

"تُو نے اس کے کتنے رُوپ دیکھے ہیں ـــــ؟"

"دو رُوپ ـــــ" لاجونتی نے خود کلامی کے انداز میں جواب دیا۔ "وہ ـــــ کوڑیالے سانپ کے روپ میں ساری رکاوٹیں پھلانگ کر میری خواب گاہ تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر ایک سندر نوجوان کا روپ دھار لیتا ہے ـــــ اُس کے شریر پر کوئی لباس نہیں ہوتا ـــــ پھر ـــــ پھر ـــــ"

"وہ اپنی من مانی کر کے غائب ہو جاتا ہے ـــــ" نرمل داس نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ آں ـــــ" لاجونتی نے مختصر جواب دیا۔

"اب ایسا نہیں ہوگا رانی ـــــ" نرمل داس نے ٹھوس لہجے میں اُسے یقین دلایا۔ "میں روک دوں گا شریر کے اس آخری ملاپ کو جس کے بعد تُو اس پاپی کے چنگل سے آزاد ہو جائے گی۔"

لاجونتی کی خوبصورت آنکھوں میں اُمید کی ایک کرن اُبھری لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پلکیں جھپکائے بغیر نرمل داس کو دیکھتی رہی۔

"میں نے جو کچھ کہا اسے بھول جا ـــــ" نرمل داس نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "کیول اتنا یاد رکھ کہ ایک شکتی ایسی ہے جو تیرا بچاؤ اوش کرے گی ـــــ گردھاری جو بھی ہے اب اپنے سپنوں کو پورا نہیں کر سکے گا۔"

نرمل داس اپنا جملہ مکمل کر کے اٹھا پھر لاجونتی کو گھورتا ہوا لاؤنج سے باہر چلا گیا ـــــ لاجونتی اُس کے جانے کے بعد اس طرح چونکی جیسے کوئی خواب دیکھ رہی تھی ـــــ اُس نے حیرت سے ایک نظر جسونت رام پر ڈالی پھر تیزی سے اپنے بیڈروم میں جا کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

جسونت رام اس طرح اپنی کرسی پر ساکت و جامد بیٹھا تھا جیسے کوئی زہریلا سانپ اُسے سونگھ گیا ہو ـــــ!!



کپور کا فون ملنے کے بعد پردیپ پٹیل نے خود کو گھر کی چہار دیواری تک محدود کر لیا تھا ـــــ انجلا نے بھی کہیں آنا جانا چھوڑ رکھا تھا۔

دونوں کو ہر لمحہ اسی بات کا خطرہ لاحق رہتا تھا کہ کسی وقت بھی فون کی گھنٹی بجے گی اور وہ تلوار ان کے سامنے آ جائے گی جو ٹائپ شدہ پیغام ملنے کے بعد سے ان کے سروں پر موت بن کر لٹک رہی تھی۔

دو روز گزر گئے لیکن اس پیغام کے حوالے سے کوئی فون نہیں آیا۔

پردیپ کے مقابلے میں انجلا زیادہ فکرمند تھی۔ اُس نے اپنی نظروں سے کپور اور نارنگ کو باری باری مووی بناتے اور تصویر کھینچتے دیکھا تھا۔ اُس وقت وہ حواس باختہ تھی

اس لئے اس نکتہ پر غور نہیں کر سکی تھی کہ وہ صرف تصویریں بنانے کو کیوں ترجیح دے رہے تھے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی ایک خاص حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی ـــــ وہ بے لباس اور بے بس ہونے کے باوجود ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی ہوس کا نشانہ نہیں بنی تھی ـــــ آخر اس کی وجہ کیا تھی ـــــ؟ وہ جانتی تھی کہ کپور اور نارنگ حکومتی حلقوں کے کچھ ذمہ دار افسروں اور ان کی بیگمات تک بھی پہنچ رکھتے تھے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے بیشتر افسران کو بھی اپنے ناجائز کاروبار کا ایک مخصوص حصہ بڑی پابندی اور ایمانداری سے ادا کرتے تھے۔ ذاتی طور پر وہ اچھے کردار کے مالک نہیں تھے۔ ان کے واقف کاروں میں خونی اور ڈاکو افراد بھی شامل تھے جو دن دیہاڑے کسی کے گھر میں گھس کر اُس کی عزت لوٹ سکتے تھے ـــــ قتل بھی کر سکتے تھے ـــــ پھر وہ شخصیت کس کی تھی جس سے وہ دونوں بھی خائف ہو گئے تھے؟ ـــــ صرف اسی حد تک عمل کیا تھا جس کی ہدایت کی گئی تھی۔ مقررہ حدود کو پھلانگنے کی جسارت نہیں کی تھی ـــــ؟

اس وقت بھی وہ لاؤنج میں بیٹھی پردیپ کا انتظار کر رہی تھی جس نے ایک دفتری میٹنگ کے سبب کچھ دیر سے آنے کی اطلاع فون پر دی تھی۔

پردیپ کی دھرم پتنی ہونے کے باوجود وہ اس نازک مسئلے پر اس سے کھل کر بات کرنے سے گریز ہی کرتی تھی۔ وہ خوش تھی کہ پردیپ نے عام مردوں کی طرح نہ اُس سے منہ پھیرا تھا نہ ہی کسی نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے برعکس وہ اس ناخوشگوار حادثے کے رونما ہونے کے بعد سے اس کی زیادہ دلجوئی کرنے لگا تھا لیکن خود انجلا اس خلش پر قابو نہیں پا سکی تھی۔ اس کا ذہن ہر وقت اسی گتھی کو سلجھانے میں اُلجھا رہتا تھا۔

کپور اور نارنگ جیسے بدقماش لوگوں پر آنکھ بند کر کے بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ کسی آکٹوپس ہی کی طرح اپنے شکار کو بے بس کر کے تماشہ دیکھنے کے عادی تھے۔ پہلے ان دونوں نے پردیپ سے دفتر میں دو چار پاسپورٹ بنوانے کے سلسلے میں ملاقات کی تھی۔ دوستی کا یہ سلسلہ کچھ دنوں تک دفتر تک ہی محدود رہا پھر پردیپ نے انہیں گھر بلانا شروع کر دیا۔ راتوں رات بڑا آدمی بننے کی خواہش نے اسے کپور اور نارنگ کے زیادہ قریب کر دیا۔ دو تین مہینے کے مختصر عرصے میں اُس نے ان دونوں کے ذریعے خاصی رقم

جمع کر لی تھی ـــــ لیکن اس کے بعد سفارت خانے کے اہم آفیسر کو پردیپ کی نجی مصروفیات کی بھنک مل گئی۔ اُس کی سرزنش کے بعد ہی پردیپ نے کپور اور نارنگ سے فاصلہ بڑھانا شروع کر دیا تھا۔

پھر تین چار مہینے تک نہ تو پردیپ نے ان سے ملنے کی کوشش کی نہ ہی ان دونوں نے کسی قسم کا رابطہ کیا۔ درمیان میں وہ کہاں غائب رہے اس کا علم انجلا کو نہیں تھا نہ ہی اُس نے پردیپ کو اس سلسلے میں ٹٹولنے کی کوشش کی ـــــ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ کئی موقعوں پر معمولی انکار کے بعد کپور اور نارنگ سے قیمتی تحائف بھی وصول کر چکی تھی۔

جس روز وہ سانحہ رونما ہوا اس روز کپور اور نارنگ کوئی اطلاع دیئے بغیر اچانک ہی گھر آ گئے تھے ـــــ پردیپ اُنہیں دھکے دے کر گھر سے نکالنے کی پوزیشن میں نہیں تھا اس لئے رسمی باتیں کرتا رہا۔ وہ انہیں صرف چائے کی ایک پیالی تک محدود رکھنا چاہتا تھا لیکن انجلا انہیں کھانے کی دعوت دے بیٹھی تھی ـــــ پھر جو کچھ ہوا اس کی توقع نہ تو انجلا کو تھی نہ ہی پردیپ کے ذہن میں ایسا کوئی خیال آیا تھا۔

انجلا کا ذہن متعدد بار اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کر چکا تھا۔ پردیپ اور اس کی شادی کو چھ سال ہو چکے تھے۔ ابھی تک اس کی گود ہری نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کا فگر (FIGURE) بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ اُسے اپنے حلقے میں ہر اعتبار سے خوبصورت اور حسین کہا جاتا تھا ـــــ جسمانی تراش خراش کے دلکش ہونے کے علاوہ اس کی بادامی اور غلافی آنکھوں میں جنس مخالف کے لئے مقناطیسی کشش بھی بھگوان کی دین تھی۔ دو تین بار اُسے مختلف اشتہاری کمپنیوں کی جانب سے ماڈلنگ کی پُرکشش آفر بھی مل چکی تھی۔ پردیپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن انجلا نے انکار کر دیا تھا۔ وہ اپنے اور پردیپ کے درمیان ایک معمولی سی غلط فہمی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی ـــــ وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھی لیکن جو شرم ناک سانحہ پیش آیا تھا اس نے اس کے پورے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

اُس کا ذہن اس بات کو ماننے پر آمادہ نہیں ہو رہا تھا کہ کپور اور نارنگ اس قدر مجبور تھے کہ "خوانِ نعمت" نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود منہ پھیر کر چلے گئے تھے جبکہ وہ دونوں بھی نشے میں تھے لیکن ان کا نشہ دو آتشہ نہیں ہوا ـــــ آخر کیوں ـــــ؟

انجلا کے ذہن میں اس وقت بھی خیالات کی یلغار ہو رہی تھی ـــــ جب کپور اور نارنگ اُسے اُس کی ذاتی خواب گاہ میں پردیپ کی موجودگی میں زبردستی لباس کی قید و بند سے آزاد کر سکتے تھے ـــــ اُس کے جسمانی نشیب و فراز کو اپنے مضبوط ہاتھوں کے حصار میں لے کر شرم ناک پوز بنا سکتے تھے تو پھر وہ کون سی مجبوری تھی جس نے انہیں منہ کالا کرنے سے روک دیا تھا؟ ـــــ کیا وہ مرد نہیں تھے یا کسی کی سخت ہدایت نے انہیں زنخا بنا دیا تھا؟ ـــــ اور اگر اس میں کسی تیسرے فرد کا ہاتھ شامل تھا تو وہ پردیپ یا انجلا سے کیا چاہتا تھا؟ ـــــ دو روز گزر جانے کے بعد بھی اُس نے خاموشی کیوں اختیار کر رکھی تھی ـــــ؟ آخر کیوں؟ ـــــ کس لئے ـــــ"

انجلا کا ذہن اُلجھتا رہا پھر ایک نئے خیال نے بڑی سرعت سے سر اُبھارا۔

"جو بھی ہوا ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہوا ـــــ کپور اور نارنگ نے اُسے جسمانی طور پر پامال نہ کر کے محض دھوکا دینے کی کوشش کی ہوگی ـــــ وہ چھوٹے ہاتھ مارنے کے عادی نہیں تھے ـــــ ایک پھیرے میں لاکھوں کی الٹ پھیر کرنے کے عادی تھے ـــــ بڑی بڑی مچھلیوں کو جال میں آزادی کی خاطر تڑپتا اور مچلتا دیکھ کر خوشیاں منانے کے عادی تھے ـــــ یقیناً یہی بات تھی جو کپور اور نارنگ نے پہلے ہی وار میں حد سے گزر جانے کی حماقت نہیں کی ہوگی ـــــ جو تصویریں اُن کے قبضے میں جا چکی تھیں وہ ان کے ذریعے جب چاہتے جو چاہتے فائدہ اٹھا سکتے تھے ـــــ پردیپ پٹیل کو بھی اپنی مرضی کے خلاف ہر قسم کا غیر قانونی کام کرنے پر مجبور کر سکتے تھے ـــــ خود اُسے بھی بلیک میل کر کے ایک بار نہیں، دس بار بھی لباس کی قید و بند سے آزاد ہونے پر مجبور کیا جا سکتا تھا ـــــ اور ـــــ ہو سکتا تھا کہ وہ اُسے اپنی ناجائز تجارت کی خاطر غیر قانونی دھندے میں ایک کیریئر (CARRIER) کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہوں ـــــ اور بھی کئی منفی پہلو ہو سکتے تھے۔"

دروازے پر آہٹ ہوئی تو انجلا نے پردیپ کو دیکھ کر اپنے گداز ہونٹوں پر ایک بھرپور مسکراہٹ سجا لی۔

"بہت دیر کر دی تم نے ـــــ" وہ اپنے پریشان خیالات کو ذہن سے جھٹک کر لپکتی ہوئی پردیپ کے قریب چلی گئی اُس کے گلے میں بانہیں ڈال کر بڑے پیار سے بولی۔

"تمہارے بنا میں نے بھی ابھی تک چائے نہیں پی۔"

"آج ہم چائے گھر پر نہیں ــــ شرماجی کی بیٹی کی سالگرہ کی خوشی میں فائیو اسٹار ہوٹل ڈیلکس میں پئیں گے ــــ" پردیپ نے اُسے بانہوں میں سمیٹ کر چومتے ہوئے کہا۔ "چلو ــــ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

انجلا کے لئے شرماجی کا نام نیا نہیں تھا۔ وہ سفارت خانے کے دوسرے سب سے بڑے عہدے دار سمجھے جاتے تھے۔ ایک بار پہلے بھی وہ اُن کی ڈنر پارٹی اٹینڈ کر چکی تھی جس میں صرف مخصوص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

"تم نے دفتر سے کیوں نہیں فون کر دیا ــــ؟" وہ اِٹھلا کر بولی۔ "اب تک میں بن سنور کر تیار بھی ہو چکی ہوتی۔"

"مجھے بھی میٹنگ ختم ہونے کے بعد سالگرہ کا انوی ٹیشن ملا ہے ڈارلنگ۔" پردیپ نے کہا۔ "بس، تیار ہو جاؤ۔ راستے سے کوئی مناسب تحفہ بھی پیک کرانا ہے۔"

انجلا نے اپنی حسین کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ شام کے چھ بج رہے تھے۔ انوی ٹیشن پر سات کا وقت درج تھا۔ اس نے تیار ہونے میں غیر معمولی پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ نیلے رنگ کی ساڑھی اور تنگ بلاؤز میں وہ اور قیامت بن گئی۔ پردیپ نے اُس کے قریب آکر سرگوشی کی۔

"کس کس پر بجلی گرانے کا ارادہ ہے ــــ؟"

"دھت ــــ" انجلا نے مسکرا کر کہا پھر بولی۔ "جلدی نکلو۔ سے کم رہ گیا ہے۔"

"ایک ضروری بات اور کرنی تھی ــــ" پردیپ نے یکلخت سنجیدگی اختیار کر لی۔

"کیا ــــ؟" انجلا کی ساری شوخی کافور ہو گئی ــــ اُس کے ذہن میں ہزاروں خیالات اُبھرنے لگے۔

"آج سنی وار (ہفتہ) ہے اور کل چھٹی۔" جواب میں پردیپ نے والہانہ انداز میں مسکرا کر کہا تو وہ لمبی سانس لے کر شریر اور شوخ لہجے میں بولی۔

"دیکھا جائے گا۔"

دونوں ہنستے مسکراتے گھر سے نکلے۔ راستے میں ایک مناسب تحفہ پیک کرایا پھر سات بج کر دس منٹ پر وہ ڈیلکس ہوٹل کے اس فلور پر پہنچے جہاں شرماجی نے اپنی بچی

کی سالگرہ کے لئے ایک خاصا بڑا ہال بک کرا رکھا تھا۔ ہال میں مختلف محکموں کے اعلیٰ افسروں کے علاوہ اسمبلی کے چیدہ چیدہ ممبران، مختلف محکموں کے وزیر اور اعلیٰ عہدیدار، تجارتی حلقوں کے جانے مانے چہرے، دوسرے کئی ملکوں کے سفارت کاروں کے علاوہ دیگر بے شمار دوست احباب بھی موجود تھے۔ بیشتر میزیں بھر چکی تھیں۔ کچھ پر "مخصوص" (RESERVED) کی تختیاں موجود تھیں جن پر مہمانوں کے نام کا خوبصورت لیبل بھی لگا ہوا تھا۔

پردیپ اور انجلا نے چار کرسیوں والی ایک میز کا انتخاب کیا جو ہال کے مغربی گوشے میں موجود تھی۔ وہاں اُن کے کچھ اور واقف کار بھی تھے۔ تحفے تحائف کے لئے مخصوص حصہ بنایا گیا تھا۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے سالگرہ کا کیک کاٹا گیا تو پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ ہپی برتھ ڈے کے نعرے گونجے۔ پھر ٹی پارٹی شروع ہو گئی جس میں اتنی زیادہ اور مختلف ڈشیں موجود تھیں کہ اس کے بعد ڈنر کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی تھی ــــ پردیپ اور انجلا نے بھی اپنی پلیٹیں مرغوب چیزوں سے بھریں، پھر اپنی میز پر آگئے جہاں اتفاق سے ابھی تک کوئی تیسرا آدمی نہیں آیا تھا ــــ راستے میں پردیپ اور انجلا کے بھی کئی واقف ملے جن کے ساتھ ان دونوں ہی نے "پرنام" اور "جے رام جی" کہہ کر گرم جوشی دکھائی۔

"شرماجی نے تو بڑا لمبا اہتمام کر ڈالا ــــ" انجلا نے پردیپ سے کہا۔

"سفارت کاروں کے ایسے ہی عیش ہوتے ہیں ــــ" پردیپ نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "اپنی جیب سے ایک دمڑی بھی نہیں جاتی اور مفت میں پبلک ریلیشننگ (PUBLIC RELATIONING) بھی ہو جاتی ہے۔"

"اتنا ڈھیر سارا کھانے کے بعد تو نیند بھی جلدی آ جائے گی۔" انجلا نے معنی خیز انداز میں پردیپ کو چھیڑا۔

"خبردار ــــ" پردیپ نے اُسے پیار سے گھورا۔ "نیند کی بات کی تو ٹھنڈے پانی کی پوری بالٹی تمہارے اوپر ڈال دوں گا۔"

"پھر تو میں بالکل ہی ٹھنڈی ہو جاؤں گی۔" انجلا اور شوخ ہو گئی۔

پردیپ کچھ جواب دینا چاہتا تھا کہ میجر لیاقت کو قریب سے گزرتا دیکھ کر وہ جلدی

سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پہلے بھی دو تین موقعوں پر وہ اُس سے مل چکا تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''اکیلے نظر آ رہے ہیں ـــــ بھابی جی ساتھ نہیں آئیں ـــــ؟''

''نہیں ـــــ'' میجر لیاقت نے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملا کر جواب دیا۔ ''اکثر وہ مجھ اکیلے ہی کو دھکا دے دیتی ہیں اور خود گھر پر آرام کرتی ہیں۔''

''وہ نہیں آتیں یا آپ اپنی مصروفیات کی وجہ سے ساتھ نہیں لاتے ـــــ؟'' پردیپ نے بے تکلفی کا مظاہرہ کیا۔

''ایک ہی بات ہے ـــــ'' میجر نے مسکرا کر جواب دیا پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر دبی زبان میں سرگوشی کی۔ ''جسونت رام اور لاجونتی نظر نہیں آ رہے ـــــ تم نے تو نہیں دیکھا ـــــ؟''

''جی ـــــ جی نہیں ـــــ'' اس بار پردیپ نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ میجر لیاقت کے لب و لہجے نے اُسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''جسونت کے بارے میں تمہاری ذاتی رائے کیا ہے ـــــ؟'' میجر لیاقت نے زیر لب مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔ ''سنا ہے وہ تمہارے ذریعے نیا پاسپورٹ بنوانے کی کوشش کر رہا ہے ـــــ؟''

''نن ـــــ نہیں سر ـــــ!'' پردیپ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ ہکلاتے ہوئے بولا۔ ''ایسی تو کوئی بات نہیں ہے ـــــ''

''جانتے تو ہو اُسے ـــــ؟''

''جی ـــــ ہاں۔''

''فون پر بات بھی ہوتی ہوگی ـــــ؟''

''کبھی ـــــ کبھار ـــــ'' پردیپ نے پھر مختصراً جواب دینے میں عافیت سمجھی۔

''اوشا کرن کے تبادلے کی وجہ جانتے ہو ـــــ؟'' اس بار میجر لیاقت نے اپنا مخصوص انداز اختیار کیا۔

''جی ـــــ جی ہاں۔'' پردیپ ساری جان سے لرز اٹھا۔

''اتفاق ہی تھا جو وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی لیکن تم ـــــ'' میجر لیاقت ٹھوس

اور سرد لہجے میں بولا۔ ''تم اب اس پوزیشن میں نہیں ہو ـــــ جسونت رام اور تمہارے درمیان تمہارے اَن لسٹڈ نمبر پر ہونے والی گفتگو کا ٹیپ بھی میرے پاس محفوظ ہے۔''

اس بار پردیپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خوف اور خطرے کی ایک سرد لہر اس کی رگوں میں دوڑنے لگی۔

''کس کو بچانا پسند کرو گے؟ ـــــ جسونت رام کو ـــــ یا انجلا کو ـــــ؟''

''کیا مطلب ـــــ؟'' پردیپ انجلا کا نام سن کر بری طرح چونک اٹھا، ہکلاتے ہوئے بولا۔ ''انجلا کا نام ـــــ''

''وقت ضائع مت کرو مسٹر پردیپ ـــــ!'' میجر لیاقت نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا۔ ''مجھے کھل کر کسی ایک کا نام بتا دو جو تمہیں زیادہ پیارا ہو ـــــ تمہاری اطلاع کے لئے میں فی الحال صرف کپور اور نارنگ کا نام لینا ہی پسند کروں گا۔''

پردیپ نے پھٹی پھٹی نظروں سے میجر لیاقت کو دیکھا ـــــ کپور اور نارنگ کے حوالے پر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو چکے تھے ـــــ بڑی مُردہ آواز میں بولا۔

''م...... مجھے انجلا زیادہ پیاری ہے۔''

''گڈ ـــــ میں جلد ہی تم سے دوبارہ ملوں گا ـــــ میرے کسی حکم کو ٹالنے کی غلطی نہ کرنا ـــــ'' میجر لیاقت نے زہر خند سے سرسراتے انداز میں اپنا جملہ ادا کیا پھر لوگوں کو دکھانے کی خاطر ایک بار پھر اُس نے بڑی اپنائیت اور گرم جوشی سے پردیپ سے ہاتھ ملایا اور قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

پردیپ کے دل و دماغ کے ہر گوشے میں خطرے کی بے شمار سرخ بتیاں جلنی بجھنی شروع ہو گئیں ـــــ!!



آج اُس کی زندگی کی سب سے اہم رات تھی ــــــ

لاجونتی نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ مرجائے گی لیکن کسی گندی قوت کی رکھیل بننا قبول نہیں کرے گی۔ ایک ہفتہ قبل بھی اس نے اپنے بچاؤ کی خاطر سارے جتن کر ڈالے تھے لیکن برہنہ نوجوان کی آنکھوں کے سحر نے اُس کی تمام دماغی قوتیں سلب کرلی تھیں مگر اب اور بات تھی ــــــ ایک اجنبی نے اُس کے گھر آکر جسونت رام کی موجودگی میں بڑے اعتماد سے دعویٰ کیا تھا کہ وہ شریر کے اس آخری ملاپ کو روک دے گا ــــــ اُس نے خود کو لاجونتی کا پریمی کہا تھا۔ یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ لاجونتی کو بچانے کی خاطر اپنا جیون بھی بلیدان کر دے گا ــــــ اُس کے آخری جملے اس وقت بھی لاجونتی کے کانوں میں گونج رہے تھے ــــــ!

''میں نے جو کچھ کہا اسے بھول جا ــــــ کیول اتنا یاد رکھ کہ ایک شکتی ایسی ہے جو تیرا بچاؤ اوش کرے گی ــــــ گردھاری جو بھی ہے اب اپنے سپنوں کو پورا نہیں کر سکے گا۔''

لاجونتی نہیں جانتی تھی کہ وہ نوجوان کون تھا۔ اس نے پہلی بار اسے اپنے گھر پر دیکھا تھا لیکن کوئی بات ایسی ضرور تھی جو لاجونتی کو یقین دلا رہی تھی کہ اس نوجوان نے جو دعویٰ کیا تھا اسے پورا کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

ٹھیک نو بجے اُس نے اپنی خواب گاہ کے تمام کھڑکیاں دروازے بند کر کے پردے کھینچ دیئے تھے ــــــ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ناکامی کی صورت میں وہ شرم ناک منظر کوئی اور دیکھ سکے جس سے وہ چھ بار دوچار ہو چکی تھی۔ آج اُس نے اپنا نائٹ گاؤن بھی نہیں پہنا تھا۔ شلوار قمیض ہی پہنے ہوئے تھی۔

اُس کے ذہن میں کبھی کوئی پریشان خیال اُبھرتا تو وہ آنے والے کل کے تصور سے لرز اُٹھتی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جب اجنبی کی کہی ہوئی باتیں اس کے کانوں میں گونجتیں تو اس کا اعتماد بحال ہو جاتا ــــــ اُسے یاد تھا کہ پچھلی بار اس شیطانی قوت نے کیا کہا تھا ــــــ اُس نے کہا تھا کہ ایک قوت ایسی تھی جو لاجونتی کو اس کے ناپاک ارادوں سے بچانے کے کام آسکتی تھی لیکن اب وہ اُس دنیا میں نہیں تھی ــــــ مگر اجنبی نے بھی یہ بات بڑے یقین سے کہی تھی کہ ــــــ ''ایک شکتی ایسی ہے جو تیرا بچاؤ اوش کرے گی ــــــ''

لاجونتی کی نظروں میں کبھی اُمید کے دیئے ٹمٹمانے لگتے کبھی اندیشے پھونک مار کر ان دیوں کو بجھا دیتے تھے۔ وہ امید وبیم کی کیفیت سے دوچار تھی۔ آج اُس نے خواب گاہ کی تمام بتیاں جلا رکھی تھیں۔ اُس کی نظریں بار بار کمرے کے گوشے گوشے میں بھٹک رہی تھیں۔ وقت جیسے جیسے گزر رہا تھا اُس کے دل کی دھڑکنیں بڑھتی جا رہی تھیں ــــــ پھر ٹھیک پونے دس بجے وہ پھنکار کی آواز سن کر چونک اُٹھی۔ اُس نے تیزی سے نظریں گھما کر بائیں جانب دیکھا جہاں کھڑکی کے پردے کے قریب وہی کوڑیالا سانپ فرش پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا جسے وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔

لاجونتی کی نظریں سانپ پر جم کر رہ گئیں۔ اُس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ دل کی دھک دھک کی آوازیں اُس کی سماعت سے ٹکرانے لگیں ــــــ اُس نے سہمے ہوئے انداز میں سوچا ــــــ ''اگر آج بھی وہ پلید قوت اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تو کیا ہوگا؟ ــــــ کیا وہ اُس کی رکھیل بن کر اُس کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہو جائے گی ــــــ؟'' پھر اچانک اُسے اپنی ایک غلطی کا احساس بھی بڑی شدت سے ہوا ــــــ اُس نے رات کا انتظار کرنے کی بجائے اگر سرِ شام ہی ہمت سے کام لے کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنے وجود کو موت کی ابدی نیند سلا دیا ہوتا تو سارے خطرے، سارے اندیشے ختم ہو جاتے ــــــ کوئی کھٹکا باقی نہ رہتا ــــــ!

''نراش مت ہو سندری ــــــ!'' اُس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔ ''تیرے پُرکھا نے جو کہا تھا وہ اوش پورا ہوگا۔''

لاجونتی سنبھل کر بیٹھ گئی جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا ہو ــــــ

کوڑیالا سانپ رفتہ رفتہ اپنی کنڈلی کے بل کھول کر فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ بڑی مستی کے عالم میں وہ فضا میں جھوم رہا تھا ـــــ اُس کی لمبی اور مکروہ زبان بار بار لپلپا رہی تھی ـــــ اُس کی خوفناک آنکھیں لاجونتی کے حسین وجود پر مرکوز تھیں۔

''تم ـــــ تم گردھاری ہو یا جو بھی ہو ـــــ'' لاجونتی نے اپنی تمام تر قوتوں کو سمیٹ کر بمشکل لب کشائی کی۔ ''آج تم اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر سکو گے ـــــ میں جان دے دوں گی لیکن تمہاری رکھیل یا وش کنیا بننا قبول نہیں کروں گی۔''

جواب میں کوڑیالے ناگ نے فضا میں تیزی سے جھومنا شروع کر دیا۔ اُس کی خوفناک آنکھوں کی چمک دوچند ہو گئی۔ پھر وہ اسی انداز میں کسی عفریت کی مانند آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا مسہری کی جانب رینگنے لگا۔ لاجونتی کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون میں خوف سرایت کر گیا۔ اُس نے سانپ کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے کہا۔

''مجھ سے دور رہو........ میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا ورنہ........''

لاجونتی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی۔ خوف اور دہشت سے اُس کی آواز حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔ کوڑیالا سانپ زمین پر لوٹ لگا کر خوبصورت نوجوان کی شکل اختیار کر چکا تھا ـــــ ننگ دھڑنگ حالت میں سینہ تانے کھڑا لاجونتی کو مسکراتی ہوئی معنی خیز نظروں سے گھور رہا تھا ـــــ اُس کی آنکھوں سے پھوٹنے والے سحر نے لاجونتی کو مدہوش کرنا شروع کر دیا۔

''نہیں سندری! نہیں ـــــ'' نادیدہ آواز ایک بار پھر لاجونتی کے کانوں میں اُبھری۔

''اس اپرادھی کی طرف سے نظریں پھیر لے ـــــ اسی میں تیری مکتی ہے۔''

لاجونتی نے جلدی سے اپنی نظریں نوجوان کے سینے پر مرکوز کر دیں۔

''رانی ـــــ!'' نوجوان نے بڑے پیار سے کہا۔ ''تُو نے میری نظروں سے نگاہیں پھیر لی ہیں لیکن میں تجھے بے بس کرنے کے اور بھی ہزاروں گُر جانتا ہوں ـــــ آج اس دھرتی کی کوئی شکتی میرے تیرے بیچ آنے کی بھول نہیں کرے گی۔''

''سندری ـــــ اس راکشش کو باتوں میں اُلجھانے کی کوشش کر ـــــ اس کا دل لبھانے کی باتیں کرتا کہ میں اس پاپی کے بھاگنے کے راستے بند کر سکوں ـــــ یہ ایک بار بچ کر نکل گیا تو بڑی مشکلوں سے دوبارہ ہاتھ آئے گا۔''

''کن وچاروں میں گم ہے میرے من مندر کی رانی۔'' نوجوان نے لاجونتی کو مخاطب کیا۔ ''میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ۔ میں تیرا سچا پریمی ہوں ـــــ میری رانی بن کر تُو پوری دھرتی پر راج کرے گی۔ میں تجھے وش کنیا بنا کر امر کر دوں گا ـــــ تُو اتنی زہریلی ہو جائے گی کہ میرے سوا جو بھی تیرے سندر شریر کو چھونے کی بھول کرے گا وہ جل کر کوئلہ بن جائے گا۔''

''کیا ـــــ میں ناگن بن جاؤں گی ـــــ؟'' لاجونتی نے بمشکل خود کو سنبھال کر پوچھا۔

''تیرا روپ اب بھی ناگنوں سے کم نہیں ہے ـــــ لیکن وش کنیا بننے کے بعد تُو اگر کسی ناگن کو بھی چھو لے گی تو وہ بھی تیرے زہر سے تڑپ تڑپ کر مر جائے گی ـــــ تُو کیول میری ہو گی۔''

''تم ـــــ تم نے کہا تھا کہ میں بے پناہ شکتی کی مالک بھی بن جاؤں گی؟'' لاجونتی نے اُسے باتوں میں لگائے رکھنے کی کوشش جاری رکھی۔

''کیا تجھے میری بات پر وشواس نہیں آیا ـــــ؟''

''ایک بنتی کروں ـــــ مانو گے؟''

''بول میری رانی ـــــ!'' نوجوان نے کہا۔ ''آج میرے جیون کا ایسا شبھ دن ہے جسے پانے کے کارن میں نے بڑی کٹھن تپسیا کی تھی۔ تیرے سندر شریر کو اپنا بنانے کے لئے میں نے بڑے پاپڑ بیلے ہیں ـــــ پرنتو آج میرے سارے سپنے پورے ہو جائیں گے۔''

''کیا تم اگلے بدھوار تک مجھے سوچ بچار کرنے کا موقع نہیں دو گے ـــــ؟''

''نہیں ـــــ'' اس بار نوجوان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''آج کی شبھ گھڑی میرے تیرے شریر کے ملاپ کے لئے اٹل ہے ـــــ اسے پورا ہو لینے دے، اس کے بعد میں تیری ہر اچھا (خواہش) پوری کر سکتا ہوں۔''

''لیکن ـــــ'' لاجونتی نے کچھ کہنا چاہا لیکن نوجوان نے اس کی بات کاٹ کر قدرے سختی سے کہا۔

''زیادہ ہیر پھیر نہ کر رانی! ـــــ آج سنسار کے سارے کام ٹل سکتے ہیں پرنتو میرا

تیرا ملاپ نہیں ٹل سکتا ___ سن رہی ہے میری لاڈو، میں کیا کہہ رہا ہوں ___ "

لاجونتی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ غیر ارادی طور پر اس کی نظریں نوجوان کی نظروں سے ٹکرا گئیں۔ پھر اُس نے نگاہوں کا زاویہ بدلنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ اُس کا ذہن بڑی برق رفتاری سے غنودگی کا شکار ہونے لگا ___ نوجوان کی آنکھوں کے سحر نے اُسے پوری طرح تسخیر کر رکھا تھا۔

"اپنے شریر کو کپڑوں کی قید سے آزاد کر دے ___ " نوجوان سرسراتے لہجے میں بولا۔

لاجونتی کسی معمول کی طرح اس کے حکم پر عمل کرنے لگی۔ نوجوان اُسے للچائی ہوئی مگر فاتحانہ نظروں سے گھور رہا تھا ___

لیکن پھر اچانک اُس کے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا ___ اُس کی توجہ لاجونتی کی طرف سے ہٹ گئی۔ اُس نے تیزی سے چاروں طرف نظریں دوڑانی شروع کر دیں پھر غصے میں بپھر کر بولا۔

"کون ہے تُو ___؟ کائروں کی طرح چھپ کر میرے رنگ میں بھنگ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے ___ مورکھ! جیون پیارا ہے تو دُم دبا کر بھاگ جا ___ ورنہ جلا کر نشٹ کر دوں گا۔"

لاجونتی نے لباس اُتارنے کا عمل ترک کر دیا۔ نوجوان کے جملے سن کر اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔

"سندری ___ جلدی کر ___ " لاجونتی کے کانوں میں پھر نادیدہ آواز اُبھری۔ "تُو کمرے سے باہر چلی جا ___ میں اس پاپی کو آج تیرے شریر سے نہیں کھیلنے دوں گا۔ یہ میرا وچن ہے ___ آدھی رات گزر گئی تو پھر یہ دشٹ کیول ہاتھ ملنے کے اور کچھ نہ کر سکے گا۔"

لاجونتی نے نادیدہ آواز کے کہنے پر مسہری سے نیچے اترنے کی کوشش کی لیکن نوجوان اس کا ارادہ بھانپ کر اس کے سامنے آ گیا۔ غرا کر خوفناک لہجے میں بولا۔

"تُو میرے جال میں پھنس چکی ہے ___ اب کوئی شکتی میرے آڑے نہیں آ سکتی۔"

"ابھی ___ تم کس کو بھاگ جانے کو کہہ رہے تھے؟" لاجونتی نے اُسے باتوں میں بہلانے کی کوشش کی۔ "کون ہے جو ہمارے رنگ میں بھنگ گھونٹنے کا وچار کر رہا ہے ___؟"

"گردھاری کے ساتھ چھل کپٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہے ___؟" نوجوان نے اُسے خوفناک نظروں سے گھورا۔ "سچ بتا ___ کون ہے وہ جسے تُو نے میرے ساتھ بھڑانے کو بلایا ہے؟"

"م......میں نہیں سمجھی کہ تم......"

نوجوان نے اس بار بھی لاجونتی کی پوری بات سننے کی کوشش نہیں کی۔ اُس کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں ___ ایک لمحہ تک وہ شعلہ بار نظروں سے لاجونتی کی طرف دیکھتا رہا پھر اچانک اُس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی آغوش میں بڑی بے رحمی سے گھسیٹ لیا۔

"آج کوئی میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکتا ___ میرے اور تیرے شریر کا ملاپ اٹل......"

اس بار نوجوان بھی اپنا جملہ مکمل کرنے سے قاصر ہی رہا۔ اچانک اس نے لاجونتی کو چھوڑ کر اپنے گلے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی غیر مرئی قوت نے اچانک اُسے گردن سے دبوچ لیا ہو۔ لاجونتی کے لئے یہ موقع غنیمت تھا ___ وہ بڑی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی پھر اسے کھول کر باہر نکل گئی۔

"کیا بات ہے لاجو ___ یہ تمہارے بیڈ روم میں بجلیاں کیسی چمک رہی ہیں ___؟" جسونت رام نے جو اپنے کمرے سے پہلے ہی باہر آ چکا تھا تیزی سے لاجونتی کو سہارا دیتے ہوئے سوال کیا۔ "میں نے شور وغل کی آوازیں بھی سنی تھیں ___ "

"میری خواب گاہ سے دور رہو ___ " لاجونتی ہذیانی انداز میں چیخی۔ "وہ اندر موجود ہے۔"

"ہوش میں آ لاجونتی ___ " جسونت رام نے اُسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔ "مجھے بتا تو کہ اندر کون ہے ___؟"

"چھوڑ دو مجھے ___ " وہ تڑپ کر باپ کی بانہوں سے نکل گئی۔ غصے سے تلملا کر

بولی۔ ”تم نے مجھے جس نرک میں جھونکنے کی کوشش کی تھی وہ مجھے اس سے نکالنے کی کوشش میں اپنی زندگی داؤ پر لگا رہا ہے۔۔۔۔“

”کس کی بات کر رہی ہے۔۔۔۔؟“ جسونت رام نے لاجونتی کو تیز نظروں سے گھورا پھر اُس کی خواب گاہ کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”میں دیکھتا ہوں یہ سب کیا کھیل تماشا ہو رہا ہے۔“

”بھگوان کے لئے ایسا مت کرنا۔۔۔۔“ لاجونتی زمین پر گر کر جسونت رام کے پاؤں سے لپٹ گئی۔ ”آدھی رات بیت جانے دو۔۔۔۔ کسی نے میرے کانوں میں یہی کہا تھا کہ آدھی رات گزر جانے کے بعد وہ پلید شکتی مجھے اپنی رکھیل بنانے کا سپنا پورا نہیں کر سکے گی۔۔۔۔ میں بنتی کرتی ہوں۔۔۔۔ ابھی کسی کو میرے بیڈ روم میں مت جانے دو۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔“

جسونت رام بیٹی کا جواب سن کر ہونٹ چبانے لگا۔۔۔۔ اُس کے چہرے پر ایک لمحے کو تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی پھر اُس نے لاجونتی کا ہاتھ تھام کر اٹھایا اور بازو سے پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گیا۔

وقت بڑی سست رفتاری سے گزرتا رہا۔۔۔۔ پھر رات کے ایک بجے کے بعد جسونت رام نے لاجونتی کی خواب گاہ میں جانے کا ارادہ کیا تو لاجونتی بھی دھڑکتے ہوئے دل سے اُٹھ کر اُس کے ساتھ قدم بڑھانے لگی۔ جسونت رام نے لاجونتی کے بیڈ روم کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر دروازہ کھول کر اندر جانے کی کوشش کی لیکن چوکھٹ پر ہی ٹھٹک کر رک گیا۔

لاجونتی بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اپنی خوابگاہ کی مختلف چیزوں کو جلی بھنی حالت میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ ہر چیز اِدھر اُدھر بکھری پڑی تھی۔ پائیں باغ کی سمت کھلنے والی کھڑکی کا شیشہ چکنا چور نظر آ رہا تھا۔۔۔۔ پھر اُس کی نظریں اپنی مسہری کے قریب فرش پر کوڑیالے سانپ کی اس کھال پر جم کر رہ گئیں جو سوکھی سکڑی پڑی تھی۔۔۔۔ اُس کے اندر کسی سانپ کے جسم کا کوئی وجود نظر نہیں آ رہا تھا۔

جسونت رام کی پیشانی پر بھی غور و فکر کی ان گنت سلوٹیں اُبھر آئیں۔۔۔۔!!



نرمل داس منڈل میں بیٹھا اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے لاجونتی کے کمرے میں جھانک رہا تھا۔ اُس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور پوری طرح ارتکاز کی حالت سے دوچار تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ لاجونتی کی بھوش میں کیا لکھا تھا؟۔۔۔۔ آج اس کے فیصلے کا آخری دن تھا۔

اُسے مکمل یقین تھا کہ جمنا داس کی آتما نے جو وچن دیا تھا وہ ضرور پورا ہوگا۔

لاجونتی کی بے چینی دیکھ کر اُس کے دل کی کیفیت بھی انیس بیس ہو رہی تھی۔۔۔۔ ایک گھنٹے سے وہ ایک ہی پوزیشن میں آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ بند پپوٹوں کے پیچھے اُس کی آنکھوں کی پُتلیاں تیز تیز گردش کر رہی تھیں۔ وہ خواب گاہ کے ایک ایک کونے میں دیکھ رہا تھا جب اس کے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے اُبھرا۔

”اگر جمنا داس کی آتما کو دیوی دیوتاؤں کے حکم سے روک دیا گیا تو۔۔۔۔؟ کیا وہ اتنی دور اپنے مکان میں بیٹھے بیٹھے لاجونتی کی کوئی مدد کر سکے گا؟“

نرمل داس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ جمنا داس نے مرتے وقت اُسے اپنے جیون کی تمام قوتیں دان کر دی تھیں۔ وہ ان قوتوں کو مختلف انداز میں آزما بھی چکا تھا لیکن اگر کسی وجہ سے وہ بروقت لاجونتی کی مدد کرنے میں ناکام ہو گیا تو کیا ہوگا؟۔۔۔۔ کیا لاجونتی وش کنیا بن جائے گی؟ کسی پلید شکتی کی رکھیل بن کر سارا جیون اس کے اشاروں پر ناچتی رہے گی۔۔۔۔؟

نرمل داس کے من میں کھل بل جاری تھی جب اُس نے لاجونتی کی خواب گاہ میں کوڑیالے سانپ کو اچانک نمودار ہوتے دیکھا۔ وہ اپنی فتح مندی کے احساس سے فضا میں پھن کاڑھے مستی کے عالم میں جھوم رہا تھا۔ لاجونتی نے اُسے اپنے قریب آنے سے منع کیا تھا۔ وہ امید و بیم کی کیفیتوں سے دوچار تھی۔ کوڑیالے سانپ نے زمین پر لوٹ لگا کر اپنی جون بدل لی تھی۔ وہ لباس سے بے نیاز ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں کھڑا لاجونتی کو للچائی نظروں سے گھور رہا تھا۔

لاجونتی اور نوجوان کے درمیان گفتگو کی رسہ کشی ہوتی رہی۔ پھر اُس نے آگے بڑھ کر لاجونتی کو اپنے ناپاک ہاتھوں میں دبوچ لیا۔۔۔۔ نرمل داس کے دل میں وسوسے جاگ اُٹھے۔ وہ طیش کے عالم میں ہاتھ مل رہا تھا جب اُس نے ایک عجیب منظر دیکھا۔۔۔۔

نوجوان نے اچانک لاجونتی کو چھوڑ کر اپنی گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا ـــــ نرمل داس کے دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ـــــ نوجوان کی نظروں میں حیرت اور کرب کے ملے جلے تاثرات اُبھر رہے تھے۔ شاید جمنا داس کی آتما نے اُس کی گردن دبوچ لی تھی۔ دو پراسرار قوتوں کے درمیان زندگی اور موت کی کشمکش جاری تھی کہ لاجونتی تیزی سے مسہری سے اُتر کر خواب گاہ سے باہر نکل گئی تھی۔ اُس نے حواس باختہ ہونے کے باوجود کمرے کا دروازہ بھی باہر سے بند کر دیا تھا۔

نرمل داس کی نظریں ننگ دھڑنگ نوجوان کے چہرے پر مرکوز تھیں جو خود کو کسی نادیدہ ہاتھوں کے شکنجوں سے آزاد کرانے کی جدوجہد کر رہا تھا۔ اُس کے حلق سے گھٹی گھٹی آواز بھی بلند ہوئی تھی۔

"جمنا داس ـــــ میں سمجھ چکا ہوں کہ تیری آتما ابھی تک دھرتی پر ہی بھٹک رہی ہے ـــــ تیرے سوا کوئی اور میرے مقابلے پر آنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔"

"پاپی ـــــ" جمنا داس کی کھرکھراتی ہوئی آواز خواب گاہ میں گونجی۔ "اگر تُو اصلیت جان گیا ہے تو پھر لاجونتی کا دھیان بھی من سے نکال دے ـــــ اسی میں تیری مکتی ہے۔"

"نہیں ـــــ" نوجوان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ "آج دھرتی کی کوئی شکتی میرا راستہ نہیں کاٹ سکتی۔"

"ہٹ دھرمی چھوڑ دے مورکھ ـــــ!" جمنا داس کی آواز نے کہا۔ "آج میں تیرے اور لاجونتی کے شریر کے آخری ملاپ کے درمیان آ گیا ہوں ـــــ تُو اپنے گندے وچار میں سپھل نہیں ہو سکتا۔"

"یہ تیری بھول ہے جمنا داس! ـــــ آج میرا سپنا اوش پورا ہوگا۔" نوجوان نے اپنا جملہ مکمل کرتے ہی پینترا بدل کر قلابازی کھائی پھر چیخ کر بولا۔ "تُو نے دیکھا کہ میں تیرے ہاتھ سے نکل گیا ـــــ"

"اپرادھی! ـــــ میرا کہا مان لے ـــــ" جمنا داس کی آواز اُبھری۔ "تُو ایک سائے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لاجونتی کا دھیان چھوڑ دے۔ جس راستے سے آیا ہے اسی راستے پلٹ جا۔"

"چھپ کر کائروں کی طرح وار مت کر جمنا داس ـــــ" نوجوان نے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔ "اگر مرد ہو اور مہان شکتی اب بھی تمہارا ساتھ دے رہی ہے تو پھر کوئی روپ دھار کر سامنے آ جاؤ ـــــ میں تمہیں بتاؤں گا کہ کتنے بیسی کے ساٹھ ہوتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔"

"نہیں ـــــ" جمنا داس نے کہا۔ "میں نے کالی اور دُرگا کو جو وچن دیا تھا اسے نہیں توڑ سکتا۔"

"پھر میری بھی سن لو ـــــ" نوجوان نے تلملا کر کہا۔ "میں نے لاجونتی کے کارن جو کٹھن تپسیا کی ہے آج اس شبھ گھڑی کے پورا ہونے کا سمے آ گیا ہے ـــــ تم بھی جانتے ہو کہ میں قدم پیچھے ہٹانے کا عادی نہیں ہوں۔"

"ہاں ـــــ میں بہت کچھ جانتا ہوں۔" جمنا داس کی کرخت آواز اُبھری ـــــ "وہ بھی جو تیرے من میں ہے ـــــ اور وہ بھی جو تجھے خود بھی نہیں معلوم ـــــ میں بتاتا ہوں کہ تُو جس شبھ گھڑی کی بات کر رہا ہے وہ آدھی رات گزر جانے کے بعد ختم ہو جائے گی اور میں اس وقت تک تیرا سپنا کبھی پورا نہ ہونے دوں گا ـــــ"

نوجوان کے چہرے پر اچانک اُلجھن کے تاثرات اُبھرے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کسی گیند کی طرح اُچھل کر سر کے بل زمین پر گرا تھا۔ شاید جمنا داس کی مہان شکتی نے سزا دینے کی ٹھان لی تھی۔

پھر خواب گاہ میں افراتفری پھیل گئی ـــــ ننگ دھڑنگ نوجوان بھی جمنا داس کی نادیدہ طاقت سے چومکھی لڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اس پر وحشت اور دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ـــــ وہ پوری قوت سے اپنے دونوں ہاتھ کسی ماہر لٹھ باز کی طرح چلانے لگا۔ خواب گاہ کی وزنی چیزیں اُٹھا اُٹھا کر اِدھر اُدھر مارنے لگا۔

نرمل داس کی آنکھیں اس عجیب و غریب جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔ پھر ایک بار پھر اُس نے نوجوان کو کسی نادیدہ شکنجے میں محسوس کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا لیکن خود کو آزاد کرانے کی خاطر پاگلوں کی طرح ہوا میں ہاتھ چلا رہا تھا ـــــ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں اُبل رہی تھیں۔

"میں تجھے ایک آخری موقع دے رہا ہوں پاپی ـــــ!" جمنا داس کی آتما کی آواز

خواب گاہ میں گونجی۔ ”لاجونتی کا وچار اپنی گندی کھوپڑی سے نکال دے ـــــ کالی کی سوگند اُٹھا کر مجھے وچن دے کہ تُو اب اس کا پیچھا چھوڑ دے گا ـــــ تیرے بچاؤ کی کیول یہی ایک صورت ہے۔“

”تُو ـــــ تُو لاجونتی کی رکھشا کیوں کر رہا ہے ـــــ؟“ نوجوان نے تلملا کر پوچھا۔ ”تیرا، اس کا کیا سمبندھ ہے ـــــ؟“

”سمے بیت رہا ہے مورکھ ـــــ سچے من سے سوگند اُٹھا کر جینے کی بات کر۔“

نوجوان نے ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر اُس نے پائیں باغ کی سمت کھلنے والی کھڑکی کی طرف دیکھ کر زور سے پھونک ماری تو فضا میں ایک شعلہ سا لپکا۔ اگلے ہی لمحے کھڑکی کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔

”کھیل تماشے دکھا رہا ہے؟ ـــــ وہ بھی جمنا داس کو ـــــ؟“

نوجوان نے اس بار کوئی جواب دینے کی بجائے تیزی سے کوئی منتر پڑھ کر پھونکا تو اس کے چاروں طرف بجلیاں کوندنے لگیں۔ جمنا داس کی آتما نے غالباً خود کو بچانے کی خاطر نوجوان کو چھوڑ دیا تھا جو اس نے پھر سے پینترا بدل بدل کر اپنی گندی قوتوں کو آزمانا شروع کر دیا تھا۔ اُس کے ہونٹ بڑی تیزی سے ہل رہے تھے۔ وہ بار بار اپنی انگلیوں کو چاروں سمت جھٹک رہا تھا جس سے آتشی گولے نکل کر جمنا داس کی آتما کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے تھے ـــــ وہ جس طرف بھی منہ گھما کر پھونک مارتا آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے تیزی سے اس طرف لپکنے لگتے ـــــ کچھ دیر تک نوجوان اپنی گندی قوتوں کو آزماتا رہا۔ پھر چیخ کر بولا۔

”اب دُور کیوں بھاگ گیا جمنا داس ـــــ اگر تیری آتما ابھی تک جل کر راکھ نہیں ہوئی تو قریب آ ـــــ میں تجھے بتاؤں گا کہ گردھاری کے کتنے روپ ہیں ـــــ؟ تُو کس کس کا راستہ روکے گا؟“

جواب میں خاموشی رہی تو نرمل داس کا دل دھڑکنے لگا۔ آدھی رات بیتنے میں ابھی کافی دیر باقی تھی ـــــ اُس کے ذہن میں ایک پریشان کن خیال نے سر اُبھارا۔

”نرمل داس ـــــ اگر نوجوان کے شعلوں نے حقیقتاً جمنا داس کی آتما کو جلا کر بھسم کر دیا ہے تو پھر لاجونتی کا کیا بنے گا ـــــ؟“

”جمنا داس ـــــ!“ نوجوان اِدھر اُدھر دیکھ کر اُس کی آتما کو للکار رہا تھا۔ ”اب قریب کیوں نہیں آتا؟ ـــــ کیا تیری آتما نرک میں چلی گئی جو چپ سادھ لی ـــــ“

نرمل داس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ وہ منڈل کے اندر کسمسانے لگا۔ اُس کے ذہن میں خدشات جنم لے رہے تھے کہ اُس نے اچانک نوجوان کو یک بارگی فضا میں اُچھل کر پوری شدت سے دیوار سے ٹکراتے دیکھا۔ شاید جمنا داس کی روح نے اُسے جواب دینے کی بجائے سزا دینے کی ٹھان لی تھی۔

دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گرتے ہی نوجوان اس طرح تڑپنے لگا جیسے موت کے بے رحم ہاتھوں نے اُسے پوری طرح جکڑ لیا ہو ـــــ وہ فرش پر اِدھر اُدھر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اور بار بار جسم کے مختلف حصوں پر اس طرح ہاتھ رکھتا تھا جیسے کوئی نادیدہ قوت اس مقام پر شدید ضربیں لگا رہی ہو ـــــ اسی طرح تڑپتے تڑپتے وہ لاجونتی کی مسہری کے قریب آ گیا۔

”بڑے اُونچے سُروں میں بول رہا تھا پاپی! ـــــ اب تجھے کیا ہو گیا؟“ جمنا داس کی آتما کی سرد آواز سنائی دی۔ ”تیری جھولی میں دو چار جنتر منتر اور رہ گئے ہوں تو انہیں بھی آزما لے ـــــ اس کے بعد میں تجھے بتاؤں گا کہ ایک ساٹھ میں کتنی بیسیاں ہوتی ہیں۔“

”نہیں جمنا داس ـــــ نہیں ـــــ“ نوجوان شکست خوردہ آواز میں چیخا۔ ”مجھے شما کر دے ـــــ میں لاجونتی کا پیچھا چھوڑ دوں گا۔“

”ایسے نہیں ـــــ کالی اور دُرگا کی سوگند اٹھا کر وچن دے ـــــ“

جواب میں نوجوان نے اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن فضا ہی میں معلق ہو کر رہ گیا۔ شاید جمنا داس کی آتما نے اُس کے من کا کھوٹ پا لیا تھا۔

”آج ـــــ آج تُو میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکے گا ـــــ“ جمنا داس کی کرخت آواز میں بلا کی سفاکی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے نوجوان کا معلق جسم پوری شدت سے تڑپا پھر کوڑیالے سانپ کی شکل اختیار کر کے زمین پر گرا۔ جمنا داس کی روح نے اسے سانپ کے روپ میں بھی جکڑ لیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ناقابلِ یقین ہی تھا ـــــ سانپ کی شکل اختیار کرنے کے بعد بھی جب اُسے فرار کا موقع نہیں ملا تو اُس کا جسم

اچانک اس طرح سکڑنے لگا جیسے اس کے اندر بھری ہوئی ہوا تیزی سے نکل گئی ہو ـــــ اس کے بعد وہ سوکھی سکڑی کھال کی شکل اختیار کر گیا۔ عین اسی وقت پائیں باغ کی سمت کھلنے والی کھڑکی کے بچے کھچے اور ٹوٹے ہوئے شیشے بھی کھڑکھڑا کر نیچے گر پڑے۔

نرمل داس نے موقع کی نزاکت بھانپ کر آنکھیں کھول دیں۔ کوڑیالے سانپ کی کھال دیکھ کر ہی اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کے اندر جو پلید جسم تھا وہ جمنا داس کی آتما کو جل دے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"تُو چنتا مت کر نرمل ـــــ" اُس کے کانوں میں باپ کی مانوس آواز گونجی۔ "وہ پاپی مجھے دھوکا دے کر نکل بھاگا لیکن میں نے اُس کا ایک روپ ختم کر دیا ہے ـــــ لاجونتی کو حاصل کرنے کے لئے اس دشٹ کو نئے سرے سے کٹھن جاپ کرنا پڑے گا۔"

"اس کے اور کتنے روپ ہیں ـــــ؟" نرمل داس نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سمے کا انتظار کر بالک ـــــ اس کا کوئی بھی روپ تیری مہان شکتی کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا۔"

"کیا گردھاری ہی کوڑیالا سانپ تھا ـــــ؟"

"ضد مت کر نرمل ـــــ میں دیوی کو دیا ہوا وچن نہیں توڑ سکتا۔"

"کیول ایک بات اور بتا دو باپو ـــــ" نرمل داس نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ "کیا گردھاری اور چرن کمار کا بھی آپس میں کوئی سمبندھ ہے؟"

"پجاری شیام سرن نے اس دھرتی سے منہ موڑنے میں بہت جلدی کر دی ـــــ" جمنا داس کی آواز اُبھری۔ "وہ میرا سچا سیوک اور اس دھرتی پر تیرا سب سے بڑا متر (دوست) تھا۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا ـــــ؟"

"شیام سرن نے مرتے سمے تجھ سے جو بھی کہا تھا اس کا دھیان رکھنا ـــــ" جمنا داس کی آواز نے نرمل داس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ "سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا تو ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی ـــــ کیول ایک ہی راستہ ہے جو تجھے منزل تک پہنچا سکتا ہے۔"

پھر نرمل داس نے کئی بار جمنا داس کی آتما کو مخاطب کیا لیکن دوسری جانب سے کوئی

جواب نہیں ملا ـــــ!!



میجر لیاقت نے اپنے آفس میں انسپکٹر سرفراز کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ پھر اُسے ساتھ لے کر اُس ساؤنڈ پروف کمرے میں آ گیا جو نہایت اہم اور مخصوص ملاقاتوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

دو چار رسمی باتوں کے بعد انسپکٹر سرفراز نے جیب سے دو پیکٹ نکال لئے۔

"سر ـــــ" اُس نے ایک پیکٹ میجر لیاقت کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس میں کپور اور نارنگ کے ساتھ انجلا کی وہ تصویریں ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد پردیپ آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

میجر لیاقت نے ایک سرسری نظر تصویروں پر ڈالی پھر انہیں دوبارہ پیکٹ میں رکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہاری شاندار کارکردگی کی داد دیتا ہوں ـــــ کپور اور نارنگ کا استعمال بھی تمہاری ذہانت کی دلیل ہے ـــــ لیکن اب شاید ان تصویروں کو منظر عام پر لانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔"

"کوئی خاص بات ـــــ؟"

"ہاں ـــــ مسٹر شرما کی بیٹی کی سالگرہ کے موقع پر ہمارا شکار خود ہی جال میں پھنس گیا۔" میجر لیاقت نے مختصر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "پردیپ کے لئے صرف کپور اور نارنگ کا حوالہ ہی کافی ثابت ہوا ـــــ وہ انجلا کی پوزیشن بچانے کی خاطر ہر شرط ماننے پر تیار ہو گیا ہے ـــــ"

"گڈ ـــــ" انسپکٹر سرفراز نے خوشی کا اظہار کیا پھر سوچ کر بولا۔ "آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا صرف پردیپ پٹیل کے بیان پر جسونت رام کو قانون کے شکنجوں میں پوری طرح جکڑا جا سکتا ہے ـــــ؟"

"اس کے لئے میرے پاس کچھ اور اہم ثبوت بھی ہیں۔" میجر معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "پردیپ کا بیان میں جسونت رام کے تابوت میں آخری کیل کے طور پر استعمال کروں گا۔ اب اس کے فرار کے سارے راستے مسدود ہو چکے ہیں۔"

انسپکٹر سرفراز نے تحسین آمیز نظروں سے میجر لیاقت کو دیکھا پھر دوسرا لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس میں ملٹری ہسپتال کے ڈاکٹروں کی ایک خفیہ رپورٹ ہے جسے داخل دفتر کیا جا سکتا تھا۔"

"تمہارا اشارہ پنڈت جمنا داس کی طرف تو نہیں ہے____؟" میجر لیاقت نے چونک کر انسپکٹر سرفراز کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے____" انسپکٹر سرفراز نے جواب دیا۔ "پنڈت جمنا داس کی طویل عمری اور اس کے بیٹے نرمل داس کے تحریری بیان کے بعد ڈاکٹروں نے لاش ریلیز کر دی تھی لیکن اس خون کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھا تھا جو مرحوم کے اُلٹے ہاتھ پر پایا گیا تھا۔"

"ڈاکٹروں کی کیا فائنڈنگ (FINDING) ہے____؟"

"پہلے ان کا خیال تھا کہ وہ خون مرحوم کی نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے نکلا ہوگا۔ لیکن اب لیبارٹری میں تجزیے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ خون کسی بڑے کا نہیں بلکہ دو اور چار سال کی عمر کے کسی بچے کا تھا____"

میجر لیاقت نے کوئی جواب دینے کی بجائے لفافہ کھول کر ایک فوٹو اسٹیٹ کی ہوئی رپورٹ نکالی اور پوری توجہ سے اس کا ایک ایک حرف پڑھنے لگا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بار بار تبدیل ہو رہے تھے۔ مکمل رپورٹ پڑھنے کے بعد وہ کچھ دیر تک کسی گہری سوچ میں غرق رہا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"تم نے یہ رپورٹ کس طرح حاصل کر لی____؟"

"ملٹری ہسپتال کے ایک میل نرس کے ذریعے____" انسپکٹر سرفراز مسکرایا۔ "اس کی بھی کچھ کمزوریاں ہیں میرے پاس۔"

"رپورٹ کے سلسلے میں تم نے کسی سے کوئی بات تو نہیں کی؟"

"جی نہیں۔"

"حیرت اور تعجب کی بات ہے____" میجر لیاقت نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ "جمنا داس میری معلومات کے مطابق ملٹری ہسپتال کے وی آئی پی روم میں تھا۔

مرنے سے پہلے سوائے ڈاکٹروں، ہسپتال کے آن ڈیوٹی اسٹاف اور نرمل داس کے علاوہ کوئی اور وہاں نہیں گیا تھا____ پھر دو چار سال کا بچہ کس طرح پہنچ گیا____؟"

"اسی نکتے پر میں نے بھی غور کیا تھا لیکن کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکا۔"

میجر لیاقت پھر کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا____ کمرے میں کچھ دیر مکمل سکوت رہا پھر انسپکٹر سرفراز نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا آپ اس رپورٹ کے بارے میں ہسپتال کے کسی بڑے ڈاکٹر سے____"

"کس رپورٹ کی بات کر رہے ہو____؟" میجر لیاقت نے انسپکٹر سرفراز کا جملہ کاٹ کر بڑے تعجب سے پوچھا۔

"سمجھ گیا سر____!" انسپکٹر سرفراز نے سنبھل کر جواب دیا۔ "دوبارہ میری زبان پر اس رپورٹ کا کوئی ذکر نہیں آئے گا۔"

"گڈ____ تم ذہین بھی ہو اور دور اندیش بھی۔"

"شکریہ سر____!"

"میرا خیال ہے کہ ایک شخص اس معمے کو حل کر سکتا ہے۔" میجر لیاقت نے کہا پھر اُس نے فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ بھی چبا رہا تھا۔

دوسری جانب سے کال ریسیو ہونے کے بعد ضروری پاس ورڈز (PASS WORDS) کا تبادلہ ہوا۔ پھر میجر لیاقت نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"پجاری شیام سرن کے بارے میں کیا رپورٹ ہے____؟"

"دو آدمی چار چار گھنٹے کے وقفے سے اس کے گھر کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن وہ ابھی تک گھر سے باہر نہیں نکلا۔"

"اس کے پاس آنے جانے والوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے____؟"

"تین روز پہلے نرمل داس کو ایک ہی دن میں دو بار اس کے گھر میں داخل ہوتے اور ایک بار نکلتے دیکھا گیا تھا۔"

"وہاٹ____؟" میجر لیاقت نے حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تمہارا مطلب ہے کہ نرمل داس بھی شیام سرن کے ساتھ اندر موجود ہے____؟"

"یس سر ——"

"تم براہِ راست اسی وقت جا کر دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ اندر کی کیا صورتِ حال ہے؟"

"سر ——" دوسری طرف سے مستعدی سے دریافت کیا گیا۔ "اگر پجاری شیام سرن نے میری مداخلت کا مقصد دریافت کیا تو کیا جواب دوں ——؟"

"اُسے کسی طرح بھی چھیڑنے کی کوشش مت کرنا —— صرف اتنا کہنا کہ میں اس سے کسی کام کے سلسلے میں فوری ملنا چاہتا ہوں۔"

"رائٹ سر ——"

"تمہیں جواب دینے میں اندازاً کتنا وقت درکار ہوگا؟ —— اِٹ اِز ارجنٹ۔"

"میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد آپ کو فون کروں گا۔"

میجر لیاقت نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر انسپکٹر سرفراز سے بولا۔

"پجاری شیام سرن ناقابلِ یقین اور پراسرار قوتوں کا مالک ہے —— ہوسکتا ہے کہ وہ بچے کے خون کا راز بھی جانتا ہو۔"

"سر ——!" انسپکٹر سرفراز نے پہلو بدل کر مدھم لہجے میں کہا۔ "کیا آپ بھی ان پنڈت پجاریوں کے جنتر منتر پر ——"

"نہیں ——" میجر لیاقت نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں کچے عقیدے کا مالک نہیں ہوں مگر —— پجاری شیام سرن کے سلسلے میں جو کچھ میں نے جاگتی نظروں سے دیکھا اور کھلے کانوں سے سنا اسے جھٹلا بھی نہیں سکتا۔"

پھر میجر لیاقت نے شیام سرن کے خفیہ طور پر اغواء کرانے اور بعد کی مختصر تفصیل بیان کی تو انسپکٹر سرفراز بھی پلکیں جھپکانے لگا۔

"اگر آپ اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر شیام سرن کے بارے میں ایک رائے قائم کر چکے ہیں تو پھر میں بھی ——"

فون کی گھنٹی بجی تو انسپکٹر سرفراز نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔ میجر لیاقت نے بھی کال ریسیو کرنے میں بڑی جلد بازی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے ——؟" اُس نے ضروری کوڈ ورڈز دہرانے کے بعد سوال کیا۔

"مکان کے اندر کوئی بھی نہیں ہے سر —— میں نے ایک ایک کونا چھان مارا ہے۔"

"اور کوئی خاص بات ——؟"

"ہر چیز حیرت انگیز طور پر اپنی جگہ موجود ہے ——" جواب ملا۔ "کسی قسم کی افراتفری بھی نظر نہیں آتی۔"

"کیا مکان میں پچھلی طرف بھی کوئی راستہ ہے ——؟"

"یس سر ——!" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں۔ لیکن عقبی دروازے کی کنڈی بھی اندر سے بند ملی ہے —— اس کے علاوہ سوائے صدر دروازے کے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

"واپس آجاؤ ——" میجر لیاقت نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "نمبر تھری کو بھی ڈیوٹی سے ہٹا لو۔"

فون بند کرنے کے بعد وہ بار بار اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تیز تیز مسلنے لگا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔

"آپ کچھ اُلجھے ہوئے نظر آرہے ہیں سر ——!" انسپکٹر سرفراز نے دبی زبان میں پوچھا۔

میجر لیاقت جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دیوار پر لگی سرخ بتی جلنے بجھنے لگی۔ یہ اس بات کا سگنل تھا کہ اس کا سیکرٹری اس سے کوئی انتہائی اہم بات کرنا چاہتا تھا۔ میجر لیاقت نے انٹرکام کا ریسیور اٹھا لیا۔

"یس ——"

"سر —— نرمل داس نام کا ایک پجاری آپ سے ملنے کی ضد کر رہا ہے۔"

نرمل داس کا نام سن کر میجر لیاقت چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر اُس نے خود پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"تم نے اسے میرے بارے میں کیا بتایا ——؟"

"میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی سر! مگر وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے۔" سیکرٹری نے اپنی بات جاری رکھی۔ "کیا آپ اس سے واقف ہیں؟"

"آں —— ہاں —— تم اُسے بذاتِ خود میرے پاس لے آؤ۔" اُس نے

سیکرٹری کو ہدایت دے کر ریسیور رکھا پھر انسپکٹر سرفراز کو مخاطب کر کے بولا۔ ”کیا تم اس بات کو محض اتفاق کہو گے کہ ابھی میں نے پجاری شیام سرن اور نرمل داس کا نام لیا تھا اور اب نرمل داس از خود مجھ سے ملنے آ گیا؟“

”میں اسے حیرت انگیز ہی کہوں گا۔“

”نرمل داس کے سامنے محتاط ہی رہنا ——“ میجر لیاقت نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کچھ نادیدہ اور پراسرار قوتوں کا مالک ہو۔“

”رائٹ سر ——“ انسپکٹر سرفراز نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اسی وقت دروازے پر لگی بتی روشن ہوئی تو میجر لیاقت نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ آنے والا نرمل داس کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر گیروے رنگ کی دھوتی نظر آ رہی تھی۔ گلے میں دو چار مالائیں پڑی تھیں اور پیشانی پر صندل کی لکیریں اُبھری نظر آ رہی تھیں —— چہرے پر چھوٹی مگر گھنی داڑھی بھی تھی۔

کمرے میں داخل ہونے کے بعد اُس نے باری باری میجر لیاقت اور انسپکٹر سرفراز کو دیکھا پھر میجر لیاقت سے رجوع ہو کر ٹھوس لہجے میں بولا۔

”میں سورگ باشی پنڈت جمنا داس کا پُتر ہوں —— پجاری شیام سرن نے کہیں جاتے سمے مجھے تاکید کی تھی کہ تم سے ملتا جلتا رہوں —— مجھے یاد ہے، اس نے تمہیں دیس بھگت اور بھلا مانس بھی کہا تھا۔“

”پجاری شیام سرن جی خود نہیں آئے ——؟“ میجر لیاقت نے مہذب انداز میں دریافت کیا۔

”وہ وندھیا چل کی پہاڑیوں کی اور (طرف) نکل گیا ہے۔ کب واپس ہو گا؟ میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ نرمل داس نے بدستور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”شیام سرن جی نے میرے لئے جو کچھ کہا یہ ان کی محبت ہے جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔“

”میں ناوقت تو تیرا سمے برباد کرنے نہیں آ گیا ——؟“

”جی نہیں ——“ میجر لیاقت نے رسمی انداز میں مختصر جواب دیا۔

”ایک بات پوچھوں ——؟“ نرمل داس نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ ”کھل کر

بتائے گا؟“

”پوچھئے۔“

”تو اس سے مجھے کچھ اُلجھا اُلجھا نظر آ رہا ہے۔“ نرمل داس نے ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔

”کوئی گتھی اُلجھ گئی ہو تو میں سلجھا دوں؟“

”بہت بہت شکریہ —— لیکن ایسی کوئی بات ——“

”بات تو ہے لیکن ابھی تجھے مجھ پر وشواس نہیں ہے ——“ نرمل داس نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر کہا۔ پھر ایک لمحے کے لئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

میجر لیاقت اور انسپکٹر سرفراز نے ایک دوسرے کو دیکھ کر شانے اچکائے۔ اسی لمحے نرمل داس نے آنکھیں دوبارہ کھول لیں۔ بڑی گمبھیر آواز میں بولا۔

”جو اس دھرتی سے ناتا توڑ گیا اس کے بارے میں کھوجنے سے تجھے کچھ نہیں ملے گا —— جو زندہ ہے اور تیری نظروں میں بھی ہے کیول اسی کے بارے میں وچار کر۔“

”میں سمجھا نہیں کہ آپ ——؟“

میجر لیاقت نے کچھ کہنا چاہا لیکن نرمل داس نے اُس کی بات کاٹ کر بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”میں اس کی بات کر رہا ہوں جس نے اپنی سندر پتنی کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے —— جو اپنی جنم بھومی کے ساتھ غداری کر رہا ہے —— پجاری شیام سرن نے بھی جاتے جاتے یہی کہا تھا۔“

میجر لیاقت اپنی جگہ کسمسا کر رہ گیا۔ انسپکٹر سرفراز کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔

”میں اُس اپرادھی جسونت رام کی بات کر رہا ہوں جسے پھانسنے کے کارن تُو نے سارے جال تیار کر رکھے ہیں —— بس ایک ڈوری کھینچنے کی دیر باقی رہ گئی ہے —— میں غلط تو نہیں کہہ رہا ——؟“

”نہیں نرمل داس ——“ میجر لیاقت نے پہلی بار اس کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر کہا۔ ”تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ غلط نہیں ہے —— میں سمجھ رہا ہوں کہ تم بھی پجاری شیام سرن کی طرح آنکھیں بند کر کے دلوں کا بھید پڑھ سکتے ہو —— اور بھی بہت کچھ

جان لینے کی صلاحیت رکھتے ہو ــــــ"

"پھر ان لفافوں میں جو چتر (تصویریں) اور خون کی رپورٹ بند ہے اسے جلا کر راکھ کر دے ــــــ" نرل داس نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "پردیپ نے اپنی دھرم پتنی کو بچانے کے کارن تجھے جو وچن دیا ہے وہ اس سے منہ نہیں موڑے گا ــــــ میں نے بھی جسونت رام کو پوری طرح باندھ دیا ہے ــــــ اُس نے جو غداری کی ہے اب اسے قبول کرنے میں ہیر پھیر نہیں کرے گا ــــــ وہ سب بھی اُگل دے گا جو تجھے اور پردیپ کو بھی نہیں معلوم۔"

انسپکٹر سرفراز کے علاوہ میجر لیاقت بھی بند لفافوں کے حوالے پر حیرت زدہ رہ گیا۔

"جب میں تیرے ساتھ ہوں تو پھر چنتا کس بات کی ہے ــــــ؟" نرل داس کا لہجہ پھر معنی خیز ہو گیا۔ "ایک کام کی بات اور سن لے ــــــ جو سیاہ لکیریں اور قدموں کے نشان بنایا کرتا تھا اس کا وہ روپ بھی نشٹ ہو گیا ــــــ"

"کیا اس کے دوسرے روپ ابھی باقی ہیں ــــــ؟" میجر لیاقت نے تیزی سے دریافت کیا۔

"دھیرج سے کام لے ــــــ" نرل داس نے اطمینان سے جواب دیا۔ "جو روپ باقی رہ گئے ہیں وہ ابھی اُجالے میں نہیں آئے ہیں، اندھیروں میں چھپے ہیں۔ پرنتو میں نے نراش ہونا نہیں سیکھا ــــــ سورگ باشی پنڈت جمنا داس نے جو کام مجھے سونپے ہیں وہ اوش پورے ہوں گے ــــــ دھرتی کی کوئی طاقت میرے راستے میں روڑے نہیں اٹکا سکے گی۔"

"جو روپ ختم ہو گیا ہے ــــــ وہ کس کا تھا ــــــ؟" میجر لیاقت نے نرمی سے پوچھا۔

"ایک ہی بیٹھک (ملاقات) میں سب کچھ معلوم کر لے گا ــــــ؟" نرل داس نے کہا۔ "ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے ــــــ ایک بات اور سن لے، کبھی میری سہائتا کی ضرورت پڑے تو دیر مت کرنا ــــــ آنکھ بند کر کے سچے من سے مجھے یاد کر لینا۔"

جملہ مکمل کر کے نرل داس جانے کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر باری باری انسپکٹر سرفراز اور میجر لیاقت کو گھورتا ہوا بولا۔

"اس سمے ہمارے بیچ جو بات چیت ہوئی ہے وہ میرے کھینچے ہوئے منڈل کے بیچ (اندر) ہوئی ہے۔ کوئی دوسرا اس کا بھید نہیں پا سکتا۔"

"ہم اس کی اہمیت کا خیال رکھیں گے ــــــ" میجر لیاقت نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میرے جانے کے بعد ان لفافوں کو بھی جلا کر راکھ کر دینا ــــــ" نرل داس نے ایک بار پھر بند لفافوں کی طرف اشارہ کیا۔ پھر جے بجرنگ بلی کا نعرہ لگاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا ــــــ!!

نرل داس کے جانے کے بعد میجر لیاقت خاصی دیر تک کسی خیال میں غرق رہا پھر انسپکٹر سرفراز سے بولا۔

"پجاری شیام سرن کے بعد اب نرل داس نے سامنے آ کر ان ناقابل یقین باتوں کا سلسلہ شروع کیا ہے جسے عقلِ سلیم نہیں مانتی۔"

"کچھ دانشوروں کا خیال ہے کہ اس قسم کے کمالات دکھانے والے نظر بندی سے کام لیتے ہیں۔" انسپکٹر سرفراز نے دبی زبان میں کہا۔

"ہو بھی سکتا ہے ــــــ لیکن کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنہیں فریب نظر کا نام دے کر نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا ــــــ" میجر لیاقت نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ہماری کتابوں میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ جادو برحق ہے لیکن اسے کرنے والا کافر ہوتا ہے۔"

انسپکٹر سرفراز نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہونٹ چبا کر رہ گیا۔

"تم نے ملٹری ہسپتال سے جو رپورٹ اپنے ذرائع سے حاصل کر لی ہے وہ بھی کسی معمہ سے کم نہیں ہے۔" میجر لیاقت کچھ توقف سے بولا۔ "اس روز کے بعد سے میرے خاص آدمی نرل داس کی پرچھائیں کا بھی تعاقب کرتے رہے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ ابھی کچھ معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔"

"ان لفافوں کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے ــــــ؟" انسپکٹر سرفراز نے پوچھا۔

"ابھی نہیں ــــــ میں اتنی جلدی میں تمہاری محنت کو تلف نہیں کروں گا ــــــ"

میجر لیاقت نے ٹھوس آواز میں کہا۔ ''لیکن میرا اندازہ ہے کہ نرمل داس نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی محض مذاق نہیں ہوگا۔''

''میرے لئے کیا حکم ہے ــــ؟''

''فی الحال اپنی ڈیوٹی انجام دو ــــ مجھے ضرورت ہوئی تو پھر تمہیں تکلیف دوں گا۔''

انسپکٹر سرفراز کو رخصت کرنے کے بعد کسی خیال سے پروفیسر درانی کو فون کیا۔ دوسری جانب سے رابطہ قائم ہونے کے بعد میجر لیاقت نے سنجیدگی سے کہا۔

''سر! ــــ آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔ جمنا داس کے ہاتھ پر پائے جانے والے خون کی رپورٹ کسی خفیہ ذریعے سے مجھے مل گئی ہے۔''

''کیا مطلب ــــ؟'' پروفیسر نے تعجب کا اظہار کیا۔ ''تم نے تو کہا تھا کہ اس معاملے کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے؟ کیا تم کسی ڈاکٹر کی ذاتی رائے کی بنا پر ــــ؟''

''نو سر ــــ'' میجر لیاقت نے بات کاٹ کر کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ بعد میں اس خون کو لیبارٹری میں باقاعدہ ٹیسٹ کیا گیا تھا اور رپورٹ بھی تیار کر لی گئی تھی۔ مگر اس پر عمل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔''

''تمہارے پاس وہ رپورٹ کس طرح پہنچی ــــ؟''

''میرے اپنے ذاتی اور خفیہ ذرائع سے۔''

''کوئی اہم بات ہے اس رپورٹ میں ــــ؟''

''جی ہاں ــــ جمنا داس کے اُلٹے ہاتھ پر ملنے والا خون کسی نوجوان کا نہیں بلکہ تین چار سال کے کسی بچے کا تھا۔''

''بچے کا خون ــــ؟'' پروفیسر کی تحیر میں ڈوبی آواز اُبھری۔ ''میں کچھ سمجھا نہیں۔''

''میں بھی نہیں سمجھ سکا سر ــــ'' میجر لیاقت نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ''میری ذاتی معلومات کے تحت جمنا داس جتنے دنوں ملٹری ہسپتال میں رہا سوائے ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل اسٹاف یا جمنا داس کے بیٹے نرمل داس کے علاوہ کوئی اور اس کے وی آئی پی روم میں نہیں گیا تھا۔''

''تمہاری معلومات کی بنیاد کیا ہے ــــ؟''

''میں نے ایک ڈاکٹر کے علاوہ اپنے دیگر ذرائع سے بھی اس سلسلے میں خاصی چھان بین کی تھی۔''

''کیا تم اس معاملے کو آفیشلی (OFFICIALLY) ٹیک اپ کرنے کے بارے میں غور کر رہے ہو؟''

''فی الحال میں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا ــــ صرف آپ کی معلومات کے لئے بتا رہا تھا۔'' میجر لیاقت نے موضوع بدل کر دریافت کیا۔ ''زبیر کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

''خدا کا بڑا کرم اور احسان ہے ــــ'' پروفیسر درانی نے جواب دیا۔ ''بچاری شیام سرن ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ہی ثابت ہوا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ عاصمہ نے زبیر کے لئے ایک لڑکی کا انتخاب بھی کر لیا ہے ــــ ہمارا ارادہ ہے اسے باہر تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانے سے پہلے ہی شادی کے بندھن میں جکڑ دیا جائے۔''

''میری جانب سے پیشگی مبارک قبول کیجئے۔''

''جسونت رام کے سلسلے میں تم کہاں تک پہنچ چکے ہو؟'' پروفیسر درانی نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

''شہ رگ تک ــــ تفصیل براہِ راست مل کر بتاؤں گا۔''

''مجھے تمہاری آمد کا شدت سے انتظار رہے گا ــــ'' پروفیسر نے دلچسپی لیتے ہوئے جواب دیا۔

پھر میجر لیاقت نے کچھ رسمی باتوں کے بعد سلسلہ منقطع کیا اور دوبارہ جمنا داس کے ہاتھ پر پائے جانے والے خون کی رپورٹ نکال کر پڑھنے لگا ــــ اُس کی کشادہ پیشانی پر غور و فکر کی سلوٹیں اُبھر رہی تھیں ــــ!

.......✲.......

جسونت رام بڑی تفصیلی نظروں سے سادھنا کو دیکھ رہا تھا جو گزشتہ آدھے گھنٹے سے اس کے مخصوص کمرے میں موجود تھی۔

''میں نے تمہاری ماں کے مرنے کے بعد جو وچن دیا تھا اسے کبھی نہیں بھلاؤں گا۔''

جسونت رام نے بے حد مغموم نظر آنے والی سادھنا کو سمجھاتے ہوئے بڑی اپنائیت سے کہا۔ ”اس وقت تمہارا یہاں سے فوری طور پر چلا جانا ہی ہم دونوں کے لئے مناسب ہوگا۔“

”پڑوسی ملک میں میرا کوئی قریبی جانکار نہیں ہے۔“ سادھنا نے بسورتے ہوئے آزردہ لہجے میں کہا۔ ”میرے پریوار کے دُور پرے کے ایک دو رشتے دار ہیں لیکن میں وہاں جا کر رہنا نہیں چاہتی۔“

”اس کی چنتا مت کرو ڈارلنگ ــــــ میں وہاں تمہارے رہنے سہنے کا ٹھیک ٹھاک بندوبست کر دوں گا۔ تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔“

”تم کب تک آؤ گے ــــــ؟“

”میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ جسونت رام نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ”اگر پردیپ نے سرخ جھنڈی دکھا دی تو ہو سکتا ہے کہ مجھے کوئی دوسرا غیر قانونی طریقہ اختیار کرنا پڑے۔“

”کیا لاجونتی بھی تمہارے ساتھ ہوگی ــــــ؟“

”نہیں ــــــ لاجونتی کو کوئی خطرہ نہیں ہے ــــــ میرے فرار ہونے کے بعد ہو سکتا ہے کہ اسے کچھ دنوں تک تفتیش کی خاطر پریشان کیا جائے لیکن اس کے ہاتھ پوری طرح صاف ہیں۔“ جسونت رام نے کہا۔ ”ایک بار قانون سے چھٹکارا پا لینے کے بعد وہ جب چاہے اپنے ذاتی پاسپورٹ پر دنیا کے کسی بھی ملک کا سفر اختیار کر سکتی ہے لیکن ــــــ تمہارا فوری طور پر یہاں سے نکل جانا ہی ہم دونوں کے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔“

”میرے جانے کے بعد اگر تم دھر لئے گئے تو ــــــ؟“

”ایسے برے شبد زبان سے مت نکالو ــــــ“ جسونت رام نے اُسے گھور کر دیکھا پھر فیصلہ کن لہجے میں بولا۔ ”میں چاہتا ہوں کہ تم اتوار کے دن خاموشی سے نکل جاؤ ــــــ چھٹی والے دن ایجنسی کے افسران بھی زیادہ چوکس رہنے کی کوشش نہیں کرتے۔“

”اتنی جلدی ــــــ“ سادھنا کسمسا کر بولی۔ ”اتوار میں تو کیول ایک ہی دن باقی رہ گیا ہے ــــــ؟“

”پھر ــــــ؟“ جسونت رام کے لہجے میں کچھ تلخی شامل ہوگئی۔ ”تمہیں کون سا لمبا

بندوبست کرنا ہے؟“

”تم جانتے ہو کہ اس وقت میری پوزیشن کیا ہے ــــــ؟“ سادھنا نے دبی زبان میں کہا۔ اس کی پلکیں نم ناک ہونے لگیں۔

”اس کا بندوبست پڑوسی ملک میں بھی کرا دوں گا ــــــ تم چنتا مت کرو۔“

”نہیں جسونت ــــــ نہیں۔“ سادھنا کی ممتا میں اُبال آ گیا۔ ”اس بار میں اپنی کوکھ نہیں اُجڑنے دوں گی۔“

”کیا مطلب ــــــ؟“ جسونت رام نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

”تم ــــــ تم مجھ سے شادی کر کے میرے گلے میں منگل سُتر ڈال دو۔ اس کے بعد جیسا تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گی۔“ سادھنا نے بڑی لجاجت سے کہا۔ ”اب تمہیں شانتی کا ڈر بھی نہیں ہے ــــــ میں وچن دیتی ہوں کہ جب تک تم نہ کہو گے میں اس شادی کے بارے میں اپنی زبان سے ایک شبد بھی نہیں نکالوں گی۔“

”حماقت کی باتیں مت کرو سادھنا ــــــ“ جسونت رام جھلا کر بولا۔ ”یہ سمے منڈپ سجانے یا اگنی کے پھیرے لگانے کا نہیں ہے۔“

”تم بھگوان کو گواہ بنا کر کسی مندر میں میری مانگ میں سیندور بھر دو ــــــ میرے لئے یہ بھی کافی ہوگا ــــــ“

”ٹھیک ہے ــــــ“ جسونت رام نے کچھ سوچ کر کہا۔ ”تم گھر جا کر تیاری کرو ــــــ زیادہ سامان ساتھ لے جانے کا کھڑاگ نہ پالنا۔ کسی دوسرے سے کوئی بات کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔“

”تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گی ــــــ“ سادھنا نے مطمئن انداز میں جواب دیا پھر اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

سادھنا کے جانے کے بعد جسونت رام اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ نئے پاسپورٹ کے سلسلے میں وہ دو بار پردیپ پٹیل کو گھر فون کر چکا تھا لیکن پردیپ سے اس کی بات نہیں ہو سکی۔ ہر بار فون انجلا نے ریسیو کیا اور یہی جواب دیا تھا کہ پردیپ گھر پر نہیں تھا۔ جسونت رام کو انجلا کے جواب سے یہی لگا تھا جیسے اسے ٹالنے کی کوشش کی جا رہی تھی ــــــ یہ بھی ممکن تھا کہ اوپر والوں نے اسے جسونت رام سے الگ تھلگ رہنے کی

تاکید کردی ہو۔

بہت دیر تک وہ مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا پھر اس نے ایک آخری فیصلہ کرلیا____ جتنی جلدی ممکن ہو____ جس طرح بھی ہو، اُسے اس ملک سے نکل جانا چاہئے جہاں قانون کے لمبے ہاتھ کسی بھی وقت اس کی گردن دبوچ سکتے تھے____ اُسے اپنے ذاتی اور مخصوص ذرائع سے بھی اسی قسم کی اطلاعات مل رہی تھیں کہ اس کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا تھا۔

جسونت رام نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت دوپہر کے ساڑھے بارہ کا عمل تھا۔ کسی فوری خیال کے تحت وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس سے نکلا پھر پارکنگ لاؤنج تک پہنچنے میں بھی اس نے غیر معمولی جلد بازی کا مظاہرہ کیا تھا____ اسٹیئرنگ سنبھالنے کے بعد اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور کھلی سڑک پر آگیا۔ وہ ایک ایسے مخصوص ایجنٹ سے ملنے کا فیصلہ کر چکا تھا جو غیر قانونی طور پر بارڈر کراس کرانے کے سلسلے میں خاصا مشہور تھا اور سرکاری حلقوں میں بھی اثر و رسوخ رکھتا تھا____ جسونت رام کے ذہن میں مختلف خیالات آپس میں گڈمڈ ہورہے تھے جب اُس نے اچانک یہ محسوس کیا کہ وہ غلط راستے پر جارہا تھا۔ اُس نے اسٹیئرنگ کاٹ کر راستہ بدلنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔

جسونت رام کا ذہن چکرا کر رہ گیا۔ گاڑی میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں تھا۔ اس کا ہر پرزہ صحیح کام کررہا تھا لیکن اس کا کنٹرول جسونت کی بجائے کسی نادیدہ طاغوتی ہاتھوں میں تھا____ جسونت ایک لمحے کو اس پوزیشن کو محسوس کر کے بوکھلا گیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے جھلملانے لگے لیکن پھر وہ اچانک اس قدر بے خوف اور مطمئن نظر آنے لگا جیسے جو کچھ ہورہا تھا اس میں اس کے ذاتی ارادے کو بھی دخل تھا۔

پندرہ منٹ بعد اس نے اسپیشل انویسٹی گیشن برانچ کے احاطے میں داخل ہو کر گاڑی کوروکا پھر نیچے اتر کر مختلف مرحلوں سے گزرنے کے بعد میجر لیاقت کے کمرے میں پہنچ گیا۔

میجر لیاقت جسونت رام کو غیر متوقع طور پر سامنے دیکھ کر چونکا پھر اُس نے حسب عادت اٹھ کر جسونت رام سے ہاتھ ملا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"فرمائیے____" اُس نے مہذب لہجے میں پوچھا۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"میجر لیاقت____!" جسونت رام نے خوابیدہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں اس بات کی آشا نہیں تھی کہ میں خود چل کر تمہارے پاس آؤں اور اپنے تمام جرائم کو مان لوں جس کی تمہیں بہت عرصے سے کھوج ہے____؟"

"مسٹر جسونت رام____" میجر لیاقت نے سنبھل کر کہا۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟ آپ کن جرائم کی بات کررہے ہیں____؟"

"سے برباد مت کر____" میجر لیاقت کے کانوں میں نرمل داس کی آواز اُبھری۔ "آپریشن روم میں لے جا کر اس اپرادھی کا سارا کھوٹا کھرا ٹیپ کرلے____ پنچھی ایک بار ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تُو بھی ٹاپتا رہ جائے گا۔"

میجر لیاقت کے ذہن میں نرمل کے کہے ہوئے جملے گونج اُٹھے۔ اُس نے انسپکٹر سرفراز کی موجودگی میں بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا تھا____ "میں نے جسونت رام کو پوری طرح باندھ دیا ہے____ اس نے جو غداری کی ہے اب اسے قبول کرنے میں ہچر مچر نہیں کرے گا____ وہ سب بھی اُگل دے گا جو تجھے اور پردیپ کو بھی نہیں معلوم____"

میجر لیاقت نے نہایت غور سے جسونت رام کی طرف ٹٹولتی نظروں سے دیکھا۔ اس نے میجر لیاقت کے آخری سوال کو شاید نہیں سنا تھا۔ ممکن تھا کہ نرمل داس کی پراسرار قوتوں نے اس کے کان بند کردیئے ہوں۔

"اتنے دھیان سے کیا دیکھ رہے ہو میجر____؟" جسونت رام کے لبوں کو دوبارہ جنبش ہوئی۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ میں اسی دھرتی کے ساتھ دشمنی کے سپنے دیکھ رہا ہوں جس پر میں نے جنم لیا تھا____؟"

"مسٹر جسونت____" میجر لیاقت نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اگر ہم کسی اکیلی جگہ بیٹھ کر گفتگو کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"میں تیار ہوں____" جواب میں جسونت رام بھی کسی معمول کی طرح مشینی انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے میجر لیاقت کے ساتھ اس مخصوص آپریشن روم میں جاتے وقت

بھی کسی جھجک کا اظہار نہیں کیا۔ پھر ٹیپ کرنے والی حساس مشین کے سامنے بھی نہایت آرام سے بیٹھ گیا۔ میجر لیاقت نے دھڑکتے ہوئے دل سے ریکارڈنگ کا بٹن آن کرتے ہوئے سنجیدگی سے کریدنا شروع کیا۔

"جسونت رام کیا تم اپنا اقبالی بیان ریکارڈ کرانے پر آمادہ ہو۔۔۔؟"

"آمادہ نہ ہوتا تو خود چل کر تمہارے پاس کبھی نہ آتا۔۔۔" جسونت رام نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"ہم نے تمہارے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا۔ جبر و تشدد کا مظاہرہ بھی نہیں کیا۔ ہم قانونی تقاضوں کو پورا کئے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔" میجر لیاقت نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم یہاں میرے پاس اپنی مرضی سے آئے ہو۔۔۔ چاہو تو بغیر کسی روک ٹوک کے واپس بھی جا سکتے ہو لیکن۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا، جس لمحے بھی تمہاری ملک دشمن سرگرمیوں کی فائل مکمل ہوئی اس روز ہم تمہیں گردن سے پکڑنے سے دریغ بھی نہیں کریں گے۔"

"میجر۔۔۔" اس بار جسونت رام نے اونچی آواز میں کہا۔ "جسونت رام پر آسانی سے ہاتھ ڈالنا تم جیسے چھوٹے موٹے افسروں کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں تو نیچے سُروں میں بات کرو۔۔۔ یہ بھی جان لو کہ میں اگر چاہتا تو اس طرح چھومنتر ہو جاتا کہ تمہارا قانون اور اس کے سارے کارندے مل کر بھی میرا کھوج نہیں لگا سکتے تھے۔"

"گویا تم اقبالِ جرم کرنے پر تیار ہو۔۔۔؟" میجر لیاقت نے پہلو بدل کر سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا بھوگنے پر بھی راضی ہوں پرنتو تم یا تمہارا کوئی آدمی میرے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ نہیں کرے گا۔"

میجر لیاقت نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ توقف سے بڑے محتاط انداز میں بولا۔

"ہماری اطلاع کے مطابق تم ہمارے ملک کے دفاعی راز چرا کر اسے پڑوسی ملک کے ہاتھوں فروخت کرنا چاہتے ہو۔۔۔ کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں۔۔۔" جسونت رام نے بڑے سکون سے مگر مختصر جواب دیا۔

"کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ پہلے تم نے اپنے سفارت خانے کی ایک

تون افسر اوشا کرن سے ساز باز کی تھی لیکن اوشا کرن کا فوری تبادلہ تمہارے لئے نقصان دہ ثابت ہوا۔۔۔؟"

"اوشا کرن کیول ایک مہرہ تھی جو شاید ایجنسی کی نظروں میں آ گئی۔" جسونت رام نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "اس کے تبادلے سے میرا کچھ سمے ضرور برباد ہوا لیکن گھاٹا نہیں میجر، تمہاری اطلاع غلط ہے۔۔۔ جسونت رام نے اپنے جیون میں کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔"

"مسٹر جے پرکاش کا نام کبھی سنا ہے۔۔۔؟"

"کھلاڑ مت کرو آفیسر۔۔۔" جسونت رام نے جھلا کر کہا۔ "یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ جے پرکاش پڑوسی ملک کے محکمۂ دفاع کا ایک اہم آفیسر ہے جسے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ تم جس راز کی بات کر رہے ہو اس کا سودا میں نے جے پرکاش کے ساتھ ہی کیا تھا۔"

"کیا تم ہمارے کچھ راز حاصل کر چکے ہو۔۔۔؟" میجر لیاقت نے سرسراتے انداز میں سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ میں انکار نہیں کروں گا۔۔۔" جسونت رام نے دلیری سے جواب دیا۔ "لیکن اس بات کو بھی آن فائل لے آؤ کہ دفاعی راز حاصل کرنے کے لئے تمہارے دیس کے ایک دو آدمیوں نے بھی میری سہائتا کی تھی۔۔۔" پھر وہ زہرخند سے بولا۔ "دھن دولت اس دھرتی کی وہ سب سے بڑی شکتی ہے جو اچھے بھلے آدمیوں کا بھی ایمان خراب کر دیتی ہے۔"

"میں تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔ کالی بھیڑیں ہر محکمے میں ہوتی ہیں۔" میجر لیاقت نے ٹھوس انداز میں کہا۔ "دنیا کے تمام ممالک میں ایسے غدار موجود ہیں جو محض دولت کی خاطر اپنا ضمیر بھی فروخت کر دیتے ہیں۔"

"کیا تم ان کا نام جاننا پسند نہیں کرو گے۔۔۔؟" جسونت رام نے چبھتے ہوئے انداز میں دریافت کیا۔

"تم اگر ان غداروں کا نام بتا دو تو میں تمہارا شکریہ ادا کروں گا اور یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ غداری کے مرتکب ثابت ہوئے تو ان کا انجام تمہاری توقع سے بھی زیادہ

بھیانک ثابت ہوگا۔"

جواب میں جسونت رام نے جو دو تین نام لئے وہ پہلے ہی سے میجر لیاقت کی لسٹ پر موجود تھے۔

"تم نے اوشا کرن کے جانے کے بعد پردیپ پٹیل سے بھی دوستی بڑھانے کی کوشش کی تھی ـــــ کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں ـــــ لیکن اوشا کرن کے مقابلے میں پردیپ زیادہ بزدل ثابت ہوا۔" جسونت رام نے حقارت سے جواب دیا۔

"کیوں ـــــ؟" میجر لیاقت نے دبی زبان میں طنز کیا۔ "کیا پردیپ نے تمہارا ساتھ دینے سے انکار کردیا؟"

"تمہاری معلومات غلط نہیں ہیں ـــــ" جسونت رام نے اپنی نشست پر کسماتے ہوئے کہا۔ "وہ اگر میری مدد کر دیتا تو شاید تم اور تمہارے لوگ میری گرد کو بھی نہیں پا سکتے تھے۔"

"مسٹر جسونت رام ـــــ!" میجر لیاقت نے اُس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے دوبارہ ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔ "ابھی تم نے اقرار کیا ہے کہ تم ہمارے ملک کے کچھ اہم دفاعی راز حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہو ـــــ؟"

"ہاں ـــــ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس وقت وہ راز کہاں ہیں ـــــ؟"

"میرے بینک کے سیفٹی لاکر میں ـــــ" جسونت رام معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"لیکن وہ لاکر میں نے اپنے نام پر نہیں رکھے ہیں۔"

"کیا وہ لاجونتی کے نام پر حاصل کئے گئے ہیں؟"

"میجر ـــــ!" اچانک جسونت رام کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ تلملا کر بولا۔ "دوبارہ تم لاجونتی کا نام درمیان میں کہیں مت لانا ـــــ اس لئے کہ دوشی کیول میں ہوں ـــــ لاجونتی کے پرکھوں کا بھی ان تمام معاملات سے دور کا کوئی سمبندھ نہیں ہے ـــــ" بالکل نردوش اور معصوم ہے۔"

"پھر ـــــ لاکر کس نام پر ہیں ـــــ؟" میجر لیاقت نے دریافت کیا۔

"میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا لیکن تمہیں ایک وچن دینا ہوگا ـــــ تم لاجونتی کو میرے ساتھ نتھی کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔" جسونت رام نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "میں بھگوان کی سوگند اٹھاتا ہوں کہ اسے کچھ بھی نہیں معلوم۔"

"اوکے۔" میجر لیاقت نے تھوڑے تامل سے جواب دیا۔ "میں لاجونتی کو تمہارے غداری کے کیس میں شامل نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

جسونت رام نے اطمینان کی سانس لی پھر اس نے جس نام پر لاکر حاصل کئے تھے اس کی تمام تر تفصیل بتاتا چلا گیا۔

"کیا تم وہ دستاویز میرے حوالے کرنے پر آمادہ ہو یا ـــــ مجھے اپنی قانونی حیثیت کا استعمال کرنا پڑے گا؟"

"میں ابھی چل کر وہ دستاویز تمہارے حوالے کر دوں گا۔" جسونت رام کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح مُردہ آواز میں بولا۔

"مجھے خوشی ہے مسٹر جسونت کہ تمہارے اندر کا انسان جاگ اٹھا۔"

"طنز کر رہے ہو آفیسر ـــــ؟"

"نہیں ـــــ تمہارے حوصلے اور ہمت کی تعریف کر رہا ہوں۔"

جسونت رام نے خاموشی اختیار کئے رکھی لیکن وہ کسی اعتبار سے بھی خوف زدہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کے بعد میجر لیاقت نے لاجونتی اور گردھاری کا قصہ دبی زبان میں چھیڑا تو جسونت رام اس طرح چونکا جیسے میجر لیاقت نے اس کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہو ـــــ ایک لمحے تک وہ خاموش رہا پھر کم و بیش وہ تمام باتیں دہراتا چلا گیا جو میجر لیاقت کے علم میں آئی تھیں یا پروفیسر درانی کے ذریعے معلوم ہوئی تھیں ـــــ جسونت رام تفصیل دہرا چکا تو میجر لیاقت نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا تم گردھاری سے واقف ہو ـــــ؟"

"نہیں ـــــ" جسونت رام نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "وہ مجھے صرف کوڑیالے سانپ کے روپ میں نظر آتا رہا لیکن فون پر دھمکیاں دیتے وقت وہ ہمیشہ خود کو گردھاری ہی کہتا تھا ـــــ ویسے شانتی کے علاوہ سادھنا نے بھی مجھ سے کہا تھا کہ وہ کلکتہ کالی کے بڑے مندر میں گردھاری کو دیکھ چکی تھیں۔ لیکن اس پنڈت یا پجاری نے

خود کو گردھاری ماننے سے انکار کر دیا تھا ـــــ حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ کالی کے مندر کے دیگر پنڈت پجاریوں نے بھی اس نام کے کسی آدمی کو جاننے سے انکار کر دیا۔ اس حلیے کے کسی پجاری کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا تھا جو سادھنا نے انہیں بتایا تھا۔"

"گویا وہ گردھاری کا تیسرا پراسرار روپ بھی کہا جا سکتا ہے ـــــ؟" میجر لیاقت نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا ـــــ" جسونت رام نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "شانتی کی موت اور سادھنا کے بیان کے بعد میں اس قدر خوف زدہ ہو گیا تھا کہ گردھاری کی کسی بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اس بات کی بھی دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اس کا کہا ماننے سے انکار کر دیا تو وہ لاجونتی کا بھی وہی انجام کرے گا جو شانتی کا ہو چکا تھا ـــــ" جسونت رام نے ایک لمحے کے توقف کے بعد بات جاری رکھی۔ "اسی پاپی کے کہنے پر میں نے شانتی کی موت کے بعد اپنی کوٹھی میں ہر کسی کا آنا جانا بند کر دیا تھا ـــــ میں ہی وہ بزدل باپ ہوں جو اپنی پھول جیسی بچی کو بھی داؤ پر لگا بیٹھا۔"

"سادھنا کے بارے میں تم کیا کہو گے ـــــ؟" میجر لیاقت نے تفصیلات سننے کے بعد معنی خیز لہجہ اختیار کیا۔ "وہ گردھاری کو کس طرح جانتی تھی؟"

جواب میں جسونت رام نے سادھنا کی ماں اور گردھاری کے عشق کی وہ روداد بھی سنا دی جو اسے سادھنا نے بتائی تھی ـــــ میجر لیاقت دوررس نظروں سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔

"مسٹر جسونت! کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ جب گردھاری سانپ کے روپ میں تمہاری کوٹھی میں داخل ہوتا تھا تو تمہارے لان پر سیاہ لکیر ابھرتی تھیں لیکن اس کی واپسی کے وقت صرف قدموں کے نشانات نظر آتے تھے ـــــ؟"

"نہیں ـــــ" جسونت رام نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ بات میں پہلی بار سن رہا ہوں ـــــ ہو سکتا ہے وہ یہ سب کچھ تمہارے ان سادہ لباس والوں کو دھوکا دینے کے کارن کرتا ہو جنہیں تم نے میری کوٹھی کے چاروں طرف رات دن نگرانی پر لگا رکھا تھا۔"

"تم پنڈت جمنا داس یا نرمل داس کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہو ـــــ؟" میجر

نے موضوع بدل کر دریافت کیا۔

"میں پنڈت جمنا داس کے بارے میں کیول اتنا جانتا ہوں کہ وہ چرن کمار سے پہلے کالی کے بڑے مندر کی گدی پر براجمان تھا۔ نرمل شاید اس کے بیٹے کا نام تھا۔"

میجر لیاقت مختلف زاویوں سے جسونت رام کا اقبالی بیان ریکارڈ کرتا رہا پھر اس نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"مسٹر جسونت ـــــ میری معلومات کے مطابق سادھنا کی ماں کو پراسرار حالات میں قتل کر دیا گیا تھا۔ پولیس ابھی تک اس کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکی ـــــ کیا تم کچھ روشنی ڈال سکتے ہو؟"

جواب میں جسونت رام نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"میجر ـــــ اب جبکہ میں تمہارے ملک کے دفاعی راز چوری کرنے کے سنگین جرم کا اقبال کر چکا ہوں تو سادھنا کی ماں کے سلسلے میں بھی کچھ چھپانے کی کوشش نہیں کروں گا ـــــ" اس نے بات جاری رکھی۔ "سادھنا پہلے صرف میری سیکرٹری تھی لیکن بعد میں میرے اس کے ناجائز سمبندھ بھی ہو گئے ـــــ میں نے ایک بار اس کا ابارشن (ABORTION) کرایا تھا جس کی بھنک اس کی ماں کو مل گئی۔ سادھنا کی ماں نے مجھے بلیک میل کرنا چاہا۔ یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ میں سادھنا سے شادی کر لوں جو شانتی کی موجودگی میں میرے لئے کسی طرح بھی ممکن نہیں تھا ـــــ میں اُسے لمبی لمبی رقم دے کر ٹالتا رہا۔ پھر جب اس نے ہاتھ پیر نکالنے شروع کئے تو میرے پاس ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ اسے راستے سے ہٹا دوں۔ چنانچہ ایک روز جب سادھنا دفتر میں کام میں مصروف تھی میں نے اس کے گھر جا کر اس کی ماں کو ہمیشہ کے لئے اپنے راستے سے ہٹا دیا۔ سادھنا یہی سمجھی کہ اس کی ماں کا قتل گردھاری نے کیا ہوگا جو روپوش ہو گیا تھا۔ اس نے اس خوف سے بھی زبان بند رکھی کہ اگر بات اچھلی تو اس کی اپنی بدنامی بھی ہو گی ـــــ میں نے بھی اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ پولیس کے سامنے کوئی بیان نہ دے۔"

"بہرحال ـــــ" میجر لیاقت نے اپنے جملے پر زور دے کر کہا۔ "تم اس بات کا اقرار بھی کر رہے ہو کہ سادھنا کی ماں کا قتل بھی تمہارے ہاتھوں سے ہوا تھا ـــــ؟"

"مجھے زیادہ پریشان مت کرو میجر۔" جسونت رام نے اکتائے ہوئے انداز میں

جواب دیا۔ ''تم میرا سارا بیان ٹائپ کر کے میرے سامنے رکھ دو ـــــ میں اس پر دستخط کرنے کے علاوہ انگوٹھا لگانے سے بھی انکار نہیں کروں گی۔''

جسونت رام کا جو بیان ریکارڈ ہو چکا تھا وہی اسے پھانسی کے پھندے تک لے جانے کو بہت تھا۔ میجر لیاقت نے اُسے زیادہ پریشان کرنے کی غلطی بھی نہیں کی۔ فوری طور پر اس نے نہ صرف جسونت رام کا بیان ٹائپ کر کے اس پر اس کے دستخط اور انگوٹھا لگوالیا بلکہ ایک مجسٹریٹ کے سامنے لے جا کر اس کی تصدیقی مہر اور دستخط بھی حاصل کر لئے ـــــ مجسٹریٹ کے سامنے جانے سے پیشتر میجر لیاقت کے کہنے پر جسونت رام نے نہایت آسانی سے اپنا بینک لاکر کھول کر وہ فائل بھی اس کے حوالے کر دی جس میں ملک کے کچھ اہم دفاعی راز موجود تھے۔

میجر لیاقت نے جسونت رام کا عدالتی ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد اسے لاک اپ کرا دیا اور وقت ضائع کئے بغیر ان مقامی اور ذمہ دار افسروں کو بھی زیر حراست لے لیا جنہوں نے جسونت رام کے بیان کے مطابق بھاری رقم لے کر وہ راز اس کے حوالے کئے تھے ـــــ سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ تھکا ماندہ اپنے گھر جا رہا تھا جب نرمل کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

''تُو نے دیکھا میجر! ـــــ میں نے جسونت رام کو باندھنے والی بات غلط نہیں کہی تھی ـــــ وہ پاپی فرار ہونے کے کارن ایک ایجنٹ سے گٹھ جوڑ کرنے جا رہا تھا ـــــ میں نے اپنی شکتی کے زور سے اسے تیرے پاس بھیج دیا۔''

''نرمل داس! میں تمہارے علاوہ پجاری شیام سرن کا بھی مشکور ہوں جس نے اجودھیا جانے سے پہلے تمہیں میری مدد کرنے پر آمادہ کیا تھا ـــــ'' میجر لیاقت نے بڑے خلوص سے کہا۔

''چنتا مت کر ـــــ'' نرمل داس کا متر بن کر رہے گا تو کبھی کسی کام میں نراش نہیں ہو گا۔ پرنتو ایک بات کا دھیان رہے۔'' نرمل داس نے ٹھوس آواز میں کہا۔ ''تُو نے جسونت کے ساتھ لاجونتی کو نہ چھیڑنے کا جو وعدہ کیا ہے اسے بھول کر بھی توڑنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بازی پلٹ بھی سکتی ہے۔''

''میں اپنے وعدے پر قائم رہوں گا نرمل داس ـــــ'' میجر لیاقت نے کچھ سوچ کر

کہا۔ ''اس کا بیان ضروری ہو گا۔ لیکن اسے پریشان نہیں کیا جائے گا۔''

''اور کچھ تیرے من میں ہو تو وہ بھی پوچھ لے۔'' نرمل داس نے بڑی فیاضی کا اظہار کیا۔

''سادھنا اور شانتی کو کالی کے مندر میں جو گردھاری نظر آیا تھا وہ کون تھا؟''

''میں بھی اس کا کھوج نہیں لگا سکا لیکن وہ میری نظروں سے زیادہ دنوں تک نہیں بچ سکے گا۔''

''تم نے کہا تھا کہ گردھاری کا سانپ والا روپ ختم ہو چکا ہے ـــــ؟''

''ہاں ـــــ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔''

''کیا مندر میں نظر آنے والا گردھاری بھی وہی تھا ـــــ؟'' میجر نے دریافت کیا۔

''نہیں ـــــ'' نرمل داس نے جواب دیا۔ ''وہ کوئی اور ہی پاپی ہے جو ابھی تک پردے کی آڑ میں منہ چھپائے بیٹھا ہے۔ مگر تُو چنتا مت کر ـــــ میں اسے پاتال سے بھی کھوج نکالنے کی شکتی رکھتا ہوں۔''

''اس بدمعاش کے اور کتنے روپ ہیں ـــــ؟''

''سب ایک ہی تھیلی میں بند ہیں ـــــ مگر نراش مت ہو۔'' نرمل نے پورے یقین سے کہا۔ ''میں اس کے سارے روپ نشٹ کرنے کے بعد ہی چین سے بیٹھوں گا۔''

''ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں ـــــ'' میجر لیاقت نے نرمل داس کی ماورائی قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی خاطر سنجیدگی سے پوچھا ـــــ ''تمہارے پتا پنڈت جمنا داس جی کے الٹے ہاتھ پر ـــــ''

''نہیں میجر ـــــ نہیں۔'' نرمل داس کا لب و لہجہ یکلخت بڑا گمبھیر اور تحکمانہ ہو گیا۔ ''میں تیری بات سمجھ رہا ہوں لیکن ایک بات کان کھول کر سن لے ـــــ چتا کی راکھ کریدنے اور قبر کے مُردوں کو جگانے کا دھیان من سے نکال دے ـــــ زیادہ گہرے ساگر میں ہاتھ پیر چلانے کی غلطی بھول کر بھی نہ کرنا۔ اسی میں سب کی مکتی ہے ـــــ بات بگڑ گئی تو پھر نرمل کو دوش مت دینا ـــــ سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں؟''

''میں صرف اپنی معلومات کی خاطر پوچھ رہا تھا ـــــ'' میجر لیاقت نے موقع کی نزاکت بھانپ کر بات بنانے کی کوشش کی۔ ''ورنہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق بھی

نہیں ہے۔"

"تعلق پیدا کرنے کی کوشش بھی مت کرنا ـــــ" نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔

میجر لیاقت کی پیشانی پر بل آنے لگے لیکن اس نے خاموش رہنے میں ہی مصلحت سمجھی تھی ـــــ!!

☆⁂☆

نرمل داس نے بند آنکھوں سے دور بیٹھے بیٹھے اپنی مہان شکتی کے ذریعے وہ تمام اروائی دیکھی تھی جو میجر لیاقت کے مخصوص ساؤنڈ پروف کمرے میں عمل میں لائی گئی ی۔ آپریشن روم کی ایک ایک تفصیل اس کے ذہن میں محفوظ تھی لیکن کچھ جملے اُس کے ہن میں کانٹوں کی طرح چبھ رہے تھے۔ پھر جب میجر لیاقت نے بھی یہی سوال کیا کہ وہ گردھاری کون تھا جو سادھنا اور شانتی کو کالی کے مندر میں نظر آیا تھا؟" تو نرمل داس کے اندر تجسس جاگ اُٹھا۔

جمنا داس کے علاوہ شیام سرن نے بھی ایک بار یہی کہا تھا کہ "اس کے کئی روپ ہیں۔ تو کس کس سے پنجہ لڑاتا پھرے گا؟" ـــــ یہ ساری باتیں نرمل داس کے ذہن کو کچوکے لگا رہی تھیں۔ اس نے میجر لیاقت سے گفتگو ہونے کے بعد ساری رات منڈل میں بیٹھ کر کالی کی پوجا کی تھی۔ متعدد بار آنکھیں بند کر کے اس نے کالی کے بڑے مندر کے ایک ایک گوشے کو کھنگال ڈالا تھا لیکن وہ گردھاری اسے کہیں نظر نہیں آیا جس کا تفصیلی حلیہ جسونت رام نے سادھنا اور شانتی کے حوالے سے دہرایا تھا۔

رات بھر وہ اسی ادھیڑ بُن میں لگا رہا ـــــ اس وقت بھی وہ سورج نکلنے سے پہلے اشنان کر کے اور پجاریوں کا لباس پہنے منڈل میں بیٹھا اس چنڈال کو ڈھونڈ رہا تھا جو کہیں گھپ اندھیروں میں چھپا بیٹھا تھا۔ بار بار کی ناکامی نے نرمل داس کے ذہن کو الجھا دیا۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں چرن کمار کا دھیان آیا ـــــ "کہیں وہی تو سارے فساد کی جڑ نہیں ہے؟" ـــــ مرتے وقت جمنا داس نے بھی اس سے وچن لیا تھا کہ وہ چرن کمار کو کسی قیمت پر شما (معاف) نہیں کرے گا۔

کچھ سوچ کر نرمل داس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور ذہن کی ساری قوتیں ایک

مرکز پر جمع کر کے کالی کے بڑے مندر میں پہنچ گیا جہاں چرن کمار اپنے خاص کمرے میں بیٹھا کسی خیال میں پوری طرح مستغرق تھا۔ نرمل داس نے اس کی کھوپڑی میں گھسنے کی کوشش کی لیکن اسی سمے چرن کمار نے بھی چونک کر ٹٹولتی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا پھر اس کے چاروں طرف گھپ اندھیرا پھیل گیا ــــ نرمل داس نے کالی کا نام لے کر اس اندھیرے کو دور کرنے کی ٹھانی تو جمنا داس کی آتما کی تیز آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

''ابھی اس پاپی کو مت چھیڑ نرمل ــــ دھیرج سے کام لے۔ جلدی کرے گا تو سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ اسے اگر بھنک مل گئی کہ میں نے اپنی ساری شکتی تجھے دان کر دی ہے تو وہ تیرا دشمن بن جائے گا۔''

''کیا میں اپنی شکتی کے بل پر اس اپرادھی کو نشٹ نہیں کر سکتا؟'' نرمل داس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''کر سکتا ہے ــــ پرنتو ابھی بھی کچھ دنوں اور انتظار کرنا پڑے گا۔'' جمنا داس کی آتما نے کہا۔ ''میری بات کا وشواس کر ــــ جیت اوش تیری ہی ہوگی پرنتو کچھ دنوں اور شانت رہنے کی کوشش کر لے۔''

''وہ گردھاری کون تھا جو ــــ''

''کوڑیالے سانپ کے روپ میں جسے تُو نے میرے ہاتھوں مرتے دیکھا تھا وہی اس کا دوسرا روپ ہے جو سادھنا اور شانتی کو نظر آیا تھا لیکن ان کے علاوہ اور کوئی اسے نہیں دیکھ سکا ــــ وہ پاپی بھی دوسروں کی نظروں سے بچنے کا گُر جانتا ہے۔''

''اس کے کتنے روپ ہیں ــــ؟'' نرمل نے ضد کرنے والا انداز اختیار کیا۔

''ایک ختم ہو گیا ــــ دو ابھی باقی ہیں پرنتو ان دونوں تک پہنچنے سے پہلے تجھے ایک ایسے دشٹ کو مارنا ہوگا جس کی گندی شکتیوں نے گردھاری کے دونوں روپ کو پناہ دے رکھی ہے۔''

''کیا اس پلید شکتی نے کوڑیالے سانپ کے روپ کو پناہ نہیں دی تھی ــــ؟'' نرمل داس نے کسمسا کر دریافت کیا۔

''دی تھی ــــ اسی کارن تو اس اپرادھی کی آتما سانپ کی کھال سے اپنا اصلی شریر بچا کر نکل گئی۔

''پھر ــــ اب مجھے کیا کرنا ہوگا ــــ؟''

''جلدی نہ کر نرمل ــــ اس پاپی تک پہنچنے کے لئے تُو اپنا زیادہ سمے کالی کے مندر میں بِتانا (گزارنا) شروع کر دے ــــ چرن کمار کو اپنا گرو مان کر اس کے پیٹ میں گھسنے کی کوشش کر ــــ اسی میں تیری وجے ہے۔''

''گرو ــــ اور چرن کمار کو مانوں؟'' نرمل داس نے حیرت کا اظہار کیا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو ــــ؟''

''کسی گندے کیڑے کو مارنے کے کارن منش کو گندے نالے میں بھی اترنا پڑتا ہے ــــ سمجھ رہا ہے میری بات؟''

''ہاں ــــ'' نرمل داس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

''شیام سرن کے کہنے کے انوسار اپنے آپ کو ہمیشہ منڈل ہی میں رکھنا ــــ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

نرمل داس تھوڑی دیر آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا پھر اٹھ کر کالی کے بڑے مندر کی طرف چل پڑا۔ وہ جمنا داس کی بات کی تہہ تک غوطہ نہیں لگا سکا تھا لیکن اتنا ضرور سمجھ گیا تھا کہ اُسے کسی چنڈال کو مارنے کے کارن خود کو بھی اسی روپ میں رنگنا پڑے گا۔

مندر کی سیڑھیاں عبور کر کے اس نے چبوترے پر قدم رکھا جہاں بہت سارے پنڈت پجاری اور سادھو موجود تھے۔ ایک دو پجارنیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ نرمل داس ایک طرف کھڑا ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر اس کے قدم مندر کی پچھلی سمت کی طرف اٹھنے لگے جہاں پجارنیں اور دیوداسیاں رہتی تھیں۔

''کہاں جا رہے ہو مہاشے ــــ؟'' ایک ہٹے کٹے پجاری نے آگے بڑھ کر کہا پھر غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''تم ــــ تم پنڈت جمنا داس جی کے پُتر نرمل داس تو نہیں ہو ــــ؟''

''ٹھیک پہچانا تم نے ــــ'' نرمل نے سنبھل کر جواب دیا۔

''شما کر دینا مہاراج! ــــ میں نے تمہیں پہچانا نہیں تھا ورنہ تمہارا راستہ کاٹنے کی بھول کبھی نہ کرتا ــــ'' پجاری نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا۔

''کیا اس طرف جانا منع ہے جدھر میرے پگ بڑھ رہے تھے ــــ؟''

”نہیں مہاراج! ـــــ ایسا بھی نہیں ہے۔ لیکن مَیں نے تمہیں نیا پجاری جان کر کچھ سمجھانے کی کوشش کی تھی۔“

”تمہارا شبھ نام کیا ہے ـــــ؟“

”سیوک کو آنند لال کہتے ہیں ـــــ“ اس نے بڑی انکساری سے جواب دیا۔ ”تم گرو کے پُتر ہو اس لئے جو چاہے کر سکتے ہو۔“

”تم مجھے کیا سمجھانا چاہتے تھے ـــــ؟“

”مندر کی پجارنیں ہماری سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھتی ہیں۔“ آنند لال نے دائیں بائیں دیکھ کر رازداری سے دبی زبان میں کہا۔ ”پرنتو پجارن شکنتلا کو چرن کمار مہاراج نے اپنے لئے چن رکھا ہے ـــــ اسی کارن کوئی پجاری اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھول نہیں کرتا۔“

”کیا تم مجھے بتا سکتے ہو شکنتلا کی کٹی کون سی ہے ـــــ؟“

”بتا سکتا ہوں مہاراج! لیکن ـــــ“

”چنتا مت کرو آنند لال ـــــ!“ نرمل داس نے اسے ہچکچاتا دیکھ کر معنی خیز انداز اختیار کیا۔ ”جس گدی پر آج مہاراج چرن کمار براجمان ہیں وہ اسے میرے پتا ہی نے سونپی تھی ـــــ اس ناتے کچھ اختیارات مجھے بھی حاصل ہیں۔“

”تم جانو مہاراج ـــــ“ آنند لال نے سرگوشی کی پھر شکنتلا پجارن کی کٹی کی نشانی بتا کر ”پرنام“ کرتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔

نرمل داس کے ذہن میں مرحوم جمنا داس اور پجاری شیام سرن کے کہے ہوئے جملے گونجنے لگے۔ دونوں نے یہی کہا تھا کہ پجارنیں اور سندر ناریاں مہان شکتی رکھنے والوں کے لئے کیول دل بہلانے کے لئے تو ٹھیک ہیں لیکن ان سے پریم کا روگ لگا لینا بلوانوں کو شوبھا نہیں دیتا۔

نرمل داس نے کچھ سوچ کر اپنے منڈل کو دوبارہ مضبوط کیا پھر مسکراتا ہوا اس کٹی کے سامنے جا کر رک گیا جس کی نشاندہی آنند لال نے کی تھی۔ کٹی کے اندر سے پجارنوں کی بات کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کبھی کبھی ان کے قہقہے بھی کان میں رس گھول دیتے تھے ـــــ نرمل داس ایک لمحے باہر کھڑا ان کی چنچل باتوں سے من بہلاتا رہا پھر بے

[دھڑک] اندر داخل ہو گیا۔

[کٹی] کے اندر تین پجارنیں موجود تھیں ـــــ ایک نئے پجاری کو دیکھ کر وہ یکلخت [مدہوش] ہو گئیں۔ دو نے نرمل داس کو غور سے دیکھا پھر خاموشی سے کترا کر باہر نکل گئیں۔ [تیس]ری کی نظروں میں بجلیاں کوندنے لگیں۔ نرمل داس کی نگاہیں اس کے سندر شریر پر [پھس]لنے لگیں۔ وہ صرف خوبصورت ہی نہیں بلکہ اس کے جسم کا ایک ایک نشیب و فراز [قیام]ت تھا۔ اس کی آنکھیں کسی تیز شراب کا چھلکتا جام نظر آ رہی تھیں جن کے اندر نشہ ہی [نشہ بھرا] تھا۔ تنگ چولی اور اونچے گھاگھرے نے اس کے حسین جسم کے عریاں حصوں کو دو [آت]شہ بنا رکھا تھا۔ نرمل داس کے جسم پر چیونٹیاں رینگنے لگیں۔

”کون ہو تم ـــــ؟“ پجارن جو شکنتلا کے سوا کوئی اور نہیں تھی بڑے گھمنڈی لہجے [می]ں بولی۔ ”نئے جان پڑتے ہو جو منہ اٹھائے بغیر اجازت کے اندر آ گئے۔“

”تم پجارن شکنتلا ہو نا ـــــ؟“ نرمل نے لبھانے والا انداز اختیار کیا۔

”ہاں ـــــ“ وہ سینہ تان کر اور مغرور ہو گئی۔ نخوت سے بولی۔ ”تم کون ہو ـــــ؟“

”سندری ـــــ“ نرمل داس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ ”کیا تُو اتنا بھی نہیں [جان]تی کہ پیاسا کنوئیں کے پاس کیوں جاتا ہے ـــــ؟“

”جانتے ہو ـــــ میں کون ہوں؟“ شکنتلا اور بپھر گئی۔

”مدھ بھرا پیالہ ـــــ جسے دیکھ کر منش کو اپنے آپ پر قابو نہیں رہتا۔ میں غلط تو نہیں [ک]ہہ رہا ـــــ؟“

”جیون پیارا ہے تو الٹے قدموں میری کٹی سے باہر نکل جاؤ ـــــ“ شکنتلا کی [نگا]ہوں میں تکبر بھر آیا۔ جھلا کر بولی۔ ”مہاراج کو خبر مل گئی تو پھر تمہیں بھاگے راستہ بھی [ن]ہیں ملے گا۔“

”غصے نے تمہیں اور سندر بنا دیا ہے۔“ نرمل داس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ ”[ب]ہتی ندی پر بند نہیں باندھا جاتا ـــــ میں بھی تمہاری کٹی میں واپس جانے کے [ا]رادے سے نہیں آیا ہوں ـــــ ایک بات اور سن لو ـــــ“ نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ ”بہتی گنگا میں سب کے ہاتھ دھونے کا ادھیکار برابر کا ہوتا ہے۔“

شکنتلا آپے سے باہر ہونے لگی۔ پھر نرمل داس کی نظروں میں ایک ایسی چمک اُبھری

کہ وہ سمندر کے جھاگ ہی کی طرح بیٹھ گئی۔ نرمل داس نے آگے بڑھ کر اس کے جسم کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ اس کے جسم کی تپش شکنتلا کو موم کی طرح پگھلانے لگی۔ اس نے نرمل داس کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کی کوشش نہیں کی ـــــ پوری طرح اس کے سحر میں ڈوبتی چلی گئی۔

کچھ دیر بعد نرمل داس خود کو سمیٹ کر جانے لگا تو شکنتلا نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"اپنا شبھ نام نہیں بتاؤ گے پجارن کو ـــــ؟"

نرمل داس نے جواب میں اس کے بکھرے ہوئے جسم پر الوداعی نظر ڈالی پھر مسکراتا ہوا کٹی سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد وہ چرن کمار کے خاص کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر زلزلے کی کیفیت طاری تھی لیکن نرمل داس کو دیکھتے ہی اس نے خود پر قابو پانے میں حیرت انگیز صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔

"آؤ نرمل ـــــ ابھی میں تمہارے ہی بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"میرے بڑے بھاگیہ مہاراج جو تم نے مجھے یاد کیا ـــــ" نرمل داس نے سادگی سے جواب دیا۔

"کہاں سے آ رہے ہو ـــــ؟" چرن کمار نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"راستے میں الجھ گیا تھا ـــــ" نرمل داس نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ دبی زبان میں بولا۔ "ایک بھول بھی ہو گئی پرنتو مجھے اس بات کی جانکاری نہیں تھی کہ وہ ـــــ"

"پجارن شکنتلا کی بات کر رہا ہے ـــــ؟" چرن کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر معنی خیز انداز میں بولا۔ "تُو نے مجھے مہاراج کہا ہے تو پھر بھول چوک کی باتیں کرنا بھی چھوڑ دے۔"

"میں سمجھا نہیں ـــــ؟"

"گرو کی چیز پر اس کے خاص سیوک کا بھی ادھیکار ہوتا ہے ـــــ جو کچھ ہو چکا اسے بھول جا ـــــ"

"تمہاری بڑی کرپا ـــــ" نرمل داس نے خود کو پُرسکون کرنے کی اداکاری کی۔

"ہماری یاد کیسے آ گئی؟" چرن کمار موضوع بدل کر بولا۔ "بڑے دنوں بعد نظر آ رہا ہے۔"

"اب آتا جاتا رہوں گا مہاراج ـــــ!" نرمل نے عقیدت سے جواب دیا۔ "تم نے کہا تھا نا کہ مجھے بھی بلوانوں کے راستے پر چلنے کا گر بتا دو گے ـــــ اسی کارن پجاریوں کا بھیس اختیار کر کے آیا ہوں۔"

"تُو میرے گرو کا بالک ہے نرمل! اس لئے میں تجھے مہان شکتیاں پراپت کر کے سارے گر سکھا دوں گا۔ پرنتو تجھے بھی ایک وچن دینا ہو گا۔"

"وہ کیا ـــــ؟"

"مجھے گرو بنائے گا تو پھر گرو کی ہر آگیا (حکم) کا پالن بھی کرنا ہو گا۔"

"میں وچن دیتا ہوں مہاراج ـــــ!" نرمل داس نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ "تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔"

"پھر ٹھیک ہے ـــــ" چرن کمار نے مسرت کا اظہار کیا۔ "میں کل ہی سے تجھے پاٹھ (سبق) پڑھانا شروع کر دوں گا لیکن اس سے پہلے تجھے کالی کے چرنوں میں بیٹھ کر مجھے گرو ماننا پڑے گا ـــــ کچھ بھینٹ بھی دینی ہو گی۔"

"میں ہر بات کے لئے تیار ہوں۔"

"ایک بات پوچھوں نرمل ـــــ!" چرن کمار نے پہلو بدل کر اُسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔ "کیا پنڈت جمنا داس جی نے تجھے بلوانوں کے کوئی داؤ پیچ نہیں بتائے تھے؟"

"کوشش تو کی تھی پرنتو میں دنیا کے دوسرے دھندوں میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ کبھی ان کی باتوں پر دھیان ہی نہیں دیا۔"

"تیرے پتا بڑے مہان تھے ـــــ انہوں نے جو شکتیاں پراپت کی تھیں وہ اس دھرتی پر کچھ ہی سیوکوں کو نصیب ہوتی ہیں۔"

نرمل داس نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔ مسمسی صورت بنائے بیٹھا رہا۔ چرن کمار کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا پھر سنجیدگی سے پوچھا۔

"پجاری شیام سرن بہت دنوں سے نظر نہیں آیا ـــــ کیا ابھی تک اس کے من کا میل صاف نہیں ہوا ـــــ؟"

"میں نے تمہارا سندیس (پیغام) اس تک پہنچا دیا تھا لیکن وہ تم سے گلے لگنے کو تیار نہیں ہوا۔"

"اب تُو کیا کہے گا ___ کیا میں نے اس کا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش کی تھی ___؟"

"نہیں مہاراج ___!" نرمل نے پہلو بدل کر کہا۔ "غلطی اسی کی تھی ___ نہ ہوتی تو وہ مندر آ کر تم سے گلے ملنے سے انکار بھی نہ کرتا۔"

"آج کل کہاں ہے ___؟"

"وہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے ___ کہاں؟ میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے وندھیا چل کی پہاڑیوں کی طرف نکل گیا ہو۔"

"تُو چنتا نہ کر نرمل ___" چرن کمار نے پیار سے کہا۔ "شیام سرن نے بھی اگر تجھ سے منہ موڑ لیا تو میں تیرا ساتھ دوں گا ___ تُو کالی کا آشیرباد حاصل کر لے تو میں یہ گدی بھی تجھے سونپ دوں گا۔"

نرمل داس جواب دینے کی بجائے کسمسا کر رہ گیا۔ لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ چرن کمار کسی چالاک مکڑی ہی کی طرح اس کو پھانسنے کے لئے خوبصورت جال بُن رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ چرن کمار کی اجازت لے کر مندر سے باہر نکلا تو جمنا داس کی آتما کی آواز پھر اُس کے کانوں میں گونجی۔

"تُو نے صحیح راستے پر قدم اٹھایا ہے نرمل! ___ پرنتو ہوشیار رہنا۔ چرن کمار بڑا چتر اور چالاک ہے۔ اس چنڈال کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر کوئی بھول نہ کر بیٹھنا۔"

"تم پریشان مت ہو باپو ___!" نرمل نے کسی زہریلے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔ "میں نے تم کو جو وچن دیا ہے اسے اوش پورا کروں گا ___ چرن کمار کو ایسی جگہ ماروں گا جہاں اسے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملے گا۔"

"جیوت رہ نرمل ___ سدا سکھی رہ۔" جمنا داس کی آتما نے کہا۔ "مجھے تجھ سے اسی جواب کی آشا تھی۔"

"باپو! ___ ایک بنتی کروں ___ مان لو گے؟" نرمل داس نے اس بار بڑے لاڈ سے کہا۔

"میں سمجھ رہا ہوں کہ تُو اس پلید کے بارے میں جاننا چاہتا ہے جس نے گردھاری کے باقی دو روپ کو پناہ دے رکھی ہے لیکن ___"

"انکار نہ کرنا باپو ___" نرمل نے ضد کی۔ "تم نے ٹالنے کی کوشش کی تو میرا مان

ٹوٹ جائے گا۔"

"تیرا مان کبھی نہیں ٹوٹے گا۔" جمنا داس کی آتما نے جذباتی انداز اختیار کر لیا۔ "میں تجھے اس دشٹ کے بارے میں بتا دوں گا جو دور بیٹھا کھیل تماشے کر رہا ہے ___ تُو اس بہروپے کو دیکھ بھی لے گا لیکن ابھی اس کے آگے کچھ جاننے کی کوشش مت کرنا ___ ابھی سمے کی دھارا اس کے حق میں ہے پرنتو موسم بدلنے میں اب زیادہ دیر بھی نہیں لگے گی۔"

نرمل داس خاموش رہا۔ جمنا داس کی آواز دوبارہ اس کے کانوں میں گونجی۔

"کالی کا دھیان پوری طرح من میں بسا کر آنکھیں موند لے اور پچھم کی طرف دیکھ ___ اندھیرے تیرا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے لیکن نراش مت ہونا ___ میری آتما تیری سہائتا کرے گی ___ تُو اسے نظر بھر کے دیکھ لینا لیکن آنکھیں کھولنے کی بھول ابھی مت کر بیٹھنا ورنہ بھونچال آ جائے گا۔ بازی ایک بار پلٹ گئی تو سارے پاپی ہوشیار ہو جائیں گے ___ تُو اکیلا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ___ ابھی دھیرج سے کام لینا۔ سمجھ رہا ہے نا میری بات کو ___؟"

نرمل نے اثبات میں سر کو جنبش دی پھر اس نے کالی کے تمام روپ کو من میں سجا کر آنکھیں بند کر لیں اور پچھم کی طرف ساری توجہ منتقل کر دی۔ لیکن گھپ اندھیروں میں اسے کچھ نظر نہیں آیا۔ اس نے ہمت نہیں ہاری۔ گھپ اندھیرے کے بادلوں کو آنکھیں بند کئے گھورتا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد بادل چھٹنے لگے۔ مدھم مدھم روشنی کی کرن کالے بادلوں کے بیچ چمکنے لگی۔ نرمل داس کا دل دھڑکنے لگا ___ اچانک اُس کے کانوں میں تیز آندھیوں کی آواز گونجی جو سیاہ بادلوں کو اُڑا لے گئی۔ پھر نرمل داس نے جو منظر دیکھا وہ بے حد ہولناک اور بڑا نا قابل یقین تھا۔

پس منظر میں کیکر کا ایک گھنا درخت تھا جو پتیوں سے بے نیاز تھا۔ صرف اس کی شاخیں اور کانٹے نظر آ رہے تھے۔ پیش منظر میں ایک ایسے بد ہیئت سادھو کا صرف چہرہ فضا میں معلق نظر آ رہا تھا جس کی ایک آنکھ کھلی تھی اور دوسری بند تھی۔ کھلی آنکھوں میں شعلوں کی لپک دکھائی دے رہی تھی۔ چہرے کے ایک حصے پر کوڑھ کا مرض نمایاں تھا۔ دوسرے پر ایسا ناسور نما زخم تھا جس میں چاول کے برابر سفید سفید کیڑے کلبلاتے نظر آ رہے تھے ___ سر پر سیاہ و سپید بالوں کا جوڑا نظر آ رہا تھا ___ پیشانی پر صندل کی

لہراتی ہوئی ٹوٹی پھوٹی لکیریں موجود تھیں ـــــــ چہرے پر دونوں جانب کوڑیالے سانپ پھن کاڑھے اگے نظر آ رہے تھے۔

اس مکرہ چہرے کے عین نیچے ایک پجاری نما شخص درخت کی اُبھری ہوئی جڑوں پر سجدے کی حالت میں سر ٹکائے نظر آ رہا تھا۔ اس مکروہ منظر کو بجلیوں کی بار بار تیز چمک اور بادل کے گرجنے کی آوازوں نے اور بھیانک بنا دیا تھا ـــــــ کوڑیالے سانپ بھی زور زور سے پھنکار رہے تھے۔ معلق چہرے کی کھلی ہوئی آنکھ کی پتلی اپنے حلقے میں برق رفتاری سے گردش کر رہی تھی۔ ان میں نظر آنے والے بھڑکتے شعلے بھی شدت اختیار کرتے جا رہے تھے ـــــــ اچانک ماحول پر بڑی پراسرار خاموشی طاری ہوگئی۔ فضا میں معلق چہرے کے ہونٹوں میں ارتعاش کی کیفیت پیدا ہوئی ـــــــ پھر ایک آواز پوری گھن گرج کے ساتھ خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی بلند ہوئی۔

''بھکاری! ـــــــ اب کیا لینے آیا ہے؟ کیوں بار بار متھے مارنے چلا آتا ہے ـــــــ؟''

''میں تمہارا پجاری ـــــــ تمہارا سیوک ـــــــ تمہارے چرنوں کی دھول ہوں۔''

زمین پر سر ٹکائے پجاری نے گڑگڑا کر جواب دیا۔ ''تمہارے چرنوں میں سر مارنے نہ آؤں تو اور کہاں جاؤں گا ـــــــ؟''

''اب کیا بپتا آن پڑی ہے ـــــــ؟''

''مہاراج ـــــــ!'' پجاری نے ہاتھ جوڑ کر فریاد کی ـــــــ ''میرا ایک روپ اس نے چھین لیا جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔''

''جمنا داس کی بات کر رہا ہے ـــــــ؟''

''ہاں مہاراج! ـــــــ وہ مر گیا پرنتو اس کی آتما ـــــــ''

''کسے بتانے کی کوشش کر رہا ہے مورکھ ـــــــ؟'' متحرک ہونٹوں سے تلخ آواز اُبھری۔ ''میں نے تجھے پہلے بھی سمجھایا تھا کہ اس کی شکتی سے ٹکرانے کی بھول کبھی مت کرنا۔''

''مہاراج......!''

''زبان بند رکھ ـــــــ'' معلق چہرے کی کراہت میں بتدریج اضافہ ہونے لگا۔ ''جو کچھ ہوا وہ تیرا اپنا دوش تھا۔ تُو نے گھمنڈی بن کر جمنا داس کے ساتھ پنجہ لڑانے کی کوشش

...ئی تھی ـــــــ اگر میں تیری سہائتا نہ کرتا تو تیرا دوسرا روپ بھی تیرے شریر کے ساتھ مل کر ...ک ہو جاتا ـــــــ''

''پجاری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہاتھ باندھے بیٹھا رہا۔

''اب کیا چاہتا ہے ـــــــ؟''

''وہ سندری میرے ہاتھ سے نکل گئی مہاراج جسے میں وش کنیا بنا کر تمہارے چرنوں کی داسی بنانا چاہتا تھا۔''

''اس کا دھیان بھی اب اپنے من سے نکال دے ـــــــ'' معلق چہرے سے گرجتی ہوئی آواز اُبھری۔ ''وہ جمنا داس کی آتما کی شرن میں ہے ـــــــ تُو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔''

''ایسا مت کہو مہاراج ـــــــ!'' پجاری نے اپنا سر زمین پر مارتے ہوئے التجا کی۔ ''اس کے کارن میں نے جو کٹھن جاپ کئے تھے وہ تم بھی جانتے ہو۔''

''ہاں ـــــــ'' اس بار سرسراتے لہجے میں جواب ملا۔ ''میں جانتا ہوں کہ تُو نے اُس سندری کے کارن دیوی دیوتاؤں کے نام پر بڑے جاپ کئے تھے لیکن ـــــــ میرا کہانہ مان کر تُو نے برسوں کی تپسیا برباد کر دی۔''

''کیا تم میری کوئی سہائتا نہیں کر سکتے ـــــــ؟''

''پاپی ـــــــ وشٹ ـــــــ گندی نالی کے کیڑے ـــــــ'' معلق چہرے کی خباثتیں ...چند ہوگئیں۔ کوڑیالے سانپوں نے اپنی زبانیں لپلپانی شروع کر دیں۔ معلق چہرے کی ایک آنکھ میں بھڑکتے شعلوں میں انتشار کی کیفیت پیدا ہوئی پھر بادلوں کی گرج کے ساتھ کرخت آواز اُبھری ـــــــ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے من میں کیا کھچڑی پک رہی ہے ـــــــ کون سا کیڑا تیری کھوپڑی میں کلبلا رہا ہے۔ تُو میری شکتی کو جوش دلانے کی خاطر چالبازی دکھا رہا ہے ـــــــ پاپی ـــــــ''

''شما کر دو مہاراج ـــــــ شما کر دو۔'' پجاری گڑگڑانے لگا۔ ''میرا وہ مطلب نہیں تھا ...ہوتر......''

''چپ ہو جا ـــــــ زبان پر تالے ڈال لے ـــــــ نہیں تو ایسا کشٹ دوں گا کہ تیری آتما بھی بلبلا اٹھے گی ـــــــ تُو ـــــــ میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر

رہا ہے ـــــ حرام کے تخم۔"

"دیا مہاراج ـــــ دیا ـــــ" پجاری نے آہ وزاری شروع کر دی۔

"تُو نے جو کچھ کھو دیا ہے اسے دوبارہ نہیں پا سکے گا۔" حقارت سے کہا گیا۔ "زیادہ ہاتھ پیر مارے گا تو جو کچھ باقی ہے اسے بھی گنوا بیٹھے گا ـــــ بالکل کنگال ہو جائے گا۔"

"نہیں مہاراج ـــــ نہیں ـــــ سیوک کو نراش مت کرو ـــــ میں بڑی آشا لے کر پھر تمہارے چرنوں میں آیا ہوں ـــــ اپنے سیوک کو دھتکارو مت مہاراج ـــــ!" پجاری منت کرنے لگا۔ "تم میرے منہ پر تھوک دو ـــــ میں اسے بھی پرساد (نذر نیاز) سمجھ کر چاٹ لوں گا لیکن مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ ـــــ تمہیں کالی کی سوگند۔"

جواب میں کچھ دیر مکمل سکوت طاری رہا۔ نرمل داس آنکھ بند کئے اپنی شکتی کے بل پر سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن وہ ابھی تک پجاری کا چہرہ دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

"میری بات دھیان سے سن ـــــ" معلق چہرے کے بدنما ہونٹ دوبارہ متحرک ہوئے۔ "جب تک جمنا داس کی آتما دھرتی پر موجود ہے، چپ سادھ کر سیدھے راستے پر چلتا رہ ـــــ اِدھر اُدھر بھٹکنے کی کوشش کی تو باقی دو روپ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔"

"جیسا تم کہہ رہے ہو ویسا ہی کروں گا لیکن ـــــ" پجاری کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"ابھی کچھ سمے باقی ہے اس کی واپسی میں ـــــ لیکن نراش مت ہو۔ اس کی آتما اوش آکاش پر چلی جائے گی۔"

"کب تک مہاراج ـــــ؟" پجاری نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"مجھے سوچنا پڑے گا۔ پرنتو میں اتنا بتا سکتا ہوں اب وہ بہت زیادہ دنوں دھرتی پر نہیں رہ سکے گی۔"

"میرے بھوش (قسمت، مستقبل) کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے مہاراج؟"

"کل کیا ہو گا؟ ـــــ کیا ہونے والا ہے؟ ـــــ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن ابھی زبان نہیں کھول سکتا۔" تھوڑے توقف سے جواب ملا۔ "پر ایک بات گانٹھ میں باندھ لے ـــــ تُو جس دوراہے پر کھڑا ہے اس پر اگر تیرے قدم ذرا بھی ڈگمگائے یا تُو نے زیادہ اونچا اُڑنے کی کوشش کی تو تیری کھاٹ کھڑی ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔"

"مجھے قدم جمائے رکھنے کا کوئی طریقہ نہیں بتاؤ گے ـــــ؟" پجاری نے بڑی لجاجت سے پوچھا۔

"آنکھیں کھلی رکھ ـــــ پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی کوشش کر۔"

"تمہارا آشیرباد تو میرے ساتھ رہے گا ـــــ؟"

"ابھی چلا جا ـــــ ابھی بھونچال اٹھ رہا ہے ـــــ پھر آنا ـــــ پھر کبھی آنا ـــــ ہاتھ پیر بچا کر قدم اٹھانے کی عادت ڈال لے۔ اس سمے میں کیول یہی کہہ سکتا ہوں ـــــ جا ـــــ چلا جا۔"

پھر سیاہ بادلوں کی دیوار دوبارہ نرمل داس کی نگاہوں کے سامنے حائل ہو گئی۔ ایک لمحے کو اسے ایسا لگا جیسے وہ ہواؤں میں اُڑ رہا ہو پھر جمنا داس کی آتما کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"اب آنکھیں کھول دے ـــــ"

"میں نے ابھی جو کچھ دیکھا وہ کیا تھا؟" نرمل نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔ "وہ مکروہ چہرہ کس کا تھا جو فضا میں معلق تھا ـــــ؟ وہ پجاری کون تھا جس کی شکل میں نہیں دیکھ سکا؟"

وہ پلید چہرہ اسی دشٹ کا تھا جس نے گردھاری کے باقی دو رُوپ کو پناہ دے رکھی ہے۔"

"اور وہ پجاری ـــــ؟"

نرمل داس نے پجاری کے سلسلے میں اپنا سوال کئی بار دہرایا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا ـــــ شاید جمنا داس کی آتما اس پجاری کے بھید کو ابھی نہیں کھولنا چاہتی تھی ـــــ!!

......※......

دوسری صبح شائع ہونے والے اخباروں کو بروقت رپورٹ نہ ملنے سے جسونت رام والی خبر شائع نہ ہو سکی۔ میجر لیاقت نے بڑے سکون کا سانس لیا تھا۔ لیکن شام کو شائع ہونے والے اخبار اور ضمیموں نے اس رپورٹ کو اتنی گرما گرم اور سنسنی خیز سرخیوں کے ساتھ شائع کیا کہ پورے ملک کے طول و عرض میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں ـــــ کچھ اخبارات نے جسونت رام کے علاوہ ان مقامی غدار افسروں کی تصاویر بھی شائع کر

دیں جنہوں نے جسونت رام کے ساتھ ساز باز کی تھی۔ میجر لیاقت کی تصویر کو نمایاں طور پر شائع کیا گیا تھا چنانچہ اس کا ذہنی سکون بھی غارت ہونا یقینی بات تھی۔ سب سے پہلا فون صدر مملکت کی جانب سے موصول ہوا جنہوں نے بڑی فراخ دلی سے میجر لیاقت کو مبارک باد دی اور اس کی کارکردگی کو بے حد سراہا۔ دوسرا فون وزیر اعظم کا تھا ــــــ اس کے بعد فون کا تانتا بندھ گیا لہٰذا میجر لیاقت کو اپنے سیکرٹری کو مجبوراً یہ ہدایت دینی پڑی کہ کسی کی لائن ملانے سے پیشتر اس سے اجازت ضرور لے لی جائے۔ وہ اخباری نمائندوں کے سوالات کی یلغار سے بچنا چاہتا تھا ــــــ غیر ضروری تعریفی کالز بھی اس کا قیمتی وقت برباد کرسکتی تھیں۔

وہ اپنے خاص دفتر میں بیٹھا کسی کیس کی تیاریوں میں مصروف تھا جب پروفیسر درانی کا فون آ گیا۔ رسمی سلام و دعا کے بعد پروفیسر نے کہا۔

”میں تمہارا وقت برباد نہیں کروں گا ــــــ میری طرف سے دلی مبارک باد قبول کرو اور صرف اتنا بتا دو کہ لاجونتی غریب کا کیا بنا؟ میں دو مرتبہ اس کے گھر فون کر چکا ہوں لیکن اس کا نمبر کنکٹ نہیں ہو پا رہا ہے۔“

”میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ فون کا ریسیور اٹھا کر نیچے رکھ دے۔“ میجر لیاقت نے مبارک باد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب دیا۔ ”مقامی تھانے کی پولیس بھی وہاں تعینات کر دی گئی ہے تاکہ شر پسند عناصر اسے پریشان نہ کر سکیں۔“

”پڑوسی ملک کے سفارت خانے کے کسی ممبر کا نام رپورٹ میں کہیں نظر نہیں آیا ــــــ کیا ان کا کوئی کارندہ ــــــ؟“

”میں اس کی تفصیل آپ کو ذاتی ملاقات کے وقت بتاؤں گا۔“ میجر لیاقت نے بات کاٹ کر کہا۔ ”فی الحال صرف اتنا بتا دوں کہ جسونت رام کی گرفتاری کی اصل بنیاد میں نے وہیں کے ایک کارندے پر رکھی تھی مگر کسی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں پڑی۔ دوسرے مرحلے میں وہ بھی پھنس سکتا ہے۔“

”لیکن اس کا نام یا ذکر اخبارات میں ــــــ“

”میں آج دفتر سے اٹھنے کے بعد سیدھا آپ ہی کی طرف آنے کی کوشش کروں گا۔“ میجر لیاقت نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

کچھ دیر بعد سیکرٹری نے اُسے بتایا کہ کسی گردھاری کا فون ہے۔

”لائن ملا دو ــــــ“ میجر لیاقت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ گردھاری کا نام سنتے ہی اس کے چہرے پر مختلف تاثرات گڈمڈ ہونا شروع ہو چکے تھے ــــــ دس سیکنڈ بعد ہی دوسری جانب سے ایک سرسراتی ہوئی ٹھوس آواز سنائی دی۔

”تم نے جسونت رام کے گھر پر جو پہرے بٹھا دیئے ہیں اس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔“

”کون بول رہا ہے ــــــ؟“ میجر نے سنبھل کر ٹھوس اور قدرے درشت لہجے میں سوال کیا۔

”سیاہ لکیروں اور قدموں کو اُبھارنے والا ــــــ تمہارا پرانا جان کار گردھاری بول رہا ہوں۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”زیادہ پنکھ پھیلا کر اُونچا اُڑنے کی کوشش مت کرو میجر ــــــ“ دوسری جانب سے سرد آواز میں کہا گیا۔ ”کیا تم شانتی اور زبیر کا انجام بھول رہے ہو ــــــ؟ کہو تو ایک جھٹکا تمہیں بھی دے دوں ــــــ؟“

”اگر تم گردھاری بول رہے ہو تو ایک بات میری بھی سن لو ــــــ“ میجر نے غصے میں دانت پیستے ہوئے کہا۔ ”تم نے جس روپ میں وہ دونوں گھٹیا حرکتیں کیں اور لاجونتی کو اپنی خباثت کا نشانہ بناتے رہے وہ ختم ہو چکا ہے ــــــ کیا میری اطلاع غلط ہے؟“

”میں پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں میجر ــــــ“ دوسری جانب سے بے حد سنجیدگی سے جواب ملا۔ ”تم نے یہ اطلاع دے کر میرے کان کھڑے کر دیئے ہیں ــــــ میں اس دشٹ کو بھی دیکھ لوں گا جس نے میرے خلاف قدم اٹھانے کی بھول کی ہے۔“

میجر لیاقت کو فوری طور پر اپنی غلطی کا احساس ہوا ــــــ اُسے شاید ایک روپ ختم ہونے والی بات زبان سے نہیں نکالنی چاہئے تھی لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آ سکتا تھا۔

”ایک بات گرہ سے باندھ لو ــــــ“ ریسیور پر دوبارہ آواز ابھری۔ ”لاجونتی پہلے بھی میری تھی، اب بھی میری رہے گی ــــــ تم نے پہلے بھی بہت پہرے بٹھا رکھے تھے

لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ ــــ اب بھی تمہارے رنگروٹ گردھاری کا راستہ نہیں کھوٹا کر سکیں گے۔''

''گردھاری ــــ'' میجر لیاقت نے پہلو بدل کر تیز لہجے میں کہا۔ ''تم ایک روپ گنوا چکے ہو ــــ زیادہ اچھل کود کرو گے تو باقی چہرے بھی بے نقاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تمہیں کہیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا ــــ میری بات مانو تو اب لاجونتی کا خیال اپنے گندے ذہن سے نکال دو ورنہ نقصان میں رہو گے۔ تم جانتے ہو کہ میں نے قدم آگے بڑھا کر پیچھے ہٹنا نہیں سیکھا۔''

''ہاں بالک ــــ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کس کی شکتی نے تجھے اپنی چھایا میں لے رکھا ہے۔ پرنتو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔''

''لاجونتی کے بارے میں تم نے کوئی جواب نہیں دیا ــــ؟'' میجر نے زہر خند سے سوال کیا۔ وہ گردھاری کو غصہ دلا کر اس کی کسی کمزوری کو اجاگر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''لاجونتی ــــ'' اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا گیا۔ ''میں اسے وش کنیا تو نہیں بنا سکا پرنتو وہ سارا جیون میری رکھیل بن کر رہے گی ــــ تُو روک سکتا ہے تو روک لے۔''

پھر دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میجر لیاقت کو بدستور اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا ــــ نرمل داس نے اسے گردھاری کے ایک روپ ختم ہونے والی جو بات کہی تھی وہ اسے زبان سے نہیں نکالنی چاہئے تھی ــــ گردھاری کے آخری جملے میں جو چیلنج تھا اس نے میجر لیاقت کی غیرت کو للکارا تھا ــــ وہ کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا ــــ ''کون سا طریقہ ایسا اختیار کیا جائے کہ لاجونتی کو گردھاری کے ناپاک وجود سے دُور رکھا جا سکے ــــ؟''

میجر لیاقت کے ذہن میں مختلف سوالات اُبھر رہے تھے جب اسے نرمل داس کی کہی ہوئی بات کا خیال آیا۔ وہ ان باتوں کا قائل نہیں تھا پھر بھی حالات کے تحت اس نے آنکھیں بند کر کے نرمل داس کو پوری شدت سے یاد کیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ چونک اٹھا۔

''تیرے من کی آواز میرے کانوں تک پہنچ گئی ہے ــــ'' نرمل داس کی آواز اس کے کانوں میں کہیں دُور سے آتی سنائی دی۔ ''کیسے یاد کر لیا مجھے؟ ــــ اب کیا بپتا آن پڑی ہے ــــ؟''

جواب میں میجر نے تھوڑے توقف سے گردھاری سے ہونے والی گفتگو کی پوری تفصیل دہرا دی۔

''میں نے تجھ سے کہا تھا نا کہ متر (دوست) بن کر رہے گا تو تیری ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔''

''تم نے کہا تھا کہ اس کا سانپ والا روپ ختم ہو چکا ہے۔ اب وہ کسی اور روپ میں لاجونتی کے قریب جانے کی کوشش کرے گا۔''

''ابھی میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پرنتو اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اگر اس نے منش کا کوئی روپ دھارا تو پھر اس کا دوسرا روپ بھی میری پکڑ میں آ جائے گا ــــ تُو نے میری مشکلیں بہت آسان کر دی ہیں۔''

''کیا مطلب ــــ میں سمجھا نہیں ــــ؟'' میجر لیاقت نے وضاحت چاہی۔

''میری بات دھیان سے سن ــــ'' نرمل داس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ''تُو نے لاجونتی کے گھر پر جو پہرے بٹھائے ہیں انہیں یہ بھی حکم دے دے کہ اگر کبھی ان کے کانوں میں کسی کو ــــ 'گولی مار دو ــــ' کی آواز گونجے تو وہ اس منش کو گولی مارنے میں دیر نہ کریں چاہے وہ کسی روپ میں بھی ہو ــــ''

''میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں نرمل داس لیکن ــــ''

''لیکن کیا ــــ؟'' نرمل داس نے تیز آواز میں پوچھا۔

''اگر تمہارا اندازہ غلط ہوا تو میری پوزیشن بڑی نازک ہو جائے گی۔''

''نرمل کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوتا مورکھ ــــ تُو جسونت رام کے معاملے کو اتنی جلدی بھول گیا ــــ؟ اگر میں نے اسے اپنی شکتی کے زور سے باندھ کر تیرے پاس جانے پر مجبور نہ کیا ہوتا تو وہ اس وقت تک تیری پہنچ سے بہت دور نکل چکا ہوتا۔''

''ٹھیک ہے ــــ'' میجر لیاقت نے کچھ سوچ کر کہا۔ ''میں پہرے پر موجود ٹیم کے سربراہ کو ہدایت کر دوں گا کہ وہ کسی بھی مشکوک نظر آنے والے شخص کو زخمی کرنے سے دریغ نہ کرے ــــ خواہ اس کا ظاہری وجود کچھ بھی ہو۔''

''میرے لئے اس دشٹ کے خون کا ایک قطرہ بھی بہت ہو گا میجر ــــ'' نرمل داس نے خوشی کا اظہار کیا۔ ''تُو نہیں جانتا کہ اگر اس پاپی کے دوسرے روپ کا کھوج مجھے

مل گیا تو کتنی بڑی وجے (فتح) مجھے حاصل ہوگی۔ میں تیرا یہ ابکار (احسان) بھی سارا جیون نہیں بھولوں گا۔"

"اچھی طرح سوچ سمجھ کر ہی گولی مارنے والا حکم سربراہ کے کانوں میں پھونکنا ورنہ ——"

"میں تیری دبدھا (پریشانی) سمجھ رہا ہوں میجر —— چنتا مت کر —— نرمل اس معاملے میں کسی بھول چوک سے کام نہیں لے گا —— جیون میں ایسے موقعے بار بار نہیں ملا کرتے —— میری بات کا اندازہ تجھے ابھی نہیں، بعد میں ہوگا۔"

اس کے بعد نرمل داس کی آواز آنا بند ہوگئی۔ میجر لیاقت کچھ دیر نئی صورت حال کے مختلف امکانی پہلوؤں پر غور کرتا رہا پھر اس نے ریسیور اٹھا کر براہِ راست سول لائنز کے علاقے کے ایس پی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے —— نرمل داس کی ہدایت کو اُس نے ایک نئے انداز میں پاس آن (PASS ON) کرنے کا طریقہ اپنے ذہن میں وضع کر لیا تھا۔

......❋......

چھ بڑے پجاریوں کا ٹولا کالی کی مورتی کے دونوں سمت کھڑا تھا۔ چرن کمار پورے طمطراق سے اپنی گدی پر براجمان تھا۔ اس کے ساتھ نرمل داس موجود تھا۔

"کالی کے مہان اور بلوان پجاریو!" چرن کمار کی آواز بڑے ہال میں گونجی۔ "تم گواہ رہنا کہ آج سے میں نرمل داس کو اپنا چیلا بنا رہا ہوں —— آج یہ کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا کر مجھے وچن دے گا کہ اس نے کھرے من کے ساتھ مجھے گرو مانا ہے —— اور میں اسے مہان شکتی پراپت کرنے اور کالی کا سیوک بنانے میں پورے تن، من اور دھن سے وہ تمام گُر سکھاؤں گا جو میرے مہان گرو سورگ باشی پنڈت جمنا داس جی کو آتے تھے۔"

چرن کمار کا آخری جملہ سن کر نرمل داس دل ہی دل میں مسکرا دیا —— جمنا داس کا نام لے کر اس نے بڑی خوبصورتی سے خباثتوں کا پردہ چاک کرنے سے گریز کیا تھا۔

"وچن دینے کی رسم پوری ہونے سے پہلے پجاری نرمل داس کو کالی کے چرنوں میں میری پسند کی بھینٹ دینی ہوگی۔ یہی اس کا پہلا کٹھن امتحان بھی ہوگا۔"

چھ بڑے پجاریوں نے ایک آواز ہو کر جے کالی اور جے دُرگا کا نعرہ بلند کیا۔ پھر کوئی اشلوک پڑھنے کے بعد وہ دوبارہ خاموش ہو گئے —— چرن کمار نے نرمل داس پر نظر ڈال کر بڑی سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"پجاری نرمل داس —— کیا تُو میری پسند کی قربانی دینے کو تیار ہے؟"

"تم حکم دو مہاراج ——" نرمل داس ٹھوس لہجے میں بولا۔ "میں کالی کے کارن اپنا سر کاٹ کر بھی اس کے پوتر چرنوں میں بھینٹ دے سکتا ہوں۔"

"تو پھر سن ——" چرن کمار کی سنسناتی ہوئی آواز اُبھری۔ "تُو آج کالی کے چرنوں میں پجارن شکنتلا کی بھینٹ دے کر اس کے خون سے کالی کے شریر کو اشنان دے گا۔"

چھ بڑے پجاریوں کی آنکھیں اپنے حلقوں میں تیز تیز گردش کرنے لگیں —— شکنتلا کو بھینٹ دینے کا حکم سن کر وہ بھی کسمسانے لگے تھے۔

"میں تیار ہوں مہاراج ——" نرمل داس نے دبنگ لہجے میں جواب دیا۔ "شکنتلا کو بلایا جائے۔"

چرن کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے ایک بار نرمل داس کو تیز اور حیرت بھری نظروں سے دیکھا پھر اس نے تین بار زور سے تالی بجائی تو دائیں سمت کے دروازے سے چھ پجارنیں شکنتلا کو ساتھ لئے اندر داخل ہوئیں۔

اُس کا حُسن بے مثال تھا —— وہ جوانی کے سرسبز و شاداب باغ کا نوشگفتہ پھول تھا جس نے عورت کا روپ اختیار کر لیا تھا۔ اس کی بھرپور جوانی قابلِ رشک تھی۔ اس کے جسمانی نشیب و فراز قیامت تھے۔ اس کی چال میں اندر کے اکھاڑے کی اپسراؤں جیسی تمکنت تھی۔ اس کی آنکھوں میں دنیا جہان کی مستی چھلک رہی تھی۔ اس کی ایک ایک ادا چھ پجاریوں کے خرمنِ دل پر بجلی بن کر ٹوٹ رہی تھی —— اُسے دلہنوں کی طرح سجایا گیا تھا۔ گیندے کے بڑے بڑے تازہ پھول اس کے سینے کے زیر و بم پر مچل مچل کر راز و نیاز میں سرگوشیاں کرتے نظر آ رہے تھے۔ بادامی آنکھوں میں کاجل کے ڈورے پڑے تھے۔ ماتھے پر سنہری بندیا چم چم چمک رہی تھی —— سر سے پاؤں تک آتشی رنگ کے مہکتے لباس نے اسے اور دو آتشہ کر رکھا تھا۔

جیسے جیسے اس کے قدم کالی کی مورتی کی سمت اٹھتے رہے، چھ پجاریوں کے دلوں پر سانپ لوٹتے رہے۔ خود چرن کمار بھی اپنی گدی پر بے چین نظر آ رہا تھا لیکن نرمل داس بدستور سینہ تانے کھڑا تھا۔ اگر اس نے مدھ کے اس چھلکتے پیالے سے ایک جام نہ پی لیا ہوتا تو شاید اس کے حلق میں بھی کانٹے چبھنے لگتے۔

شکنتلا نے نظریں جھکا رکھی تھیں۔ ایک بار بھی اس نے پلکوں کی چلمن اٹھانے کی کوشش نہیں کی ـــــ کالی کے چبوترے پر پہنچ کر اس کی ہمکتی جوانی کا سیلاب تھم گیا۔ چھ پجارنوں نے اس کے گرد ہالہ بنا کر گردنیں جھکا لیں۔ پجاریوں کے دلوں میں جوار بھاٹے کی کیفیت پیدا ہونے لگی ـــــ ان کی آنکھوں نے شکنتلا کے جسم پر مچلنا شروع کر دیا۔ چرن کمار بھی کسی سوچ میں غرق تھا جب نرمل داس قدم بڑھاتا کالی کی مورتی کے قریب جا کھڑا ہوا۔ پھر اس نے بلند آواز میں چرن کمار کو مخاطب کیا۔

"مہاراج ـــــ کس دھیان میں گم ہو؟ بھینٹ کی شبھ گھڑی بیت گئی تو میرے سپنے ادھورے رہ جائیں گے۔"

چرن کمار اس طرح چونکا جیسے کچی نیند سے جاگا ہو ـــــ پھر اُس نے بھینٹ کا حکم دیا تو پجارنوں نے بلند آواز میں بھجن گانا شروع کر دیا ـــــ شکنتلا کے نازک اور حسین جسم نے ایک پھریری لی پھر وہ گھٹنے کے بل جھکی اور اس طرح چت لیٹ گئی کہ اس کی آنکھیں چھت پر جم گئیں اور گردن کالی کے چرنوں کے قریب ہو گئی ـــــ اُس کے سینے میں مدوجزر کی کیفیت آہستہ آہستہ طوفان کی شکل اختیار کر رہی تھی لیکن اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ رکھے تھے۔

نرمل داس کے قدم بھی ایک لمحے کو لڑکھڑائے لیکن اس نے خود کو سنبھالا۔ آگے بڑھ کر وہ تلوار اٹھائی جو اس سے پیشتر بھی نہ جانے کتنی پجارنوں کا خون چاٹ چکی تھی ـــــ شکنتلا نے پلکوں کی چلمن گرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پجارنوں نے اور بلند آواز میں بھجن گانا شروع کر دیا ـــــ پجاریوں کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں۔

نرمل داس نے شکنتلا کے قریب پہنچ کر اس کے بھرپور شباب کی رنگینیوں کو الوداعی نظروں سے دیکھا پھر کمال مہارت سے ایک ہی وار میں اس کی گردن تن سے جدا کر دی ـــــ حسن کی تمام رعنائیاں کچھ دیر شکنتلا کے روپ میں تڑپتی رہیں پھر ساکت ہو

گئیں۔ اس کے گلے سے ابلتا ہوا خون بھل بھل کرتا ایک طشت میں جمع ہو رہا تھا۔ نرمل داس نے آگے بڑھ کر پیتل کی لٹیا پر اپنی گرفت مضبوط کی پھر شکنتلا کے گرم گرم خون سے کالی کے شریر کو اشنان دینے لگا۔

بھینٹ کی رسم پوری ہوئی تو پجارنیں الٹے قدموں ہال سے باہر چلی گئیں۔ چرن کمار نے گدی سے نیچے اتر کر نرمل داس کو مبارکباد دی۔ پھر اسے لے کر اپنے کمرۂ خاص میں آ گیا جہاں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ چرن کمار نے اپنی بیٹھک جمالی تو نرمل داس نے ہاتھ باندھ کر وچن دیا کہ وہ اسے ہمیشہ گرو سمجھے گا۔

"آج میرے جیون میں ایک نیا چندرما چمک رہا ہے ـــــ" چرن کمار نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "تُو میرے گرودیو کا بالک ہے اس لئے میں تجھے کندن بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا ـــــ یہ کالی کے مہان سیوک کا وچن ہے۔"

"مجھے یہی آشا تھی مہاراج کہ میری محنت اکارت نہیں ہو گی۔" نرمل داس سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"میرا سایہ تیرے سر پر رہا تو جیون میں کبھی نراش نہیں ہو گا پرنتو ایک بات جان لے ـــــ مہان شکتی پراپت کرنے اور دیوی دیوتاؤں کا من جیتنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ بڑے کٹھن راستوں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

"تم نے ہاتھ تھام لیا ہے تو اب کٹھن راستے بھی آسان ہو جائیں گے۔"

"ایک بات اور گانٹھ سے باندھ لے ـــــ گرو سے کبھی من کا کوئی بھید چھپانے کی کوشش نہ کرنا ـــــ" چرن کمار کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"تم وشواس رکھو مہاراج ـــــ!" نرمل داس نے بڑی خوبصورتی سے جواب دیا۔ "تالی دونوں ہاتھ سے بجے گی، میں بھی وہی راستہ اپناؤں گا جو تم نے اپنا رکھا ہے۔"

چرن کمار کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ کچھ دیر کے لئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ نرمل داس اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتا رہا۔

"نرمل پتر ـــــ" کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول کر بڑی سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تُو نے سچ کہا تھا کہ پجاری شیام سرن وندھیاچل کی طرف نکل گیا ہے؟"

"جس گاؤں نہیں جانا اس کے کوس بھی نہیں گننا ـــــ" نرمل داس نے محتاط

لہجہ اختیار کیا۔ "جب وہ رُوٹھ کر چلا گیا تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ میرے لئے مر چکا۔"

"میرا من بھی یہی کہتا ہے کہ وہ اب اس دھرتی پر کہیں نہیں ہے۔" چرن کمار نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"تمہیں اس کی چنتا کیوں بیاکل کر رہی ہے ۔۔۔۔۔؟" نرمل داس نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"کوئی شکتی ابھی تک میرا راستہ کھوٹا کرتی رہتی ہے ۔۔۔۔۔" اس بار چرن کمار نے نرمل داس کی نظروں میں دور تک جھانکتے ہوئے کہا۔ "میں اسی کو کھوج رہا ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں ۔۔۔۔۔ تم کس راستے کی بات کر رہے ہو ۔۔۔۔۔؟"

"تو مجھے گرو مان چکا ہے نرمل ۔۔۔۔۔ کالی بھی اس کی گواہ ہے۔" چرن کمار نے پہلو بدل کر سنجیدگی سے کہا۔ "تو نے مجھے وچن بھی دیا ہے کہ کبھی مجھ سے من کا بھید چھپانے کی غلطی نہیں کرے گا۔"

"تم ۔۔۔۔۔ تم کیا جاننا چاہتے ہو ۔۔۔۔۔؟" نرمل داس نے جان بوجھ کر انجان بنے رہنے کی اداکاری کی۔

"کیا شیام سرن نے جاتے سمے تجھ سے کوئی خاص بات کی تھی ۔۔۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔۔۔" نرمل داس نے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔ "اس نے مجھے کیول ایک گُر کی بات سکھائی تھی۔"

"وہ کیا ۔۔۔۔۔؟"

"پلید قوتوں سے بچنے کے کارن ہمیشہ منڈل میں رہنے کی عادت ڈال لوں۔"

چرن کمار نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے کسی خیال میں مستغرق رہا پھر بولا۔ "ایک بات کہوں ۔۔۔۔۔ وشواس کرے گا ۔۔۔۔۔؟"

"تم گرو ہو مہاراج ۔۔۔۔۔!" نرمل داس نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ "تم پر وشواس نہ کروں گا تو اور کس کی بات مانوں گا۔"

"میری ودّیا (علم) کہتی ہے کہ جمنا داس کی آتما ابھی تک اسی دھرتی پر کہیں بھٹک رہی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔۔۔؟" نرمل داس نے حیرت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

"میں نے ابھی کہا تھا نا کہ کوئی شکتی میرا راستہ کھوٹا کرتی رہتی ہے ۔۔۔۔۔" چرن کمار نے کسمسا کر جواب دیا۔ "اس دھرتی پر کیول گرو دیو کی شکتی مہان تھی جس کے سامنے میں سر اونچا نہیں کر سکتا تھا۔" چرن کمار نے بات جاری رکھی۔ "ایک پجاری شیام سرن بھی تھا جو تیرے پتا کے بہت قریب تھا۔ ہو سکتا ہے کہ گرو دیو نے دو چار خاص گُر اُسے بھی سکھا دیئے ہوں۔"

"تمہارا شبہ کس پر ہے ۔۔۔۔۔؟" نرمل داس نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ چرن کمار کن راستوں کے کھوٹا کرنے کی بات کر رہا تھا۔

"میں ایک بات پوچھوں ۔۔۔۔۔؟" چرن کمار نے اس کی بات نظر انداز کر کے سوال کیا۔ "سچ سچ بتائے گا ۔۔۔۔۔؟"

"پوچھو ۔۔۔۔۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔"

"کیا جمنا داس جی کی آتما نے کبھی تیرے قریب آنے کی کوشش کی تھی؟"

"کیسی باتیں کر رہے ہو گرو ۔۔۔۔۔" نرمل داس نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ "کیا چتا کی لکڑیاں راکھ ہو جانے کے بعد بھی کسی مرنے والے کی آتما دھرتی پر رہ سکتی ہے؟"

"تو نہیں جانتا ۔۔۔۔۔" چرن کمار نے کسمسا کر جواب دیا۔ "جو مہان شکتی کے مالک ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ دیوی دیوتا جن کی بھگتی کو پسند کرتے ہیں ان کی آتماؤں کو ڈھیل مل جاتی ہے۔"

"پھر وہ پجاری شیام سرن ہی ہوگا جو مجھ سے سارا سمبندھ توڑ کر چلا گیا۔ اس لئے کہ پتا جی کی آتما نے مجھے کبھی درشن نہیں دیئے۔"

"تجھے پجارن شکنتلا کے مرنے کا کوئی افسوس تو نہیں ہے ۔۔۔۔۔؟" چرن کمار نے موضوع بدل دیا۔

"سندر پجارنیں اور دیوداسیاں مہاپرشوں کے لئے کیول ایک کھلونا ہوتی ہیں جن سے من بہلایا جا سکتا ہے لیکن پیار کا روگ نہیں پالنا چاہئے ۔۔۔۔۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"تجھے یہ پاٹھ (سبق) کس نے پڑھایا تھا ۔۔۔۔۔؟" چرن کمار چونکا۔

"میرے پتا نے ۔۔۔۔۔"

چرن کمار نے پھر چپ سادھ لی۔ کچھ دیر آنکھیں موندے بیٹھا رہا پھر نرمل کو دیکھ کر پوچھا۔

""کیا اس سمے بھی تُو منڈل کے اندر ہے ـــــ؟""

""ہاں مہاراج ـــــ""

""اگر میں کہوں کہ تُو کچھ پل کے لئے منڈل سے باہر آ جا ـــــ تو......؟""

""کیا تمہیں میرے من میں کوئی کھوٹ نظر آ رہا ہے ـــــ؟"" نرمل داس نے قدرے ناگوار انداز میں سوال کیا۔

""نہیں ـــــ پرنتو میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تیرے بھوش میں کیا کچھ لکھا ہے؟"" چرن کمار نے خوبصورتی سے بات بنانے کی کوشش کی۔ ""تُو کٹھن تپسیا اور دیوی دیوتاؤں کے لئے جاپ کر سکتا ہے یا نہیں ـــــ؟""

""مرتے سمے پتا جی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس دھرتی پر کیول پجاری شیام سرن ہی کو اپنا سب سے بڑا متر سمجھوں۔"" نرمل داس نے سنبھل کر جواب دیا۔ ""شیام سرن نے مجھ سے ناتا توڑ لیکن لیکن پتا جی کا کہا اپنی جگہ ہے ـــــ تم نے مجبور کیا تو پھر میرے پاس ایک ہی راستہ رہ جائے گا ـــــ""

""وہ کیا ـــــ؟""

""میں دھرم کرم کا راستہ چھوڑ کر پھر دھرتی کے دوسرے موج میلوں میں گم ہو جاؤں۔""

""اتنی جلدی ناراض ہو گیا مورکھ ـــــ"" چرن کمار نے نرمل کو ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر بڑی خوبصورتی سے چولا بدل لیا، مسکرا کر بولا۔ ""میں تو تیرا امتحان لے رہا تھا نرمل ـــــ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تُو اپنے سورگ باشی پتا کے بتائے ہوئے اصولوں سے منہ پھیرنے کو تیار نہیں ہے۔""

جواب میں نرمل داس نے سکون کی سانس لی۔

""اب تُو تمام بکھیڑوں سے نسچنت (بے فکر) ہو جا ـــــ کل سے میں تجھے دیوتاؤں کو خوش رکھنے کے گُر سکھانا شروع کر دوں گا۔""

کچھ دیر بعد نرمل داس چرن کمار سے اجازت لے کر باہر آ گیا ـــــ پجاریوں کے

درمیان سے گزرتے ہوئے اس نے مندر سے باہر جانے والی سیڑھیوں پر دوسرا ہی قدم رکھا تھا کہ اس کی نظریں سامنے سے آنے والے ایک ایسے سادھو پر جم کر رہ گئیں جو اس ملیے پر پورا اترتا تھا جو میجر لیاقت نے اُسے جسونت رام اور سادھنا کے حوالے سے بتایا تھا۔

""گردھاری کا دوسرا روپ ـــــ؟"" نرمل داس کے ذہن میں ایک خیال تیزی سے اُبھرا، اس کے دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئیں۔ اس کے بڑھتے ہوئے قدم تھم گئے۔ وہ پوری توجہ سے اس داڑھی والے سادھو یا پنڈت پجاری کو دیکھ رہا تھا جب جمنا داس کی آتما کی آواز اس کے کانوں میں تیزی سے گونجی۔

""تیرے من میں جو دھیان آیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ پرنتو تُو انجان بن جا ـــــ پاپی چرن کمار تیرے من کو کھوجنے کی چال چل رہا ہے ـــــ میری بات دھیان سے سن، گردھاری کے دوسرے روپ کو نظر انداز کر کے خاموشی سے نکل جا۔ نہیں تو بڑے جنجال میں پھنس جائے گا ـــــ دوبارہ کبھی اس کے پیچھے جانے کی کوشش بھی نہ کرنا ـــــ گردھاری کے دونوں روپ کو ختم کرنے سے پہلے تجھے ......نر......مل......مم......""

پھر جمنا داس کی آواز جیسے اُس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحے بجلی کا تیز کڑکا ہوا، پھر اچانک آندھی کی مانند تیز ہوائیں چلنے لگیں ـــــ

نرمل داس کے اندر کھلبلی مچی ہوئی تھی ـــــ ایک لمحے کو اس کا دل چاہا کہ وہ اس داڑھی والے کو آگے بڑھ کر دبوچ لے لیکن پھر اس نے کسی فوری خیال سے اپنا ارادہ ترک کیا اور جمنا داس کی آتما کے کہنے کے عین مطابق کترا کر تیز تیز قدم بڑھاتا سیڑھیاں طے کرنے لگا ـــــ!!

☆☼☆

جسونت رام نے ایک طویل انگڑائی لے کر کروٹ بدلی پھر حسب معمول اس نے مسہری سے نیچے اترنے کی خاطر روزمرہ کے اصول کو اپنایا تو ششدر رہ گیا ـــــ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ اس وقت ایک ایسی چارپائی پر پڑا تھا جس پر گدے، چادر یا تکیہ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

جسونت رام ہڑبڑا کر تیزی سے اٹھا۔ اس نے دونوں آنکھوں کو مل کر دوبارہ اپنے اطراف کا جائزہ لیا ـــــ اس وقت وہ اپنی آرام دہ اور خواب ناک خواب گاہ میں نہیں تھا، ایک ایسے بڑے کمرے میں تھا جہاں سوائے ایک بنچ اور ایک کرسی کے فرنیچر نام کی کوئی اور شے نظر نہیں آ رہی تھی۔ فرش بھی معمولی سیمنٹ کا تھا۔ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے سیاہ دھبے نظر آ رہے تھے۔ کمرے کا صرف ایک دروازہ تھا جو بند نظر آ رہا تھا ـــــ کھڑکی نام کی کوئی چیز بھی نہیں تھی البتہ ہوا کے لئے ایک روشندان ضرور تھا جو نہ صرف خاصی بلندی پر تھا بلکہ اس میں لوہے کی جالی دونوں جانب سے جڑی نظر آ رہی تھی ـــــ چھت سے ایک مدھم پاور کا بلب لوہے کے راڈ کے ذریعے نیچے لٹک رہا تھا۔ وہ بھی پہنچ سے باہر تھا۔

نیم تاریک کمرے کی گھٹن کے علاوہ کمرے میں ایسی سڑی بدبو بھی رچی بسی تھی کہ سکون سے سانس لینا بھی دشوار تھا۔ ایک لمحے کو جسونت رام کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو ـــــ لیکن وہ سب کچھ خواب نہیں ایک تلخ اور پریشان کن حقیقت تھی۔ جسونت رام نے ذہن پر زور دے کر اپنی یادداشت کو کریدنا شروع کیا۔

گزری ہوئی باتیں آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں تازہ ہونے لگیں۔ پردیپ پٹیل کی جانب سے سرخ جھنڈی نظر آنے کے بعد اس نے تیزی سے بدلتے حالات کی بناء

پر یہی مناسب سمجھا تھا کہ وہ غیر قانونی ذریعہ اختیار کر کے اس ملک کی سرحدوں سے دوسری طرف نکل جائے جہاں خطرہ اس کے گرد اپنا حلقہ تنگ کرتا جا رہا تھا۔

اپنے فرار ہونے سے پیشتر وہ سادھنا کو بھی پڑوسی ملک روانہ کرنا چاہتا تھا۔ اپنے ذہن میں ایک ترکیب مرتب کرنے کے بعد وہ اپنے دفتر میں بیٹھا سادھنا کو ملک چھوڑنے کی خاطر آمادہ کر رہا تھا جب سادھنا نے ایک خطرناک حقیقت سے آگاہ کیا۔ اُس کے پاؤں دوبارہ بھاری ہو گئے تھے۔ اُس نے کھلے الفاظ میں اپنا فیصلہ بھی سنا دیا تھا کہ نہ تو وہ دوسری بار حمل ضائع کرنے کی کوشش کرے گی نہ ہی جسونت کے بغیر ملک سے کہیں باہر جائے گی۔

جسونت رام کسی حالت میں ان دونوں صورت حال کو تسلیم کرنے کے حق میں نہیں تھا جو سادھنا نے پیش کی تھیں۔ اس کو تنہا بھی ملک چھوڑنے میں ہزاروں خطرات اور دشواریوں کا سامنا ہو سکتا تھا۔ سادھنا کسی موڑ پر بھی اس کے پیروں کی بیڑی بن سکتی تھی۔ بہت غور و خوض کے بعد اس نے سادھنا کی ماں کی طرح سادھنا کو بھی راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سادھنا کو وقتی طور پر بہلانے کی خاطر اس نے کہا تھا کہ وہ گھر جا کر اپنا ایک سوٹ کیس تیار کر لے اس کے بعد وہ اس ایجنٹ کے پاس جا رہا تھا جو لوگوں کو سرحد پار کرانے کی خاطر اپنے حلقہ میں خاصا مشہور اور کامیاب بھی تھا۔

ایجنٹ کے پاس جاتے ہوئے جسونت رام کے ذہن میں مختلف پلان گردش کر رہے تھے۔ پہلے مرحلے پر اُسے ہر قیمت پر ایجنٹ کو اپنے فرار کے سلسلے میں ہموار کرنا تھا۔ پھر سادھنا کو راستے سے ہٹانے کی خاطر اُسے ایک ایسے مناسب وقت کا تعین کرنا تھا کہ اس کی موت کی اطلاع دوسروں تک پہنچنے سے پیشتر وہ سرحد عبور کر چکا ہوتا ـــــ وہ ان ہی منصوبوں کو ذہن میں ترتیب دے رہا تھا جب نہ جانے کیوں اس نے گاڑی کا رُخ دوسری جانب موڑ دیا۔ ایک لمحے کو خود وہ بھی کوئی نیا راستہ اختیار کرنے کی وجہ نہیں سمجھ سکا تھا۔ پھر اس کے ذہن پر کسی پراسرار قوت نے کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ جسونت رام کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اس کا دل حرکت کر رہا تھا۔ کان قوتِ سماعت سے محروم نہیں ہوئے تھے لیکن اس کے پورے وجود پر کسی ماورائی قوت کا تسلط پوری طرح قائم ہو چکا تھا ـــــ پھر! وہ کب تک اور کہاں رہا؟ کتنا وقت گزر گیا ـــــ؟ اس نیم تاریک کمرے

تک کس طرح پہنچا اور کب خواب میں گم ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا؟ اُسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

بہر حال اس وقت وہ جس صورت حال سے دوچار تھا اس نے اس کے اعصاب کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اُس کے ذہن کے مختلف گوشوں میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ مختلف زاویوں سے وہ اس خلاء کو پُر کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھا جو اس کی گم گشتہ یادداشت کے سروں کو ایک دوسرے سے جوڑ سکتا لیکن اسے کسی طور کامیابی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ پھر یکلخت اس کے ذہن میں ایک ہی نام اُبھر سکا۔

گردھاری ـــــ! جس نے پہلے شانتی کو پراسرار قوت کا شکار کر کے اس کی عقل کو دنگ کر دیا تھا۔ پھر لاجونتی کو برباد کرنے کے لئے بھی کچھ ایسے راستے اختیار کئے تھے جس نے جسونت کی زبان پر تالے ڈال دیئے تھے۔ وہ لاجونتی کی عزت بچانے کے سلسلے میں بے دست و پا ہو گیا تھا اور ـــــ اب شاید گردھاری ہی نے اسے کسی نئی مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا۔

جسونت رام نے بے بسی کے عالم میں اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ وہ گردھاری کی کسی بھی شرط کو منظور کر کے ملک سے فرار ہو جانے کے بارے میں غور کر رہا تھا جب کمرے کا واحد دروازہ کھلا اور دو ہٹے کٹے مسلح نوجوان اندر آ کر دروازے کے دونوں جانب مسلط ہو گئے۔ ایک لمحے بعد تیسرا شخص اندر داخل ہوا جو دُبلے پتلے جسم اور دراز قد کا مالک تھا۔ جسونت رام سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں اس تیسرے شخص پر مرکوز ہو گئیں جو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آ رہا تھا۔

"کیسے ہو جسونت رام ـــــ؟" قریب آ کر دراز قد شخص نے عجیب معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"میں اس وقت کہاں ہوں اور ـــــ مجھے یہاں کون اور کس منصوبے سے لایا ہے ـــــ؟" جسونت رام نے اپنی تمام تر منتشر ذہنی صلاحیتوں کو سمیٹ کر سوال کیا۔

"ناشتے میں تم کیا لینا پسند کرو گے ـــــ؟" دراز قد شخص نے قدرے دوستانہ انداز میں اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"تم ـــــ" جسونت رام نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"تم جہاں جانے کے لئے اپنے دفتر سے نکلے تھے ہم اسی کے نمائندے ہیں۔" اس بار قدرے سنجیدگی سے جواب ملا۔

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو ـــــ؟" جسونت رام پوری طرح محتاط ہو گیا۔

"پریشان مت ہو ـــــ سادھنا بھی ہمارے محفوظ ہاتھوں میں ہے۔" دراز قد شخص نے لاپرواہی سے کہا۔ "تم سکون سے ناشتہ کر لو پھر ہم تم سے بزنس کی بھی بات کریں گے۔ اگر ہمارے درمیان کوئی مناسب سمجھوتا ہو گیا تو ہم تمہیں بغیر کسی خطرے کے دنیا کے اس گوشے تک بحفاظت پہنچا دیں گے جہاں تم جانا پسند کرو گے ـــــ دنیا کی کوئی ایجنسی ہمارے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالے گی۔ اس لئے کہ ہم جو سودا کرتے ہیں اسے پوری دیانت داری سے طے شدہ شیڈول کے تحت پورا بھی کرتے ہیں۔"

جسونت رام نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ سادھنا کا حوالہ سن کر اسے کسی قدر اطمینان ضرور ہوا تھا لیکن وہ جلد بازی میں کوئی قدم اٹھا کر کسی غلطی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا تھا۔ یادداشت کا جو حصہ گم ہو گیا تھا وہ اسے دوبارہ تلاش کرنے میں محو تھا جب دراز قد والے نے اس کی آنکھوں میں دور تک جھانکتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سادھنا سے ملنا پسند کرو گے ـــــ؟"

"تم نے اس سے کیا کہا ہے ـــــ؟" جسونت رام نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے دریافت کیا۔ وہ ابھی تک گومگو کی کیفیت سے دوچار تھا۔

"یہی کہ تم نے دفتر سے جاتے وقت اسے اپنے ساتھ لے جانے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ ہم اسے پوری تیاریوں کے بعد یہاں لائے ہیں۔"

"تم ـــــ کس کے آدمی ہو ـــــ؟"

"آم کھانے سے غرض رکھو ـــــ پیڑ گننا تمہارے لئے بے سود ہو گا۔" جواب میں سپاٹ اور خشک لہجہ اختیار کیا گیا۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میں بلائنڈ (BLIND) چال چلنے کا عادی نہیں ہوں۔"

"کیا جاننا چاہتے ہو ___؟"

"میں یہاں کس طرح پہنچ گیا ___؟"

"ہمارے کارندے ان تمام افراد کا خیال رکھنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں جنہیں کسی آڑے وقت میں ہماری خدمات درکار ہو سکتی ہیں۔" دراز قد شخص نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "ہم اس کام کا کوئی پیشگی معاوضہ نہیں لیتے لیکن بعد میں ضرورت پڑنے پر اسے اپنی فیس میں شامل کرنے سے دریغ بھی نہیں کرتے ___ تمہارا نام بھی ہمارے پاس ضرورت مندوں کی لسٹ میں شامل تھا ___ چنانچہ جب ہم نے محسوس کیا تم کو ہماری ضرورت ہے تو ہمارا ایک خاص نمائندہ نہایت احتیاط سے تمہیں یہاں تک لانے میں کامیاب ہو گیا۔"

"لیکن دفتر سے روانہ ہوتے وقت میں اپنی کار میں بالکل تنہا تھا ___ تمہارا کوئی نمائندہ اس کار میں ___"

"میں تمہاری پریشانی کا سبب سمجھ رہا ہوں۔" دراز قد والا مسکرا کر بولا۔ پھر اس نے شانے اچکاتے ہوئے کہا ___ "جس طرح بڑے اسمگلر اینٹی ڈاگ اسپرے (ANTI DOG SPRAY) کے ذریعے کسٹم کے سراغ رساں کتوں کی قوتِ شامہ کو غیر مؤثر کر دیتے ہیں اسی طرح ہم بھی ایک محلول کا استعمال کرتے ہیں جسے اسپرے کرنے کے بعد ہمارے مطلوبہ فرد کے سوچنے سمجھنے کی قوت ایک محدود وقت کے لئے مفقود ہو جاتی ہے۔ پھر وہ شخص ایک روبوٹ کی طرح ہمارے کہنے پر بالکل ہوش مند انسانوں کی طرح عمل کرتا ہے۔" دراز قد شخص نے اپنی بات جاری رکھی۔ "ہم جانتے ہیں کہ تم گاڑی ڈرائیو کرنے کے دوران بار بار ایئر فریشنر (AIR FRESHNER) اسپرے کرنے کے عادی ہو چنانچہ ہم نے وہ محلول تمہاری کار میں رکھے ہوئے ایئر فریشنر میں شامل کر دیا تھا اور خفیہ طور پر ایک مائیک (MIKE) بھی ڈیش بورڈ میں اندر کی طرف لگا دیا تھا جس پر تمہیں ہدایت ملتی رہی اور تم ہوش مندوں کی طرح گاڑی ڈرائیو کرتے ہم تک پہنچ گئے ___ میرا خیال ہے کہ تمہاری یادداشت کے وہی گمشدہ لمحات تمہیں اُلجھا رہے ہیں ___ میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

جسونت رام نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا ___ جو کچھ کہا گیا تھا وہ ٹیکنالوجی

(TECHNOLOGY) کے ترقی یافتہ دور میں ناممکن بھی نہیں تھا لیکن وہ پوری طرح محتاط رہ کر کوئی اگلا قدم اٹھانا چاہتا تھا جب دراز قد والے شخص نے سرسراتے لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تم نے کبھی میجر لیاقت کا نام نہیں سنا ___؟"

"کیا ___ کیا مطلب ___؟" جسونت رام نے چونک کر اُسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ہمارے ذرائع کے مطابق یہ بات اس کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ تمہاری اصلیت کیا ہے اور تم کن سرگرمیوں میں ملوث ہو؟ ___ یہ بات بھی ہمارے علم میں آ چکی ہے کہ کسی وجہ سے پردیپ پٹیل نے بھی تم سے رابطہ منقطع کر رکھا ہے ___ ایسی صورت میں کیا تم اس ملک سے فرار ہونا پسند نہیں کرو گے ___؟" دراز قد شخص نے سرسراتے لہجے میں بات جاری رکھی۔ "سادھنا ہمیں بتا چکی ہے کہ دفتر میں تمہارے اور اس کے درمیان آخری باتیں کیا ہوئی تھیں ___ کیا اب بھی تم ہماری خدمات حاصل نہیں کرو گے؟"

"ہم ___ میں تمہاری خدمات حاصل کرنے پر تیار ہوں۔" جسونت رام نے سادھنا کا آخری حوالہ سننے کے بعد سنجیدگی سے کہا۔ "تم یا تمہارے لوگ ہمیں سرحد پار کرانے کا کیا معاوضہ لیں گے ___؟"

"ایک کروڑ ___" دراز قد والا معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "اس معاوضے میں ہمارے پچھلے اخراجات بھی شامل ہوں گے۔"

"کیا تمہارا مطالبہ کچھ زیادہ نہیں ہے ___؟"

"ہم سودے بازی میں وقت نہیں برباد کرتے۔" اس بار خشک لہجے میں جواب ملا۔ "تم کو ایک کروڑ منظور نہیں تو ہم تمہیں اسی طرح واپس جانے سے بھی نہیں روکیں گے جس طرح یہاں لائے تھے۔ البتہ ایسی صورت میں تمہیں صرف بیس ہزار کی وہ رقم ضرور ادا کرنی ہوگی جو اب تک تمہاری بھلائی کی خاطر ہم نے خرچ کی تھی ___ اس کے بعد ہم تمہارا نام اپنی فہرست سے خارج کر دیں گے ___ تم کسی دوسرے ایجنٹ کے ساتھ معاملہ طے کرنے میں آزاد ہو گے۔"

"تم اپنی مطلوبہ رقم کب لو گے ______؟" جسونت رام نے سوال کیا۔

"پچیس فیصد پیشگی ______ باقی رقم بہ حفاظت سرحد پار کرانے کے بعد لیکن ______ صرف نقدی کی صورت میں۔" نہایت سنجیدگی سے جواب ملا۔

"مجھے منظور ہے۔"

"ہماری صرف ایک شرط اور ہوگی۔" دراز قد والے نے کاروباری انداز میں کہا۔ "اس سفر کے دوران تمہارے سامان میں کسی بھی شکل میں وہ ملکی راز نہیں ہوں گے جن کو چوری کرنے کے جرم میں میجر لیاقت تمہارے پیچھے کسی سائے کی طرح لگا ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے ______ مجھے یہ شرط بھی منظور ہے ______" جسونت رام نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔ "ہماری روانگی کب ہوگی ______؟"

"یہ معاملہ میرا دوسرا ساتھی تم سے طے کرے گا۔"

دراز قد آدمی ایک طرف ہوگیا۔ پھر جب چوتھے آدمی نے کمرے میں قدم رکھا تو جسونت رام اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کا جسم بجلی کے ننگے تاروں سے چھو گیا ہو ______ آنے والا میجر لیاقت کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

"تت......تم......" جسونت رام صرف ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں مسٹر جسونت ______ تم نے اس وقت میرے ساتھی سے جو باتیں کی ہیں وہ بھی ایک جج کی موجودگی میں ریکارڈ ہو چکی ہیں۔ میں مجرموں کا ریمانڈ لینے کے بعد ان پر تھرڈ ڈگری سے پہلے کچھ نفسیاتی طریقے بھی آزمانے کا عادی ہوں ______ کیا تم کو اس بات کی خوشی نہیں ہے کہ تم پولیس کے تشدد سے بچ گئے؟"

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اگر اُس نے چارپائی پر بیٹھنے میں جلدی نہ کی ہوتی تو شاید چکرا کر منہ کے بل زمین پر گر جاتا ______

میجر لیاقت فاتحانہ انداز میں مسکراتا رہا ______!

......✲......

نرمل داس تین دن سے شب و روز لاجونتی کے تصور کو ذہن میں بسائے اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ میجر لیاقت اور گردھاری کے درمیان ہونے والی گفتگو نے اُسے لاجونتی کی طرف سے زیادہ محتاط کر دیا تھا۔

جمنا داس کی آتما نے اسے اپنی تمام قوتیں بخش دی تھیں۔ دھرتی کا سب سے بلوان شخص بنا دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ سندر عورتیں اور پجارنیں صرف وقتی طور پر کسی من پسند کھلونے کی طرح تو دل بہلانے کا ذریعہ بنائی جاسکتی ہیں لیکن ان کے ساتھ محبت کا روگ پالنا کسی مہان پنڈت یا پجاری کی شان کے خلاف ہوتا ہے۔

نرمل داس نے باپ کے مرنے کے بعد پہلی بار لاجونتی کو کالی کے بڑے مندر میں دیکھا تھا اور اس کی محبت میں گرفتار ہوگیا تھا۔ پھر جب اسے لاجونتی کو درپیش حالات کا علم ہوا تو اس نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر بھی اسے گردھاری کے ناپاک منصوبوں سے بچانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اسی کی ضد کے پیش نظر جمنا داس کی آتما نے گردھاری اور لاجونتی کے شریر کا آخری ملاپ نہیں ہونے دیا تھا۔ گردھاری کے کوڑیالے ناگ والے خطرناک روپ کو ختم کر دیا تھا جو لاجونتی کو اپنی رکھیل اور وش کنیا بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ وہ وقتی طور پر جمنا داس کی لامحدود قوتوں کے سامنے سرنگوں ہوگیا تھا۔ جان بچانے کی خاطر اسے ایک روپ کی قربانی دینی پڑی تھی۔ نہ دیتا تو اپنے باقی دو روپ بھی گنوا دیتا اور اب ______ اُس نے میجر لیاقت کو فون کر کے ڈنکے کی چوٹ پر اس بات کا چیلنج دیا تھا کہ لاجونتی وش کنیا تو نہیں بن سکی تھی لیکن ایک رکھیل کی حیثیت سے اس کی ہوس کا نشانہ بنتی رہے گی اور کوئی طاقت اس کا راستہ نہیں روک سکے گی۔ نرمل داس اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوگیا تھا۔ لاجونتی وہ پہلی حسینہ تھی جس نے نرمل داس کے دل کو گدگدایا تھا۔ وہ کسی قیمت پر لاجونتی کو اس کے حال پر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

اس وقت بھی وہ لاجونتی کے خیال سے پوری طرح سرشار تھا جب وہ اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے بار بار آنکھ بند کر کے لاجونتی کے اس کمرے میں پہنچ جاتا تھا جہاں وہ گم صم بیٹھی نہ جانے کس خیال میں گم تھی۔ شاید اُسے تنہائی کا ناگ ڈس رہا تھا یا پھر جسونت رام کی کمی نے اُسے مضمحل کر رکھا تھا۔

کالی کے مندر میں گردھاری کا دوسرا روپ دیکھنے کے بعد نرمل داس کے دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچی تھی۔ اگر جمنا داس کی روح نے بروقت اسے ایک خطرے سے آگاہ نہ کیا ہوتا تو شاید وہ ساری مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر گردھاری کے دوسرے روپ کو ختم کرنے کی کوشش ضرور کرتا۔ لیکن باپ کی روح نے اس کو راستہ تبدیل کرنے پر مجبور کر

دیا تھا۔

اس وقت بھی اس کے ذہن میں مختلف خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے لیکن وہ اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے آنکھ بند کئے لاجونتی کے اردگرد منڈلا رہا تھا جس کا سوگوار حسن بھی قیامت نظر آ رہا تھا۔ وہ چھ بار گردھاری کے پہلے روپ کے ہاتھوں تاراج ہو چکی تھی لیکن اب بھی کسی نوشگفتہ کلی کی طرح اپنے وجود میں مہکتی نظر آ رہی تھی۔

اچانک نرمل داس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک بار لاجونتی کے گھر جا کر اس سے مل چکا تھا۔ اس وقت جسونت رام کی موجودگی میں وہ اپنا دل چیر کر محبوبہ کے قدموں میں نہیں رکھ سکا تھا لیکن اب حالات دوسرے تھے۔ اس نے لاجونتی کے پاس جانے کی ٹھان لی۔ وہ لاجونتی کو بتانا چاہتا تھا کہ اس کے پریم نے نرمل داس کو اپنی ناگن زلفوں کا اسیر بنا لیا تھا ـــــ وہ لاجونتی کے مہکتے جسم کو قریب سے سونگھنا چاہتا تھا ـــــ اُس کے بدن کی خوشبو سے اپنی روح کو سرشار کرنا چاہتا تھا۔ اُسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ تنہا نہیں تھی۔ ایک ماورائی قوت رکھنے والا سر پھرا بھی اس کے ساتھ ہے جو اس کی پلکوں کی ایک جنبش پر اپنا سر قلم کر کے اس کے قدموں میں رکھنے سے گریز نہیں کرے گا ـــــ وہ اپنی محبوبہ کے قرب سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا ـــــ ان لذتوں کا ذائقہ چکھنا چاہتا تھا جن سے ابھی تک نا آشنا تھا ـــــ وہ لاجونتی کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں اس کے سوا کوئی اور تو نہیں ہے ـــــ اگر ہے تو کون ہے ـــــ؟

اس وقت شام کے سات بج رہے تھے جب نرمل داس نے پجاری کا لباس پہن کر گھر سے باہر قدم نکالا۔ ایک گھنٹے بعد وہ جسونت رام کی کوٹھی کے پھاٹک پر موجود تھا جہاں ایک سادہ لباس والے نے اس کا راستہ روک رکھا تھا۔

''آپ کس مقصد سے لاجونتی سے ملنا چاہتے ہیں؟'' سادہ لباس والے نے بڑے مہذب انداز میں سوال کیا۔

''میں پجاری ہوں بالک ـــــ'' نرمل داس نے مفاہمت کا راستہ اختیار کیا۔ ''پجاری کا کیول ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ دکھی دلوں کو شانت رکھنا۔''

''کیا آپ پہلے بھی کبھی یہاں آ چکے ہیں ـــــ؟''

''میں تمہاری دبدھا سمجھ رہا ہوں۔'' نرمل داس نے جواب دیا۔ ''تمہارے من میں

اگر کوئی کھٹکا ہے تو تم لاجونتی تک میرا ایک سندیس پہنچا دو۔ اُسے اتنا بتا دو کہ ایک پجاری اس سے ملنے آیا ہے۔''

''آپ کا نام ـــــ؟'' سادہ لباس والے نے اسے غور سے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

نرمل داس بل کھا کر رہ گیا۔ وہ اپنے اور لاجونتی کے درمیان کوئی روک ٹوک نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو شاید وہ اپنی مہان شکتی کا ایک چھوٹا سا چمتکار دکھا کر اس سادہ لباس والے کو مرعوب کر سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ سادہ لباس والے وہاں کس مقصد سے تعینات کئے گئے ہیں ـــــ وہ ان سے الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے جواب دینے کی بجائے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک لمحے تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا پھر کوٹھی کے چوکیدار کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ سادہ لباس والے سے کہہ رہا تھا۔

''پجاری مہاراج کو اندر جانے دو ـــــ چھوٹی مالکن ان کا انتظار کر رہی ہیں۔''

سادہ لباس والے نے ایک پل کے لئے کچھ سوچا پھر نرمل داس کے راستے سے ہٹ گیا۔ نرمل داس نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ چوکیدار لاجونتی کے کمرے تک اس کی رہنمائی کر کے پلٹ گیا۔ نرمل داس نے دروازہ کھول کر قدم کمرے کے اندر رکھا جہاں لاجونتی بدستور اپنے خیالوں میں اس قدر محو تھی کہ اُسے کسی کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی۔ نرمل داس کچھ لمحے اُس حُسنِ سوگوار کی رعنائیوں میں گم رہا پھر بولا۔

''کس خیال میں گم ہو سندری ـــــ؟''

لاجونتی نے چونک کر نرمل داس کو دیکھا پھر حیرت سے بولی۔

''تم ـــــ وہی پجاری ہو نا جس نے مجھے کسی پلید شکتی کے ہاتھوں سے بچانے کے کارن وچن دیا تھا ـــــ؟''

''ہاں لاجو ـــــ'' نرمل داس نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ ''میں تیرا وہی پریمی ہوں جس نے گردھاری کے اس گندے وجود کو جلا کر بھسم کر دیا جو کوڑیالے سانپ کے روپ میں تیری آتما کو ڈسنے آتا تھا پھر تیرے سندر شریر کو میلا کر کے چلا جاتا تھا ـــــ کیا تُو نے اُس اپرادھی کے جانے کے بعد کوڑیالے سانپ کی چمڑی

کھال کو نہیں دیکھا جس پر اُس اپرادھی نے قبضہ کر رکھا تھا ـــــ"

"ہاں ـــــ مجھے یاد ہے ـــــ لیکن تم ـــــ" لاجونتی نے پہلی بار نرمل داس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوگوار لہجے میں پوچھا۔"تم اتنے دنوں تک کہاں غائب رہے ـــــ؟"

نرمل داس کو لاجونتی کا جملہ سن کر ایسا لگا جیسے کسی مندر کی بے شمار گھنٹیاں اس کے پورے وجود میں امرت رس گھول رہی ہوں۔ اُس نے مسکرا کر مدھم آواز میں پوچھا۔

"کیا تجھے اپنے پجاری کا انتظار تھا ـــــ؟"

"ہاں ـــــ تم نے میرے اوپر جو اپکار (احسان) کیا ہے وہ میں سارا جیون نہیں بھول سکتی ـــــ اگر تم اس پلید آتما اور میری مجبوریوں کے بیچ نہ آ جاتے تو ـــــ"

لاجونتی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ ایک فطری شرم کی شفق اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"تو کیا ہوتا ـــــ؟" نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں سوال کیا۔

"مم ـــــ میں اس کی رکھیل بن جاتی ـــــ" لاجونتی نے جھکی جھکی نظروں سے جواب دیا۔"اُس پاپی نے یہی کہا تھا۔"

"جو ہو گیا اسے بھول جاؤ سندری! ـــــ تم اب بھی گنگا جل کی طرح پوتر ہو ـــــ کومل، نرمل۔"

لاجونتی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم نے کوئی پاپ نہیں کیا لاجو ـــــ!" نرمل داس نے اس کے قریب جا کر سرگوشی کی۔"پاپی تو وہ تھا ـــــ جواب نہیں ہے۔"

"تم ـــــ تم بیٹھو گے نہیں ـــــ" لاجونتی نے بڑی اپنائیت سے کہا۔

"میں تمہارا پجاری ہوں دیوی! ـــــ تمہاری آگیا (حکم) کے بغیر کوئی قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"تمہارا شبھ نام ـــــ؟"

"نرمل ـــــ نرمل داس ـــــ"

"تم بیٹھو ـــــ میں تمہارے لئے جل پانی لاتی ہوں ـــــ" لاجونتی نے اُسے مہربان نظروں سے دیکھا۔

"جب مدھ (شربت، شہد) سے بھرا پیالہ سامنے ہو تو جل پانی کی کیا ضرورت ہے؟"

لاجونتی نے شرما کر نظریں نیچی کر لیں ـــــ نرمل داس نے ایک قدم اور بڑھا کر اس کے مہکتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔"لاجو ـــــ میں تمہارا سچا اور کھرا پجاری ہوں۔"

لاجونتی کسمسانے لگی ـــــ اُس نے نرمل داس کی بانہوں کے حصار سے نکلنے کی کوشش نہیں کی ـــــ اُس کے وجود میں حل ہونے کی کوشش کی تو نرمل داس کے بدن میں چیونٹیاں سرسرانے لگیں ـــــ لاجونتی کے شباب کی رنگینیاں اُسے اُکسا رہی تھیں۔ نرمل اس چھلکتے ساغر میں ڈوب جانا چاہتا تھا جب ایک بھرائی ہوئی آواز اُس کے کانوں میں گونجی۔

"سنبھلو نرمل داس ـــــ جب دشمن پیچھے لگا ہو تو پیار کی بنسری نہیں بجائی جاتی۔"

"کون ہو تم ـــــ؟" نرمل داس نے دل ہی دل میں سوال کیا۔

"لاجونتی کو چھوڑ دو نرمل ـــــ اس دشٹ کی چنتا کرو جو نئے روپ میں اندر آ رہا ہے ـــــ"

نرمل داس کو ایسا لگا جیسے کسی بچھو نے اسے ڈنک مار دیا ہو ـــــ وہ چونک کر تیزی سے لاجونتی سے دور ہو گیا۔ اس کے ذہن میں گردھاری کا خیال اُبھرا جس نے میجر لیاقت کو چیلنج کیا تھا کہ اس کے رنگروٹ لاجونتی تک جانے والے راستے پر کتنے ہی چوکس رہیں لیکن اس کا راستہ کھوٹا نہیں کر سکیں گے۔

"کیا بات ہے نرمل ـــــ؟" لاجونتی نے اُسے بڑی معصوم نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔"ابھی تو تم نے اپنی داسی کو گنگا جل کی طرح پوتر اور پاک کہا تھا پھر ـــــ؟"

"تم جو سمجھ رہی ہو وہ بات نہیں ہے لاجو ـــــ" نرمل داس نے تیزی سے جواب دیا۔"کوئی اور تم سے ملنے آ رہا ہے ـــــ"

"کون ـــــ؟"

"دھیرج سے کام لو ـــــ میں جا رہا ہوں پرنتو تم کوئی چنتا مت کرنا۔"

نرمل داس تیزی سے قدم بڑھاتا پچھلے راستے کی سمت نکل گیا۔ پائیں باغ میں پہنچ

کر اس نے خود کو ایک باڑھ کے پیچھے چھپایا اور منڈل تازہ کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے ایک جاپ کے بول پڑھنے شروع کر دیئے پھر اپنی ماورائی طاقتوں کے ذریعے اس کمرے میں جھانکنے لگا جہاں لاجونتی ایک ادھیڑ عمر کے شخص کا استقبال کر رہی تھی ـــــ نرمل داس نے اسے پہلی ہی نظروں میں پہچان لیا، وہ پولیس کا ایک اعلیٰ عہدیدار تھا جو شاید لاجونتی کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔

نرمل داس نے اپنی ساری قوتیں سمیٹ کر ذہنی طور پر خود کو اس کمرے تک محدود کر دیا جہاں لاجونتی نے آنے والے کا استقبال کیا تھا۔ ''آپ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی یا فکر تو نہیں ہے ـــــ؟'' آنے والے نے دریافت کیا۔

''جی نہیں ـــــ'' لاجونتی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ ''آپ نے جو بندوبست کیا ہے اس کی وجہ سے ابھی تک کسی نے مجھے پریشان کرنے کی کوشش نہیں کی۔''

''آئندہ بھی کوئی آپ کے سکون میں خلل ڈالنے کی غلطی نہیں کرے گا۔ جب تک حالات مکمل طور پر ٹھنڈے نہیں پڑ جاتے ہمارے آدمی خفیہ طور پر آپ کی نگرانی کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔''

لاجونتی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''آپ کی مرضی کے بغیر کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن ایک درخواست میں بھی آپ سے کروں گا ـــــ غیر ضروری طور پر کسی سے بھی ملاقات کرنے سے گریز ہی کریں تو بہتر ہے ـــــ'' اُس نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''آپ کے والد مسٹر جسونت رام نے جو جرم کیا ہے وہ بہت سنگین ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ اس جرم میں کسی طرح ملوث نہیں ـــــ اس لئے ہماری حکومت آپ کو پورا پورا تحفظ فراہم کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔''

''آپ اور آپ کی حکومت میرے ساتھ جو مہربانی کر رہی ہے اس کے لئے میں آپ اور آپ کی حکومت دونوں کی شکر گزار ہوں۔''

''میں ایک اور سوال کرنا ضروری سمجھتا ہوں ـــــ'' اس بار آنے والے نے پہلو بدل کر کہا۔ ''اوپر سے مجھے بھی یہی احکامات ملے ہیں کہ ہر طرح سے آپ کی حفاظت کی جائے۔''

''میں آپ کے ہر سوال کا جواب پوری ایمان داری سے دوں گی۔'' لاجونتی نے سنجیدگی سے کہا۔

''پچھلے دو دنوں میں آپ سے کن کن لوگوں نے ملاقات کی تھی ـــــ؟''

''آپ کے ڈیوٹی افسروں کے علاوہ ابھی تک کوئی بھی مجھ سے ملنے نہیں آیا۔'' لاجونتی نے سنبھل کر جواب دیا۔ اُس نے دیدہ و دانستہ پجاری نرمل داس کا نام لینے سے گریز کیا تھا۔

''کیا آج بھی کوئی نہیں آیا ـــــ؟''

''جی ـــــ میں نے کہا نا کہ ـــــ''

''سندری ـــــ'' لاجونتی کے ذہن میں ایک آواز صدائے بازگشت بن کر گونجی۔ ''نرمل داس کا نام کسی قیمت پر تمہاری زبان پر نہ آئے۔ ورنہ بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ گی۔''

''آپ نے اپنا جملہ کچھ تشنہ چھوڑ دیا۔'' آنے والے نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ ''کیا کوئی خاص بات ہے؟''

''جی نہیں ـــــ'' لاجونتی نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ''میں آپ کو بتانا چاہ رہی تھی کہ آج بھی آپ کے ڈیوٹی افسر کے علاوہ کسی نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔''

''میں ایک نجی نوعیت کا سوال اور کروں گا ـــــ''

''پوچھئے ـــــ''

''کیا میرے کسی ڈیوٹی افسر نے تو حالات سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی غلطی نہیں کی؟'' اس بار معنی خیز انداز میں پوچھا گیا۔

''جی ـــــ جی نہیں ـــــ'' لاجونتی نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

''تم فکر نہ کرو ـــــ میں دن میں ایک دو چکر لگاتا رہوں گا۔'' آنے والے نے قدرے بے تکلفی کا مظاہرہ کیا پھر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

نرمل داس بند نظروں سے ماورائی قوتوں کے ذریعے ایک ایک بات کا جائزہ لے رہا تھا۔ آنے والے شخص کے آخری دو جملوں نے اُس کی چھٹی حس کو بیدار کر دیا۔ جس انداز میں اس نے لاجونتی کے ساتھ تیزی سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی تھی وہ نرمل

داس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی ـــــ اس نے اپنی تمام تر توجہ اس کی سمت مرکوز کر دی پھر وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کی پراسرار قوتوں نے بھانپ لیا کہ وہ اوپر سے جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ اندر سے نہیں تھا ـــــ وہ ایک قدم بڑھا کر اس کے دل کی گہرائیوں کے اندر اُترا تو رہے سہے شکوک بھی دور ہو گئے ـــــ وہاں کسی اور طاقت نے اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا۔

"گردھاری ـــــ"

نرمل داس کے ذہن میں گردھاری کا نام اُبھرا تو وہ پوری طرح محتاط ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر اپنے شبہے کی تصدیق کی پھر وہ ذہنی طور پر ڈیوٹی افسر کے ذہن میں پہنچ گیا۔

"یہ جو آفیسر ابھی آیا ہے یہ کون ہے ـــــ؟"

"یہ ہمارے ہوم سیکرٹری ابدال صاحب ہیں ـــــ" ڈیوٹی آفیسر کے ذہن میں جواب گونجنے لگا۔ "بے حد شریف اور ایماندار آفیسر ہیں۔"

"میری بات دھیان سے سنو ـــــ" نرمل داس نے اپنی پراسرار قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ٹھوس اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "میجر لیاقت نے تمہیں جو مخصوص ہدایت دی تھی اس کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تمہیں ابدال کو اس کی گاڑی میں بیٹھتے وقت اس طرح گولی کا نشانہ بنانا ہے کہ وہ صرف زخمی ہو جائے ـــــ جان سے مارنے کی حماقت نہ کر بیٹھنا۔"

"لیکن ـــــ"

"کوئی سوال مت کرو ـــــ جتنا کہا گیا ہے اس پر عمل کرو۔" نرمل داس نے کرخت لہجہ اختیار کیا۔

باہر کھڑا ہوا ڈیوٹی آفیسر کسمسانے لگا۔ اسی وقت ابدال کوٹھی سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ ڈیوٹی آفیسر نے ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر جیسے اس پر ایک وحشت سی طاری ہو گئی۔ اس نے تیزی سے ہولسٹر سے اپنا سروس ریوالور نکالا اور ابدال کی پنڈلی کا نشانہ لے کر گولی داغ دی ـــــ پھر جو کچھ ہوا اس نے ڈیوٹی آفیسر کی عقل بھی ضبط کر دی۔

ابدال کی بائیں پنڈلی سے خون کا فوارہ اُبلا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ لڑکھڑا

کر زمین پر گرا لیکن دوسرے ہی لمحے اس طرح چھومنتر ہو گیا جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہ رہا ہو ـــــ ڈیوٹی آفیسر کو ایسا لگا جیسے وہ جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہو ـــــ!

نرمل داس بے تحاشا بھاگتا ہوا تیزی سے اس جگہ پہنچا جہاں تازہ تازہ خون پڑا تھا۔ اس نے زمین پر لیٹ کر کر خون کی خوشبو کو دو تین بار وقفے وقفے سے سونگھا پھر اٹھ کر الٹے قدموں گھر کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے خود کو دوسروں کی نظروں سے چھپا لیا تھا۔

ڈیوٹی پر موجود دوسرے افراد بھی اس پراسرار صورتِ حال کو دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ سرکاری گاڑی کا ڈرائیور بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے ایک ایک کی شکل دیکھ رہا تھا۔ کوٹھی کے چوکیدار کے علاوہ دوسرے ملازم بھی اس جگہ اکٹھے ہونے لگے جہاں خون سے زمین کا ایک ٹکڑا سرخ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف نرمل داس کو بھی خوشی تھی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ گردھاری کے دوسرے روپ کے خون کی مہک سونگھ لینے کے بعد وہ اب اپنی پراسرار قوتوں سے اسے دنیا کے کسی کونے میں بھی با آسانی تلاش کر سکتا تھا۔ جائے واردات سے ہٹنے سے پہلے اس نے اس نگرانی کرنے والے شخص کے ذہن کو بھی دھو کر صاف کر دیا جس سے اندر جاتے وقت اس کی مڈبھیڑ ہوئی تھی۔

نرمل داس اپنی کامیابی پر سرشار ہو رہا تھا جب اس کے ذہن میں اس بھرائی ہوئی آواز کا خیال اُبھرا جس نے بروقت اُسے ابدال کی آمد سے مطلع کیا تھا ـــــ اس نے وہ آواز پہلی بار سنی تھی۔ آواز چونکہ بھرائی ہوئی تھی اس لئے بھی وہ اسے شناخت کرنے سے قاصر تھا۔ ایک بات طے تھی کہ وہ آواز اس کے مرحوم باپ پنڈت جمنا داس کی نہیں تھی۔

پھر وہ آواز کس کی تھی ـــــ؟ وہ کون ہمدرد تھا جس نے گردھاری کے دوسرے روپ کو زخمی کرانے میں اس کی معاونت کی تھی ـــــ؟

نرمل داس نے مختلف زاویوں سے غور کیا لیکن ـــــ اس بھرائی ہوئی آواز کا عقدہ حل نہ کر سکا ـــــ!!

...... ⁂ ......

میجر لیاقت اس وقت پروفیسر درانی کی اسٹڈی میں بیٹھا اسے جسونت رام کے متعلق تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا ـــــ یہ پہلا موقع تھا جب عاصمہ بھی ان کے درمیان

موجود تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے ــــــ؟" پروفیسر درانی نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔ "کیا جسونت رام عدالت کے روبرو اپنے سابقہ بیانات سے منحرف نہیں ہو جائے گا؟ ــــ وہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے جو بیانات دیئے تھے وہ محض پولیس کے تشدد سے بچنے کے لئے دیئے تھے۔

"جسونت رام کا وکیل بھی اسے بچانے کی کوشش کرے گا۔" عاصمہ نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

"ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" میجر لیاقت نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "لیکن جسونت رام کا پہلا بیان ایک مجسٹریٹ کے روبرو تصدیق کرا لیا گیا تھا ــــ ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد میں نے جو نفسیاتی طریقہ اختیار کیا تھا اس کا گواہ ایک جج ہے ــــ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اب جسونت رام کو عمر قید کی سزا سے کوئی بچا سکے گا۔ وہ پوری طرح بے بس ہو گیا ہے۔"

"میں بھی یہی چاہوں گا کہ وہ کسی صورت میں بھی بری نہ ہونے پائے۔" پروفیسر درانی نے سنجیدگی سے کہا۔ "کسی ملک کے دفاعی راز چرانا اور کسی دوسرے ملک کے ہاتھ فروخت کرنا دونوں ہی سنگین جرم ہیں ــــ ایسے لوگوں کو تو پھانسی دے کر دوسروں کے لئے باعث عبرت بنا دینا چاہئے۔"

"یہ سوچنا عدالت عظمٰی کا کام ہے ــــ بہرحال، میں نے جسونت رام کو قانون کے شکنجوں میں پوری طرح جکڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔"

"آپ نے ابھی جن شیطانی قوتوں کا ذکر کیا ہے کیا ان سے آپ کو ڈر نہیں لگتا؟" عاصمہ نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ بھی جسونت رام کی طرح وار کرتیں تو آپ کیا کرتے ــــ؟"

"اس حالت میں بھی میں خدا کی ذات اور اپنی صلاحیتوں پر ہی بھروسہ کرتا ــــ" میجر لیاقت نے مسکرا کر جواب دیا۔

"لاجونتی کا کیا بنے گا ــــ؟" عاصمہ نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ "وہ بے چاری تو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس کر رہ گئی۔"

"آپ فکر نہ کریں ــــ میں نے اس کی حفاظت کا مکمل بندوبست کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ وہ کسی طور پر بھی جسونت رام کی شریک کار نہیں رہی ہے اس لئے اسے کوئی سزا بھی نہیں ملے گی۔"

"اس کی ماں ناپاک اور گندی قوتوں کا شکار ہو کر بے موت ماری گئی ــــ باپ پھانسی کے پھندے کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں اس معصوم کے دل پر کیا کم قیامت ٹوٹ رہی ہو گی ــــ؟" عاصمہ نے ایک عورت ہونے کے ناتے لاجونتی سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" پروفیسر نے اس بار براہِ راست بیوی سے دریافت کیا۔ "کیا جسونت رام کو محض اس بناء پر چھوڑ دیا جائے کہ اگر وہ پھانسی پر لٹک گیا تو لاجونتی یتیم و بے سہارا ہو جائے گی؟"

"کچھ بھی ہو ــــ مجھے تو اُس بچی کے اوپر ترس آ رہا ہے۔" عاصمہ نے پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔

"تو یوں کیجئے کہ آپ لاجونتی کے اوپر ترس کھاتی رہیں اور ہم دونوں کے پینے کے لئے اگر دو کپ کافی بنا دیں تو عین نوازش ہو گی۔"

"یہی فرمائش آپ سیدھی طرح بھی کر سکتے تھے۔" عاصمہ نے محبت سے شوہر کو دیکھا پھر کافی بنانے کی غرض سے اٹھ کر چلی گئی۔

"پردیپ پٹیل کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟" عاصمہ کے جانے کے بعد پروفیسر درانی نے میجر لیاقت سے دریافت کیا۔ "کیا وہ کسی سزا کا مستحق نہیں ہے؟"

"اگر میں چاہوں تو ہو بھی سکتا ہے لیکن جو سزا اس کی بیوی انجلا کو مل چکی ہے وہی ان دونوں کے لئے بہت کافی ہے۔"

"کیا تم نے انجلا سے متعلق تصویروں اور ویڈیو کو ضائع کر دیا ہے؟"

"جی نہیں ــــ جب تک عدالت جسونت رام کے کیس کا فیصلہ نہیں سنا دیتی مجھے تمام ثبوتوں کو کسی آڑے وقت کے لئے سنبھال کر رکھنا ہو گا۔"

"پجاری شیام سرن کا کوئی پتہ چلا ــــ؟"

"جی نہیں ــــ" میجر لیاقت نے پہلو بدل کر سنجیدگی سے کہا۔ "نرمل داس کا بیان

ہے کہ وہ اپنے کسی دھرم کرم کے کام سے اجودھیا کی طرف گیا ہے ـــــ ہوسکتا ہے کچھ عرصے بعد واپس بھی لوٹ آئے۔"

"جن مقامی افسران کو وطن دشمن سرگرمیوں میں حصہ لینے اور جسونت رام کے ساتھ اہم ملکی دفاعی راز کا سودا کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے ـــــ کیا انہوں نے بھی اپنے جرم کا اقرار کرلیا ہے؟"

"جن کے ضمیر نے انہیں ملامت کی ہے وہ اپنا جرم تسلیم کر چکے ہیں لیکن ایک دو افسران ابھی تک نہ صرف خود کو پارسا ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں بلکہ میرے خلاف ایک محاذ بنانے کے خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ ابھی اور باریک چھاننے کی ضرورت ہے۔" پروفیسر درانی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایک دو چھوٹی بڑی مچھلیاں اب بھی ہمارے جال میں آنے سے بچ گئی ہوں گی۔"

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا ـــــ" میجر لیاقت نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "دولت کی ہوس میں انسان ملک کے راز تو کیا اکثر اپنا ایمان بھی فروخت کرنے سے باز نہیں آتا۔"

عاصمہ ملازمہ کے ساتھ کافی کی ٹرے لئے داخل ہوئی تو بات کچھ دیر کے لئے رک گئی۔ پھر کافی کے دوران زبیر کی شادی کا ذکر نکل آیا۔ عاصمہ بیگم نے کہا۔

"چور اور شیطان ایک بار جو گھر تاک لے، تمام زندگی اس کا راستہ نہیں بھولتا ـــــ اس لئے میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ شادی کے بعد زبیر اور اپنی بہو دونوں کو پہلی فلائٹ سے باہر بھیج دوں گی۔"

"اور اگر حسنِ اتفاق سے چور یا شیطان بھی اسی فلائٹ سے عازمِ سفر ہوگیا تو؟"

پروفیسر درانی نے مسکرا کر کہا تو عاصمہ بیگم شوہر کو گھور کر بولیں۔

"خدا کے لئے ایسی بری فال تو زبان سے نہ نکالئے۔"

میجر لیاقت بھی میاں بیوی کے درمیان ہونے والے دلچسپ مکالمے پر مسکرا رہا تھا جب شبنم بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"بیگم صاحبہ ـــــ!" اُس نے گھبرائے ہوئے انداز میں عاصمہ سے کہا۔ "زبیر میاں پر پھر کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔"

"خدایا رحم ـــــ" عاصمہ بیگم بدحواس ہوکر شبنم کے ساتھ اسٹڈی سے نکلیں۔ پروفیسر درانی اور میجر لیاقت کو بھی صورتِ حال معلوم کرنے کی خاطر اندر جانا پڑا۔

زبیر اپنی خواب گاہ میں سیلنگ فین میں رسّی باندھ کر پھانسی کا پھندہ بنا چکا تھا اور اب ایک اونچے اسٹول پر کھڑا اس پھندے کو گلے میں ڈالنے کی سوچ رہا تھا جب عاصمہ بیگم نے چھاتی پر دوہتڑ مار کر چیختے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے زبیر ـــــ اسٹول سے نیچے اتر آ ـــــ میرے جگر کے ٹکڑے ـــــ یہ تُو کیا کرنے جا رہا ہے ـــــ؟"

"مجھے وشنو مہاراج کی طرف سے حکم ملا ہے کہ کالی کے چرنوں میں اپنی جان کی بھینٹ دے کر امر ہو جاؤں۔"

"نہیں بیٹا، نہیں ـــــ خدا سے توبہ کر، خودکشی حرام ہے۔ اور خدانخواستہ اگر تجھے کچھ ہوگیا تو میں بھی اپنی جان دے دوں گی۔"

اسی وقت پروفیسر درانی کے ساتھ میجر لیاقت بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ پروفیسر درانی بھی صورتِ حال دیکھ کر بوکھلا گئے۔ "زبیر بیٹے ـــــ" انہوں نے زبیر کو آواز دی۔ "اگر تُو نے کوئی حماقت کی تو ہم بھی زندہ نہ رہ سکیں گے۔"

"کالی کے چرنوں میں جیون بلیدان کرنا ایک سچے سیوک کا دھرم ہے ـــــ تم میرے دھرم کرم کے معاملے میں ٹانگ مت اڑاؤ۔"

"ہوش میں آ بیٹے ـــــ" عاصمہ بیگم ہذیانی انداز میں چلّانے لگیں۔ "تجھے اپنی ماں کی ممتا کا واسطہ ـــــ اسٹول سے نیچے اُتر آ۔"

زبیر نے ماں کو حقارت بھری نظروں سے دیکھا پھر پھندہ گلے میں ڈال کر بولا۔

"مجھے آشیرباد دے ماں! تیرا پتر آج کالی کے چرنوں میں ـــــ"

"نہیں زبیر ـــــ نہیں۔" پروفیسر درانی نے چیخ کر کہا۔ "تم جو حماقت کر رہے ہو وہ قربانی نہیں، خودکشی ہے۔"

"تُو ـــــ" زبیر نے باپ کی طرف سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ "تُو مجھے جیون کی طرف واپس لانا چاہتا ہے ـــــ"

"ہاں بیٹے ہاں ـــــ" عاصمہ نے تیزی سے جواب دیا۔ "تو پھندہ گلے سے نکال کر نیچے آجا ـــــ پھر تُو جیسا کہے گا ہم ویسا ہی کریں گے۔"

"نہیں ـــــ" زبیر نے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو اگر میرا جیون بچا چاہتا ہے تو تجھے میری ایک اِچھا پوری کرنی ہوگی۔"

"کیا چاہتے ہو ـــــ؟" پروفیسر درانی نے دریافت کیا۔

"یہ ـــــ" زبیر نے میجر لیاقت کی طرف خونخوار نظروں سے اشارہ کرتے ہوئے سفاک لہجے میں کہا۔ "یہ جو تیرے برابر کھڑا ہے اسے کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دے ـــــ کیول یہی ایک طریقہ ہے میرے بچنے کا۔"

میجر لیاقت کسی خاموش تماشائی کی طرح کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پوزیشن اتنی نازک تھی کہ وہ کچھ کر گزرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا لیکن جب آنچ اس کے دامن تک پہنچی تو وہ چپ نہ رہ سکا ـــــ زبیر کو گھورتا ہوا بولا۔

"تم کون ہو ـــــ؟"

"میں ـــــ" زبیر نے منہ سے جھاگ اُڑاتے ہوئے انتہائی نفرت سے جواب دیا۔ "میں گردھاری کا دوسرا روپ ہوں تُو نے جس کا راستہ کھوٹا کرنے کے کارن لاجونتی کے گھر کے چاروں طرف جال بچھایا تھا ـــــ ایک داؤ تیرا چل گیا ـــــ اب میری باری ہے ـــــ میری بات دھیان سے سن۔ اگر تُو زبیر کی زندگی بچانا چاہتا ہے تو اپنا ریوالور نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھ اور لبلبی دبا دے ـــــ کیول یہی ایک راستہ ہے تیرے پاس۔"

"اگر میں انکار کر دوں تو ـــــ؟" میجر لیاقت نے اسے باتوں میں الجھا کر دل ہی دل میں نرمل داس کے تصور کو آواز دی۔

"تو میں میجر کے اس جوان پُتر کو لات مار کر اسٹول گرانے پر مجبور کر دوں گا ـــــ پھر ایک ہی جھٹکے میں اس کی گردن کا منکا ٹوٹ جائے گا۔ اس کی لاش پھڑ پھڑانے لگے گی ـــــ شریر اور آتما کا بندھن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔"

"نہیں ـــــ نہیں ـــــ" عاصمہ حلق کے بل چیخی۔ "ایسا مت کرنا ـــــ تم ـــــ تم میری جان لے لو لیکن میرے بچے کو چھوڑ دو۔"

"ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم ہماری خوشیوں کے دشمن بن گئے ـــــ؟" پروفیسر نے کہا۔

"تُو ـــــ تُو ہی وہ پاپی ہے جس نے سب سے پہلے میرا کھوج لگانے کی کوشش کی تھی ـــــ اتنی جلدی بھول گیا؟"

"اگر تم گردھاری کا دوسرا روپ ہو تو پھر میرا ایک فیصلہ بھی سن لو۔" میجر لیاقت نے زبیر کو گھورتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "تم اب لاجونتی کو کبھی اپنی ہوس کا نشانہ نہیں بنا سکو گے۔"

"کون روکے گا مجھے ـــــ تُو ـــــ؟" انتہائی سرد مہری اور حقارت سے سوال کیا گیا۔

"ہاں ـــــ لاجونتی تک پہنچنے سے پہلے تمہیں میرے وجود کی آہنی دیوار سے ٹکرانا ہوگا۔" میجر لیاقت نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"تیری یہ آشا بھی پوری کر دوں گا پرنتو اس سے بازی میرے ہاتھ میں ہے۔" زبیر نے جھلا کر کہا پھر اسٹول کو لات مار کر ایک طرف گرا دیا۔

فضا میں تین کربناک ملی جلی چیخیں ایک ساتھ بلند ہوئیں۔ پہلی عاصمہ بیگم کی تھی، دوسری خود زبیر کی اور تیسری پروفیسر درانی کی جو تیزی سے زبیر کی طرف لپکا تھا۔ لیکن اس کے بعد وہ سب ہی ششدر رہ گئے۔ کہیں سے ایک بھڑکتا ہوا شعلہ لپکا اور اس مضبوط رسّی کو جلا کر غائب ہو گیا جسے پھانسی کا پھندہ بنایا گیا تھا۔ زبیر نیچے فرش پر گرا تو میجر لیاقت نے بڑی برق رفتاری سے لپک کر وہ پھندا ڈھیلا کر دیا جس کی بدولت زبیر کی آنکھیں اُبلی پڑ رہی تھیں۔ شبنم پانی لانے کی خاطر باہر کی طرف بھاگی۔ عاصمہ بیگم بیٹے سے لپٹ کر دھاڑیں مارنے لگیں۔ پروفیسر درانی کے زرد چہرے پر زندگی کی کرن دوبارہ پھوٹ رہی تھی۔

"میجر لیاقت ـــــ جو کچھ ہوا اسے کیول اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا۔" ایک جانی پہچانی آواز میجر کے کانوں میں سرسراتی ہوئی اُبھری۔ "نرمل داس کو اس بات کی بھنک بھی نہیں ملنی چاہئے کہ زبیر کا جیون بچانے والا کون تھا ـــــ؟"

"کون ہو تم ـــــ؟" میجر لیاقت نے دل ہی دل میں سوال کیا۔ وہ اس آواز کو

فوری طور پر شناخت نہیں کر سکا تھا۔

"اتنی جلدی بھول گیا مجھے ____ میں پجاری شیام سرن کی آتما ہوں۔"

"آتما ____؟" میجر لیاقت چونکا۔ "لیکن نرمل داس نے تو کہا تھا کہ تم ____"

"اُس نے بھی غلط نہیں کہا تھا۔" شیام سرن کی مانوس آواز دوبارہ اُبھری۔ "ان چکروں میں پاؤں پھنسانے کی بھول بھی نہ کرنا ورنہ الجھ جائے گا۔"

"گردھاری کے دوسرے روپ کا کیا بنا ____؟" میجر نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

"کھیل اب ختم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی ____ سمے کا انتظار کر۔"

"زبیر کا کیا بنے گا ____؟"

"اس کی چنتا بھی اب دل سے نکال دے ____" شیام سرن کی آواز اُبھری۔ "میں نے اُسے بھی اپنی شرن (پناہ) میں لے لیا ہے۔ اب کوئی شکتی اسے کبھی پریشان نہیں کر سکے گی۔"

پھر شیام سرن کی آواز آنا بند ہو گئی ____ زبیر دوبارہ رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہا تھا۔ عاصمہ بیگم اس کا سر گود میں لئے بار بار اس کی بلائیں لے رہی تھیں۔ پھولنے پھلنے کی دعائیں دے رہی تھیں۔ شبنم قریب بیٹھی زبیر کے پیر سہلا رہی تھی۔

میجر لیاقت نے اشاروں اشاروں میں پروفیسر درانی سے اجازت لی پھر خاموشی سے دبے قدموں واپس چلا گیا ____!!



نرمل داس کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش ہر لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔

صبح اُٹھ کر اس نے حسب معمول اشنان کیا تھا پھر جمنا داس کا لباس پہن کر جلدی جلدی ناشتہ کیا اور اب اس کے قدم کالی کے بڑے مندر کی طرف اُٹھ رہے تھے۔ گردھاری کے دوسرے روپ کی مہک سونگھ لینے کے بعد اُس نے آدھا میدان سر کر لیا تھا۔ وہ اس خون کی خوشبو کے ذریعے اُسے پاتال سے بھی نکال کر ختم کر سکتا تھا۔ لیکن پنڈت جمنا داس کی آتما نے اس پر یہ بندش عائد کر دی تھی کہ اسے گردھاری کے دونوں روپ ختم کرنے سے پیشتر اس عجیب الخلقت چہرے کو ختم کرنا ہوگا جس نے گردھاری کو پناہ دے رکھی تھی۔

نرمل داس کے ذہن میں مختلف سوالات اُبھر رہے تھے۔

وہ بھرائی ہوئی آواز کس کی تھی جس نے اُسے بر وقت گردھاری کے دوسرے روپ کی لاجونتی کے پاس موجودگی سے آگاہ کیا تھا؟ ____ کس کی شکتی تھی جو اس کی رہنمائی پر آمادہ ہو گئی تھی ____؟ پولیس کے اس ذمہ دار عہدیدار کے آنے کے بعد اس نے پہلی فرصت میں اسے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے کھنگالنے کی کوشش کی تھی لیکن اصلیت جاننے سے قاصر تھا۔ ممکن تھا کہ گردھاری کے دوسرے روپ نے خود کو منڈل میں محفوظ کر رکھا ہو؟ نرمل داس کی نظریں اُس کے وجود کے اندر داخل نہ ہو سکی ہوں؟

گردھاری کے دوسرے روپ کا کھوج لگانے کے بعد نرمل داس کے ذہن میں چرن کمار کی شخصیت بھی پہلے سے زیادہ مشکوک ہو گئی تھی۔ ذاتی طور پر اس کا یہی خیال تھا کہ گردھاری کے سارے روپ اور ساری خباثتیں ایک ہی محور کے گرد گردش کر رہی تھیں۔

اسی محور کا دوسرا نام چرن کمار بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہو سکا تھا۔ ہر چند کہ پنڈت جمنا داس نے بھی نرمل داس سے وچن لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر چرن کمار کو معاف نہیں کرے گا۔ اسے کڑی سے کڑی سزا دینے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ صرف اتنا واضح کیا تھا کہ چرن کمار نے اس کے ساتھ دھوکا کیا تھا ـــــ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ لیکن ان باتوں کی کھل کر کوئی وضاحت نہیں کی تھی۔

نرمل داس کے ذہن میں لاجونتی کے حسین وجود کی سوندھی سوندھی مہک بھی چکرا رہی تھی۔ وہ اپنا گوہر مقصود حاصل کرنے میں ساحل تک پہنچ کر واپس ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔ لاجونتی کو کسی پلید شکتی کی رکھیل بننے سے بچانے کے عوض وہ اس خوبصورت انعام کو حاصل کرنے کا مستحق ہو گیا تھا جس کا نام لاجونتی کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ خود لاجونتی بھی اسے نوازنا چاہتی تھی۔ نرمل داس کے بازوؤں کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے کی بجائے وہ جس بھرپور انداز میں کسمسائی تھی، اس میں خود سپردگی کی تمام علامتیں موجود تھیں۔ اس کا پھول کی طرح مہکتا معصوم اور گداز وجود نرمل داس کے وجود میں گھل مل جانے کو آمادہ تھا۔ بس ایک لمحے کی دیر تھی لیکن اس ادھیڑ عمر کے شخص کے آ جانے کے بعد بات آگے نہ بڑھ سکی۔ کسی مہربان قوت کی بھرائی ہوئی آواز کی گونج نے اُسے بروقت محتاط کر کے سنبھلنے پر مجبور کر دیا تھا ـــــ نرمل داس کو یقین تھا کہ وہ آواز پنڈت جمنا داس کی نہیں تھی۔ بہر حال اسی آواز نے نرمل داس کی رہنمائی کی تھی اور پھر گردھاری کا دوسرا روپ اس کی نظروں میں ایک پرچھائیں کی طرح سامنے آ کر نکل گیا۔ وہ وقتی طور پر فرار ہو گیا تھا لیکن نرمل داس نے اس کے خون کی مہک پا لی تھی جس کے ذریعے سے وہ اسے دنیا کے کسی بھی کونے سے ڈھونڈ کر سامنے لا سکتا تھا۔

وہ ان ہی خیالوں میں ڈوبا مندر تک پہنچ گیا۔ پھر جب وہ مندر کی سیڑھیاں عبور کر کے چبوترے پر پہنچا تو اس کی نظر جس پجاری پر پڑی وہ آنند لال کے سوا کوئی اور نہیں تھا ـــــ وہی ہٹا کٹا پجاری جس نے پجارنوں کی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہوئے نرمل داس کو پہلی بار روکا تھا پھر یہ کہہ کر راستے سے ہٹ گیا تھا کہ ـــــ ''اگر تم جمنا داس کے پُتر ہو تو پھر جو جی میں آئے کر سکتے ہو۔'' ـــــ اس کے بعد ہی نرمل داس نے شکنتلا کے خوبصورت بت کے سارے کس بل نکال دیئے تھے۔ پھر چرن کمار کی خواہش پر اسے کالی

کے چرنوں میں بھینٹ بھی چڑھا دیا تھا۔

نرمل داس نے کسی فوری خیال کے تحت آنند لال کے وجود میں اتر کر اس کی اصلیت کا بھید جاننے کی کوشش کی، اسے ناکامی نہیں ہوئی۔ آنند لال اوپر سے جو نظر آ رہا تھا وہ اندر سے نہیں تھا۔ اُسے کالی کے مندر میں نرمل داس کی رہنمائی کرنے کے لئے تعینات کیا گیا تھا ـــــ مگر کس نے؟

نرمل داس ابھی اسے پوری طرح ٹٹولنے کی کوشش میں مصروف تھا جب آنند لال نے گھوم کر اس پر نظر ڈالی پھر تیز تیز قدم اٹھاتا قریب آ کر ڈنڈوت کی۔

''کیسے ہو مہاراج ـــــ؟'' آنند لال نے بڑے ادب سے اس کی خیریت دریافت کی۔

''کالی کی کرپا سے اپنی کھال میں مگن ہوں ـــــ'' نرمل داس نے مسکرا کر جواب دیا۔

''میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں ـــــ'' آنند لال نے کہا۔ ''کالی تمہارے اوپر مہربان ہو گئی ہے تو اب چنتا کس بات کی ہے۔ کھاؤ پیو موج اُڑاؤ۔''

''کوئی تازہ خبر ـــــ؟'' نرمل داس نے اس بار آنند لال کو کریدنے کی خاطر رازداری سے پوچھا۔

''چرن کمار مہاراج نے پاؤں کی جوتی بدل لی ہے ـــــ'' آنند لال کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''کیا مطلب ـــــ؟''

''شکنتلا کی جگہ ایک نئی پجارن کو مل گئی ہے۔'' آنند لال نے اِدھر اُدھر دیکھ کر مدھم آواز میں کہا۔ ''کل ہی نئی آئی ہے ـــــ بیر بہوٹی کی طرح سندر اور معصوم ہے۔ چمپا کلی کی طرح سرخ سرخ ـــــ اُس کے نینوں (آنکھوں) سے مدھ کی دھارا بہتی ہے۔ آکاش کی اپسرا دکھائی دیتی ہے ـــــ سارے پنڈت پجاری اسے دیکھ کر زبان لپلپانے لگے تھے پرنتو چرن کمار مہاراج نے اسے سر پر ہاتھ رکھ کر سینے سے لگایا تو اب سب کی ہونٹوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔''

''ایک بات پوچھوں آنند لال ـــــ؟'' نرمل داس نے اس کی آنکھوں میں دور

تک جھانکا۔

"پوچھو مہاراج ـــــ داس تمہاری کسی سیوا سے ہچر مچر نہیں کرے گا۔" اس نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا۔

"تم نے شکنتلا کے سلسلے میں میرا راستہ کاٹنے کی کوشش کی تھی لیکن اب نئی پجارن کی سندرتا سے لبھانے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ"

"بلوانوں کے کام کیول بلوانوں ہی کو بھاتے ہیں۔" آنند لال نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "اس پجارن کا نام بھی اسی کی طرح سندر ہے ـــــ کامنی!...... ایسی کمسن پجارن پہلی بار میری نظروں سے گزری ہے۔"

"چرن کمار، شکنتلا کی بار خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا ـــــ ہو سکتا ہے کامنی کو بچانے کے کارن وہ تلملا کر سامنے آجائے ـــــ؟"

"تم جانو مہاراج ـــــ" آنند لال نے سنجیدگی اختیار کر لی۔

"تم کالی کے اس مندر میں کب سے ہو ـــــ؟"

"جنم جنم سے میں یہیں ہوں مہاراج ـــــ" آنند لال نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "کالی کے چرنوں میں ماتھا رگڑنے کے علاوہ تم جیسے مہان اور بلوان مہا پرشوں کی سیوا میں بھی جو آنند یہاں ملتا ہے وہ اور کہاں ملے گا ـــــ؟"

"میں نے چرن کمار کو گرو مان لیا ہے آنند لال ـــــ" نرمل داس نے سرگوشی کی۔ "شکنتلا کی بات اور تھی ـــــ اس وقت میں کسی گرو کا پابند نہیں تھا۔"

آنند لال نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس ایک لمحے کے لئے اس نے نرمل داس کو نظر بھر کر دیکھا تھا۔ کچھ کہنے کے لئے اس کے ہونٹ بس ایک پل کے لئے متحرک ہوئے تھے پھر اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے ـــــ؟"

"جہاں بات گرو اور چیلے کی آجائے وہاں زبان بند ہی رکھنی چاہئے ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ کل میں بھی مرلی کی طرح کسی کٹیا کی کھاٹ پر پڑا کراہ رہا ہوں۔"

"مرلی ـــــ" آنند لال کی بات سن کر نرمل داس کی مخفی قوتیں بیدار ہونے لگیں۔ اس نے غور سے آنند لال کو دیکھا پھر سرسراتے لہجے میں پوچھا ـــــ "یہ مرلی

کون ہے ـــــ؟"

"وہ بھی چرن کمار مہاراج کا منہ چڑھا چیلا تھا ـــــ کل تک کسی بچھڑے کی طرح اچھل اچھل کر اور سینہ تان کر چلتا تھا آج ایک کٹیا میں پڑا درد سے کراہ رہا ہے۔"

"کیا ہوا اُسے ـــــ؟"

"سب کو یہی خبر ملی ہے کہ اس کے کھبے (بائیں) پاؤں کی پنڈلی پر کسی پاگل کتے نے دانت مار دیئے ہیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے ـــــ؟" نرمل داس نے کچھ سوچ کر بڑی رازداری سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ میرا خیال غلط ہو ـــــ" آنند لال نے رک رک کر جواب دیا۔ "پرنتو مجھے ایسا جان پڑتا ہے کہ مرلی کے اُلٹے پاؤں میں گولی لگی ہے جبھی تو وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے۔"

"آنند لال ـــــ" نرمل داس نے تیز نظروں سے گھورا۔ "کون ہو تم ـــــ؟"

"اپنا سیوک ہی سمجھ لو مہاراج ـــــ" اس بار آنند لال کا لہجہ بھی معنی خیز تھا۔ "تمہیں میری بات کا وشواس نہیں آتا تو خود چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔"

نرمل داس نے جواب دینے کی بجائے اس طرف قدم اٹھانے شروع کر دیئے جدھر آنند لال نے اشارہ کیا تھا۔ اس کی پراسرار اور ماورائی قوتیں پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں۔ پھر وہ پجاریوں کی کٹیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا یکلخت رک گیا۔ اس نے گردھاری کے دوسرے روپ کے خون کی مہک پا لی تھی۔

"کیا ہوا مہاراج ـــــ؟ تم رک کیوں گئے ـــــ؟"

"میں کالی کے مندر میں پہلے بھی کئی بار آ چکا ہوں لیکن ـــــ" نرمل داس کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا بات ہے مہاراج! ـــــ تم مجھے کچھ بیاکل دکھائی دے رہے ہو؟ ـــــ کچھ کہتے کہتے چپ کیوں ہو گئے؟"

"آنند لال! ـــــ" نرمل داس نے ہونٹ چباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم میرے پیچھے پیچھے آؤ ـــــ میں بتاؤں گا کہ مرلی کس کٹیا میں ہے۔"

نرمل داس نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ پجاریوں کی گھروندے نما کٹیوں کے سامنے سے گزرتا رہا۔ پھر ایک کٹیا میں بے دھڑک داخل ہو گیا جہاں ایک دُبلا پتلا پجاری آنکھ بند کیے بڑی اذیت سے کراہ رہا تھا لیکن نرمل داس کے کٹیا میں داخل ہوتے ہی وہ اس طرح ہڑبڑا کر اٹھا جیسے کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر اُٹھا دیا ہو ـــــ اُس کی آنکھوں میں بھڑکتی ہوئی آگ کے دھوئیں کے بادل منڈلانے لگے۔

"کیسے ہو مرلی ـــــ؟" نرمل داس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"تم؟ ـــــ تم کون ہو ـــــ؟" مرلی نے ہونٹ چباتے ہوئے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"میں چرن کمار مہاراج کا نیا چیلا نرمل داس ہوں ـــــ"

"یہاں کیا لینے آئے ہو ـــــ؟" مرلی کسی کٹ کھنے خونخوار کتے کی طرح غرایا۔

"کیوں ـــــ؟" نرمل داس نے سنبھل کر کہا۔ "کیا تمہیں میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا؟"

"دفع ہو جاؤ ـــــ" مرلی نے نفرت کا اظہار کیا۔ "میں تم جیسے چھوٹے موٹے پجاریوں کو گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتا۔"

نرمل داس کے اندر توڑ پھوڑ شروع ہو گئی۔ وہ مرلی کے تضحیک آمیز رویے کا منہ توڑ جواب دینا چاہتا تھا جب کسی نے پشت سے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ نرمل داس نے سوچا کہ شاید آنند لال اسے شانت رہنے کا اشارہ کر رہا ہے ـــــ اس نے تیزی سے گردن گھما کر دیکھا تو آنند لال اسے کہیں دور دور تک نظر نہیں آیا۔ جس شخص نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا وہ چرن کمار تھا جس کے چہرے پر بڑی گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی۔

"مہاراج! ـــــ تم ـــــ؟" نرمل داس نے حالات کے پیش نظر سنبھل کر کہا۔

"تم کو میرے آنے کی خبر کس طرح ہو گئی؟"

"تم بھول رہے ہو نرمل کہ میں تمہارا گرو ہوں ـــــ اور گرو ہمیشہ اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے۔" چرن کمار کے لب و لہجے میں تلخی گھلی ملی تھی۔

"میں یہاں ـــــ" نرمل داس نے بات بنانے کی کوشش کی۔

"میرے ساتھ آؤ ـــــ" چرن کمار نے اس کا جملہ کاٹ کر سپاٹ آواز میں کہا۔

پھر اس کا ہاتھ تھام کر اپنے خاص کمرے میں آ گیا۔ نرمل داس نے جمنا داس اور پجاری شیام سرن کی کہی ہوئی باتوں کے پیش نظر اپنی زبان بند کر رکھی تھی لیکن اس کے وجود کے اندر انتقام کا جذبہ کسی بپھرے سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

چرن کمار نے اپنی گدی پر بیٹھ کر آنکھیں موند لیں۔ چہرے کے تاثرات اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی شدید ذہنی خلفشار کی کیفیتوں سے دوچار ہے۔ نرمل داس اس کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھا اپنے خون کی گردش پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نرمل ـــــ" اچانک چرن کمار نے آنکھیں کھول کر اسے سپاٹ لہجے میں مخاطب کیا۔ "تُو نے مجھے وچن دیا تھا کہ میری ہر آگیا کے پالن کو اپنا دھرم سمجھے گا۔"

"مجھ سے کیا بھول ہو گئی مہاراج ـــــ؟" نرمل داس نے خود پر قابو پاتے ہوئے سادگی سے پوچھا۔

"تجھے مرلی کی طرف جانے کو کس نے کہا تھا؟"

"پجاری آنند لال نے باتوں باتوں میں اس کے زخمی ہونے کا ذکر کیا تھا اس لئے میں ـــــ"

"چرن کمار کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے ـــــ؟" چرن کمار نے اس کی بات کاٹ کر قدرے برہمی کا اظہار کیا۔ "کالی کے اس مندر میں آنند لال نام کا کوئی پجاری نہیں ہے۔"

نرمل داس سنبھل گیا۔ اُسے اپنی غلطی کا احساس بڑی شدت سے ہوا۔ چرن کمار کے سامنے اسے کسی کا بھی نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ خاص طور سے آنند لال کا۔

"کیا سوچ رہا ہے ـــــ؟"

"میں شاید اس پجاری کا نام بھول گیا ـــــ" نرمل داس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "اسی کو یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"میری ایک بات دھیان سے سن لے ـــــ" چرن کمار کسمسا کر بولا۔ "آئندہ تُو صرف اپنے کام سے کام رکھے گا ـــــ کسی کے پھٹے میں پاؤں ڈالنے کی بھول نہیں کرے گا۔"

"مہاراج! ـــــ" نرمل داس نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ "کیا اب تم مجھ پر پابندیاں

عائد کرنا چاہتے ہو ــــ؟"

"ہاں ــــ تجھے کندن بنانے کی خاطر مجھے سوچ سمجھ کر کام لینا پڑے گا۔" چرن کمار نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "تیرے پتا کے بڑے احسان ہیں میری گردن پر ــــ میں انہیں چکتا کرنا اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے گرو ــــ جیسا تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔" نرمل نے وقتی طور پر مصلحتاً مفاہمت کا انداز اختیار کرلیا۔

"مجھ سے پوچھے بغیر تُو کسی پجاری یا پجارن سے بات نہیں کرے گا ــــ"

"کارن پوچھ سکتا ہوں ــــ؟"

"ہاں ــــ" چرن کمار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تُو پورے تن من سے کیول میرے کہے پر عمل کرے ــــ دوسرے دھندوں میں پڑ کر تُو میرا نہیں، اپنا ہی سمے برباد کرے گا ــــ ایک بار مہان شکتی پراپت کرلے ــــ میرے سپنے پورے ہو لینے دے، پھر جو تیرے من میں آئے کرنا۔ میں کوئی روک ٹوک نہیں کروں گا۔"

"کیا پجارن کے سلسلے میں بھی مجھے برت (روزہ) رکھنا ضروری ہوگا ــــ؟" نرمل داس نے جان بوجھ کر شوخی سے کہا۔

"اب تیری رال کس پر ٹپک رہی ہے ــــ؟" چرن کمار یکلخت بے حد سنجیدہ ہوگیا۔

"میں اس کا نام نہیں جانتا گرو ــــ لیکن اس کی جھلک دیکھ کر ہی میرے من میں گدگدی شروع ہوگئی ہے ــــ"

"میں سمجھ رہا ہوں ــــ" چرن کمار نے تلملا کر کہا۔ "تُو شاید کامنی کی بات کر رہا ہے ــــ لیکن اب دوبارہ بھول کر بھی اس کا دھیان من میں مت لانا۔" چرن کمار نے بات جاری رکھی۔ "میں جھوٹا کھانا پسند نہیں کرتا اس لئے میں نے کامنی کو کیول اپنی سیوا کے لئے چن لیا ہے ــــ شکنتلا کی بات اور تھی۔ اس وقت تُو نے مجھے گرو نہیں مانا تھا لیکن اب تجھے گرو کی ہر بات ماننی ہوگی۔"

نرمل داس کے دل میں ایک لمحے کو گرم آندھی کی لہر اُٹھی۔ وہ چرن کمار کو پلٹ کر کوئی

نئی جواب دینا چاہتا تھا جب اچانک اس کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ہونٹوں پر دہکتا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو ــــ شاید کسی پراسرار قوت نے ایک نئے انداز میں اُسے زبان پر قابو رکھنے کی تاکید کی تھی۔

"تیری اطلاع کے لئے ایک خبر سنا دوں۔" چرن کمار نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔ "مہاراج پنڈت جمنا داس کی آتما کو آکاش پر بلا لیا گیا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ــــ" نرمل داس نے ضبط سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔ "تمہیں اس کی بھنک کس طرح ملی؟"

"دیوی دیوتا اپنے پوتر استھان پر کسی دوسرے کی شکتی کا دخل پسند نہیں کرتے ــــ مہاراج سے بھی کچھ ایسی ہی بھول ہوگئی تھی شاید۔" چرن کمار نے پہلو بدل کر کہا۔ "کالی اپنے اس سیوک پر مہربان ہے جو اس نے اشاروں اشاروں میں مہاراج کی غلطی سے خبردار کر دیا۔ لیکن پجاری شیام سرن ــــ" چرن کمار اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر نرمل داس کی آنکھوں کی گہرائی میں جھانکنے لگا۔

"کیا ہوا شیام سرن کو ــــ؟" نرمل داس نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے تیرے پتا سورگ باشی جمنا داس سے ہزاروں گُر سیکھے تھے نرمل ــــ برسوں دیوی دیوتاؤں کو خوش رکھنے کے لئے کٹھن جاپ کیے ہیں ــــ جان جوکھم میں ڈال کر کٹھن تپسیا کی ہے ــــ مرگھٹ کی جلتی زمین پر بیٹھ کر ہزاروں جنتر منتر یاد کیے ہیں ــــ میری آنکھیں پاتال پر پڑی کسی سوئی کو بھی تلاش کرسکتی ہیں ــــ سمجھ رہا ہے تُو ــــ میں کیا کہہ رہا ہوں ــــ؟"

"تم گرو ہو مہاراج ــــ تم ہی سمجھا دو۔" نرمل داس نے سادگی سے کہا۔

"تُو نے کہا تھا کہ وہ شاید وندھیاچل کی پہاڑیوں کی طرف نکل گیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔" چرن کمار نے کسمسا کر کہا۔ "میں نے اسے دھرتی کے کونے کونے میں تلاش کرلیا ہے پرنتو وہ کہیں نظر نہیں آیا۔"

"پھر ــــ؟ وہ کہاں غائب ہوگیا؟" نرمل داس نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے ــــ مرکھپ گیا، لیکن اس کی آتما ــــ" چرن کمار نے ایک بار پھر نرمل داس کو اپنی نظروں میں تولتے ہوئے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ

مہاراج کی طرح اس کی آتما بھی ابھی اسی دھرتی پر کہیں منڈلا رہی ہو۔''

''تم یہ بات اتنے وشواس سے کس طرح کہہ رہے ہو ــــــ؟'' نرمل داس نے پہلو بدل کر سوال کیا۔

''چنتا مت کر ــــــ چرن کمار کی مہان شکتی اس کی آتما کا بھی کھوج لگا لے گی۔''

کمرے میں کچھ دیر گہرا سکوت مسلط رہا پھر نرمل داس نے چرن کمار کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

''مہاراج ــــــ میں تمہاری ہر آگیا کا پالن کرنے کو تیار ہوں لیکن کیا تم پجارن کامنی کے سلسلے میں ــــــ؟''

''نرمل ــــــ'' اچانک چرن کمار کا لہجہ تضحیک آمیز ہو گیا۔ ''تُو شاید بھول رہا ہے کہ اس سمے کس سے بات کر رہا ہے؟''

''میں نے کیول بنتی کی تھی ــــــ تم اس قدر لال پیلے کیوں ہو رہے ہو ــــــ؟'' نرمل داس کے لب و لہجے میں بھی ترشی اُتر آئی۔

''زبان کو لگام دے نرمل۔'' چرن کمار کی آنکھیں شعلے اُبلنے لگیں ــــــ ''میں تجھے دو دن کا موقع اور دیتا ہوں ــــــ گھر جا کر اچھی طرح سوچ لے کہ تُو میرا سچا اور کھرا سیوک بننے کو تیار ہے یا نہیں؟ ــــــ تیرا من نہ مانے تو آ کر مجھ سے انکار کر جانا ــــــ پھر ہمارے راستے جدا جدا ہو جائیں گے ــــــ کیا سمجھا ــــــ؟''

نرمل داس کو ایسا لگا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اس کے جسم سے آخری لنگوٹی بھی اتار لی ہو ــــــ وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ بس ایک پل کو اس کے دل نے یہی مشورہ دیا تھا کہ منڈل وِنڈل کی ساری بندشیں توڑ کر اٹھے اور لپک کر چرن کمار کا ٹینٹوا دبوچ لے۔ لیکن اُس نے بڑے ضبط سے کام لیا۔

پھر چرن کمار کو تیز نظروں سے گھورتا ہوا اٹھا اور لمبے لمبے قدم مارتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اُس کے پورے وجود میں گرم اور تیز آندھیوں کے جھکڑ چلنا شروع ہو گئے تھے ــــــ!!

☆✲☆

نرمل داس کے ذہن میں گرم آندھیوں کی لپیٹ میں آنے والے سنگریزے نشتر بن کر چبھ رہے تھے۔ اُس کے دل و دماغ میں شدید جنگ جاری تھی۔ چرن کمار کے کہے ہوئے آخری جملے اُس کے پورے وجود میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے ــــــ کالی کے بڑے مندر کے اس خبیث گدی نشین نے اُسے دو دن سوچنے کی مہلت دی تھی۔ نرمل داس کے انکار کرنے کی صورت میں اُس نے راستے الگ الگ ہو جانے کی دھمکی دی تھی۔

شاید جمنا داس کی آتما کی واپسی کا راز جان لینے کے بعد وہ خود سری پر اُتر آیا تھا۔ پجاری شیام سرن کے بارے میں بھی اُس نے پورے یقین سے کہا تھا کہ وہ اب مر کھپ چکا ہے۔

آنند لال کا نام زبان پر آ جانے کے بعد چرن کمار کے کان ضرور کھڑے ہوئے ہوں گے۔ مرلی کی کٹیا میں نرمل داس کے پہنچ جانے کے بعد بھی اس نے بہت کچھ سوچا ہوگا پھر پجارن کامنی کے ذکر نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔

نرمل داس، چرن کمار کے راستے کا آخری کانٹا تھا ــــــ جمنا داس کی آتما آکاش پر واپس جا چکی تھی۔ شاید کالی کو اپنے مندر کے احاطے میں جمنا داس کی روح کی مداخلت گراں گزری تھی۔ اُس نے نرمل داس کو گردھاری کے دوسرے روپ اور چرن کمار کی چالاکی سے بروقت آگاہ نہ کیا ہوتا تو نرمل داس کا بے نقاب ہو جانا یقینی تھا۔

پے در پے رونما ہونے والے حالات نے چرن کمار کو چونکنے پر مجبور کر دیا تو اس میں تعجب کی کوئی بات بھی نہیں تھی۔ اس کی جگہ نرمل داس ہوتا تو شاید وہ بھی اپنے راستے کے پتھر کو ایک آخری ٹھوکر مار کر علیحدہ کرنے کے بارے میں ضرور غور کرتا۔

نرمل داس بستر پر لیٹا کروٹیں بدل رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کئی سوال اُبھر رہے تھے ——— آنند لال کون تھا جس نے پہلے اسے شکنتلا کے سلسلے میں بڑے نفسیاتی انداز میں سرکشی پر اکسایا تھا اور اب پجارن کامنی کو درمیان میں لا کر چرن کمار کے آتش فشاں کو ٹھیس پہنچا کر پھٹ پڑنے پر مجبور کر دیا تھا ———؟ اس کا مقصد کیا تھا؟ وہ کس کی حمایت اور کس کے ساتھ دشمنی کر رہا تھا؟ ——— اور مرلی کے بارے میں وہ کیا جانتا تھا؟ نرمل داس کے سامنے مرلی کا تذکرہ کر کے اس نے جو آگ بھڑکائی تھی وہ کس کے خلاف تھی ———؟ وہ چرن کمار کا کوئی چور مہرہ تھا یا نرمل داس کا حمایتی تھا ———؟

نرمل داس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے آنکھیں موند کر دوسری طرف کروٹ بدلی۔ چرن کمار کی جانب سے دی جانے والی دو دن کی مہلت اس کے لئے کسی کھلے چیلنج سے کم نہیں تھی۔ اسے جمنا داس کی وصیتوں اور پجاری شیام سرن کی نصیحتوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ چرن کمار کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے میں پلک جھپکنے کی دیر بھی گوارا نہ کرتا۔ اب بھی وہ ان ہی خطوط پر غور کر رہا تھا۔ گردھاری کا دوسرا روپ بھی مرلی کی شکل میں اس کے سامنے آچکا تھا۔ اب ایک آخری روپ باقی رہ گیا تھا ——— وہ روپ کس کا تھا ———؟

اگر جمنا داس کی وصیتوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ اسی وقت گردھاری کے دوسرے روپ کو مندر کی سیڑھیوں پر دبوچ لیتا جب وہ ایک مہرے کی طرح نرمل داس کو بے نقاب کرنے کی خاطر سامنے لایا تھا ——— مگر اب صورتِ حال یکسر بدل چکی تھی۔ جمنا داس کی روح کو ایک معمولی سی غلطی کے جرم کی پاداش میں آسمانوں پر بلا لیا گیا تھا۔ پجاری شیام سرن نے اپنی جان کی قربانی دے کر اسے ان تمام شکتیوں کا مالک بنا دیا تھا جو جمنا داس نے مرتے وقت اسے سونپی تھیں۔ چالیس دنوں اور دو چندرما کے پورا ہونے کی قید بھی ختم ہوگئی مگر پجاری شیام سرن بھی اپنی موت آپ مر گیا تھا۔

نرمل داس کے ذہن میں خلفشار جاری تھا جب اس کی نظروں کے سامنے دھند کی دبیز چادر نے پھیل کر گھپ اندھیرا کر دیا۔ اس کی سانس سینے کی گہرائیوں میں گھٹنے لگی۔ اس کا ذہن پاتال کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے لگا۔ پھر دُور کہیں سے ڈم ——— ڈم ——— ڈما ——— ڈم ——— ڈم کی آواز اُبھری تو نرمل داس کی حس دوبارہ بیدار ہونے لگی۔

گھپ اندھیرے کی دبیز چادر سرکی تو نرمل داس چونک اٹھا۔ وہ کسی گھنے جنگل کے بیچ کھڑا تھا جہاں کوئی آدم یا آدم زاد نہیں تھا ——— ڈم ——— ڈم ——— ڈما ڈم ——— ڈم ——— ڈم کی آوازیں اس کے کانوں میں سحر پھونک رہی تھیں۔ نرمل داس نے اس تاریک جنگل سے نکلنے کی خاطر ان آوازوں کی سمت میں قدم اٹھانا شروع کر دیا۔ خون آشام جھاڑ اور خار دار جھاڑیاں اس کا راستہ روک رہی تھیں لیکن وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ——— جھاڑیوں میں الجھتا، گرتا، سنبھلتا قدم آگے بڑھاتا رہا۔ ڈھول کی آوازیں قریب آنے لگیں۔ پھر وہ جنگل سے جان بچا کر کھلے آسمان کے نیچے پہنچا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ایک بار پھر وہ سیاہ فام حبشیوں کے اسی پر اسرار قبیلے میں موجود تھا جہاں جمنا داس کے ساتھ پہلی بار آیا تھا۔ "بونگالاسی" دیوتا کا بے ہنگم اور دیو قامت مجسمہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ سیاہ فام حبشی اور ان کی ننگ دھڑنگ عورتیں ڈھول کی آواز پر دیوانہ وار رقص کر رہے تھے۔

نرمل داس ایک درخت کی آڑ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ وحشی قبیلے کے جنگلی اور مادر زاد برہنہ باسی اپنے دیوتا کی خدمت میں قربانیاں پیش کر رہے تھے۔ پھر نرمل داس نے جب تین چار سال کے بچے کو "بونگالاسی" دیوتا کے قریب لانے کا منظر دیکھا تو اس کے خون کی گردش تیز ہونے لگی۔ ایسے ہی ایک معصوم بچے کا مغز کھانے کے بعد نرمل داس نے بھی بے پناہ شیطانی قوتیں حاصل کی تھیں۔

بچے کا تخت دیوتا کے چرنوں میں لا کر رکھ دیا گیا۔ اسے تخت سے اتار کر "بونگالاسی" کے قدموں کے قریب ہی بٹھا دیا گیا۔ پھر نوجوان عورتوں نے گھیرا ڈال کر اس کے گرد دیوانہ وار اور وحشیانہ رقص شروع کر دیا ——— قریب کھڑے ہوئے سیاہ فام حبشیوں کی حریص نظروں میں وحشتیں رقص کر رہی تھیں۔ ان سب کی نگاہیں بچے پر مرکوز تھیں۔

نرمل داس نے اپنی آنکھیں بند کر کے واپس بھاگ جانے پر غور کیا۔ جس وحشت ناک اور ناقابلِ یقین حالات سے وہ ایک بار گزر چکا تھا ان سے دوبارہ نہیں گزرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ ساکت و جامد کھڑا بچے کی طرف

دیکھتا رہا جو اس دنیا میں کچھ دیر کا مہمان تھا۔ رقص کے بعد تلوار کے ایک ہی وار سے اس کی کھوپڑی کا اوپری حصہ الگ ہونے والا تھا۔ پھر سیاہ فام وحشی ٹڈی دل کی طرح اس کا مغز کھانے کے لئے ایک دوسرے کو روندتے ہوئے دوڑ پڑتے۔ جو کامیاب ہو جاتا وہ لازوال شیطانی قوتوں کا مالک بن جاتا۔

نرمل داس کو ایک لمحے کو ایسا لگا جیسے اس کا سارا کھایا پیا حلق سے باہر آ جائے گا۔ خون میں لتھڑے ہوئے مغز کو حلق سے نیچے اتارنے کا تلخ تجربہ یاد کر کے اس کو شدید متلی ہو رہی تھی جب ایک مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

''شیام سرن ـــــ تیار رہنا۔ یہ موقع اگر تُو نے گنوا دیا تو پھر جیون بھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔''

نرمل داس نے آواز کی طرف نظر ڈالی تو چونک اٹھا۔ اس کے سامنے پنڈت جمنا داس کھڑا تھا جس کے سیدھے ہاتھ پر شیام سرن اور الٹے کی طرف چرن کمار موجود تھا۔

''مہاراج ـــــ!'' چرن کمار نے جمنا داس سے بڑی لجاجت سے کہا۔ ''ہم دونوں ہی تمہارے سیوک ہیں ـــــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے ہاتھوں سے مغز کو دو حصوں میں بانٹ کر ہم دونوں کو ـــــ''

''نہیں چرن کمار ـــــ'' جمنا داس نے اُسے تیز نظروں گھورا۔ ''تُو نے مجھے وچن دیا تھا کہ تُو کیول ایک تماشائی کی طرح دور کھڑا رہے گا۔''

''یہ نیائے نہیں ہے گرو دیو۔'' چرن کمار نے احتجاج کیا۔ ''جب تم ہم دونوں کو اپنا بازو سمجھتے ہو تو پھر مجھے نراش کیوں کر رہے ہو ـــــ؟''

''ہوش میں آ چرن کمار ـــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری نیت ڈانوا ڈول ہو رہی ہے۔'' جمنا داس نے اُسے سرزنش کی۔ ''میں نے تجھے کندن بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ـــــ تُو پہلے ہی مہان شکتی پراپت کر چکا ہے۔''

''وہ تو ٹھیک ہے مہاراج لیکن ـــــ''

''تُو نے کالی کے نام پر جو وچن دیا تھا اسے کیوں بھول رہا ہے ـــــ؟'' جمنا داس نے اس کی بات کاٹ کر درشت لہجہ اختیار کیا۔ ''کیا تُو نے گرو کے ساتھ بھی مذاق کیا تھا؟''

''یدھ اور پریم میں سارے ہتھیاروں کا استعمال جائز ہوتا ہے گرو دیو ـــــ'' چرن کمار نے ڈھٹائی سے کہا ـــــ ''تم مغز آدھا آدھا کرنے کا فیصلہ کر لو تو میں جھگڑا نہیں کروں گا۔''

''چرن کمار ـــــ'' جمنا داس نے تلملا کر کہا۔ ''تُو یہ کیوں بھول رہا ہے کہ میں نے تجھے کالی کے بڑے مندر کی گدی سونپنے کا وچن دیا ہے جو اوش پورا کروں گا۔''

''میں جانتا ہوں مہاراج ـــــ تمہاری زبان سے نکلا ہوا ہر شبد پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ لیکن یہ موقع بھی جیون میں بار بار نہیں آتا۔'' چرن کمار نے بچے پر نظر جمائے جمائے جواب دیا۔ ''مغز کے سلسلے میں اپنا فیصلہ بدل دو تو سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔''

''تو کیا ـــــ میں نے تجھے یہاں تک لانے میں بھول کی تھی ـــــ؟''

''بھول چوک بھی منش ہی سے ہوتی ہے مہاراج!'' چرن کمار اپنی ضد پر اڑا رہا۔

''گرو دیو ـــــ'' پجاری شیام سرن نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوری سنجیدگی سے کہا۔ ''تم بچے کا پورا مغز چرن کمار کو کھا لینے دو ـــــ میرے لئے تمہارا آشیرواد ہی دھرتی کی سب سے بڑی شکتی ہے۔''

''نہیں شیام سرن نہیں ـــــ میں یہ انیائے نہیں ہونے دوں گا۔'' جمنا داس نے ہونٹ چباتے ہوئے جھلا کر کہا۔ ''میں نے جو کہہ دیا ـــــ سو کہہ دیا، اب اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔''

''پھر سوچ لو مہاراج ـــــ!'' چرن کمار نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ ''جب شیام سرن بھی پیچھے ہٹنے کو تیار ہے تو ـــــ''

''چپ ہو جا پاپی ـــــ اپنی گندی زبان بند کر لے ـــــ'' جمنا داس غصے سے لرزنے لگا۔ ''میں نے تجھ پر وشواس کر کے شاید بھول ہی کی تھی۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ میں تیرے روپ میں ایک آستین کے سانپ کو دودھ پلا رہا ہوں۔''

''سمے گزر رہا ہے گرو دیو ـــــ'' چرن کمار نے اپنی ضد برقرار رکھی۔ ''اب بھی اپنا فیصلہ بدل دو۔''

''نہیں ـــــ جمنا داس مر جائے گا پرنتو اپنا فیصلہ نہیں بدلے گا۔'' جمنا داس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ ''اپرادھی ـــــ آج میں گرو ہونے کے ناتے کالی کے شبھ نام پر تجھے

شراپ دیتا ہوں۔ دیوی دیوتاؤں نے چاہا تو تیرا انت اس بالک سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا جس کا مغز تُو کھانے کی ضد کر رہا ہے ــــــ"

اسی وقت بچے کا سر قلم کر دیا گیا۔ پسینے میں چمکتے ہوئے سیاہ فام حبشی بچے کا مغز کھانے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ چرن کمار نے بھی سرپٹ دوڑ لگا دی۔ شیام سرن جمنا داس کا ہاتھ تھامے کھڑا رہا جو پوری جان سے لرز رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے اُبل رہے تھے۔

چرن کمار نے مغز حاصل کرنے کی خاطر جدوجہد کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے آگے بڑھ کر بچے کے سر سے اُبلتے ہوئے خون کو پینا شروع کر دیا ــــــ وہ شاید لازوال قوتیں حاصل کرنے کی خاطر دیوانہ ہو گیا تھا۔

"یہ ــــــ یہ بہت برا ہوا ہے شیام سرن ــــــ" جمنا داس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "چرن کمار نے اس بالک کا خون پی کر اچھا نہیں کیا ــــــ وہ پاپی نہیں جانتا کہ اب ایک خطرناک شکتی کے چکر میں پھنس کر غلط راستے پر بھٹک جائے گا ــــــ بہت برا ہوا شیام سرن!"

"تم کیوں بیاکل ہو رہے ہو مہاراج ــــــ؟" شیام سرن نے جمنا داس کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "جب اس نے تمہارا کہا نہیں مانا تو پھر تم کیوں اس کی چنتا کر رہے ہو؟"

"گرو ہر حال میں گرو ہوتا ہے شیام سرن۔" جمنا داس نے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔ "تُو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ چرن کمار کے بھوش میں کیا لکھا ہے ــــــ میں نے اس مورکھ پر بڑا سمے برباد کیا تھا پرنتو اس نے سب کچھ گنوا دیا ــــــ ایسی کھائی میں کود گیا جس کی کوئی تھاہ نہیں ہے۔ میری برسوں کی محنت برباد کر دی اس دشٹ نے۔"

"تم کس شکتی کی بات کر رہے تھے مہاراج ــــــ؟" شیام سرن نے دبی زبان میں پوچھا۔

"وہ ــــــ وہ بہت پلید شکتی ہے ــــــ اس کے ایک نہیں بہت سارے روپ ہیں۔" جمنا داس نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔ "جس کا کوئی شریر نہ ہو، اس کا کوئی دھرم کرم بھی نہیں ہوتا۔"

"کیا دیوی چرن کمار کی بھول کو شما کر دے گی ــــــ؟"

"زیادہ مت کرید شیام سرن ــــــ کل کیا ہونے والا ہے؟ تُو نہیں جانتا۔"

نرمل داس نے چرن کمار پر نظر ڈالی جو بچے کے جسم سے کسی جونک کی طرح چمٹ کر اس کے خون کے ایک ایک قطرے کو اپنے وجود میں منتقل کرنے کی کوششوں میں پاگلوں کی طرح مصروف تھا ــــــ پھر اچانک گرد و غبار کا ایک طوفان اٹھا اور ہر شے اس میں چھپ گئی۔ نرمل داس نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ خاصی دیر تک ہوا کے تیز جھکڑ چلتے رہے پھر ان کی شدت بتدریج کم ہوئی تو نرمل داس نے ہاتھ آنکھوں سے ہٹا لیا ــــــ اسے پھر حیرت ہوئی ــــــ وہ سیاہ فام وحشیوں کے پراسرار قبیلے میں نہیں تھا، کسی مرگھٹ کے پاس کھڑا تھا۔ اس کے سامنے پجاری شیام سرن تھا جو اسے پوری توجہ سے گھور رہا تھا۔

"پتا جی کہاں چلے گئے ــــــ؟" نرمل داس نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"تیرے کارن مہاراج سے ایک بھول ہو گئی تھی ــــــ دیوتاؤں نے انہیں آکاش پر اٹھا لیا۔" شیام سرن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اور ــــــ تُو نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا ــــــ؟" نرمل داس کی آواز بھرا گئی۔

"میں جانتا ہوں نرمل! ــــــ چرن کمار نے تجھے دو دن سوچ بچار کرنے کی مہلت دی ہے۔" شیام سرن نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا ــــــ "تو نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"میں نے گردھاری کے دوسرے روپ کو کھوج لیا ہے۔" نرمل داس نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔ "پجارن کامنی کا سندر اور کومل شریر میرے اور چرن کمار کے درمیان آ گیا ہے ــــــ" نرمل داس نے بات جاری رکھی۔ "پتا جی کی آتما نے نہ روکا ہوتا تو میں ان دونوں کو روندتا ہوا گزر جاتا۔"

"میں کامنی کے سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ لیکن گردھاری کے روپ ختم کرنے کے لئے مہاراج کی آتما نے جو کہا تھا تجھے وہی کرنا ہوگا۔"

"کیا تم مجھے اس دشٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے ــــــ؟"

"وہ ایک بار پھر تیرے سامنے آئے گا۔" شیام سرن نے خشک لہجے میں کہا۔ "وہ کون ہے؟ ــــــ کیا ہے؟ اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرے گا تو خود بھی الجھتا چلا جائے گا۔"

"تم نے دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ کس قدر بھیانک اور مکروہ ہے ____؟"

"میری بات دھیان سے سن لے ____" شیام سرن نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "مہاراج کی پوتر مالا کا ایک دانہ توڑ کر اپنی گانٹھ میں سنبھال کر رکھ لے ____ دیوی دُرگا کے لئے سات روز کا برت رکھ پھر موقع کی تلاش میں رہنا ____ اس بے شریر کے پاپی کا چہرہ دوبارہ سامنے آئے تو دُرگا دیوی کا نام لے کر مالا کے دانے کو اس دشٹ کی بند آنکھ میں ڈال دینا۔"

"میں چرن کمار کو کیا جواب دوں ____؟"

"اس کی بھگتی کرنے سے منہ موڑ لے ____" شیام سرن نے نفرت سے کہا۔ "اسی میں تیری مکتی ہے۔"

"آنند لال کے سلسلے میں کچھ نہیں کہو گے ____؟"

"جتنا کہا ہے اسی کو گانٹھ سے باندھ لے ____ زیادہ کریدے گا تو اور بہک جائے گا۔"

پھر نرمل داس کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا لیکن شیام سرن اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس نے پجاری شیام سرن کو دو تین بار آواز دی تو اس کی آنکھ کھل گئی ____ وہ کسی مرگھٹ پر نہیں کھڑا تھا، اپنی خواب گاہ میں اپنے بستر پر موجود تھا ____ پھر خواب کی باتیں اُس کے ذہن میں دوبارہ تازہ ہونے لگیں ____!!

......✻......

جسونت رام مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ایک ایک کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تین مسلسل پیشیوں کے باوجود جو کچھ ہو رہا تھا وہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس وقت بھی عدالت کا وسیع کمرہ پریس رپورٹرز اور جانے پہچانے چہروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سرکاری وکیل اور میجر لیاقت سرگوشیوں میں مصروف تھے جب جج نے اپنے چیمبر سے نکل کر عدالت کے کمرے میں قدم رکھا۔ لوگ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ ایک لمحے کو سکوت طاری ہو گیا۔ پھر جج کے کرسی پر بیٹھتے ہی مقدمے کی کارروائی شروع ہو گئی۔ سرکاری نمائندے اپنی اپنی نشستوں پر سنبھل کر بیٹھ گئے۔

وکیل استغاثہ نے لاجونتی کو بطور آخری گواہ پیش کیا۔ وہ نشست سے اٹھ کر گواہوں کے کٹہرے میں آ گئی۔ بڑی بجھی بجھی اور اُداس نظر آ رہی تھی۔ کٹہرے میں کھڑے ہونے کے بعد اس نے ایک اچٹتی نگاہ جسونت رام کے چہرے پر ڈالی پھر نظریں جھکا لیں۔

"مس لاجونتی ____" وکیل استغاثہ نے کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے لاجونتی سے سوال کیا۔ "کیا آپ مسٹر جسونت رام کی شب و روز کی مصروفیات سے باخبر رہتی ہیں؟"

"جی ہاں ____" لاجونتی نے محتاط لہجے میں جواب دیا۔ "صرف گھر کی چار دیواری تک۔ گھر کے باہر کے معاملات سے میرا کوئی تعلق کبھی نہیں رہا۔"

"کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کے والد پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ درست ہے؟"

"اس کا فیصلہ مجھے نہیں، عدالت کو کرنا ہے۔" لاجونتی کا جواب بڑا واضح تھا۔

"کیا یہ بات آپ کے علم میں تھی یا آپ نے کبھی ایسا محسوس کیا تھا کہ آپ کے والد مسٹر جسونت رام حکومت کے خلاف کسی سرگرمی میں ملوث ہیں اور ملک کے دفاعی راز چرا کر پڑوسی ملک کے ہاتھوں فروخت کرنا چاہتے تھے ____؟"

"نہیں ____" لاجونتی نے مختصر جواب دیا۔

"گویا جو فرد جرم آپ کے والد پر عائد کی گئی ہے آپ اس سے اتفاق نہیں کرتیں؟"

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔" لاجونتی نے جج کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ "پتا جی ایک کاروباری اور سماجی حیثیت کے مالک ہیں اور دونوں حیثیتوں میں ان کی مصروفیات بھی لامحدود ہیں مگر میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

وکیل استغاثہ نے جسونت رام کی طرف دیکھا پھر خاموشی سے جا کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ عدالت نے سرکاری وکیل کو جرح کرنے کی اجازت دی۔

"محترمہ لاجونتی صاحبہ ____!" سرکاری وکیل نے کٹہرے کے قریب جا کر بڑے مہذب انداز میں جرح کا آغاز کیا۔ "آپ نے ابھی عدالت کے روبرو یہ اعتراف کیا ہے کہ آپ ملزم جسونت رام کی بیرونی مصروفیات کے بارے میں کوئی واقفیت نہیں رکھتیں؟"

"جی ہاں ____ مَیں نے یہی کہا تھا۔"

"کبھی آپ نے ملزم جسونت رام اور مرحومہ شانتی دیوی کے درمیان ہونے والی کوئی

ایسی گفتگو سنی جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ مجرم ہمارے ملک کے خلاف کسی خطرناک سرگرمی میں ملوث تھا؟''

''نہیں ـــــ میں نے ایسی کوئی بات نہیں سنی۔''

''مس لاجونتی ـــــ'' سرکاری وکیل نے پینترا بدل کر سوال کیا۔ ''کیا آپ عدالت کو یہ بتانا پسند کریں گی کہ شانتی دیوی کی موت کے بعد ملزم جسونت رام کا ایک باپ ہونے کی حیثیت سے آپ کے ساتھ جو رویہ تھا وہ کیسا تھا؟''

لاجونتی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اپنی جگہ کسمسا کر رہ گئی۔

''آپ کی خاموشی کا کہیں یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ کے اور ملزم جسونت رام کے درمیان وہ خوشگوار تعلق نہیں تھا جو عام طور سے باپ بیٹی کے درمیان ہونا چاہیے؟''

''ہم دونوں اپنے اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔'' لاجونتی نے گول مول جواب دیا۔

''گویا ملزم جسونت رام اپنی مصروفیات یا کسی نجی مصلحت کی بنا پر آپ پر وہ توجہ نہیں دے پا رہا تھا جو ایک باپ کو اپنی اکلوتی اور بن ماں کی بیٹی پر دینی چاہیے تھی؟''

''جی ہاں ـــــ'' لاجونتی نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

''مقدمہ کی سابقہ کارروائی کے دوران یہ بات ریکارڈ پر آ چکی ہے کہ شانتی دیوی کی موت کے بعد ملزم جسونت رام نے رات دس بجے کے بعد ہر کسی کے لئے اپنے گھر میں داخلے کی پابندی عائد کر دی تھی ـــــ آپ اس سلسلے میں کیا کہیں گی؟''

''وہی جو عدالت پر ظاہر ہو چکا ہے۔''

''اس پابندی کی کوئی خاص وجہ تھی ـــــ؟''

لاجونتی نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔

''آپ نے میرے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا ـــــ؟''

''میں اس پابندی کی کوئی وجہ نہیں جانتی۔''

''کیا آپ نے اس پابندی کے خلاف کوئی احتجاج کیا؟''

''جی نہیں ـــــ''

''کیا یہ درست ہے کہ مجرم جسونت رام غیر قانونی طور پر ملک سے فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا ـــــ؟''

''مجھے نہیں معلوم۔''

''ایک اہم بات اور ـــــ'' سرکاری وکیل نے ایک نظر جسونت رام پر ڈالی پھر لاجونتی سے مخاطب ہو کر معنی خیز انداز میں پوچھا۔ ''کیا مجرم جسونت رام نے آپ کو روزانہ رات کو ٹانک کے نام پر کوئی ایسی دوا پینے کی تاکید کی تھی جو برین ٹانک کہی جا سکے؟''

''میں عدالت عالیہ سے درخواست کروں گا کہ سرکاری وکیل کو بلاوجہ مقدمے کو طول دینے سے روکا جائے۔'' جسونت رام کی سپاٹ آواز کمرۂ عدالت میں اُبھری۔ ''مجسٹریٹ اور جج کی موجودگی میں میرے جو اعترافی بیان ریکارڈ پر آ چکے ہیں وہ مجھے مجرم ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔''

سرکاری وکیل کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ اُبھری۔ اُس نے میجر لیاقت کی طرف کنکھیوں سے دیکھا پھر اس کا اشارہ پا کر اس نے لاجونتی سے جرح ختم کی اور اپنی نشست پر واپس چلا گیا۔ وکیل استغاثہ جج سے اجازت حاصل کر کے دوبارہ جسونت رام کے کٹہرے کے قریب آ گیا۔

''مسٹر جسونت رام! آپ نے ـــــ''

''میں اعتراض کرتا ہوں ـــــ'' سرکاری وکیل نے اٹھ کر بلند آواز میں کہا۔ ''تصدیق شدہ بیانات کی روشنی میں اور ابھی ابھی مجرم نے جو اعتراف جرم کیا ہے اس کی رو سے وکیل استغاثہ پر لازم ہے کہ وہ مجرم کو مسٹر نہیں ـــــ مجرم کہہ کر مخاطب کرے۔''

عدالت نے سرکاری وکیل کا اعتراض تسلیم کیا تو وکیل استغاثہ نے ہونٹ چباتے ہوئے دوبارہ جسونت رام کو مخاطب کیا۔

''مقدمے کی کارروائی کے آغاز میں آپ نے فرد جرم کے خلاف احتجاج کیا تھا اور اس بات کا اظہار کیا تھا کہ جو بیانات ریکارڈ پر لائے گئے وہ پولیس کے جبر و تشدد سے بچنے کی خاطر دیئے گئے تھے۔''

''ہاں ـــــ'' جسونت رام نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا۔ ''پہلے میں نے یہی کہا تھا۔''

''پھر اب آپ کس لئے جرم تسلیم کر رہے ہیں ـــــ؟'' وکیل استغاثہ نے جھلا کر

پوچھا۔ ”کہیں ایسا تو نہیں وہ آپ محض مس لاجونتی کو بچانے کی خاطر......؟“

”نہیں ——“ جسونت رام نے تیزی سے بات کاٹ کر کہا۔ ”لاجونتی کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں جس کی بنا پر فردِ جرم عائد کی گئی ہے —— وہ نردوش ہے۔“

”بات دوشی یا نردوشی کی نہیں ہو رہی ——“ وکیل استغاثہ نے لقمہ دینے کی کوشش کی۔ ”سوال یہ ہے کہ آپ کس وجہ سے اپنے سابقہ بیان کی نفی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ——؟“

”میں —— میں اب جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ میرے ضمیر کی آواز ہے ——“ جسونت رام نے سر جھکا کر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کہا۔ ”میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جنم بھومی کے دفاعی راز چوری کر کے پڑوسی ملک کے ہاتھ فروخت کرنے کی گھناؤنی کوشش کی تھی —— اس گھٹیا حرکت میں، میں تنہا شامل نہیں ہوں، وہ سرکاری لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے ملک سے غداری کی اور دولت کی ہوس میں میری ہی طرح اندھے ہو گئے تھے —— میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ میں نے ملک سے غیر قانونی طور پر فرار ہونے کی بھی کوشش کی —— میں ہر جرم کو مانتا ہوں —— ہر سزا کو بھگتنے کو تیار ہوں لیکن ایک نام ابھی ایسا باقی رہ گیا ہے جو سامنے نہیں آیا۔“

”آپ عدالت کو وہ نام بتا سکتے ہیں ——“ جج نے جسونت سے کہا۔

”وہ پڑوسی ملک کے سفارت خانے کا ایک ذمہ دار افسر پردیپ پٹیل ہے جو اس وقت عدالت میں بھی موجود ہے۔“

جسونت رام نے نظر گھما کر پردیپ پٹیل کی طرف دیکھا تو پردیپ بری طرح ٹپٹا گیا۔ عدالت کے حکم سے اسے بھی شامل تفتیش کرنے کی غرض سے حراست میں لے لیا گیا۔ وکیل استغاثہ بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

”فوری طور پر میں مس لاجونتی کو مقدمے کی کارروائی سے خارج کرتا ہوں اس لئے کہ حالات اور بیانات کی روشنی میں اسے کسی طرح بھی موجودہ حساس نوعیت کے مقدمے میں کسی زاویے سے ملوث نہیں پایا گیا۔“ جج نے اپنا جزوی فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ ”اگلی پیشی پر یہ عدالت مجرم جسونت رام کے خلاف اپنا فیصلہ سنا دے گی —— پردیپ پٹیل کے سلسلے میں ضروری تفتیش اور قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد علیحدہ

فیصلہ صادر کیا جائے گا۔“

”می لارڈ ——“ وکیل استغاثہ نے ایک آخری کوشش کی۔ ”میں درخواست کروں گا کہ ——“

”میرا خیال ہے اب کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔“ جج نے بات کاٹ کر کہا۔ ”میں جو فیصلہ محفوظ کر چکا ہوں اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔“

جج اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد اٹھا تو عدالت برخواست ہو گئی۔ جسونت رام نے سکون کا سانس لے کر لاجونتی کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھا لیکن لاجونتی خاموشی سے نظریں جھکا کر کٹہرے کے باہر آئی پھر سرکاری گارڈز کے ساتھ قدم اٹھاتی کمرۂ عدالت سے باہر چلی گئی ——

دس روز بعد اگلی پیشی پر مجرم جسونت رام اور مقدمے میں ملوث شریک تمام مجرموں کو عمر قید کی سزا سنا دی گئی۔ اس روز لاجونتی کمرۂ عدالت میں موجود نہیں تھی۔ جج نے میجر لیاقت کی فرض شناسی کو سراہتے ہوئے اسے ملک کے سب سے بڑے اعزاز کا مستحق بھی قرار دیا تھا۔ پردیپ کو سات روز کے ریمانڈ پر میجر لیاقت کے حوالے کر دیا گیا ——!

پھر —— اسی عدالت نے ایک ماہ بعد پردیپ پٹیل کو میجر لیاقت کی رپورٹ کی روشنی میں ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ایک ہفتے کے اندر اندر ملک کی سرحدوں سے باہر نکل جانے کے احکامات بھی صادر کر دیئے ——!!

......❀......

نرمل داس کے دل و دماغ میں بھڑکتے شعلوں سے چنگاریاں چیخ رہی تھیں۔

اس نے خواب کی کیفیت میں جو دیکھا اور سنا تھا وہ محض سپنا نہیں تھا۔ تلخ حقیقتوں کے وہ اشارے تھے جنہیں جاننے کی خاطر وہ اس وقت سے مضطرب تھا جب اس کے باپ نے دم توڑنے سے پہلے کہا تھا —— ”نرمل مجھے وچن دے کہ تو چرن کمار کو کبھی شما نہیں کرے گا۔ اس پاپی کو سزا ضرور دینا۔ اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ میں نے اسے کندن بنانے کی کوشش کی تھی پرتو وہ غلط راستوں پر بھٹک گیا۔“

پنڈت جمنا داس کی باتیں نرمل داس کے ذہن میں گونج رہی تھیں۔ ان باتوں کی روشنی میں اس کا ذہن اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ وقت کا گزرتا ہوا ایک ایک پل، ایک

ایک لمحہ اس کے وجود میں سلگتی ہوئی آتش انتقام کو ہوا دے رہا تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ جمنا داس نے کالی کے بڑے مندر کی گدی سونپنے کا جو وچن چرن کمار کو دیا تھا وہ پورا کر دیا تھا لیکن سیاہ فام حبشیوں کے پراسرار قبیلے میں پہنچ کر چرن کمار نے اپنا وعدہ یکسر فراموش کر دیا۔ بچے کا مغز کھا کر مہان شکتی حاصل کر لینے کے لالچ نے اسے خودسر بنا دیا تھا۔ وہ جمنا داس کے بار بار منع کرنے کے باوجود بچے کا سر قلم ہوتے ہی اس کی سمت دوڑ پڑا تھا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مغز اس کے ہاتھ نہ لگا تو اس نے بچے کے جسم سے لپٹ کر وہ خون پینا شروع کر دیا جو معصوم مقتول کے سر سے اُبل رہا تھا۔ طاقت حاصل کرنے کے جنون نے اسے دیوانہ کر دیا تھا۔ وہ پجاری شیام سرن کو پیچھے چھوڑ کر بہت آگے نکل جانے کی سوچ رہا تھا۔ اس نے گرو کو دیا ہوا وچن توڑ دیا تھا اور شیام سرن نے جمنا داس کا ہاتھ تھامے رہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا تھا۔

چرن کمار نے بغیر سوچے سمجھے جو قدم اٹھایا وہ اس کے نتائج سے ناواقف تھا لیکن جمنا داس نے اسی وقت چرن کمار کے مستقبل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا۔ اس نے پجاری شیام سرن سے کہا تھا ——— "تُو نہیں سمجھ سکتا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ چرن کمار کے بھوش میں کیا لکھا ہے ——— میں نے اُس مورکھ پر بڑا اسے برباد کیا تھا پرنتو اس نے سب کچھ گنوا دیا ——— ایسی کھائی میں کود گیا جس کی کوئی تھاہ نہیں ہے۔ میری برسوں کی محنت برباد کر دی اس دشٹ نے ——— وہ جس شکتی کے جال میں پھنس گیا ہے اس کے ایک نہیں بہت سارے روپ ہیں ——— جس کا کوئی شریر نہ ہو اس کا کوئی دھرم کرم بھی نہیں ہوتا ——— چرن کمار نے بالک کا خون پی کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی۔ وہ جس پلید شکتی کے جال میں پھنس گیا ہے اس کے چکر میں الجھ کر غلط راستے پر بھٹک جائے گا ——— بہت برا ہوا شیام سرن ——— بہت برا ہوا ———"

نرمل داس چرن کمار کی حقیقت جان لینے کے بعد کانٹوں پر لوٹ رہا تھا۔ اس کے ذہن کے اُفق پر پجاری شیام سرن کا ہیولا اُبھرا۔ نرمل داس نے وقت ضائع کئے بغیر اسے اپنی ساری رام کہانی سنا دی۔ گردھاری کے دوسرے روپ کا ذکر بھی کیا۔ آنند لال کے بارے میں بھی دریافت کیا۔ پجارن کامنی اور اس کے بارے میں سنی ہوئی کہانی کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ چرن کمار کی طرف سے ملنے والی دو دن کی مہلت کے بارے

میں بھی بتا دیا۔ یہ بھی عیاں کر دیا کہ کامنی کی ہوش ربا جوانی کے خدوخال اور اس کی بھرپور جوانی اس کے اور چرن کمار کے بیچ جھگڑے کا سبب بن گئی تھی جسے نرمل داس نے دل ہی دل میں ایک چیلنج سمجھ کر قبول کر لیا تھا ——— شکنتلا کے بعد وہ پجارن کامنی کی ہکتی جوانی کو بھی تاراج کر کے چرن کمار کو نیچا دکھانے کا آخری فیصلہ کر چکا تھا لیکن جمنا داس کی نصیحتوں کے پیش نظر اس نے کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا مگر اسے اپنی شکست بھی کسی قیمت پر منظور نہیں تھی ——— شیام سرن سے اس بات کا گلہ بھی کیا کہ اس نے بہت جلدی اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس دکھ کا اظہار بھی کیا کہ پنڈت جمنا داس کی آتما کا سہارا بھی چھن گیا۔

شیام سرن کا ہیولا بڑے صبر و تحمل سے سب کچھ سنتا رہا ——— پھر اُس نے پجارن کامنی کے بارے میں کچھ کہنے سے گریز کیا۔ گردھاری کے باقی دو رُوپ کو ختم کرنے کے سلسلے میں وہی شرط عائد کی جو جمنا داس کی رُوح کر چکی تھی کہ اسے پہلے اس مکروہ چہرے والی خوفناک اور پراسرار گندی بلا کا قلع قمع کرنا ہوگا جس کا کوئی جسم نہیں تھا۔ شیام سرن نے نرمل داس کو دُرگا دیوی کے نام پر سات دن کا برت (روزہ) رکھنے اور پنڈت جمنا داس کی مالا کے ایک دانے کو استعمال کرنے کے عمل سے آگاہ کیا تھا ——— یہ بات بھی بڑے یقین سے کہی تھی کہ ایک بار پھر وہ مکروہ چہرہ نرمل داس کے سامنے آئے گا۔ چرن کمار کے بارے میں اس نے واضح الفاظ میں ایک ہی بات کہی تھی کہ نرمل داس اس کی بھگتی سے منہ موڑ لے ——— پھر آنند لال کے بارے میں کوئی جواب دیئے بغیر ہی شیام سرن کا ہیولا فضا میں لہراتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

نرمل داس کے اندر ٹوٹ پھوٹ شروع ہو رہی تھی ——— وہ چرن کمار کو نیچا دکھانے کے بارے میں مختلف پہلوؤں پر غور کر رہا تھا جب پجارن کامنی کی کمسن جوانی کا ہوش ربا تصور اس کی نگاہوں کے سامنے اُبھرا ——— آنند لال نے بھی شاید اسی لئے خاص طور پر کامنی کا ذکر چھیڑا تھا ——— نرمل داس نے طے کر لیا کہ وہ چرن کمار کے فلیتے کو آگ دکھانے کی خاطر کامنی کے شعلہ بدن کو استعمال کرے گا۔ دُرگا دیوی کے نام پر سات روز کا برت رکھنا بھی اس نے منظور کر لیا ——— جمنا داس کی مالا کے ایک نہیں سینکڑوں دانے اس کی دسترس میں تھے۔ گردھاری کا دوسرا روپ بھی اس کی نظروں میں آ چکا تھا۔

ہر نکتہ واضح تھا ـــــــ تمام راہیں روشن تھیں لیکن نرمل کا ذہن اُسے ترتیب دینے کی کوششوں میں الجھ رہا تھا۔ دُرگا دیوی کے برت کا آغاز پہلے کیا جاتا تو دو روز کی مہلت کا وقت گزر جاتا۔ چرن کمار اس بات کو نرمل داس کی کمزوری بھی سمجھ سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بھی پرورش پا سکتا تھا کہ نرمل داس نے اس کی قوتوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ گردھاری کا تیسرا روپ بھی ابھی سامنے نہیں آیا تھا۔ نرمل داس یہ بھی جاننے کے لئے مضطرب تھا کہ گردھاری اور چرن کمار کے بیچ کیا سمبندھ تھا ـــــــ اگر کوئی تعلق نہیں تھا تو وہ مرلی کی کٹیا میں آ کر اس سے کس لئے الجھ گیا تھا ـــــــ؟

نرمل داس خاصی دیر تک اپنے خیالوں میں غرق پیچ و تاب کھاتا رہا پھر اس نے سب سے پہلے درگا دیوی کے شبھ نام پر برت رکھنے کی ٹھان لی۔ دوسرے ہی دن وہ صبح نہا دھو کر کمرے سے نکلا اور پرانے شمشان گھاٹ کے قریب گنیش دیوتا کے ایک پرانے اور ویران مندر میں منڈل کھینچ کر بیٹھ گیا ـــــــ اُس نے آنکھ بند کر کے دُرگا دیوی کے تصور کو ابھارنے کی کوشش کی تو اندھیرے اجالے میں بدل گئے۔ وہ جس ویرانے میں بیٹھا تھا اس سے نکل کر حسین اور روشن وادیوں میں پہنچ گیا جہاں ہر سمت چھوٹے بڑے مندر ہی مندر تا حدِ نگاہ پھیلے ہوئے تھے ـــــــ ان مندروں کی گھنٹیوں کی مسحور کن آواز پورے ماحول کو گنگنا رہی تھی۔ کسی مندر میں پنڈت پجاری سر جوڑے بیٹھے جھوم جھوم کر گیتا پڑھنے میں مصروف تھے ـــــــ کہیں پوجا پاٹ کا اہتمام ہو رہا تھا ـــــــ کہیں اِندر کے دربار کی کمسن دیوداسیاں اور حسین پجارنیں دُرگا کی حسین مورتی کے گرد رقص کر رہی تھیں ـــــــ کہیں عمر رسیدہ پنڈت دُرگا کے چرنوں میں حصار بنا کر سر کے بل پڑے نظر آ رہے تھے۔

اس وادی میں ہر سمت رنگ اور روپ بکھرا پڑا تھا۔ نرمل داس دُرگا دیوی کے تصور کو ذہن میں بسائے وادی کی سیر کرتا رہا۔ پھر ایک چمن زار میں نکل گیا جہاں دودھ کی نہر بہہ رہی تھی۔ وہ تھک کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا ـــــــ اس کی نظریں نہر کی لہروں پر ڈول رہی تھیں لیکن اس کی نظریں تمام تر توجہ کے ساتھ خلوص اور محبت کی دیوی دُرگا کے تصوراتی مجسمے پر مرکوز تھیں۔

نرمل داس اسی پتھر پر بیٹھا جمنا داس کے وردِ زبان رہنے والا ایک اشلوک پڑھتا رہا۔

وہ اپنے آپ کو دُرگا کے وجود میں اتنا غرق کر چکا تھا کہ ہر احساس مٹ گیا تھا ـــــــ اُسے کھانے پینے کی فکر نے نہیں ستایا۔ کب دن کا اُجالا وادیوں کے حُسن کو چار چاند لگانے کے لئے پھیلا؟ ـــــــ کب رات کی سیاہ چادر نے رنگ و روپ کے حُسن کو اپنی اوڑھنی میں سمیٹا؟ ـــــــ کب صبح ہوئی، کب شام ـــــــ نرمل کے لئے یہ تمام احساس بے معنی ہو گئے تھے۔ وہ شب و روز دُرگا دیوی کے حسین تصور میں ڈوبا رہا جب ایک روز ایک مدھر آواز اُس کے بہت قریب سے اُبھری۔ یوں لگا جیسے پوری وادی مندر کی گھنٹیوں کی جھنکار سے گونج اُٹھی ہو ـــــــ وہ مدھر اور خوبصورت آواز جس میں نشہ ہی نشہ تھا نرمل داس کے کانوں میں گونجتی رہی ـــــــ وہ اور لگن سے اشلوک کا پاٹھ پڑھنے لگا۔ اس نے آنکھ کھولنے کی کوشش نہیں کی۔

"نرمل داس ـــــــ" دوسری بار کسی نسوانی آواز نے نرمل داس کو اس کا نام لے کر مخاطب کیا۔ "اب آنکھیں کھول دو ـــــــ تم اپنی دیوی کا آشیرباد پراپت کرنے میں سپھل ہو گئے ہو ـــــــ"

نرمل داس کے ہونٹوں پر اُبھرنے والے اشلوک کے بول تھم گئے۔ وہ اپنی جگہ کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے سوچا۔ "شاید کوئی شکتی، کوئی پلید آتما اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے ـــــــ نرمل داس نے ایک بار پھر اپنی توجہ کو ایک مرکز پر سمیٹ کر اشلوک جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن آواز اس کے حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔

"نرمل داس ـــــــ" وہی خوبصورت آواز، وہی حسین لہجہ اور لہجے میں بسی امرت کی چاشنی پھر ایک بار نرمل داس کے کانوں میں رس گھولنے لگی۔ "اب آنکھیں کھول دو ـــــــ تم نے دیوی کا من جیتنے کے کارن جو برت رکھا تھا اس کا سمے پورا ہو گیا۔"

نرمل داس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں ـــــــ آہستہ سے نگاہوں کا زاویہ بدل کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا ـــــــ وہ سنگِ مرمر سے تراشیدہ ایک حسین مجسمہ تھی جس میں سنگتراش نے اپنی زندگی کا سارا تجربہ اور کمال صرف کر دیا تھا۔ پھر شاید قدرت نے سنگتراش کی محنت سے خوش ہو کر اس مجسمے میں روح پھونک دی تھی۔

نرمل داس کو اپنی آنکھوں پر رشک آنے لگا ـــــــ اتنا بھرپور حُسن، اتنے خوبصورت

خدوخال اس نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ مصور کا سب سے حسین شاہکار نظر آ رہی تھی۔ اس کے بال سیاہ ناگنوں کی طرح اس کے خوبصورت شانوں پر لہرا رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں مستیاں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ اُس کی پلکوں کے ارتعاش میں زندگی کی تمام رنگینیاں موجود تھیں۔ اس کا چہرہ گلاب کے کسی تازہ پھول کی طرح سرخ و شاداب نظر آ رہا تھا۔ اس کے مخروطی ہونٹوں کا گداز اپنی مثال آپ تھا۔ ہلکے دھانی رنگ کے ڈھیلے ڈھالے لباس میں اس کے جسمانی نشیب و فراز کسی قیامت سے کم نہیں تھے۔

وہ ایک پتھر پر ہاتھ ٹکائے بیٹھی نرمل داس کو نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور نرمل داس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نیند کی آغوش میں گم کوئی حسین خواب دیکھ رہا ہو۔

''تم کوئی سپنا نہیں دیکھ رہے نرمل ——'' اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ ''تم جو دیکھ رہے ہو، جو سن رہے ہو، وہ سچ ہے۔''

''میں کون ہوں؟ —— کہاں ہوں ——؟'' نرمل داس نے اس پیکرِ حُسن کو مخاطب کرنے کی جرأت کی۔ ''تُو کون ہے؟ —— تیرا شبھ نام کیا ہے ——؟''

''میں دُرگا ہوں ——'' اس نے زیرِ لب مسکرا کر نرمل داس کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوتے ہوئے مدھر آواز میں جواب دیا۔ ''تم میرے سیوک ہو، سچے پجاری۔ تمہارے من میں کوئی کھوٹ نہیں تھی اسی لئے میں نے تمہیں درشن دیا —— تم قسمت کے دھنی ہو۔''

''میں تیرا سیوک ہی نہیں دیوی —— تیرا پجاری اور تیرے در کا بھکاری بھی ہوں۔'' نرمل داس نے ہاتھ باندھ کر ڈنڈوت کی —— مجھے وشواس تھا دیوی کہ میرا برت اور میری تپسیا بیکار نہیں جائے گی۔''

''تم اپنی دیوی سے جو چاہتے ہو مانگ لو ——'' دُرگا کے خیالی تصور نے لوچ دار آواز میں ترنم بکھیرا۔ ''یہ شبھ گھڑی کسی پجاری کے جیون میں بار بار نہیں آتی۔''

''دیوی ——'' نرمل داس نے ہاتھ باندھے باندھے کہا۔ ''کالی کے بڑے مندر کے بڑے پروہت اور سنگھاسن کی گدی پر براجمان پجاری چرن کمار نے میرے سورگ باشی پتا کے ساتھ دھوکا کیا تھا —— وہ مجھے بھی اپنے چرنوں تلے روند ڈالنے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔ اُس نے جو شکتی پراپت کی ہے اس نے اسے گھمنڈی بنا دیا ہے —— میں

تیرا آشیرباد چاہتا ہوں۔''

''تم بھول رہے ہو نرمل داس ——'' جواب ملا۔ ''میں بھی کالی ہی کا ایک روپ ہوں۔''

''تو کیا ——؟'' نرمل داس کا دل دھک سے رہ گیا۔ بڑی لجاجت سے بولا۔ ''دیوی! کیا تُو میرے من کا بھید بھاؤ جاننے کے بعد بھی میری بنتی سویکار نہیں کرے گی؟''

''تمہارا من اُجلا ہے نرمل داس —— ایسا نہ ہوتا تو تم کبھی اپنے برت میں سپھل نہ ہوتے —— دیوی تمہیں درشن بھی نہ دیتی۔''

نرمل داس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دُرگا کے تصور کو نظروں میں بسائے اسے پُر اُمید نظروں سے دیکھتا رہا۔

''نراش مت ہو ——'' دُرگا کے گداز ہونٹوں میں پھر ارتعاش ہوا۔ ''چرن کمار کیا ہے، کیا نہیں، دُرگا اُس کے سارے روپ جانتی ہے —— یہ بھی کہ اس نے اپنے گرو کو دیئے ہوئے وچن کو توڑنے کا پاپ کیا تھا اور یہ بھی کہ وہ ایک تیر دو نشانے لینے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔''

''میں سمجھا نہیں دیوی ——؟''

''وہ کالی کی مہان شکتی کے علاوہ ایک دوسری شکتی کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔'' دُرگا کی حسین پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ ''جو مورکھ دو کشتیوں میں پگ رکھ کر دریا پار کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ کبھی سپھل نہیں ہوتے۔''

''پھر ——'' نرمل داس نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔ ''میرے لئے تیرا کیا حکم ہے؟''

''پجاری شیام سرن نے جو کچھ کہا تھا اسی پر دھیان جمائے رکھ ہم تیرے ساتھ نیائے (انصاف) کریں گے۔ پرنتو تجھے ایک بات کا دھیان رکھنا ہوگا۔''

''وہ کیا ——؟''

''چرن کمار سے یدھ کرنے کے لئے تجھے اسے کالی کے پوتر مندر سے باہر لانے کا کوئی اپائے کرنا ہوگا۔'' دُرگا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ ''اسی بھول نے دیوتاؤں کو

پنڈت جمنا داس کی آتما سے ناراض کر دیا تھا ـــــ تجھے اس کا دھیان رکھنا ہوگا۔"

"میں تیری آگیا (حکم) کا پالن کروں گا۔"

"پجارن کامنی کے بارے میں تیرے من میں کیا ہے ـــــ؟" دُرگا کی نظروں کا سارا سحر جاگ اٹھا۔

نرمل داس ایک لمحے کو گڑبڑا گیا پھر سنبھل کر بولا۔

"چرن کمار نے اسی پجارن کے کارن میری شکتی کو للکارا ہے ـــــ میں اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے کالی کے پوتر مندر سے باہر آنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"کل کیا ہونے والا ہے؟ ـــــ کیا ہوگا؟ ـــــ یہ دیوی کی نظریں دیکھ رہی ہیں پرنتو ایک بات کا دھیان رکھنا، کسی سمے یہ مت بھولنا کہ دُرگا کا آشیر باد تیرے ساتھ ہے۔"

"مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہئے دیوی ـــــ" نرمل داس نے بڑی عاجزی سے جواب دیا۔ "تُو نے اپنے سیوک کا مان بڑھا کر جو کرپا کی ہے وہ میں سارا جیون یاد رکھوں گا۔"

"اور کچھ نہیں مانگو گے ـــــ؟" دیوی کی مخمور نظروں میں سرخ ڈورے تیرنے لگے۔

"میں منش ہوں دیوی!" نرمل داس نے سنبھل کر کہا۔ "کوئی بھول چوک ہوگئی تو سارا جیون تیرے درشن کی پیاس لئے بھٹکتا پھروں گا۔"

"تمہاری باتیں بھی تمہاری طرح سندر ہیں ـــــ" دُرگا کے چہرے پر دیپ جگمگانے لگے۔

"سب تیری کرپا ہے دیوی ـــــ"

"ابھی سمے تیرے ہاتھ میں ہے نرمل ـــــ کوئی آشا ہو تو کھل کر من کا بوجھ اُتار دے۔"

"اگر تُو سیوک پر اتنی مہربان ہے تو پھر مجھے اس دشٹ کا پتہ بتا دے جس کا کوئی شریر نہیں ہے ـــــ" نرمل داس نے بے چینی کا اظہار کیا۔

دُرگا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گم ہوگئی۔ اُس نے نرمل داس کو حیرت سے گھورا۔

"دیوی ـــــ" نرمل داس نے دُرگا کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے اس کے پیر

چوم کر عاجزی کا اظہار کیا۔ "مجھ سے کوئی بھول ہوگئی ہو تو شما کر دے۔"

"تجھ سے کوئی بھول نہیں ہوئی ـــــ" دیوی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تُو نے دیوی سے جو مانگا ہے وہ تجھے اوش ملے گا ـــــ لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا ـــــ کالی کے روپ کی بھگتی کرتے سمے کبھی اپنے من میں کوئی میل نہ آنے دینا ـــــ ورنہ سب کچھ نشٹ ہو جائے گا۔"

"تُو جیسا کہے گی میں ویسا ہی کروں گا۔"

"اور کوئی اِچھا (خواہش) ہو تو وہ بھی بتا دے ـــــ" دُرگا کے لہجے میں پھر نرمی سمو گئی۔ "یہ سمے جو تیرے ہاتھ آ گیا ہے وہ جیون میں بار بار نہیں آتا ـــــ بڑے بڑے بگادری پنڈت پجاری سارا جیون پتھروں سے سر ٹکراتے ہیں ـــــ جاپ منتر میں برسوں لگے رہتے ہیں ـــــ جیون تیاگ دیتے ہیں لیکن دیوی درشن کی آشا پوری نہیں ہوتی۔"

"مجھے وہ گر بتا دے دیوی کہ میں جب چاہوں تیرے درشن سے من کی پیاس بجھا لوں۔" نرمل داس نے ہاتھ جوڑ کر بنتی کی۔

"ایسا بار بار نہیں ہوگا ـــــ" دیوی نے کسمسا کر جواب دیا۔ "پرنتو میں تجھے وچن دیتی ہوں کہ جیون میں کیول ایک بار جب بھی تُو سچے اور اُجلے من سے مجھے آواز دے گا ـــــ میں تجھے درشن ضرور دوں گی۔"

"ایک بنتی کرنے کی بھول اور کروں گا ـــــ" نرمل داس نے جسارت سے کام لے کر خود کو دُرگا سے اور قریب کر لیا۔ اس کی مخمور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "جہاں تُو نے سیوک کے ساتھ اتنی دیا کی ہے وہاں ایک کرپا اور کر دے۔"

"سمے بیت رہا ہے نرمل ـــــ جو تیرے من میں ہے جلدی کہہ ڈال ـــــ"

"دیوی ـــــ نرمل داس مجسم التجا بن گیا۔ "اپنی مہان شکتی کی تھوڑی سی بھکشا اور میری جھولی میں ڈال دے ـــــ میں کبھی اگر سچے من سے تجھے آواز دوں تو میری سہائتا سے منہ نہ موڑ لینا۔ میں تیرا یہ اپکار بھی کبھی نہ بھولوں گا۔"

دُرگا نے جواب دینے میں جلدی نہیں کی۔ اس کی تیز اور دور بین نظریں نرمل داس کے وجود کو تا دیر کھنگالتی رہیں پھر اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تُو قسمت کا بڑا دھنی ہے نرمل داس کہ آج دیوتا بھی تجھ پر مہربان ہیں ـــــ میں

تیری بنتی سویکار کرتی ہوں۔'' دیوی نے نرمل داس کی نظروں میں دور تک جھانکتے ہوئے بات جاری رکھی۔ ''دیوی دیکھ رہی ہے کہ تیرے من میں کیا ہے؟____ کل کیا ہونے والا ہے____؟ سب بھاگ کے کھیل ہیں۔ کوئی سارا جیون پتھروں پر ماتھا رگڑتا رہتا ہے لیکن دیوی دیوتا اس کی بھگتی سویکار نہیں کرتے____ کبھی ایک سچا اور میٹھا بول ہی من کی آشا پوری کر دیتا ہے____ میں تجھے وشواس دلاتی ہوں کہ کیول ایک بار جب بھی تُو دیوی کا نام لے کر کسی بات کی آشا کرے گا تو وہ اوش پوری ہوگی۔''

جواب میں نرمل داس کی آنکھیں عقیدت کے اظہار کے طور پر چھلک اٹھیں۔ اُس نے بے اختیار ہو کر دیوی کے سندر اور کول پیروں پر ماتھا رگڑنا شروع کر دیا۔ دُرگا نے اپنے پاؤں نہیں کھینچے۔ پیار بھری نظروں سے ایک دیوانے کی وحشت اور عقیدت کا تماشہ دیکھتی رہی پھر چونک کر بولی۔

''بس کر نرمل____ بس کر____ میری بات دھیان سے سن لے۔''

نرمل داس نے چہرہ بلند کیا۔ اس کی نگاہیں دُرگا کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

''تُو نے جس دشٹ کا پتہ پوچھا تھا وہ بھی تجھ سے بے خبر نہیں ہے____ چرن کمار کی سہائتا کرنے کے کارن وہ بھی تجھے کھوجتا پھر رہا ہے پرنتو کسی شکتی نے تیرے اور اس کے بیچ ایک کالی اوڑھنی تان رکھی ہے____ تجھے اس کا پتہ لگانے کے لئے بھٹکنا نہیں پڑے گا۔ پجاری شیام سرن نے تجھ سے جو کہا تھا وہ بہت جلد پورا ہوگا____ وہ بے شریر کا دشٹ خود تیرے سامنے آنے والا ہے۔ اس کے بعد____''

''اس کے بعد کیا ہوگا دیوی____؟'' نرمل داس نے دیوی کی خاموشی پر تڑپ کر سوال کیا۔

''نراش مت ہو____'' دُرگا نے خلا میں گھورتے ہوئے کچھ توقف سے جواب دیا۔ ''وجے تیرا مقدر بن چکی ہے۔ جو کچھ کرنا بہت سوچ وچار کر کرنا____ سے ایک بار ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تجھے برسوں اس کے پیچھے بھٹکنا پڑے گا۔''

''مجھے اس کی تلاش کا طریقہ بتا دے دیوی____؟'' نرمل داس نے لجاجت سے کہا۔

''کچھ دیر کے لئے آنکھیں موند لے____ کالی کے شبھ نام کی مالا جپنی شروع کر

دے پھر آنکھیں کھول کر پچھم کی اور (طرف) جانا۔ وہ دشٹ خود ہی تیرے سامنے آجائے گا____ میں نے جو کچھ کہا ہے اسے بھول مت جانا____ دُرگا کا آشیرباد تیرے ساتھ ہے____''

دیوی نے اپنا جملہ مکمل کر کے اشارہ کیا تو نرمل داس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر لیں۔ اس کے دل و دماغ میں دُرگا کا خیالی تصور اپنی چھب دکھاتا رہا۔ اس کے بدن کی خوشبو نرمل داس کے وجود میں سماتی رہی۔ وہ آنکھ بند کئے خیالوں کی حسین وادیوں کی سیر کرتا رہا پھر اچانک گرم ہوا کا ایک تیز جھونکا اُسے چھو کر گزرا تو نرمل داس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں____ اُس نے حیران و پریشان نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ اس خوبصورت وادی میں نہیں تھا جہاں دُرگا دیوی نے اسے درشن دیا تھا۔

آنکھ کھولنے کے بعد وہ اسی شمشان گھاٹ کے قریب گنیش دیوتا کے ویران مندر میں موجود تھا جہاں اس نے منڈل میں بیٹھ کر دُرگا کے لئے سات روز کے برت کی نیت کی تھی۔ بڑی دیر تک وہ بدستور آلتی پالتی مارے بیٹھا ان خوبصورت لمحوں کو یاد کرتا رہا جو اس کی پلکوں کے نیچے سے کسی سہانے خواب کی طرح گزر گئے تھے۔ دُرگا کا حسین تصور اس کی روح کو گنگناتا رہا____ اُس کی خوبصورت باتیں اس کے کانوں میں رس گھولتی رہیں۔ پھر دُرگا کے آخری جملے اس کے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجے۔

''کالی کے شبھ نام کی مالا جپنی شروع کر دے____ آنکھیں کھول کر پچھم کی طرف جانا____ وہ دشٹ خود تیرے سامنے آجائے گا____ جو کچھ کہا ہے اسے بھول مت جانا____ دُرگا کا آشیرباد تیرے ساتھ ہے۔''

نرمل داس نے ہڑبڑا کر دوبارہ آنکھیں کھول دیں____ بڑی عقیدت سے 'جے دُرگا' اور 'جے بھوانی' کا نعرہ بلند کیا پھر مندر سے باہر نکل کر اس نے پچھم (مغرب) کی سمت تیز تیز قدم اُٹھانے شروع کر دیئے____!!



چرن کمار قہر آلود نظروں سے مرلی کو گھور رہا تھا جو آنکھ بند کئے اپنی کٹی میں کھٹیا پر پڑا ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

پانچ دن گزر چکے تھے لیکن نرمل داس نے ابھی تک کالی کے مندر میں قدم نہیں رکھا

تھا۔ وقت جیسے جیسے بیت رہا تھا چرن کمار کی اُلجھن بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ اُس نے نرمل داس کو صرف دو دن سوچنے کی مہلت دی تھی۔ کھلے لفظوں میں یہ بھی باور کرا دیا تھا کہ اگر نرمل داس نے دو روز کے اندر اندر کوئی جواب نہیں دیا تو پھر گرو اور چیلے کا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ دونوں کے راستے الگ الگ ہو جائیں گے۔''

چرن کمار کو یقین تھا کہ شکتی حاصل کرنے کی خاطر نرمل داس کو ہر قیمت پر اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ منڈل میں رہنے کے سبب وہ ابھی تک نرمل داس کے دل کی گہرائیوں تک نہیں جھانک سکا تھا لیکن اس نے سوچا تھا کہ پنڈت جمنا داس کی آتما کے آسمان پر واپس چلے جانے اور پجاری شیام سرن کی موت کی خبر سن لینے کے بعد نرمل کے سارے کس بل نکل جائیں گے۔ وہ اس کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہو جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔

نرمل داس نے پانچ دن گزر جانے کے بعد بھی چرن کمار سے دوبارہ ملنے یا اپنا جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ یا تو وہ شہر چھوڑ کر کسی اور سمت نکل گیا تھا یا پھر اس نے کسی دوسرے پنڈت یا پجاری سے گٹھ جوڑ کر کے خاموشی سے قوت حاصل کرنے کی خاطر کوئی جاپ کرنا شروع کر دیا ہوگا۔

جمنا داس کی موت کے بعد چرن کمار کو صرف ایک ہی خطرہ تھا۔ پجاری شیام سرن کا خطرہ۔ جمنا داس نے شیام سرن کو اپنا خاص سیوک بنا رکھا تھا۔ بچے کا مغز کھانے کے سلسلے میں جمنا داس کے چرن کمار سے ناراض ہونے کے بعد اس کا التفات شیام سرن کی سمت بڑھ گیا تھا۔ لیکن شیام سرن کی موت کے بعد چرن کمار کے راستے میں صرف نرمل داس کا ایک کانٹا رہ گیا تھا جسے وہ جڑ سے اُکھاڑ دینا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے پجارن شکنتلا کے خون کا گھونٹ پی کر خاموشی اختیار کر لی تھی۔ پھر وہ نرمل داس کو اپنا سیوک بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن گردھاری کا دوسرا روپ سامنے آ جانے اور پجارن کامنی کے معاملے نے چرن کمار کو بھڑکا دیا تھا۔ اسی موقع پر اس نے نرمل داس کے سر سے اپنا ہاتھ کھینچ لینے کی خاطر اسے دو روز کی مہلت دی تھی۔ اسے وشواس تھا کہ نرمل داس اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائے گا۔ لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

دو روز کی مہلت پوری ہونے کے بعد اس نے اپنے دوسرے چیلوں کے ذریعے نرمل

داس کی خیر خبر معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔ چرن کمار نے اپنی شکتی اور جنتر منتر بھی آزمائے لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ وہ نرمل کی تلاش میں بری طرح ناکام ہوا تھا۔ اس نے جو مہان شکتی حاصل کی تھی وہ بھی اس کے کسی کام نہ آ سکی تو اسے سنجیدگی سے سوچنا پڑا ـــــ وہ کون تھا جو چرن کمار کا راستہ کھوٹا کرنے کی بھول کر رہا تھا ـــــ؟ کس نے نرمل داس کو پناہ دے رکھی تھی ـــــ؟ چرن کمار نے آنکھیں بند کر کے تمام ممکنہ مقامات کو کھنگال ڈالا تھا۔ کونے کھدروں میں بھی تلاش کیا تھا لیکن نرمل داس کا کوئی سراغ نہیں پا سکا تھا ـــــ چرن کمار کی وحشتیں روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کون سی قوت تھی جس نے نرمل داس کو اس کی نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا؟ ـــــ وہ کہاں تھا؟ کیا کرتا پھر رہا تھا ـــــ؟

پانچ دن گزر جانے کے بعد چرن کمار کی وحشتیں حد سے گزر گئیں تو وہ مرلی کی کٹی کی طرف آ گیا جہاں وہ کھٹیا پر پڑا کراہ رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ مرلی کے چہرے پر نظر گاڑے کھڑا رہا پھر اس نے مرلی کا پیر تھام کر زور سے جھنجھوڑا تو وہ کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ چرن کمار کو غصے کی حالت میں دیکھ کر اس نے کراہتے ہوئے پوچھا۔

''کیا بات ہے مہاراج ـــــ تم کچھ بیاکل دکھائی دیتے ہو ـــــ؟''

''نرمل داس گم ہو گیا ہے۔'' چرن کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''گم ہو گیا ہے ـــــ؟ مگر کہاں ـــــ؟'' مرلی نے حیرت کا اظہار کیا۔

''چرن کمار کی مہان شکتی سے ڈر کر کہیں پاتال میں دبکا بیٹھا ہوگا۔'' چرن کمار نے تلملا کر کہا۔

''کیا تم نے اسے کھوجنے کی کوشش نہیں کی ـــــ؟''

''کی تھی ـــــ پرنتو وہ نظر نہیں آیا۔'' چرن کمار نے ہاتھ مسلتے ہوئے جواب دیا۔ ''ہو سکتا ہے کسی نے میرے اور اس کے درمیان کالی چادر تان دی ہو۔''

''کون ہو سکتا ہے مہاراج ـــــ؟'' مرلی نے حیرت سے پوچھا۔

''میں پورے وشواس سے نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ شیام سرن کی آتما ابھی تک دھرتی پر رہی ہو۔'' چرن کمار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جھلا کر جواب دیا۔ ''ہو سکتا ہے اسی نے میرے اور نرمل کے درمیان دیوار کھڑی کر دی ہو۔''

"تم چنتا نہ کرو مہاراج ـــــ آتما کا توڑ آتما ہی کر سکتی ہے۔" مرلی نے سرسراتے لہجے میں کہا پھر وہ اس طرح بے جان ہو کر ایک طرف لڑھک گیا جیسے اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی ہو۔

چرن کمار کٹی میں ٹہلتا رہا۔ اُسے یقین تھا کہ مرلی کی آتما نرمل داس کا کھوج لگانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن پندرہ منٹ بعد جب مرلی دوبارہ حیرت انگیز طور پر زندوں کی طرح اٹھ کر بیٹھ گیا تو اس کے چہرے پر بھی مایوسی کے گہرے بادل منڈلاتے نظر آ رہے تھے۔

"کیا ہوا ـــــ؟" چرن کمار نے تیزی سے سوال کیا۔

"وہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا مہاراج!" مرلی نے کسمسا کر جواب دیا۔ "نہ دھرتی پر نہ آکاش پر۔"

"پھر ـــــ وہ کہاں مرکھپ گیا ـــــ؟"

"ہو سکتا ہے کہ اسے دیوی دیوتاؤں نے اپنی شرن میں لے لیا ہو ـــــ"

"مرلی ـــــ!" چرن کمار حلق کے بل چیخا۔ "یہ تُو کیا کہہ رہا ہے ـــــ؟"

"مہاراج ـــــ!" مرلی نے اس بار بڑی عاجزی سے کہا۔ "ایک بنتی کروں ـــــ سویکار کرو گے؟"

"کیا چاہتا ہے ـــــ؟" چرن کمار نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"اب میری آتما کو بھی آزاد کر دو ـــــ" مرلی نے ہاتھ باندھ کر درخواست کی۔ "گردھاری کا دوسرا روپ مرلی کی شکل میں بھی اب تمہارے کسی کام کا نہیں رہ گیا۔"

جواب میں چرن کمار اسے قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ ان نگاہوں میں تجسس اور حقارت کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"میری بات کا وشواس کرو ـــــ میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ـــــ" مرلی گڑگڑانے لگا۔

"بکواس بند کر ـــــ چپ چاپ کھاٹ پر پڑا رہ۔" چرن کمار نے غصے سے کہا۔ "مہاراج کے حکم کے بغیر میں تیری آتما کو آزاد نہیں کر سکتا۔"

پھر مرلی کے جواب دینے سے پیشتر ہی چرن کمار تیزی سے پلٹ کر باہر نکل گیا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ایک ویرانے میں کیکر کے ایک درخت کے سامنے گھٹنوں کے بل ہاتھ

جوڑے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں کیکر کے درخت پر مرکوز تھیں۔ اس کے متحرک ہونٹ اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی جاپ کے منتر پڑھنے میں مصروف تھا۔

خاصی دیر تک چرن کمار اپنے عمل میں مصروف رہا پھر اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں ـــــ بے جسم کا ایک مکروہ چہرہ کیکر کے درخت کے سامنے آہستہ آہستہ اپنے خدوخال نمایاں کر رہا تھا۔ چرن کمار کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔ اس کے ہونٹوں کی جنبش اور تیز ہو گئی۔

پھر وہ مکروہ اور بھیانک چہرہ مکمل ہو گیا جس کی ایک آنکھ کھلی اور ایک بند تھی۔ کھلی آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ چہرے کے ایک حصے پر کوڑھ تھا جس سے بدبو اور پیپ کے قطرے زمین پر ٹپک رہے تھے ـــــ دوسرے حصے پر گہرا ناسور تھا جس میں چاول کے برابر سفید کیڑے کلبلا رہے تھے۔ سر پر سیاہ و سفید بالوں کا جوڑا تھا۔ چہرے کے دونوں جانب کوڑیالے سانپ اگے ہوئے تھے جو بے حد غضب ناک انداز میں پھنکار رہے تھے۔

"مہاراج ـــــ" چرن کمار کی آواز کپکپاتی ہوئی اُبھری۔ "آج تیرے سیوک کو پھر تیری سہائتا کی ضرورت ہے۔"

"نرمل کو کھوج رہا ہے ـــــ؟" بے جسم کے چہرے کے بھدے ہونٹوں سے کھنکھناتی ہوئی آواز اُبھری۔

"ہاں مہاراج ـــــ وہ دشٹ کہیں گم ہو گیا ہے۔"

"پاپی ـــــ حرام کے تخم ـــــ" جواب میں مغلظات سے نوازنے کے بعد نفرت سے کہا گیا۔ "میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ تُو جو کچھ کھو چکا ہے اسے دوبارہ حاصل نہیں کر سکے گا ـــــ جو باقی رہ گیا ہے اسے بھی جلدی میں گنوا بیٹھے گا۔"

"ایسا مت کہو مہاراج ـــــ" چرن کمار نے گڑگڑا کر بنتی کی۔ "نرمل داس کے سلسلے میں اگر تم نے مجھے دھتکار دیا تو میرے پاس جیو ہتیا کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہیں رہے گا۔"

"اب ہاتھ پیر مار رہا ہے مورکھ ـــــ" مکروہ آواز اُبھری۔ "بھول گیا میں نے کیا کہا تھا؟ ـــــ یاد کر پاپی ـــــ میں نے کہا تھا کہ اگر تُو ڈگمگایا تو بالکل ہی کنگال ہو جائے گا۔"

"مجھ سے کیا بھول ہو گئی مہاراج ـــــ؟"

"تُو نے مغز بانٹ کر کھانے کی کوشش نہیں کی——" کرخت لہجے میں جواب ملا۔

"پجارن شکنتلا بھی تیری بھول کی بھینٹ چڑھ گئی اور اب اس کمسن چھوکری کامنی کی بھی کھاٹ کھڑی ہونے والی ہے۔"

"یہ—— یہ تم کیا کہہ رہے ہو مہاراج——؟" چرن کمار نے حیرت کا اظہار کیا۔

"کیا تم اپنے سیوک کی کوئی سہائتا نہیں کرو گے؟—— کالی کے بعد میں نے تمہیں سب سے مہان جان کر تمہاری بھگتی کی ہے—— کیا اس تپسیا کا کوئی پھل نہیں ملے گا؟"

جواب میں پراسرار اور مکروہ چہرے کی اُلٹی آنکھ میں شعلے تیزی سے بھڑکنے لگے۔ ہوا میں لہراتے ہوئے کوڑیالے سانپوں کی زبانیں خطرناک انداز میں لپلپانے لگیں۔ کوڑھ سے پیپ کی بڑی بڑی بوندیں ٹپکنے لگیں پھر غضب ناک انداز میں جواب ملا۔

"میری کرپا کو بھول گیا نادان کے کیڑے—— کالی کی گدی دلانے میں تیری سہائتا کس نے کی تھی——؟ پاپی—— میں نے تیرا ہاتھ نہ تھاما ہوتا تو اسی سمے نرک میں چلا جاتا جب تُو نے مغز کھانے کی بجائے اس کا خون پینے کی بھول کی تھی!—— اپرادھی—— کنگلے—— آج ایک نرمل داس تیرے ہاتھ سے نکل گیا تو مجھ پر اپنی بھگتی کا احسان جتا رہا ہے؟"

"مجھے غلط نہ سمجھو مہاراج——!" چرن کمار نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "کوئی بھول ہوگئی ہو تو شما کر دو——"

"اب سمے بیت چکا ہے کوڑھ مغز——" جواب میں پھر نفرت کا اظہار کیا گیا۔ "اگر تُو نے کامنی کے سندر روپ کی گودے دار ہڈی اس کے سامنے ڈال دی ہوتی تو آج میرے سامنے اس طرح نہ بلبلا رہا ہوتا۔"

"مرلی بھی آکاش پر جانے کی بات کر رہا ہے۔" چرن کمار نے پہلو بدل کر مایوسی کا اظہار کیا۔

"چلا جانے دے اُسے—— اب وہ تیرے کسی کام کا نہیں رہ گیا—— اس کی آتما کو میری اجازت سے آزاد کر دے۔"

"مجھے نرمل داس کا پتہ بتا دو مہاراج——!" چرن کمار نے بڑی لجاجت سے درخواست کی۔ "اس کا کانٹا درمیان سے نکل جائے تو میں تمہارے نام پر دس کانیاں بھی

بھینٹ چڑھانے کو تیار ہوں۔"

"لالچ دے رہا ہے پاپی——"

"نہیں مہاراج، نہیں—— میں تم سے ہاتھ باندھ کر بھکشا مانگ رہا ہوں۔"

"مرلی نے غلط نہیں کہا تھا——" اس بار مکروہ چہرے والے کی آواز میں بھی تشویش شامل تھی۔ "نرمل داس کو کسی دیوی ہی نے شرن دی ہوگی جو وہ میری نظروں سے چھپ گیا ہے—— پرنتو نراش مت ہو—— میں اُسے کھوج لوں گا۔ ابھی وہ اتنا مہان نہیں ہوا کہ میری شکتی سے ٹکرانے کی بھول کرے۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے——؟"

"گردھاری کے دوسرے روپ کو بھی آزاد کر دے——" خشک لہجے میں جواب ملا۔ "کالی کے چرنوں میں ماتھا ٹیک کر گڑگڑانا شروع کر دے اور—— سمے کا انتظار کر۔"

"مہاراج—— کیا تم نرمل داس کے گھمنڈ کا سر نیچا کر کے اپنے اس سیوک کا مان بڑھا سکتے ہو——؟"

"چلا جا یہاں سے—— میں دیکھ رہا ہوں کہ دور سے بھونچال آ رہا ہے—— کل کیا ہوگا؟—— کیا ہونے والا ہے؟ یہ کوئی بھی وشواس سے نہیں کہہ سکتا—— دفع ہوجا—— نہیں تو تُو بھی لپیٹ میں آ جائے گا۔"

"ایک بات بتا دو مہاراج!—— نرمل داس کو کس دیوی یا دیوتا نے پناہ دی ہے؟"

"میری بات مان لے مورکھ—— اس سمے ضد نہ کر—— جتنی جلدی ہو سکے اٹھ کر بھاگ لے—— کالی کا مندر ہی اس سمے تیرے لئے ایک آخری ٹھکانا رہ گیا ہے—— تُو نہیں جانتا، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بھونچال تیزی سے سر اُبھار رہا ہے—— مجھے پریشان مت کر—— آرام سے سوچنے دے۔"

پھر فضا میں معلق وہ مکروہ چہرہ نظروں سے اوجھل ہوا تو چرن کمار نے تیزی سے اٹھ کر کالی کے مندر کی سمت لمبے لمبے ڈگ بھرنے شروع کر دیئے——!!



نرمل داس کے ذہن میں اس وقت بھی دُرگا کا حسین تصور کلبلا رہا تھا۔

پجاری شیام سرن کی آتما نے اس کی جو رہنمائی کی تھی وہ غلط نہیں تھی۔ دُرگا دیوی کے لئے سات روز تک کا برت رکھنے کے بعد نرمل داس کو اپنے وجود میں ایک نئی طاقت کا احساس ہو رہا تھا۔ اُسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی ریاضت سے خوش ہو کر دُرگا نے اُسے اپنے درشن سے نواز دیا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ اس کا آشیرباد نرمل داس کے ساتھ رہے گا۔

دُرگا ہی کے حکم کے مطابق اس نے کالی کا شبھ نام لے کر پچھم کی طرف قدم اٹھائے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ آبادی سے دُور ہوتا گیا۔ دو گھنٹے کے طویل سفر نے اُسے تھکا دیا لیکن ابھی تک وہ مکروہ چہرہ سامنے نہیں آیا تھا جس نے گردھاری اور چرن کمار کو پناہ دے رکھی تھی۔

نرمل داس ایک ویرانے میں تھک کر بیٹھ گیا۔ دُرگا کا حسین تصور بدستور اس کے ذہن کے گوشوں میں اپنی چھب دکھلا رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ شیام سرن کی آتما نے اُسے درست سمت قدم اٹھانے کی رائے دی ہو گی۔ وہ جمنا داس کا سچا سیوک تھا۔ مہان شکتیوں کا مالک تھا، نرمل داس سے دوستی کا حق نبھانے کی خاطر اُس نے اپنی جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ جمنا داس کی آتما کو آسمان پر واپس بلا لینے کے بعد اس کی آتما آکاش سے دھرتی پر اُتر آئی تھی۔ شاید اس کی ماورائی قوتوں نے اُسے خبر کر دی تھی کہ نرمل داس کو کسی کی رہنمائی کی ضرورت تھی۔

چرن کمار نے اسے اپنے سامنے جھکانے کی خاطر دو دن کی جو مہلت دی تھی وہ اس بات کی دلیل تھی کہ اب اسے جمنا داس یا شیام سرن کی لازوال اور پراسرار قوتوں کا کوئی

خوف باقی نہیں رہا تھا۔ پجارن کامنی کو نرمل داس نے اپنی نظروں سے نہیں دیکھا تھا لیکن آنند لال نے اس کی جوانی اور کمسنی کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ شکنتلا کے مقابلے میں کہیں زیادہ پُرکشش اور مسحور کن تھا۔

نرمل داس نے طے کر لیا تھا کہ وہ کامنی جیسی سیمیں بدن اور غنچہ بدن پجارن کو بھی ہوس کا نشانہ بنانے کے بعد کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دے گا ـــــ چرن کمار کو نیچا دکھانے کی خاطر نرمل داس کے ذہن میں اور بھی کئی تدبیریں موجود تھیں۔ مرلی کی شکل میں گردھاری کا دوسرا روپ بھی اس کے سامنے آ گیا تھا۔ اگر چرن کمار بر وقت سامنے نہ آ گیا ہوتا تو نرمل داس اس کی تکہ بوٹی کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

چرن کمار بھی اس کی دسترس سے زیادہ دور نہیں تھا۔ نرمل داس اسے بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا لیکن جمنا داس کی آتما کی نصیحتیں اس کے پیروں میں بیڑیاں بن گئی تھیں۔ اُس نے واضح الفاظ میں اس بات کی تاکید کی تھی کہ گردھاری کے روپ اور چرن کمار کو سزا دینے سے پہلے اسے اس بے جسم والے مکروہ چہرے کو راستے سے ہٹانا ہو گا جس نے ان دونوں کو پناہ دے رکھی تھی۔ اور اب دُرگا نے بھی اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ مکروہ چہرہ بہت جلد اس کے سامنے آ جائے گا۔

نرمل داس اپنے خیالوں میں مستغرق تھا جب کسی چیز کی سرسراہٹ کی آواز نے اسے چونکا دیا ـــــ پھر اُس نے بائیں جانب نظر گھمائی تو حیرت سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہ سکا ـــــ اُس سے دس قدم کے فاصلے پر لق و دق میدان کی چٹیل زمین سے کیکر کا ایک درخت اُبھر کر بڑی تیزی سے وجود میں آ رہا تھا ـــــ نرمل داس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید خوف سے بے ہوش ہو جاتا یا چیخ مار کر سرپٹ بھاگ لیتا۔ لیکن کیکر کے اس درخت کو زمین سے سر ابھارتا دیکھ کر نرمل داس کے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ ایسے ہی ایک منحوس درخت کے پیش منظر میں اس نے پہلی بار وہ مکروہ چہرہ دیکھا تھا جس کا کوئی جسم نہیں تھا۔

نرمل داس محتاط ہو گیا۔ اس کی نظریں درخت پر مرکوز تھیں اور زبان کالی کے لئے ایک جنتر کا وِرد کر رہی تھی جب ایک بھیانک آواز فضا میں گھن گرج کے ساتھ گونجتی ہوئی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"نرمل داس ــــ تُو ابھی کیول ایک بالک ہے۔ ابھی تیرے کھیلنے اور کودنے کے دن ہیں ــــ مکتی چاہتا ہے تو اس شہر کو چھوڑ کر کہیں دُور چلا جا اور دھرتی کی رنگینیوں سے من بہلانے کی کوشش کر ــــ جو کچھ گند تیرے من میں بھری ہے اسے نکال دے ــــ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان آنے کا وچار بھی اپنی کھوپڑی سے نکال پھینک! نہیں تو کسی کیڑے کی طرح مارا جائے گا ــــ سن رہا ہے مورکھ میں کیا کہہ رہا ہوں؟"

"کون ہو تم ــــ؟" نرمل داس نے کیکر کے درخت کو گھورتے ہوئے ٹھوس لہجے میں سوال کیا۔

"میں اس دھرتی کی وہ مہان شکتی ہوں جس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"

"اسی کارن اپنا روپ چھپا کر ڈینگیں مار رہا ہے ــــ؟" نرمل داس نے اس کا مذاق اُڑایا لیکن دوسرے ہی لمحے چیخ اٹھا۔ اس نے تیزی سے نظریں جھکا کر دیکھا، ایک کوڑیالا سانپ اسے ڈسنے کے بعد اس کے پیروں کو اپنے بل سے جکڑ رہا تھا۔

ایک لمحہ کو نرمل داس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن نیند کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہا ہو ــــ شاید سانپ کے زہر کی خطرناک تاثیر اسے موت کے دہانے کی طرف لے جا رہی تھی۔ نرمل داس نے اپنا سر تیزی سے جھٹکا پھر اس کی آنکھوں میں لہو کی سرخی دوڑ گئی۔ کالی کا نام لے کر اس نے بل کھاتے سانپ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر زور لگایا تو اس کا لجلجا جسم کسی کیڑے کی طرح پھٹتا چلا گیا۔ اُس نے مُردہ سانپ کو فضا میں لہرا کر دور پھینکا پھر غضب ناک انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"پاپی ــــ دشٹ ــــ" اس نے چیخ کر کہا۔ "اگر بلوان ہے تو سامنے آ کر پنجہ لڑا ــــ ہیجڑوں کی طرح چھپ کر وار کیوں کر رہا ہے؟"

"چنتا مت کر ــــ" ٹھہرے ہوئے لہجے میں اور لاپرواہی سے جواب ملا۔ "میں دیکھ رہا تھا بالک کہ تُو کتنے پانی میں ہے ــــ دو چار جنتر منتر سیکھ لینے سے منش بلوان نہیں بن جاتا۔"

نرمل داس پلٹ کر کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا کہ پشت سے ہوا کا اتنا شدید ریلا آیا کہ وہ بے اختیار قلابازیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے سر پر کسی آہنی شے سے اتنی زوردار ضرب لگائی گئی کہ اس کا بھیجہ بھی کھوپڑی میں گردش کھا

گیا ــــ نرمل داس کا ذہن ایک بار پھر تاریکی میں ڈوبنے لگا۔

"اب بھی سمے ہے بالک ــــ" وہی گھن گرج کے ساتھ اُبھرتی آواز پھر نرمل داس کی قوتِ سماعت سے ٹکرائی۔ "جیون سے زیادہ سندر اور کوئی چیز نہیں ہے ــــ میرا کہا مان لے اور دم دبا کر بھاگ جا۔"

نرمل داس نے خود کو سنبھال کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کسی نادیدہ قوت نے اسے اپنے شکنجوں میں جکڑ کر فضا میں معلق کر دیا ــــ نرمل داس بے بسی سے ہاتھ پیر چلانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ منڈل کے اندر تھا۔ پھر کوئی پلید شکتی اس کے شریر تک کس طرح پہنچ گئی؟

"کس وچار میں گم ہے مورکھ ــــ؟" اس بار نرمل داس کی بے بسی کا مذاق اُڑایا گیا۔ "کیا اب بھی تیرے کس بل نہیں نکلے؟"

نرمل داس نے جواب دینے کی بجائے اپنے بکھرے ہوئے اعصاب کو سمیٹ کر ایک منتر کے بول پڑھ کر ہاتھ گھمایا تو کسی کے کراہنے کی آواز اُبھری۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمین پر گرا پھر نہایت پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا ــــ اُس کے ہونٹ ایک دوسرے منتر کا ورد شروع کر چکے تھے ــــ منتر ختم کر کے اس نے پھر پھونک ماری تو اس کے چاروں طرف آگ کے بھڑکتے شعلوں کا دائرہ گردش کرنے لگا ــــ نرمل داس نے غضب ناک انداز میں چیخ کر کہا۔

"تُو میرے کس بل نکلنے کی بات کر رہا تھا ــــ اب اپنی رام کہانی بھی سنا دے۔ کیا اب بھی تیرا گھمنڈ نہیں ٹوٹا ــــ؟"

جواب میں بارش کی ایک تیز بوچھاڑ آئی اور آگ کے شعلے پلک جھپکتے میں غائب ہو گئے۔ نرمل داس نے تیزی سے ایک اور منتر پڑھ کر دوسرا منڈل کھینچ لیا۔ ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو شاید چاروں طرف سے آنے والے تیر اس کا بدن چھلنی کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ تیر منڈل سے ٹکرا کر غائب ہو گئے تو پھر وہی گرج دار آواز اُبھری۔

"منڈل میں چھپ کر اپنی شکتی پر گھمنڈ کر رہا ہے؟ ــــ مہان ہے تو پھر میدان میں نکل کر مردوں کی طرح مقابلہ کر ــــ میں تجھے بتاؤں گا کہ مہان شکتی کیا ہوتی ہے ــــ سن رہا ہے پاپی ــــ باہر کھلے میدان میں نکل کر پنجہ لڑا۔"

"تُو بھی نامردوں کی طرح چھپ کر وار کر رہا ہے گھمنڈی۔" نرمل داس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "اپنا مکروہ اور پلید چہرہ سامنے لا ــــ پھر میں تجھے بتاؤں گا کہ کتنے بیسی کے ساٹھ ہوتے ہیں۔"

جواب میں زمین اس طرح لرزنے لگی جیسے بھونچال آ گیا ہو۔

نرمل داس نے منڈل سے باہر نکلنے کی غلطی نہیں کی۔ کالی کے نام پر جمنا داس کے سکھائے ہوئے جنتر منتر پڑھتا رہا۔ وہ پوری طرح محتاط تھا۔ اس بات کو سمجھ رہا تھا کہ اس کا مقابلہ کسی ایسی شکتی سے نہیں ہے جسے پھونک مار کر بھسم کر دیا جائے۔ اس کی نظریں کیکر کے پیڑ پر مرکوز تھیں جب اس نے اچانک اسی بے جسم کے مکروہ چہرے کے خدوخال کو تیزی سے ترتیب پاتے دیکھا۔ نرمل داس حیرت سے اس عجوبے کو دیکھ رہا تھا جب دُرگا کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"میں نے کہا تھا نا کہ میرا آشیرباد تیرے ساتھ ہے پرنتو منڈل سے باہر نکلنے کی جلدی نہ کرنا ورنہ پھر دھرتی پر تیرا پاؤں جمانا بھی مشکل ہو جائے گا۔"

"دیوی ــــ تیرا آشیرباد سیوک کے ساتھ ہے تو پھر چنتا کس بات کی ہے؟"

"تُو نہیں جانتا دیوانے ــــ" دُرگا نے لگاوٹ سے کہا۔ "اس پاپی نے اپنا روپ دوبارہ چھپا لیا تو پھر آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا۔"

"پھر ــــ میں کیا کروں دیوی ــــ؟" نرمل داس نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"وشنو مہاراج کا نام لے کر اس پلید کی طرف تین بار پھونک مار دے ــــ پھر یہ پاپی اپنا گندا روپ سمیٹ کر نہیں بھاگ سکے گا۔"

جواب میں نرمل داس نے وہی کیا جو دُرگا نے کہا تھا۔

فضا میں معلق مکروہ چہرے کی الٹی آنکھ میں خوفناک شعلوں کا رقص جاری تھا۔ اس کے اطراف اُگے ہوئے کوڑیالے سانپ بہت غضب ناک نظر آ رہے تھے۔ کوڑھ سے بڑی بڑی پیپ کی بوندیں ٹپک رہی تھیں جن سے سڑانڈ دور دور تک پھیل رہی تھی۔ چہرے کے دوسری طرف ناسور میں سفید کیڑوں کی کلبلاہٹ بھی تیز ہو رہی تھی۔

"نرمل داس ــــ" مکروہ چہرے کے بھدے ہونٹوں کو جنبش ہوئی تو ایک گرجتی چنگھاڑتی آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ "میں سامنے آ گیا ہوں تو اب تُو بھی

منڈل سے باہر آ جا ــــ پھر یہ فیصلہ بھی ہو جائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔"

"تُو اگر بلوان ہے تو منڈل توڑنے کی کوشش کیوں نہیں کرتا ــــ؟" نرمل داس نے بھی تیز لہجے میں جواب دیا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ جمنا داس نے تیرے شریر میں آگ بھر دی ہے ــــ وہ اپنے سمے کا سب سے بلوان پنڈت تھا پرنتو اتنا بھی نہیں کہ کبھی میرے سامنے آنے کی بھول کرتا۔"

"بھولی بسری کہانیاں مت سناؤ ــــ" نرمل داس نے اسے للکارا۔ "میں تمہیں موقع دے رہا ہوں ــــ پہلے تم اپنی شکتی کے چمتکار دکھا لو ــــ پھر میری باری ہو گی۔"

"بڑے اُونچے سُروں میں بول رہا ہے بالک ــــ کیا تیرے من میں دھرتی پر رہنے کی آشا ختم ہو چکی ہے ــــ؟"

"اس کا جواب آنے والا سمے دے گا۔" نرمل داس سینہ تان کر بولا۔

مکروہ چہرے پر زلزلے کی کیفیت طاری ہوئی پھر ایک سانپ اس کے چہرے سے علیحدہ ہو کر کسی اژدھے کا روپ دھار کر بڑی غضب ناک آواز میں نرمل داس کی طرف لپکا ــــ لیکن منڈل سے ٹکرا کر زمین پر تڑپنے لگا۔ اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے سانپ کا بھی یہی انجام ہوا تو مکروہ چہرہ حیرت انگیز طور پر فضا میں دائرے کی شکل میں تیز تیز گردش کرنے لگا ــــ اُس کی نگاہوں میں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں بھی تیزی آئی تو نرمل داس کو منڈل کے اندر بھی شدید تپش کا احساس ہوا۔ اُسے اپنا دم سینے کی گہرائیوں میں گھٹتا ہوا محسوس ہوا ــــ اُس نے پاؤں زمین پر سختی سے جمانے کی کوشش کی لیکن گھٹن کا احساس اتنا شدید تھا کہ وہ کھانستا ہوا لڑکھڑایا اور سنبھلتے سنبھلتے بھی منڈل سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے بجلی زور سے کڑکی اور نرمل داس اوندھے منہ زمین پر گرا۔ دوسرے ہی لمحے وہ آہنی شکنجوں میں جکڑا ہوا بے بس پڑا تھا۔

اپنے بچاؤ کی خاطر نرمل داس نے ایک منتر کے بول پڑھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ہونٹوں پر کسی نے تالے ڈال دیئے تھے ــــ اُس کی آواز گھٹ کر رہ گئی۔ نرمل داس کی نگاہوں کے سامنے موت کا بھیانک تصور اُبھرا۔ مکروہ چہرے کی گردش تھم چکی تھی ــــ

اُس کی شعلہ بار آنکھ نرمل داس پر جمی ہوئی تھی ـــــ پھر اُس کے ہونٹوں سے جو قہقہہ بلند ہوا تھا۔ وہ اس قدر بھیانک تھا کہ کیکر کا درخت بھی جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

"بڑا گھمنڈ تھا تجھے اپنی شکتی پر ـــــ" مکروہ چہرے سے کرخت آواز ابھری۔ "منڈل میں کھڑا اونچے سُروں میں الاپ رہا تھا ـــــ بہت اُونچے اُونچے سپنے دیکھ رہا تھا ـــــ پر یہ بھول گیا تھا کہ کوئی اور بھی داؤ پیچ کر سکتا ہے ـــــ دیکھ لیا تُو نے میری مہان شکتی کا چمتکار ـــــ میں نے تجھے دھوکا دے کر منڈل سے باہر نکال لیا اور اب ـــــ تُو موری کے کیڑے کی طرح بے بس پڑا ہے ـــــ کہاں گئی تیری شکتی؟"

نرمل داس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا، اپنے بچ بچاؤ کی خاطر کچھ کرنا چاہا لیکن اس کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ وہ پوری طرح بے بسی کا شکار ہو چکا تھا۔

"تُو نے مجھے موقع دیا تھا ـــــ میں اپنی شکتی کا چمتکار دکھا چکا ـــــ اب تیری باری ہے۔" اس بار تضحیک آمیز لہجے میں کہا گیا۔ "تجھے جو جنتر منتر آتے ہیں ـــــ تُو بھی آزما لے ـــــ اس کے بعد میں تجھے جو کشٹ دوں گا وہ تیری آتما نرک میں بھی بھوگتی رہے گی۔"

نرمل داس آہنی شکنجوں میں تڑپ کر رہ گیا۔ پھر اس کی آنکھوں کے سامنے دُرگا کا حسین خیالی پیکر رقص کرنے لگا۔

دُرگا نے اُسے وچن دیا تھا کہ جیون میں کیول ایک بار وہ سچے من سے جب بھی اس کا نام لے کر کچھ مانگے گا وہ اسے اوش ملے گا ـــــ نرمل داس کے ذہن میں دُرگا کی بات یاد کر کے اُمید کی ایک کرن روشن ہوئی۔

"کیا بات ہے بالک؟ ـــــ تُو خاموش کیوں ہے؟" مکروہ چہرے نے اُس کا مذاق اُڑایا۔ "پہلے تو بڑے اونچے اونچے ہوائی قلعے بنا رہا تھا ـــــ پجارن کامنی کے سندر شریر کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر من کی پیاس بجھانے کے سپنے دیکھ رہا تھا ـــــ اس کے کومل شریر کو کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے کی کہانی بنا رہا تھا ـــــ چرن کمار کو نرک میں جھونکنے کا دھیان بھی کلبلا رہا تھا تیری اوندھی کھوپڑی میں ـــــ مرلی کو گردھاری کے روپ میں دیکھ کر تیری آنکھوں میں دیپ جل اٹھے تھے ـــــ اب بجھا بجھا کیوں نظر آ رہا ہے ـــــ؟ نکل گئی ساری اکڑفوں دوسرے راستے سے ـــــ؟"

"دُرگا ـــــ" نرمل داس نے دیوی کے خیالی تصور کو ذہن میں اُجاگر کر کے منت کی۔ "تیرے سیوک کو اس سے تیرے دیئے ہوئے وچن کی ضرورت ہے ـــــ مجھے اس پلید چہرے کے کشٹ سے آزاد کر دے ـــــ اتنی شکتی دے کہ میں اس دشٹ کو نرک میں دھکیل سکوں۔"

"چپ کیوں پڑا ہے بالک! ـــــ کل تک تو تیرے من میں بڑے سوندھے سوندھے لڈو پھوٹ رہے تھے۔ لاجونتی کو بچانے کے کارن تُو نے مرنے کی بھی ٹھان لی تھی ـــــ کیا اتنی جلدی اسے بھول گیا ـــــ؟ وہ تو تیرے جیون کا پہلا پیار تھی ـــــ سچ بتا ـــــ کیا اس سے اس کا سندر روپ تیرے من میں ہلچل نہیں مچا رہا؟"

نرمل داس آنکھ کھولے مکروہ چہرے کو دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں دُرگا کو آواز دے رہا تھا۔

"جب تک پہاڑ کے نیچے نہیں آیا تھا تب تک خود کو دھرتی کا سب سے بڑا سمجھ رہا تھا۔ اب کیا ہو گیا تیری آواز کو ـــــ" حقارت آمیز لہجے میں کہا گیا۔ "ساری چوکڑی بھول گیا ـــــ؟ ایک ہی ہلے میں میّا مر گئی ـــــ؟"

"نرمل ـــــ!" دُرگا کی مدھر آواز نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ "دیوی نے تجھے جو وچن دیا تھا وہ اوش پورا ہو گا ـــــ تیرے من میں جو آشا ہو پوری کر لے ـــــ"

"کوئی آخری اِچھا (خواہش) من میں ہو تو بتا دے ـــــ" مکروہ چہرے کی آنکھ میں شعلے کی بھڑک تیز ہو گئی۔ "جینے کی بھکشا مت مانگنا۔ نرک تیرا مقدر بن چکی ہے ـــــ لاجونتی کو آخری بار آنکھ موند کر خیالوں ہی خیالوں میں چوم لے ـــــ اس کے بعد میں تیری کھاٹ کھڑی کرنے میں زیادہ سمے نہیں لگاؤں گا۔"

"میری آخری خواہش پوری کرنی ہے تو اپنا نام بتا دے ـــــ" نرمل داس کی آواز واپس آ گئی ـــــ دیوی کی کرپا نے اُس کو دیا ہوا وچن پورا کر دیا۔

"تُو ـــــ" مکروہ چہرے نے حیرت کا اظہار کیا۔ "تیری آواز کیسے لوٹ آئی؟"

"کیوں ـــــ کیا تُو بھول گیا کہ اب میری باری ہے ـــــ؟" نرمل داس نے شکنجوں کی قید سے آزاد ہونے کی کوشش نہیں کی لیکن دُرگا کی آواز سن لینے کے بعد اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کی ایک معمولی سی کوشش بھی ان شکنجوں کا بھرم خاک میں ملا دینے کو

بہت کافی ہو گی ـــــ دُرگا نے جو وعدہ کیا تھا وہ ادھورا نہیں رہ سکتا تھا۔

''کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے ـــــ'' مکروہ چہرے کی خباثتیں دوچند ہو گئیں۔

''تُو نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا ـــــ'' نرمل داس نے زہر خند سے کہا۔ ''کیا میری آخری اِچھا پوری نہیں کرے گا ـــــ؟''

جواب میں مکروہ چہرے نے ایک بار پھر دائرے کی شکل میں گھومنا شروع کر دیا۔

''نرمل داس ـــــ!'' دُرگا کی آواز اُبھری۔ ''دیر مت کر ـــــ سمے بیت گیا تو پھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔''

''نہیں دیوی نہیں ـــــ'' نرمل داس نے التجا کی۔ ''میں اپنے سب سے بڑے دشمن کو اتنی آسانی سے نہیں مرنے دوں گا ـــــ میری بنتی سویکار کر لے۔ میں اس دشٹ کو تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا ہوں۔''

''ضد مت کر نرمل ـــــ دیوی نے تجھے جو وچن دیا تھا اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی بھول مت کر ـــــ'' دُرگا کی آواز نے کہا۔ ''جو بھی کرنا ہے ترنت (جلدی) کر ڈال ـــــ سمے گزر گیا تو پھر وجے پراپت کرنے میں تجھے بڑا لمبا چکر کاٹنا پڑے گا۔''

نرمل داس نے دُرگا کی آواز سن کر ایک ذرا جنبش کی تو آہنی شکنجے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئے۔ نرمل داس تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مکروہ چہرے کو مخاطب کر کے بولا۔

''مجھے جُل دینے کا دھیان اب من سے نکال دے ـــــ تیرا برا سمے آ گیا ہے۔''

شکنجوں کے ٹوٹنے کی آواز سن کر مکروہ چہرے کی گردش تھم گئی۔ نرمل نے جمنا داس کی مالا کا دانہ دھوتی کی گانٹھ سے نکال کر سیدھے ہاتھ کی مٹھی میں دبا لیا۔

''تُو ـــــ'' مکروہ چہرے نے غضب ناک لہجے میں کہا۔ ''تُو جس کے بل پر اکڑ رہا ہے میں اسے بھی دیکھ رہا ہوں پرنتو میں کسی ناری سے جیون کی بھکشا نہیں مانگوں گا۔''

''کس کی بات کر رہا ہے اپرادھی ـــــ؟'' نرمل داس نے سرسراتی آواز میں پوچھا۔

''کیا موت کے ڈر سے تجھے ڈراؤنے سپنے آنے لگے ہیں؟''

''میں سپنوں کی نہیں ـــــ کھلی آنکھوں سے جسے دیکھ رہا ہوں اس سندری کی بات

کر رہا ہوں۔''

''نرمل داس ـــــ'' دُرگا نے جھلا کر کہا۔ ''سمے تیرے ہاتھ سے نکل رہا ہے ـــــ جو کرنا ہے جلدی کر ـــــ جمنا داس کی پوتر مالا کا دانہ اس پاپی کی بند آنکھ میں ڈال دے ـــــ پجاری شیام سرن کی آتما نے بھی تجھ سے یہی کہا تھا۔''

نرمل داس دُرگا کی آواز سن کر آگے بڑھا تو مکروہ چہرے پر نظر آنے والے کوڑیالے سانپ اپنا قد دراز کر کے اسے ڈسنے لگے۔ آنکھ میں اُبلنے والے شعلے لپک کر نرمل داس کے وجود کو جلانے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن نرمل داس سینہ تانے آگے بڑھتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے جھپٹ کر مالا کا دانہ مکروہ چہرے کی بند آنکھ میں ٹھونس دیا ـــــ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ نرمل داس کے لئے بھی ناقابل یقین ہی تھا۔ مکروہ چہرے کی کربناک آواز اتنی تیز ہو گئی کہ آسمان پر اُڑنے والے پرندے بھی مر مر کر نیچے گرنے لگے ـــــ اُس کا ہولناک وجود موم کی طرح جل جل کر تیزی سے پگھل رہا تھا۔ پھر پورے کا پورا چہرہ موم بن کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد ایک جانب سے سیاہ آندھی کا غبار مرغولے کی طرح چکراتا ہوا آیا اور موم کے ڈھیر کو پلک جھپکتے میں سمیٹ کر غائب ہو گیا۔

''دیوی! ـــــ میں تیرا یہ اپکار کبھی نہیں بھولوں گا ـــــ'' نرمل داس نے بڑی عقیدت سے دُرگا کے خیالی تصور کو مخاطب کیا ـــــ لیکن دوسری جانب سے کوئی آواز نہیں آئی ـــــ!



چرن کمار اور کالی کے تین ضعیف العمر سیوک ہاتھ باندھے اور آنکھیں موندے اس کی قد آور مورتی کے سامنے بیٹھے کسی جاپ کو پڑھنے میں مصروف تھے جب ایک بوڑھے پنڈت نے اچانک آنکھ کھول کر کالی کی مورتی کو بڑی عقیدت بھری نظروں سے دیکھا پھر اس کے قدموں میں ماتھا ٹیک کر گیتا کا پاٹھ پڑھنے لگا۔ اس کی آواز سن کر چرن کمار اور باقی دو پجاریوں نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ ان سب کی نظریں اپنے ساتھی پر جمی ہوئی تھیں۔ جاپ کا تسلسل ٹوٹ چکا تھا۔

چرن کمار کسمسانے لگا۔ جاپ کے دوران کسی کا اس طرح علیحدہ ہو جانا اس کے

نزدیک نیک شگون نہیں تھا۔ اُس نے اپنے باقی دو ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان کے چہروں پر بھی تردّد کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ چرن کمار نے کالی کی مورتی پر نظر ڈالی۔

"دیوی ——" اُس نے دل ہی دل میں کہا۔ "تیرا یہ سیوک تجھ سے دیا کی بھکشا مانگتا ہے —— تیری شکتی مہان اور اپرم پار ہے —— تُو اس پاپی کو نشٹ کر دے جس نے تیرے سیوکوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔"

کالی کی قد آور پتھر سے تراشیدہ مورتی نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن نہ جانے کیوں چرن کمار کو ایسا لگا جیسے دیوی کے سرخ ہونٹوں کی سرخی کچھ اور نمایاں ہو گئی تھی —— چرن کمار نے اس احساس کو اپنا وہم سمجھ کر مورتی کی طرف سے نظریں ہٹا لیں۔

بوڑھا پنڈت سری رام بدستور مورتی کے چرنوں میں سر رکھے بلند آواز میں اشلوک پڑھتا رہا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی اسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ چرن کمار نے پہلو بدلنے شروع کر دیئے۔ اس کے ذہن میں متعدد خیالات گردش کر رہے تھے جب بوڑھے پنڈت نے خاموشی اختیار کر لی۔ کچھ دیر وہ اسی حالت میں سجدہ ریز رہا پھر اس نے سر اٹھا کر اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"پنڈت سری رام ——" چرن کمار نے اسے گھور کر خشک لہجے میں کہا۔ "تم نے جاپ پورا ہونے سے پہلے ہی ہمارا ساتھ چھوڑ دیا —— کیا یہ برا شگون نہیں ہے —— ؟"

"تم نے ایسا کیوں کیا سری رام —— ؟" دوسرے پجاری نے بھی سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"میں نے جو کچھ کیا اس میں دیوی کی مرضی بھی شامل تھی۔" پنڈت سری رام نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میرے من کے بھیتر کوئی کھوٹ نہیں ہے —— چالیس برسوں سے میں نے جیون سے ناتا توڑ کر کیول دیوی کی بھگتی سے رشتہ جوڑ لیا ہے —— تم بھی اس کے گواہ ہو۔"

"ہم تم سے جاپ سے منہ موڑنے کا کارن پوچھ رہے ہیں —— ؟" چرن کمار نے پہلو بدل کر قدرے اُلجھ کر دریافت کیا۔

"پنڈت جمنا داس مرنے کے بعد امر ہو گیا ——" پنڈت سری رام نے سنجیدگی سے کہا۔ "سب جانتے ہیں کہ اس نے اپنے جیون میں کالی کا من جیتنے کے کارن اور

دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لئے کیسے کیسے کٹھن جاپ کئے تھے —— وہ اپنی بات کا دھنی تھا۔ اپنے دیئے ہوئے وچن کو نبھانے کی خاطر اس نے دیوی کی گدی بھی خالی کر دی پرنتو ایسا کرنے سے دیوی دیوتاؤں کی نظروں میں اس کا مان کم نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا —— وہ دیوی کا سچا پجاری تھا۔ دھرتی کا سب سے ادھک بلوان اور مہان۔"

"سری رام ——" چرن کمار نے تلملا کر اس کی بات کاٹی۔ "جمنا داس کیا تھا، کیا نہیں ہم سب جانتے ہیں لیکن اس سمے ہم نے جو جاپ شروع کیا تھا اس کا مقصد کچھ اور تھا —— خود تم نے بھی یہی صلاح دی تھی کہ ہم کو مندر کے پوتر استھان کی شوبھا بڑھانے کے لئے اور شانتی برقرار رکھنے کے لئے دیوی کے لئے سر جوڑ کر جاپ کرنا چاہئے۔"

"ہاں —— میں نے یہی کہا تھا ——"

"پھر —— ؟" دوسرے پجاری نے پینترا بدل کر پوچھا۔ "تم نے جاپ کیوں نہیں کیا —— ؟"

"کیا تم میری بات کا وشواس کرو گے —— ؟" پنڈت سری رام نے باری باری سب کی طرف دیکھا۔

"کیوں نہیں کریں گے ——" تیسرے پجاری نے عقیدت کا اظہار کیا۔ "تم دیوی کے سچے سیوک ہو —— یہ ہم سب جانتے ہیں۔"

جواب میں پنڈت سری رام نے نظریں اٹھا کر کالی کی مورتی کو بڑی عقیدت سے دیکھا پھر ٹھوس لہجے میں بولا۔

"سجنوں —— میری بات کا وشواس کرو —— تمہاری طرح میں بھی سچے تن من سے جاپ میں مگن تھا جب دیوی کی من موہنی صورت میری نظروں کے سامنے آ گئی —— میرے بڑے سوبھاگ کہ دیوی نے مجھے اپنے درشن سے نوازا —— میں سارے جنتر منتر بھول کر دیوی کی سندرتا اور اس کی مہان شکتی کے گن گانے لگا جب دیوی کی مدھر آواز میرے کانوں میں گونجی —— جانتے ہو دیوی نے مجھ سے کیا کہا تھا؟"

"دیوی نے کہا تھا کہ میں اپنے ہونٹ سی لوں —— اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لوں —— کسی پہاڑ پر چڑھ کر کھائی میں چھلانگ لگا کر اس کے نام پر اپنا جیون بھینٹ کر دوں لیکن جاپ کے بول الاپنا بند کر دوں۔"

چرن کمار نے جھلا کر ہونٹ کاٹنا شروع کر دیا۔ سری رام کے دونوں ساتھی بھی اسے مشکوک نظروں سے گھورنے لگے۔

"میری بات کا وشواس کرو ــــ" پنڈت سری رام نے بدستور ٹھوس لہجے میں کہا۔ "دیوی دیوتاؤں کی کیا مرضی ہے یہ ان کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ پرنتو کالی نے جو کہا اس کا مطلب بہت صاف تھا ــــ دیوی نہیں چاہتی تھی کہ ہم اپنا جاپ پورا کریں۔"

"کیا دیوی نے کوئی اشارہ بھی نہیں دیا تھا ــــ؟" دوسرے پجاری نے کسمسا کر پوچھا۔

"نہیں ــــ" پنڈت سری رام نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ "پر میرے من نے جو کہا میں نے وہی کیا۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ہم نے سر جوڑ کر جو جاپ شروع کیا تھا اس میں دیوی کی مرضی شامل نہیں تھی۔"

"میں تمہاری بات نہیں مان سکتا۔" چرن کمار نے پہلی بار درشت لہجہ اختیار کیا۔ "کالی کے مندر کا سب سے بڑا پروہت میں ہوں ــــ اگر دیوی کو ہماری بھگتی کا انداز پسند نہیں تھا تو وہ مجھے بھی درشن دے سکتی تھی۔"

"تم ــــ تم چرن کمار؟" پنڈت سری رام تیز آندھی کی زد میں آئے ہوئے کسی کمزور پودے کی مانند ساری جان سے لرزنے لگا۔ کپکپاتی آواز میں بولا۔ "کیا تم پنڈت سری رام کی نیت پر شبہ کر رہے ہو ــــ؟"

"غلط مت سمجھو پنڈت سری رام ــــ" تیسرے پجاری نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دشٹ مندر کے پوتر استھان کو گندا کرے اور ہمارے سکھ چین کو برباد کر دے ــــ اسی کارن ہم نے جاپ کیا تھا۔"

"تم نے بھی ہمیں ایک بڑے پنڈت ہونے کے ناتے یہی مشورہ دیا تھا ــــ" چرن کمار نے دوسرے پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے سری رام سے کہا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"نہیں ــــ" پنڈت سری رام نے ایک بار کالی کی مورتی پر نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "تم سب جو کچھ کہہ رہے ہو وہ غلط نہیں ہے ــــ لیکن میں بھی جھوٹ نہیں بول رہا۔ دیوی درشن پا لینے کے بعد میرے من نے جو کہا میں نے وہی کیا۔"

"میں نے نرمل داس کو دو دن کا سمے سوچ وچار کے لئے دیا تھا ــــ" چرن کمار نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس نے خود ہی مجھے گرو مانا تھا۔ اسی کو سیدھے راستے پر چلانے کی خاطر میں نے پجارن شکنتلا کو دیوی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیا تھا لیکن اس کے بعد کیا ہوا ــــ؟ نرمل داس نے شکنتلا کی بھینٹ کو میری کمزوری سمجھ لیا۔ میں نے اسی کارن اسے ایک آخری فیصلہ کرنے کا موقع دیا تھا لیکن وہ پلٹ کر ابھی تک واپس نہیں آیا ــــ اگر اس کے من میں کوئی گند، کوئی میل، کوئی کھوٹ نہیں تھا تو وہ سامنے آ کر انکار بھی کر سکتا تھا۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ دھرم کے راستوں سے پھر اپنا منہ موڑ کر کسی اور طرف نکل گیا ہو ــــ؟" پنڈت سری رام نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ــــ" چرن کمار نے تیزی سے کہا۔ "لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ گرو جمنا داس کی آتما کو بھی اسی کارن دھرتی سے آکاش پر بلا لیا گیا کہ اس نے کالی کے مندر کے احاطے میں آ کر اپنی شکتی کا چمتکار دکھانے کی بھول کی تھی ــــ کیا تمہاری وِدّیا (علم) نے بھی میری بات کو سچ نہیں کہا تھا ــــ؟"

"ہاں ــــ میں نے کہا تھا کہ پنڈت جمنا داس کی آتما نے جو بھول کی تھی اسی کارن دیوتا اس سے ناراض ہو گئے تھے۔" پنڈت سری رام نے تائید کی۔ "کیا تم یہ نہیں مانو گے کہ سانپ کا بچہ بھی سنپولیا ہی کہلاتا ہے؟" چرن کمار نے زہرخند سے سوال کیا۔

"چرن کمار ــــ!" پنڈت سری رام بل کھا کر بولا۔ "تم مندر کی سب سے اونچی گدی پر براجمان ہو ــــ پر یہ بھی مت بھولو کہ میں نے بھی کالی کی بھگتی کے کارن اس سنسار، اس کی ساری سندرتا سے منہ موڑ لیا ہے ــــ تمہیں میرا اپمان کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں ہے۔"

"شانتی سے کام لو سری رام ــــ" دوسرے پجاری نے کہا۔ "ہمیں ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا ــــ نرمل داس پلٹ کر واپس کیوں نہیں آیا ــــ؟ اس بھید کو جاننا ہو گا۔"

"نہیں ــــ میں دیوی کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔" سری رام نے اپنا آخری فیصلہ سنا دیا۔

"پھر کھوٹے اور کھرے کا فیصلہ کون کرے گا ــــ؟" چرن کمار نے معنی خیز انداز میں دریافت کیا۔

"دیوی ہی کرے گی ــــ" پنڈت سری رام نے لرزتی کانپتی آواز میں جواب دیا۔ پھر اٹھ کر تیزی سے لپکا اور کالی کی مورتی سے دیوانوں کی طرح سر ٹکرا ٹکرا کر خود کو لہولہان کر لیا۔

چرن کمار کے علاوہ دونوں پجاری بھی لپکے لیکن انہیں دیر ہو چکی تھی ــــ پنڈت سری رام نے آخری بار کالی کی قد آور مورتی کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا پھر چکرا کر اس کے قدموں میں ہمیشہ کے لئے ڈھیر ہو گیا ــــ!!

......✲......

نرمل داس نے جوش میں آ کر دُرگا کو کئی بار آوازیں دیں مگر دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ خوفناک اور مکروہ چہرے کے ہولناک انجام سے اسے بڑی طمانیت کا احساس ہوا تھا ــــ اُس کے راستے کی سب سے بڑی دیوار گر چکی تھی۔ پنڈت جمنا داس نے یہی شرط باندھی تھی کہ گردھاری کے روپ سے ٹکرانے سے پیشتر اور چرن کو کیفر کردار تک پہنچانے سے پہلے اس طاقت کا سر کچلنا ہو گا جس نے ان دونوں کو پناہ دے رکھی تھی۔ سو وہ شرط پوری ہو چکی تھی۔ بے جسم کا وہ مکروہ چہرہ اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ اب گردھاری اور چرن کمار کی باری تھی۔

پجاری شیام سرن نے نرمل داس کی رہنمائی کی تھی۔ دُرگا دیوی کے سات دن برت اور جمنا داس کی مالا کے دانے کے استعمال کے بارے میں اسی نے بتایا تھا۔ پھر دیوی نے اسے درشن دے کر کامیابی کی نوید سنا دی تھی ــــ!

دیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو نرمل داس نے فرطِ مسرت سے چیخ کر اپنے جذبوں کا اظہار کیا۔

"دُرگا دیوی ــــ تُو نے سیوک کے ساتھ جو کرپا کی وہ میرے جیون کی سب سے بڑی وجے بن گئی ــــ تُو نے اپنا وچن پورا کر دیا۔ اب تیرے سیوک کی باری ہے۔ تُو نے میری بات کا جواب نہیں دیا لیکن تیرا پجاری جانتا ہے کہ تُو کہیں پاس ہی کھڑی اپنے اس دیوانے کی خوشیوں کا تماشہ ضرور دیکھ رہی ہو گی ــــ اپنے سیوک کی وجے دیکھ کر

تیرے ہونٹوں پر بھی سندر سی ایک مسکان ضرور اُبھری ہو گی۔ تیرا روپ، تیرا رنگ، تیرا ایک ایک انگ اور اس کی ایک ایک سحر طرازیاں میرے جیون کا حاصل ہیں ــــ تُو درشن نہ دیتی تو میرے جیون میں ایک خلا باقی رہ جاتا۔ میں پیاسا بھٹکتا رہتا ــــ کون جانے تیرے اس دیوانے کا انجام کیا ہوتا؟ ــــ تُو نے مجھے اپنے قرب سے نوازا، میری سہائتا کی ــــ میں اندھیرے میں بھٹک رہا تھا، تُو نے اپنے پیار کی جوت جگا کر میرے جیون میں جو اجیارا بکھیرا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔

ہاں دیوی! ــــ یہ تیری ہی کرپا تھی جس نے میرے راستے کی سب سے بڑی کٹھنائی دور کر دی۔ تُو جواب دے نہ دے، تیرا یہ دیوانہ اب سارا جیون تیرے نام کی مالا جپتا رہے گا ــــ تیرے شریر کی مہک تیرے سیوک کے من میں رچی بسی رہے گی۔ تیرے ہونٹوں کی مسکان میرے راستے میں اجالا بکھیرتی رہے گی ــــ تُو اگر میرے صبر کا امتحان لے رہی ہے تو یہ بھی سن لے کہ میرا انگ انگ تیرے نام کی مالا جپتا رہے گا ــــ تُو جواب دے نہ دے پر میں تجھے ہمیشہ آوازیں دیتا رہوں گا ــــ تُو نے وچن دیا ہے کہ جیون میں کیول ایک بار جب بھی میں تجھے سچے من سے یاد کروں گا تو اپنا درشن ضرور دے گی۔ پرنتو میں تجھے ہر گھڑی، ہر پل سچے من سے یاد کرتا رہوں گا ــــ تُو نے درشن نہ بھی دیا تو بھی میں تجھے اپنے من مندر میں سجا کر تیری پوجا کرتا رہوں گا۔ ہاں، یہ تیرے سیوک، تیرے پجاری، تیرے دیوانے کا وچن ہے ــــ کب تک تُو میرا امتحان لے گی؟ کب تک میری پکار کا جواب نہ دے گی اور ــــ جس دن تیرے دیوانے کو اس بات کا وشواس ہوا کہ تُو نے نظریں پھیر لی ہیں تو وہ میرے جیون کا آخری دن ہو گا۔ میں پہاڑوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤں گا ــــ اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لوں گا ــــ میری آتما اور شریر کا بندھن ٹوٹ جانے کے بعد بھی تیرے پیار کی جوت جلتی رہے گی ــــ میں تیرے درشن کی آس سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا ــــ تُو نے جو اپکار کیا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

نرمل داس ہواؤں سے باتیں کرتا رہا ــــ دُرگا دیوی کی سندرتا کی تعریف کرتا رہا۔ اس کے پیار کو من میں بسائے جیون گزار دینے کی باتیں کرتا رہا۔ اُس کی دیوانگی قابل رشک تھی۔ اس کی تڑپ میں کوئی کمی، کوئی جھول نہیں تھا۔ اس کی وحشتیں دیدنی تھیں۔

اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی حسن کے دربار میں عشق کی دیوانگی کام آ گئی۔

''نرمل داس ـــــ'' اُس کے کانوں میں دُرگا کی مدھر آواز کی نقرئی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ ''پیار سچا ہو تو امر ہو جاتا ہے ـــــ میں تیری بھگتی کا انداز دیکھ رہی ہوں ـــــ تیری تڑپ کو محسوس کر رہی ہوں ـــــ اگر تیری بھگتی میں کوئی کمی نہ آئی تو دیوی تجھ سے کبھی منہ نہ موڑے گی۔ تجھے درشن دیتی رہے گی ـــــ پرنتو ایک بات یاد رکھنا۔ جب بھی یاد کرنا سچے اور اُجلے من سے یاد کرنا ـــــ تیری پکار میں کوئی کھوٹ، تیرے من میں کوئی میل نہیں ہونا چاہئے یہی وہ پوتر راستہ ہے جو پجاریوں اور سیوکوں سے دیوی دیوتاؤں کے سمبندھ کو قائم رکھتا ہے۔''

''تیری بڑی کرپا دیوی کہ تُو نے میرے من کی پکار سن لی۔'' نرمل داس نے ہوا میں گھلی ملی اس کے شریر کی مہک کو سونگھتے ہوئے کہا۔ ''میں وچن دیتا ہوں دیوی کہ میرا پیار سچا ہے ـــــ میں تیری بھگتی میں کبھی کوئی کمی نہیں آنے دوں گا ـــــ پر تُو بھی وچن دے دیوی کہ تیرے نین کے مدھ بھرے پیالے مجھے راستہ دکھاتے رہیں گے ـــــ تیرے سندر اور کومل شریر کی خوشبو مجھے راستہ دکھاتی رہے گی ـــــ؟''

''نراش مت ہو نرمل ـــــ دیوی کی شکتی تیرے کام آتی رہے گی۔''

''میں بھی تیرے شبھ نام کی مالا جپتے جپتے جان دے دوں گا ـــــ یہ تیرے دیوانے کا وچن ہے۔''

''بس کرو نرمل ـــــ بس کرو ـــــ'' دیوی کی لرزتی ہوئی آواز اُبھری۔ ''اب جاؤ، تمہیں ابھی اپنے پتا کو دیا ہوا وچن بھی پورا کرنا ہے ـــــ میرا آشیرباد ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔''

نرمل داس نے پھر اُسے آوازیں دیں۔ اُس کی شان میں قصیدے پڑھے۔ اپنی دیوانگی کا یقین دلایا لیکن جب دیوی نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے سرد آہ بھر کر صبر کر لیا۔ پھر اس کے ذہن میں چرن کمار کا دھیان اُبھرا۔ نرمل داس نے دُرگا کا نام لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اُس نے پورے گیان دھیان سے جمنا داس کی دان کی ہوئی شکتیوں سے کام لیا تو اسے مایوسی نہیں ہوئی۔

نرمل داس کی نظروں میں کالی کے مندر کا وہ منظر اُبھر آیا جب پنڈت سری رام کالی کی

مورتی سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دے رہا تھا ـــــ سری رام مر گیا تو اس کے باقی ساتھیوں نے بھی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔''

''ہمیں شما کر دو مہاراج ـــــ'' انہوں نے چرن کمار کو سرخ جھنڈی دکھائی۔ ''اگر پنڈت سری رام نے کہا تھا کہ کالی نے اسے منتر کا جاپ پڑھنے سے روک دیا ہے تو پھر اس نے جھوٹ نہیں کہا ہوگا ـــــ جھوٹ کہا ہوتا تو دیوی کی مورتی سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنا جیون کبھی بلیدان نہ کرتا۔''

پجاری مندر سے باہر چلے گئے۔ چرن کمار جھلاتا رہا پھر وہ کسی زخمی درندے کی طرح قدم اٹھاتا مرلی کی کٹی میں گیا جو چارپائی پر پڑا کراہ رہا تھا۔

''مرلی ـــــ'' چرن کمار نے اُسے سرسراتے لہجے میں آواز دی تو مرلی نے آنکھیں کھول دیں۔

''مہاراج ـــــ تم ـــــ''

''ہاں ـــــ'' چرن کمار نے کچھ سوچ کر کہا۔ ''تُو نے مجھ سے بنتی کی تھی نا کہ میں تیری آتما کو آزاد کر دوں؟''

''ہاں مہاراج ـــــ ہاں۔'' مرلی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ''تمہاری بڑی کرپا ہوگی۔''

''مہاراج نے بھی تیری آتما کی پکار سن لی ہے ـــــ پرنتو ایک شرط بھی باندھی ہے۔''

''وہ کیا ـــــ؟''

''تجھے ایک بار پھر اس دشٹ کو کھوجنا ہے جو میرے ڈر سے کسی کونے کھدرے میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے۔'' چرن کمار نے حقارت سے کہا۔

مرلی کا جسم ایک بار پھر بے جان ہو کر ایک طرف ڈھلک گیا۔ چرن کمار کٹی میں ٹہلتا رہا ـــــ وہ کسی ذہنی خلفشار میں مبتلا تھا جب مرلی کی آتما اس کے شریر میں آ گئی۔ اس کی آنکھوں میں خوف جھلک رہا تھا ـــــ اُس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لئے کپکپا رہے تھے لیکن آواز اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی

''سردی میں ٹھٹھرے ہوئے کتے کی طرح کیوں کانپ رہا ہے؟'' چرن کمار نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا اب تیری آتما ساری دھرتی میں جھک مار کر پھر خالی لوٹ آئی ہے؟''

"نہیں مہاراج ـــــ وہ ـــــ" مرلی نے رُک رُک کر سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "وہ مجھے نظر آ گیا ہے۔"

"نظر آ گیا ہے ـــــ" چرن کمار کی آنکھوں میں امید کی ایک کرن چمکی۔ "تُو جھوٹ تو نہیں بول رہا ـــــ؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں مہاراج!"

"کہاں ہے وہ پاپی ـــــ؟" چرن کمار نے نفرت سے دریافت کیا۔

"وہ ـــــ وہ دُرگا دیوی کی شرن میں تھا اس لئے پہلے مجھے نظر نہیں آیا۔" مرلی نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"دُرگا کی شرن میں ـــــ" چرن کمار چونکا، پھر گھور کر بولا۔ "تُو نے کہیں بھنگ تو نہیں پی لی ہے ـــــ؟"

"نہیں ـــــ میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔" مرلی بدستور مُردہ آواز میں بولا۔ "تمہارے لئے ایک اور بری خبر ہے ـــــ"

"وہ کیا ـــــ؟"

"مہاراج بھی اس دھرتی سے سدھار گئے۔" مرلی نے رک رک کر کہا۔ "نرمل داس جیت گیا۔"

"پاپی ـــــ دشٹ ـــــ حرامی ـــــ" چرن کمار آپے سے باہر ہو گیا۔ "یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟ ـــــ مہاراج کی شکتی اپرم پار ہے۔ نرمل داس کے بڑے بھی مہاراج کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو وہ کیا کر سکتا ہے ـــــ؟"

"میں نے کہا نا ـــــ دُرگا دیوی نے اسے شرن میں لے رکھا تھا۔" مرلی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ دیوی نے اسے کچھ شکتی بھی دان کر دی ہو۔"

"نہیں ـــــ نہیں ـــــ یہ نہیں ہو سکتا۔" چرن کمار جھلا کر بولا۔ "تُو بکواس کر رہا ہے۔"

"نہیں مہاراج ـــــ میری آتما نے جو دیکھا، جو محسوس کیا وہ میں نے کھل کر کہہ دیا۔" "اب تم جانو اور تمہارا کام۔"

"سری رام کی طرح تُو بھی چلا جا ـــــ" چرن کمار تلملا کر بولا۔ "مہاراج کی آگیا

کے انوسار اب میں تجھے بھی آزاد کرتا ہوں۔ چرن کمار اکیلا بھی نرمل داس کے لئے بہت کافی ہوگا۔"

مرلی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آزادی کا حکم مل جانے کے بعد اس پر عائد تمام بندشیں ٹوٹ گئی تھیں۔ اس کی آتما نے شریر کا ساتھ چھوڑنے میں دیر نہیں کی۔ پھر اس کا استخوانی پنجر بھی راکھ بن کر نظروں سے اوجھل ہو گیا ـــــ

چرن کمار لمبے لمبے قدم اٹھاتا کالی کی مورتی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا ـــــ اُس نے ہاتھ باندھ کر کسی منتر کا جاپ شروع کر دیا۔

نرمل داس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے خون نے جوش مارنا شروع کر دیا۔ دُرگا کی کرپا نے اس کے راستے کا ایک اور پتھر بھی سرکا دیا۔ گردھاری کا دوسرا روپ بھی مرلی کی شکل میں راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ نرمل داس نے کچھ سوچ کر جسونت رام کی خیریت جاننے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔

"جسونت رام جیل کی ایک کوٹھڑی میں تھکا ہارا بیٹھا تھا جب باہر کھڑے سنتری نے اُسے زہر خند سے مخاطب کیا۔

"تُو عمر قید کی سزا نہیں برداشت کر سکتا سیٹھ! ـــــ اسی کارن سرکار نے تیرے لئے ایک اور راستہ نکال لیا ہے۔"

جسونت رام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وضاحت طلب نظروں سے سنتری کو دیکھا۔

"ایسے کیا گھور رہا ہے سیٹھ ـــــ؟" سنتری نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "کیا سادھنا کو بھول گیا جس کی ماں کا خون کر کے تُو نے اسے رکھیل بنا رکھا تھا ـــــ اُس کے شریر سے کھلونے کی طرح کھیلتا رہا۔"

"کیا ہوا اُسے ـــــ؟" جسونت رام نے تھکے تھکے لہجے میں سوال کیا۔

"اس کے ہاں تو اب تیرے پاپ کی نشانی ہی جنم لے گی۔ پر تُو بھی ٹکٹکی پر چڑھنے سے نہیں بچ سکے گا۔" سنتری نے نفرت سے کہا۔ "اُسی کی ماں کی فائل بھی دوبارہ کھل گئی ہے ـــــ تُو پہلے ہی بیان دے چکا ہے کہ اس سندری کے ساتھ آنکھ مٹکا کرنے اور حرام کاری کے کارن تُو نے اس کی ماں کو راستے سے ہٹایا تھا ـــــ یاد ہے سیٹھ بادشاہ؟"

جسونت رام نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔

"کیا سوچ بچار کر رہا ہے سیٹھ ــــــ؟" سنتری نے سلاخوں کے پاس آ کر دبی زبان میں کہا۔ "اب کا ہے کی چنتا؟ ــــــ دو تین پیشی میں تیرے جھٹکے کا بھی فیصلہ ہو جائے گا ــــــ پھر ٹکٹکی کے راستے نرک کا ٹکٹ کٹنے میں بھی دیر نہیں لگتی ــــــ وہاں جا کر سندر ناریوں اور فلمی ایکٹرسوں کے ساتھ دبا کر عیش کرنا ــــــ کیا سمجھا ــــــ؟"

نرمل داس نے دوبارہ آنکھ کھول دی۔ اس کے سامنے اب صرف چرن کمار کا کانٹا باقی رہ گیا تھا جسے وہ سسکا سسکا کر مارنے کا فیصلہ کر چکا تھا ــــــ چرن کمار کو یاد کر کے اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ اس کے کانوں میں پجاری شیام سرن کی باتیں گونجنے لگیں ــــــ پنڈت جمنا داس کی دان کی ہوئی شکتی کے علاوہ اب دُرگا دیوی کا آشیرباد بھی اس کے ساتھ تھا۔ نرمل داس کو یقین تھا کہ اب چرن کمار لوہے کا چنا ثابت ہونے کی بجائے ریت کی دیوار ہی ثابت ہو گا ــــــ اس نے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی جب لاجونتی کا خوبصورت اور معصوم وجود اس کے سامنے آ گیا۔ سارا کھیل لاجونتی کی وجہ سے شروع ہوا تھا جو نرمل داس کو پہلی ہی نظر میں بھا گئی تھی۔

نرمل داس دوبارہ آنکھ بند کر کے لاجونتی کی خواب گاہ میں پہنچ گیا۔ وہ بہت سوگوار اور اُداس نظر آ رہی تھی جب نرمل داس کی مدھم آواز اُس کے کانوں میں گونجی۔

"اتنی اداس کیوں ہے لاجو؟ ــــــ کس وچار میں گم ہے؟"

"تم ــــــ تم کون ہو ــــــ؟" لاجونتی نے چونک کر پوچھا۔

"تیرا پجاری ــــــ تیرا پریمی ــــــ نرمل۔"

"نرمل ــــــ" لاجونتی نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "کہاں ہو تم؟ ــــــ بار بار آتے ہو اور پھر چلے جاتے ہو؟"

"اب ایسا نہیں ہو گا سندری! ــــــ اب میں تیرے پاس آؤں گا تو واپس جانے کے لئے نہیں آؤں گا۔"

"مم ــــــ میں بہت اُداس ــــــ بہت بیاکل ہوں نرمل ــــــ" لاجونتی نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "گھر کے باہر پولیس نے میری حفاظت کے کارن پہرے بٹھا رکھے ہیں۔ اندر گھٹن ہی گھٹن ہے۔ پتا جی اپنے پاپوں کی سزا بھوگ رہے ہیں لیکن میں ــــــ میں کس جرم کی سزا کاٹ رہی ہوں؟"

"چنتا مت کرو لاجو ــــــ دُکھ کے یہ دن بھی بہت جلد بیت جائیں گے۔"

"تم نے مجھے گردھاری کے ہاتھوں سے بچا کر جو اپکار کیا ہے میں اسے سارا جیون ــــــ"

"نہیں لاجو، نہیں ــــــ" نرمل داس نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "میں نے جو بھی کیا وہ میرا دھرم تھا۔ لیکن تم نے مجھے سویکار کر کے میرا مان ضرور بڑھا دیا ہے۔"

"اس سمے تم کہاں ہو ــــــ؟" لاجونتی نے لگاوٹ سے پوچھا۔

"تمہارے من میں وشواس نہ ہو تو نظریں جھکا کر اپنے دل میں جھانک کر دیکھو۔ وہاں تمہیں میرا چتر نظر آئے گا۔"

جواب میں لاجونتی کسی چھوئی موئی کے پودے کی طرح اپنے وجود میں سمٹ کر رہ گئی۔

"تمہاری نظروں نے مجھے پہلے ہی گھائل کر رکھا ہے۔ اور زخمی نہ کرو لاجو ــــــ"

"اگر یہ سچ ہے تو پھر تم میرے قریب کیوں نہیں ہو ــــــ؟" لاجونتی نے بڑی اپنائیت کا اظہار کیا۔

"کچھ دنوں کی بات اور ہے ــــــ اس کے بعد ــــــ"

"تم جانا چاہو گے بھی تو میں اب تمہیں کہیں نہ جانے دوں گی۔" لاجونتی روانی میں کہہ گئی پھر اس نے شرما کر تکیے میں منہ چھپا لیا۔

نرمل نے آنکھیں کھول کر سکون کا ایک لمبا سانس لیا پھر سینہ تان کر کالی کے مندر کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ اس نے دل ہی دل میں چرن کمار سے للکار کر کہا۔

"چرن کمار ــــــ تیرا باپ ابھی تیرا کریا کرم کرنے کے لئے زندہ ہے ــــــ پاپی تُو نے جیون میں بہت عیش کر لئے۔ اب نرک میں جانے کے لئے تیار ہو جا ــــــ میں تیرا سارا پرانا حساب کتاب چکتا کرنے کے کارن آ رہا ہوں ــــــ اب یہ فیصلہ بھی ہو جائے گا کہ کون گرو ہے اور کون چیلا ــــــ"



چرن کمار کالکا کی قد آور مورتی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ایک خطرناک جاپ کے منتر پڑھ رہا تھا۔ اس کے کانوں میں مرلی کا کہا ہوا ایک جملہ صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا۔

"مہاراج بھی اس دھرتی سے سدھار گئے ____ نرمل داس پھر جیت گیا۔"

چرن کمار کو مرلی کی بات کی صداقت پر شبہ تھا۔ بے جسم کا چہرہ چرن کمار کے لئے اس کی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم سہارا تھا۔ اسی بے پناہ قوت والے چہرے نے چرن کمار کو گردھاری کے دوڑوپوں سے لیس کر رکھا تھا جن کے قبضے میں بے شمار روحیں تھیں جو کسی بھی انسان، چرند، پرند یا حشرات الارض کے مردہ جسم کو اپنا کر زندوں کی طرح حرکت کر سکتی تھیں۔ سیاہ فام حبشیوں کے قبیلے میں تین سال کے بچے کا نایاب مغز اُسے نصیب نہیں ہوا تھا تو اس نے بچے کا خون پینے کی ٹھان لی تھی۔

چرن کمار کو اس بات کا احساس تھا کہ پنڈت جمنا داس کی نظرِ عنایت اس کے مقابلے میں پجاری شیام سرن پر زیادہ تھی۔ اُس نے شیام سرن کو زبان سے ہمیشہ اپنا متر (دوست) ہی کہا تھا لیکن وہ ہر قیمت پر اسے نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ چرن کمار جانتا تھا کہ پنڈت جمنا داس لازوال، پراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا۔ اُس نے دیوی دیوتاؤں کی خاطر دنیا سے منہ موڑ لیا تھا۔ زندگی کا ایک بڑا حصہ برفیلی پہاڑیوں کے یخ بستہ گپھاؤں میں مہینوں بھوکا پیاسا رہ کر گزارا تھا۔ خطرناک جاپ کئے تھے اور ایسی قوت حاصل کر لی تھی جو کسی دوسرے پنڈت یا پجاری کو کم ہی نصیب ہوتی ہے۔

پنڈت جمنا داس کے لئے فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ وہ آنکھ بند کر کے ہزاروں میل دور تک پہنچ جاتا تھا۔ کبھی خوش ہو کر قہقہہ لگاتا تو بنجر زمین بھی سونا اُگلنے لگتی تھی۔ کبھی جلال کی کیفیت میں پھونک مارتا تو کھڑی فصل پلک جھپکتے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جاتی تھی ____ وہ دلوں میں جھانکنے کی قوت رکھتا تھا۔ دوسروں کے خیالوں کو پڑھ سکتا تھا۔ دیوی دیوتاؤں نے اس کی بھگتی سے خوش ہو کر اسے دھرتی کا سب سے بلوان اور مہان پنڈت بنا دیا تھا۔

چرن کمار کو نرمل داس کی طرف سے کوئی کھٹکا نہیں تھا۔ دھارمک کاموں سے دور رہ کر وہ دنیا کے ہنگاموں میں مگن رہنے کا عادی تھا۔ لیکن پجاری شیام سرن کو اس نے ہمیشہ اپنے راستے کا کانٹا سمجھا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ کسی سائے کی طرح ہر وقت جمنا داس کے وجود سے چمٹا رہتا تھا۔ چرن کمار کو خدشہ تھا کہ جمنا داس کے بعد پروہت کی گدی بھی شیام سرن کے قبضے میں چلی جائے گی۔

جمنا داس کی دور رس نگاہوں نے چرن کمار کے من کا بھید جان لیا تھا۔ اس نے شیام سرن سے بات کرنے کے بعد چرن کمار کو دیوی کے نام پر وچن دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی ہی میں کالی کے بڑے مندر کے پروہت کی جگہ اسے سونپ دے گا لیکن چرن کمار کو اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ وہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھا جو اسے شیام سرن کے مقابلے میں زیادہ سربلند کر دے۔ پھر جب اس کی موجودگی میں پنڈت جمنا داس نے تین سال کے بچے کے مغز کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف کیا تو اس کے دل میں میل آ گیا۔ اس نے جمنا داس کو وحشیوں کے قبیلے میں جانے سے پہلے وچن دیا تھا کہ وہ صرف دور کھڑا تماشہ دیکھتا رہے گا لیکن دل میں اس نے کچھ اور ٹھان رکھی تھی۔ چنانچہ بچے کی کھوپڑی دو حصوں میں منقسم کرنے کا وقت آیا تو اس نے بھی مغز کو دو حصوں میں بانٹ ڈالنے کی شرط لگا دی۔ جمنا داس نے اُسے سمجھانا چاہا، اس کا وعدہ یاد دلایا۔ اسے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن چرن کمار اس قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دیوتا "بونگا لاسی" کے قدموں میں بھینٹ گزارنے کے بعد جب بچے کو سامنے لایا گیا تو چرن کمار نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بچے کے مغز کے ایک چوتھائی حصے کے سلسلے میں بھی شیام سرن کے لئے کوئی رعایت نہیں کرے گا۔ ہر قیمت پر وہ طاقت کے کھیل میں پجاری شیام سرن کو نیچا دکھانے کا فیصلہ کر چکا تھا ____ پھر بچے کا سر قلم ہونے کے بعد اُس نے پنڈت جمنا داس کے روکنے کے باوجود بچے کے مغز کے حصول کے لئے دوڑ لگا دی تھی۔ شیام سرن صبر و سکون سے جمنا داس کا ہاتھ تھامے کھڑا رہا۔

پھر ____ وہی ہوا جو دیوی دیوتاؤں کا فیصلہ تھا۔ سیاہ فام وحشیوں کے مقابلے میں چرن کمار کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بچے کا مغز اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس خیال سے کہ بچے کے خون میں بھی قوت کی تاثیر ہو گی، اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر اس کا خون پینا شروع کر دیا تھا جس کے نتیجے میں وہ بے جسم والے مکروہ چہرے کے جال میں پھنس گیا۔

قبیلے سے واپسی کے بعد پنڈت جمنا داس نے دل برداشتہ ہو کر پروہت کی گدی حسبِ وعدہ چرن کمار کو سونپ دی، جس کے بعد چرن کمار کی شخصیت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک طرف وہ کالی دیوی کا سیوک تھا مگر دوسری طرف وہ اس مکروہ چہرے کے

اشاروں پر بھی ناچنے کو مجبور تھا جس نے چرن کمار کو بے پناہ گندی اور نجس قوتوں کا مالک بنا دیا تھا۔ گردھاری کے دونوں رُوپوں کی آڑ میں وہ جو بھی چاہتا کر گزرتا ــــ طاقت کے اسی نشے نے چرن کمار کو اصل راستے سے بھٹکا دیا۔

مندر کی معصوم دیوداسیوں اور حسین پجارنوں کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کے علاوہ بھی وہ گردھاری کے دونوں رُوپوں کے ذریعے ہر حسین لڑکی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتا تھا لیکن جب اس نے لاجونتی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ وش کنیا بنانے کا خواب دیکھا تو قسمت اس کے راستے میں جسونت رام کی صورت میں حائل ہوگئی جو ملک دشمن عناصر میں ملوث ہونے کے سبب حکومت اور قانون دونوں کی نظروں میں آ چکا تھا۔ مکروہ چہرے والے نے ایک بار اسے دبی زبان میں لاجونتی سے دور رہنے کی ہدایت کی تھی پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا ــــ اور اب ــــ جب مرلی نے اسے بے جسم کے مکروہ چہرے والے کی ہار اور نرمل داس کی جیت کی خبر سنائی تو وہ اندر ہی اندر تلملا کر رہ گیا۔

وہ کالی کی مورتی کے سامنے کھڑا دیوی دیوتاؤں کو راضی کرنے اور ان کی بے پناہ طاغوتی قوتوں کو اپنے حق میں ہموار کرنے کے لئے ایک خطرناک منتر کا ورد کر رہا تھا لیکن اس کے ذہن میں نرمل داس کا خیال رہ رہ کر کلبلا رہا تھا۔

چرن کمار کے خیال میں نرمل داس دھرم کرم سے دور رہنے کے سبب کسی ایسے سانپ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا جو خطرناک نظر آنے کے باوجود زہر کی قوت سے محروم تھا۔ چرن کمار نے کئی بار نرمل داس کے من میں جھانکنے کی کوشش کی تھی۔ اس کی اصلیت کو کھنگالنے کی خاطر بڑے جتن کئے تھے لیکن منڈل میں رہنے کے سبب وہ اس کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ اخذ نہیں کر سکا تھا۔ پھر جب نرمل داس نے خود آگے بڑھ کر اسے گرو تسلیم کر لیا اور مہاراج کہنے لگا تو چرن کمار کی وحشتوں کو قرار آ گیا۔ نرمل داس کو قابو میں رکھنے کی خاطر اس نے شکنتلا کی قربانی بھی پیش کر دی تھی لیکن اب اس کے ذہن کے ہر گوشے میں خطرے کی سرخ بتیاں جل بجھ رہی تھیں ــــ وہ خوفزدہ نہیں تھا لیکن نرمل داس کے کانٹے کو درمیان سے نکال پھینکنے کے بارے میں پوری طرح سنجیدہ تھا۔ اُسے وشواس تھا کہ مندر کا پروہت ہونے کے ناتے کالی دیوی اس پر ضرور مہربان ہوگی۔

وہ جنتر کے بول کا ورد کر رہا تھا جب ایک نسوانی آواز اس کے کانوں میں ابھری۔

"چنتا مت کرو چرن کمار ــــ دیوی تمہارے من کا بھید جان سکتی ہے۔"

"میں تیرا سیوک، تیرا داس ہوں۔" چرن کمار نے جنتر کے بول ختم کر کے بڑی عاجزی سے کہا۔ "مجھے وشواس تھا دیوی کہ تُو میری سہائتا اوش کرے گی۔"

"چرن کمار ــــ دیوی جانتی ہے کہ تُو اس سمے کیا وچار کر رہا ہے لیکن یہ بھی جانتی ہے کہ تُو نے کیا بھول کی تھی۔"

چرن کمار کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔

"میں ہاتھ باندھ کر بنتی کرتا ہوں دیوی ــــ" وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "سیوک سے اگر انجانے میں کوئی بھول ہوگئی ہے تو اسے شما کر دے ــــ"

"میرا اشارہ اس گندی شکتی کی طرف ہے جسے تُو نے دیوتا سمجھ کر پوجنا شروع کر دیا تھا۔" دیوی کی سپاٹ آواز اُبھری۔ "تُو نے ہمارے مہان سیوک جمنا داس کے ساتھ بھی چھل کپٹ سے کام لیا تھا۔ اس سمے بھی تجھے شما کر دیا گیا تھا۔"

"مجھ سے بھول ہوگئی تھی دیوی ــــ مجھے شما کر دے۔" چرن کمار گڑگڑانے لگا۔ "تیرا یہ سیوک اپنے پاپ کا پراسچت کرنے کو تیار ہے۔ میں تیری اس دیا کو سارا جیون یاد رکھوں گا۔"

"تُو نے اس گندی شکتی کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا جس نے تجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دیا تھا ــــ؟" نسوانی آواز میں شکوہ تھا۔ برہمی کی آمیزش تھی۔

"میں وشنو مہاراج کی سوگند اُٹھا کر وچن دیتا ہوں کہ اب کبھی بھولے سے بھی اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔"

"تجھے یاد ہے کہ مرلی کی آتما نے تجھ سے کیا کہا تھا ــــ؟"

"ہاں ــــ آں ــــ" چرن کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے مُردہ آواز میں کہا۔ "اُس نے کہا تھا کہ وہ ہار گیا اور نرمل داس پھر جیت گیا۔"

"اُس نے غلط نہیں کہا تھا ــــ" اس بار بھی سنجیدگی سے کہا گیا۔ "تُو نے جسے دیوتا سمجھ رکھا تھا وہ موم کی طرح پگھل کر ہمیشہ کے لئے نشٹ ہوگیا ــــ اس کی ساری شکتی دیوتاؤں کے ماتھے کی ایک شکن کے سامنے دھری کی دھری رہ گئی۔"

چرن کمار نے کوئی جواب نہیں دیا، بھکاریوں کی طرح ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔

''ایک بات دھیان سے سن لے چرن کمار ـــــ'' کچھ توقف سے تنبیہی لہجے میں کہا گیا۔ ''اگر اب تُو نے دیوتاؤں کے ساتھ ٹھٹھول کرنے کی بھول کی تو اس سنسار کے کسی کونے میں بھی تجھے شرن نہیں ملے گی۔''

''میں سمجھ رہا ہوں دیوی ـــــ''

''مجھے وچن دے کہ اب تیرے من میں کبھی کوئی میل نہیں آئے گا۔''

''تیرے در کا یہ بھکاری تجھے سچے من سے وچن دیتا ہے کہ اب اس کے پگ کبھی بھول کر بھی نہیں ڈگمگائیں گے۔''

''چرن کمار ـــــ'' ایک لمحے کے بعد سنجیدگی سے جواب ملا۔ ''تُو جانتا ہے کہ پنڈت جمنا داس ہمارا مہان سیوک تھا پرنتو ایک معمولی بھول کرنے پر اس کی آتما کو آکاش پر اٹھا لیا گیا تھا ـــــ؟''

''ہاں ـــــ'' چرن کمار نے تھوک نگل کر کہا۔ ''مجھے یاد ہے۔''

''لیکن اس کے بعد بھی تُو نے مرلی کو ہمارے پوتر استھان میں شرن دی تھی ـــــ؟'' اس بار پھر ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔

''اب ایسا نہیں ہوگا دیوی ـــــ میری بنتی سویکار کر لے۔''

''دیوی اور دیوتا نہیں چاہتے کہ مندر کے اندر دو شکتیوں کے درمیان کوئی یدھ ہو۔''

''دوبارہ ایسا نہیں ہوگا ـــــ'' چرن کمار نے ہاتھ باندھے جواب دیا۔ ''میں تجھے وچن دیتا ہوں۔''

''دیوی جانتی ہے کہ تُو نے پجارن کامنی کے کارن نرمل داس کو دو دن سوچ وچار کی مہلت دی تھی۔''

چرن کمار اپنی جگہ کسمسانے لگا۔

''تُو کامنی کو ساتھ لے کر گنیش دیوتا کے پرانے مندر کی طرف چلا جا ـــــ'' تحکمانہ انداز میں کہا گیا۔ ''نرمل داس سے یدھ کرتے سمے دیوی کو دیئے ہوئے وچن کا دھیان رکھنا ـــــ اس سمے میں اس کے سوا کچھ اور نہیں کہہ سکتی۔''

''میں تیری آگیا کا پالن کروں گا دیوی ـــــ'' چرن کمار نے شرمندگی کا اظہار

کرتے ہوئے کہا پھر دیوی کی مورتی کے سامنے جھک کر ڈنڈوت کرنے کے بعد مندر سے باہر آ کر پجارن کامنی کی کٹیا کی طرف قدم بڑھانے لگا ـــــ

اُس کے ذہن میں اس وقت بھی کالی کو دیئے ہوئے وچن سے زیادہ نرمل داس کو پیروں تلے کچل ڈالنے کا خیال سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا ـــــ!!



آتش فشاں کا لاوا اندر ہی اندر پکنے کے بعد باہر نکل آئے تو پھر اس کی راہ میں بند باندھنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ وہ اپنے راستے میں آنے والی ہر شے کو نیست و نابود کرتا ـــــ کسی بدمست ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا ہوا گزر جاتا ہے۔ اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے اس کا جوش وخروش کم نہیں ہوتا، بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ زندگی اور موت اس کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

یہی کیفیت نرمل داس کی تھی۔

پجاری شیام سرن کے مشورے پر دُرگا کے لئے سات روز کا برت رکھنے کے بعد وہ خود کو پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ قد آور محسوس کر رہا تھا۔ کالی کے بڑے مندر کی طرف بڑھتے ہوئے وہ صرف اور صرف چرن کمار کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے اس کے باپ کے ساتھ دھوکا کیا تھا ـــــ اپنے دیئے ہوئے وچن سے مکر گیا تھا۔ کالی کے مندر کا پروہت بننے کے بعد اس نے شیام سرن کی طرف سے بھی نگاہیں پھیر لی تھیں۔ طاقت اور گدی کے زعم نے اسے اندھا کر دیا تھا۔

پہلی ملاقات میں اس وقت کے پجاری نے نرمل داس کو بھی اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی کہ وہ مہان شکتیوں کا مالک تھا۔ اگر پجاری شیام سرن نے نرمل داس کی رہنمائی نہ کی ہوتی تو شاید چرن کمار اسے بھی اپنے قدموں تلے روند ڈالنے سے گریز نہ کرتا۔ طاقت کے حصول کی خاطر اُس نے جمنا داس کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا تھا۔ بے جسم کے مکروہ چہرے کی پشت پناہی نے اُس کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی تھی۔ گردھاری کے مختلف روپ اس کے لئے آسانیاں پیدا کر رہے تھے۔

نشہ دو آتشہ ہو جائے تو پھر بہکا ہوا شرابی دنیا کی ہر شے کو خود سے بہت زیادہ حقیر

اور بے معنی سمجھتا ہے۔ چرن کمار ایک ہی وقت میں دو کشتیوں پر سوار تھا۔ کالی کی پوجا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ مکروہ چہرے والی کی بے پناہ قوتوں کے سامنے بھی گھٹنے ٹیک رہا تھا۔ کسی آدم خور بھیڑیے کی طرح اس نے نرمل داس کو بھی اپنے بھٹ کے قریب لا کر اندھیرے میں شکار کرنے کی خاطر کئی بار جال پھیلایا تھا۔ پجاری شیام سرن نے اگر نرمل داس کو ہر وقت منڈل میں رہنے کا مشورہ نہ دیا ہوتا تو شاید چرن کمار کی شاطرانہ چالیں اس کی کامیابی کا سبب بن جاتیں لیکن منڈل میں رہنے کے سبب چرن کمار، نرمل داس کے بھید کو نہیں پا سکا تھا۔ پھر اُس نے نرمل داس کو شیام سرن کے خلاف اُکسانے کی خاطر جو گھٹیا حربہ استعمال کیا وہ بھی شیام سرن کی دور اندیشی کی وجہ سے خاک میں مل گیا۔

پنڈت جمنا داس نے مرنے سے پہلے نرمل داس کو اپنی تمام قوتیں سونپ دی تھیں لیکن یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ چالیس دن یا دو چندرما کے پورا ہونے سے پیشتر اُسے چرن کمار کے خلاف استعمال نہیں کر سکتا۔ پجاری شیام سرن نے جمنا داس کا سچا سیوک ہونے کا ثبوت اپنی زندگی کی قربانی دے کر پیش کر دیا تھا۔ اس کے خون اور جمنا داس کی چتا کی راکھ کے آمیزے میں لوٹ لگانے کے بعد چالیس دنوں یا دو چندرما کے پورا ہونے کی شرط بھی ختم ہو گئی تھی۔ نرمل داس باپ کی حاصل کی ہوئی تمام پراسرار قوتوں کا مالک بن گیا تھا۔

پجاری شیام سرن کی بے لوث قربانی کا علم نرمل داس کو اس وقت ہوا جب شیام سرن زندگی کی آخری چند سانسیں گن رہا تھا۔ جمنا داس نے کہا تھا کہ شیام سرن پوری دنیا میں نرمل داس کا سب سے سچا اور کھرا دوست تھا لیکن وقت کی ایک ہی کروٹ نے اسے بھی نرمل داس سے جدا کر دیا تھا۔ اسی کی موت کا انتقام لینے کی خاطر نرمل داس نے پجاری شکنتلا کے خوبصورت جسم کو روند کر چرن کمار کو للکارا تھا۔ پھر اس کا چیلا بن کر اس کی جڑیں اُکھاڑنے کی کوشش کی تھی جب جمنا داس کی آتما نے ایک اور بندش عائد کر دی۔ گردھاری کے دونوں روپ کو ختم کرنے اور چرن کمار سے ٹکرانے سے پیشتر مکروہ چہرے کے اس ناپاک وجود کو جہنم رسید کرنے کا مشورہ دیا تھا جس نے گردھاری اور چرن کمار کو پناہ دے رکھی تھی۔

نرل داس بار بار کی بندشوں سے جھلاّ گیا تھا۔ چرن کمار کے بُت کو گرانے کی خاطر اس نے تمام رکاوٹوں کو پھلانگنے کا فیصلہ کر لیا۔ اُس کی اسی غلطی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چرن کمار نے مرلی کی شکل میں گردھاری کے دوسرے روپ کا چارہ ڈال کر اس کی اصلیت اور دل کا بھید جاننے کی چال چلی تھی۔ کالی کے مندر کی سیڑھیاں اُترتے وقت اگر جمنا داس کی آتما نے اُسے بروقت نہ چونکا دیا ہوتا تو شاید وہ چرن کمار کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاتا ـــــ نرل داس نے عین وقت پر اپنا راستہ بدل کر چرن کمار کی تدبیر کو ناکارہ بنا دیا تھا لیکن کالی کے مندر کی حدود میں جمنا داس کی آتما کی دخل اندازی دیوتاؤں کے ماتھے کی شکن بن گئی۔ اس کی آتما کو آکاش پر واپس بلا لیا گیا۔ چرن کمار کو اپنا راستہ صاف نظر آیا تو اس نے اپنی بے پناہ قوت کے بل بوتے پر نرل داس کو نیچا دکھانے کی خاطر دو دن کی مہلت دی اور یہ کہا کہ وہ چرن کمار کو اپنا گرو مان کر اس کے اشاروں پر چلنے کا وعدہ کر لے ورنہ ان دونوں کے راستے الگ الگ ہو جائیں گے۔ یہ ایک قسم کا کھلا چیلنج بھی تھا ـــــ ایسی صورت حال تھی جس کو قبول کرنا نرل داس کو کسی صورت میں بھی منظور نہیں تھا۔

مرلی کے سامنے آجانے کے بعد اور پجارن کامنی کا نام نرل داس کی زبان سے سن کر چرن کمار نے ہر قیمت پر اسے اپنے راستے سے ہٹانے کا منصوبہ تیار کر لیا تھا لیکن اس آڑے وقت میں بھی پجاری شیام سرن کی آتما اس کے کام آئی۔ اس نے نرل داس کو مشورہ دیا کہ وہ چرن کمار کو گرو ماننے سے انکار کر دے۔ دُرگا دیوی کے نام پر سات روز کا برت رکھے اور جمنا داس کی پوتر مالا کا ایک دانہ کسی طرح مکروہ چہرے والے کی تاریک آنکھ میں ڈال دے۔

نرل داس نے پجاری شیام سرن کا مشورہ قبول کر کے نہ صرف دُرگا کا آشیرباد حاصل کر لیا بلکہ تمام قید و بند سے بھی گلوخلاصی حاصل کر لی اور اب وہ کسی جوالا مکھی (آتش فشاں) سے نکلے ہوئے شعلہ بار لاوے کی طرح دندناتا ہوا چرن کمار کے وجود کو پیروں تلے کچلنے کے ارادے سے سینہ تانے کالی کے بڑے مندر کی طرف قدم اٹھا رہا تھا جب شیام سرن کی آتما کی آواز اس کے کان میں گونجی۔

''نرل ـــــ میں تجھے بدھائی دیتا ہوں کہ تُو نے دُرگا دیوی کا آشیرباد حاصل کر

لیا۔ پرنتو اب تجھے آنکھیں بھی زیادہ کھلی رکھنی ہوں گی ـــــ بدھی سے سوچ وچار کرنے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا ورنہ بنا بنایا کھیل بھی بگڑ سکتا ہے۔''

''نہیں شیام سرن ـــــ نہیں۔'' نرل داس چیخ اٹھا۔ ''بار بار میرے راستوں میں بند باندھنے کی کوشش مت کرو۔ چرن کمار نے ہمارے راستوں میں جو کانٹے بکھیرے ہیں تم بھی جانتے ہو ـــــ وہ اپنی من مانی کر چکا ـــــ اُس نے مجھے اپنے جال میں پھانسنے کے کارن بہت سارے گُر آزما لئے۔ اب میری باری ہے۔''

''میں اس کے سوا بھی بہت کچھ جانتا ہوں ـــــ'' شیام سرن کی آواز کہیں دُور سے آتی سنائی دی۔ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا راستہ بھی صاف ہے لیکن دیوی دیوتاؤں کی کٹھن پریکشا (امتحان) کبھی کبھی منش کی موٹی عقل میں نہیں آتی ـــــ وہ شکتی کے گھمنڈ میں کوئی بھول کر بیٹھتا ہے پھر......''

''اب کون سا امتحان باقی رہ گیا ہے ـــــ؟'' نرل داس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ ''کیا بے شریر کے پلید چہرے کی بھیانک موت میرا امتحان نہیں تھی؟ پجارن شکنتلا کا سندر شریر جب کالی کے چرنوں میں پھڑپھڑایا تھا اس سمے بھی میں اپنے پیروں پر جما کھڑا رہا ـــــ تم نے بھی وہ تماشہ دیکھا ہوگا؟ ـــــ گردھاری کا دوسرا روپ بھی مرلی کی صورت میں سامنے آچکا ہے ـــــ میں نے چرن کمار کی چہیتی پجارن کامنی کی بھرپور جوانی کو بھی روندنے کا اظہار برملا کیا تھا۔ کیا تم اسے میری بزدلی کہو گے؟''

''کل جو بیت گیا اسے بھول جاؤ نرل ـــــ کل جو ہونے والا ہے کیول اس پر نظر رکھو۔'' اس بار بھی سنجیدگی سے کہا گیا۔ ''گرو جمنا داس کی ایک بھول کے کارن اس کی آتما کو آکاش پر واپس بلا لیا گیا تھا ـــــ میں نے دیوی دیوتاؤں کی بھگتی میں سارا جیون تیاگ دیا۔ کسی حال میں، کبھی بھی گرو دیو کا ہاتھ نہیں چھوڑا ـــــ مہان شکتی پراپت کرنے کے بعد بھی میں نے کبھی گھمنڈ سے کام نہیں لیا۔ سیدھے اور سچے راستے پر چلتا رہا۔ کل کیا ہوگا میں یہ بھی جانتا ہوں پرنتو زبان نہیں کھول سکتا۔''

''پہیلیاں مت بجھواؤ شیام سرن ـــــ'' نرل داس نے اُلجھتے ہوئے کہا۔ ''جو کہنا ہے کھل کر صاف صاف شبدوں میں کہہ ڈالو ـــــ تم صرف میرے پتا کے سیوک ہی

نہیں، میرے متر بھی تھے۔ تم نے میرے کارن اپنا جیون بلیدان کر کے جو اپکار کیا وہ بھی مجھے یاد ہے۔ تم نہ ہوتے تو شاید میں بھٹک گیا ہوتا ـــــ یہ بھی ممکن تھا کہ پاپی چرن کمار کی گھٹیا چالیں کامیاب ہو جاتیں ـــــ میں اُسے نیچا دکھانے اور پتا کو دیئے ہوئے وچن کو نبھانے کے سپنے دیکھتا ترلوک سدھار جاتا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا ـــــ اور اب جب میں اپنی منزل سے دو چار قدم دور ہوں تو تم ـــــ"

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو نرمل ـــــ" شیام سرن کی آتما نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "میرے پاس زیادہ سمے نہیں ہے ـــــ ایک بات گانٹھ سے باندھ لو ـــــ جو کچھ غلط نظر آئے اس پر آنکھ بند کر کے وشواس مت کرنا ـــــ جلدی میں تم سے کوئی بھول چوک ہوگئی تو بعد میں پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

اس کے بعد نرمل داس نے جواب میں کئی بار شیام سرن کی آتما کو آواز دی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

خاصی دیر تک وہ اپنی جگہ کھڑا پجاری شیام سرن کی آتما کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ "وہ کیوں آیا تھا؟ ـــــ کیا کہہ گیا؟" نرمل داس اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکا پھر اس نے محتاط انداز میں دوبارہ قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔

جیسے جیسے کالی کے بڑے مندر سے اس کا فاصلہ گھٹتا جا رہا تھا اس کی وحشتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ درگا کی نصیحتیں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ چرن کمار سے آخری معرکہ کرنے کے لئے اس کو کالی کے مندر سے باہر نکالنا ضروری تھا۔ اس نے دُرگا سے کہا تھا کہ وہ پجارن کامنی کو بطور چارہ استعمال کرے گا۔

مندر سے ایک کوس کے فاصلے پر پہنچ کر اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے ـــــ اُس نے آنکھ بند کر کے پجارن کامنی کو دیکھنے کی کوشش کی۔ مندر کے جس حصے میں پجارنیں رہتی تھیں اس کا کونا کونا چھان مارا لیکن وہ کمسن قتالہ اسے کہیں نظر نہیں آئی جس کے حُسن اور جوانی کا نقشہ آنند لال نے الفاظ میں کھینچنے کی کوشش کی تھی۔

نرمل داس نے کامنی کی جستجو ترک کر کے چرن کمار کے کمرۂ خاص میں جھانکا۔ مندر کے ایک ایک کونے میں تلاش کیا لیکن چرن کمار بھی نظر نہ آیا تو نرمل داس نے بے تحاشہ قہقہہ لگاتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

"پاپی! ـــــ کمینے! ـــــ اتنی جلدی گھبرا کر کسی کال کوٹھڑی میں چھپ گیا ـــــ کامنی کو بھی ساتھ لے گیا ـــــ بھول گیا وہ طنطنہ جب تُو نے اپنی شکتی کے گھمنڈ میں مجھے دو روز کی مہلت دی تھی۔ اتنی جلدی ساری ہیکڑی نکل گئی۔ کائروں کی طرح منہ چھپا کر بھاگ لیا۔"

نرمل داس چھاتی ٹھونک ٹھونک کر چرن کمار کو للکارتا رہا، اُسے سامنے آنے پر اُکساتا رہا۔ پھر یکلخت اُسے یوں لگا جیسے کوئی اُس کی پشت پر موجود ہے۔ ایک لمحے کو وہ گھبرا گیا ـــــ اُس کے ذہن میں چرن کمار کا خیال اُبھرا۔ اگر اس کا خیال درست تھا تو پھر دشمن اس کی پشت پر بزدلی سے چھرا گھونپ کر اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ محبت اور جنگ میں کسی حربے کے استعمال کو ناجائز نہیں کہا جاتا۔ جیت ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے جو موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر پہل کر دے۔ خطرے کے احساس نے نرمل داس کو چوکنا کر دیا۔ وہ یکلخت کسی آدم خور چیتے کی مانند نہایت پھرتی سے اچھل کر پلٹا پھر ٹھٹک کر رک گیا۔

اس کی نظروں کے سامنے آنند لال کھڑا تھا۔ وہی پراسرار آنند لال جس نے شکنتلا کے سلسلے میں نرمل داس کو بڑی خوبصورتی سے اُکسایا تھا۔ اس نے بعد میں اچانک سامنے آ کر مرلی کی اس کٹیا کی نشان دہی کی تھی جہاں وہ ایک کھاٹ پر پڑا زخمی حالت میں کراہ رہا تھا۔ اسی نے بتایا تھا کہ چرن کمار نے کامنی نامی ایک نئی، معصوم اور کم عمر پجارن کو اپنے لئے وقف کر لیا تھا اور اس وقت جب نرمل داس کے ذہن میں اپنے خطرناک دشمن چرن کمار کا تصور اُبھرا تھا تو آنند لال ہی اس کی نظروں کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم ـــــ؟" نرمل داس نے اسے خشک لہجے میں مخاطب کیا۔

"ہاں ـــــ میں ـــــ تمہارا پرانا سیوک آنند لال۔"

"اس سمے تم نے میرا راستہ کاٹنے کی کوشش کیوں کی ہے ـــــ؟" نرمل داس نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"پہلے بھی میں نے کبھی تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں کی تھی۔" آنند لال نے ٹھہرے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "تم پنڈت جمنا داس کے پتر ہو تو پھر تمہاری سیوا

کرنا بھی میرا دھرم ہے——“

”تمہاری اصلیت کیا ہے——؟“

”جو سیوک ہو وہ کیول سیوک ہی ہوتا ہے——“ آنند لال نے پُرسکون لہجے میں کہا۔”مجھے اپنا سیوک ہی سمجھو۔“

”اس سمے کس کارن آئے ہو——؟“

”تم جسے کالی کے مندر میں کھوج رہے ہو وہ وہاں نہیں ہے۔“

”پھر کہاں ہے——؟“

”پورب کے طرف آدھا کوس جانے کے بعد تمہیں گنیش دیوتا کا ایک سال خوردہ مندر نظر آئے گا۔“ آنند لال نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔”چرن کمار تمہیں اسی مندر کے آس پاس کہیں نظر آجائے گا۔“

”پجارن کامنی بھی کالی کے مندر میں نہیں ہے——“ نرمل داس سرسراتے لہجے میں بولا۔

”میں تمہارے من کا بھید جانتا ہوں نرمل داس——“ اس بار آنند لال نے ٹھوس آواز میں کہا۔”تم نے کسی دیوی سے یہی کہا تھا کہ چرن کمار کو مندر سے باہر لانے کے کارن تم پجارن کامنی ہی کا سہارا لو گے—— میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟“

نرمل داس آنند لال کا جواب سن کر چونکا۔

”تم——“ اس نے ایک بار پھر آنند لال کو مشکوک نظروں سے گھورا۔”اور کیا جانتے ہو——؟“

”یہی کہ تم قسمت کے دھنی ہو کہ دُرگا دیوی نے تمہاری یہ مشکل بھی آسان کر دی۔“ آنند لال معنی خیز انداز میں مسکرایا۔”دیوی نے اُس اپرادھی سے کسی اور روپ میں یہی کہا تھا کہ اگر وہ تم سے یدھ لڑنا چاہتا ہے تو پھر کامنی کو لے کر کالی کے مندر سے باہر چلا جائے۔“

”پھر تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ پجاری شیام سرن کی آتما نے مجھے کیا صلاح دی تھی——؟“ نرمل داس نے آنند لال کو ٹٹولنا چاہا۔

”گرو دیو کی طرح وہ بھی مہان شکتی کا مالک تھا۔ اگر چاہتا تو اپنے جیون ہی میں

چرن کمار کو نرک میں جھونک سکتا تھا پرنتو وہ مہان تھا۔ مہا پرش تھا اس لئے اس کے من میں کوئی لالچ نہیں تھی—— لالچ ہوتی تو وہ تمہارے لئے اپنا جیون بھی کبھی بلیدان نہ کرتا۔“ آنند لال نے چبھتے ہوئے انداز میں جواب دیا پھر ایک لمبی سانس لے کر بولا۔”اُس مہان پجاری نے تمہیں جو صلاح دی وہ بھی غلط نہیں ہے—— تمہیں آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی۔ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے سوچ بچار ضرور کر لینا—— جو کچھ غلط نظر آئے اس پر آنکھ بند کر کے وشواس مت کر لینا—— یہی کہا تھا نا اس مہان پجاری نے؟“

آنند لال کی باتیں اس بات کا یقین دلا رہی تھیں کہ وہ سچے سیوکوں کی طرح اپنا فرض نبھا رہا تھا۔ لیکن نرمل داس نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔

”کس وچار میں گم ہو؟—— تم نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا——؟“

”کیا پجارن کامنی بھی اس سمے چرن کمار کے ساتھ ہو گی——؟“ نرمل داس نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

”ہاں——“ آنند لال نے کچھ توقف سے کہا۔”وہ سندری بھی گنیش کے مندر میں چھپی بیٹھی ہے پرنتو میری ایک بات دھیان سے سن لو—— تم نے اس پجارن کے بارے میں جو سوچا ہے اسے بھی من سے نکال دو۔“

”کیا مطلب——؟“

”کامنی کے سندر شریر کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر من کی پیاس بجھانے کی بجائے اسے کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دینا—— اسی میں تمہاری مکتی ہے۔“

”اور اگر میں تمہارا کہا ماننے سے انکار کر دوں تو——؟“

”تو پھر تم جانو—— سیوک کو جو کہنا تھا کہہ چکا۔“ آنند لال نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ پھر اس کا وجود کسی پرچھائیں کی طرح لہراتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

نرمل داس کچھ دیر گم صم کھڑا اپنے خیالوں میں مستغرق رہا۔ پھر اس نے کالی کے بڑے مندر کی جانب سے اپنا رخ پھیر کر پورب کی سمت قدم اٹھانا شروع کر دیئے—— پجاری شیام سرن کی آتما کی آواز اور آنند لال کے کہے ہوئے معنی خیز جملے اس کے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجتے رہے—— چرن کمار کا تصور اس کی

رگوں میں دوڑتے خون کی حدت تیز کرتا رہا۔ نرمل داس نے اپنی رفتار بڑھا دی۔ اس کے اندر کی جوالا مکھی میں پھر اُبال آنے لگا۔ چرن کمار اس کا بدترین دشمن تھا جسے وہ جلد از جلد موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اس فیصلے میں کسی لچک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

گزرتے لمحوں کے ساتھ ساتھ نرمل داس کا جوش و خروش بھی بڑھتا گیا۔

گنیش کا شکستہ مندر دُور سے نظر آنے لگا تو نرمل داس نے ایک منتر پڑھ کر اپنے منڈل کو اور مضبوط کر لیا۔ اس کی شعلہ بار نظریں چرن کمار کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں جب وہ اچانک ایک تناور درخت کی آڑ سے نکل کر سامنے آ گیا۔

”تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی نرمل داس ——؟“ چرن کمار نے حقارت سے کہا۔

”میں تو بہت دیر سے تمہاری راہ تک رہا تھا۔“

”میری راہ تک رہے تھے یا اپنی موت کا انتظار کر رہے تھے ——؟“ نرمل داس نے کڑک کر جواب دیا۔

”کون مرے گا اور کس کے بھاگ میں دیوی دیوتاؤں نے وجے لکھ دی ہے اس کا فیصلہ آنے والا سمے کر دے گا۔ پرنتو میں اب بھی پہلے تمہارا جواب سننا زیادہ پسند کروں گا۔“ چرن کمار نے خشک اور سرد لہجے میں کہا۔ ”میں نے تمہیں دو دن کی مہلت دی تھی لیکن تم کہیں چھپ کر بیٹھ گئے —— پر چرن کمار جلدی میں کوئی فیصلہ نہیں کرتا —— مجھے بتاؤ نرمل کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ —— مجھے گرو مان کر میری ہر آگیا کا پالن کرنے کو تیار ہو یا کالی کے مہان سیوک سے سارے سمبندھ توڑ کر الگ ہونا چاہتے ہو ——؟“

”چرن کمار ——!“ نرمل داس نے کرخت آواز میں کہا۔ ”تم بھول رہے ہو کہ میری رگوں میں کس کا خون دوڑ رہا ہے۔“

”پنڈت جمنا داس کا، جس کی آتما کو دیوتاؤں نے شراپ دے کر آکاش پر واپس بلا لیا تھا۔“ چرن کمار نے زہرخند سے جواب دیا۔ ”کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟“

”نہیں —— تم نے جیون میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔“ نرمل داس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفرت سے جواب دیا۔ ”اس وقت بھی تم اپنے گرو کے سچے سیوک

تھے جب تم نے مہاراج کو دیا ہوا وچن توڑ کر بچے کا مغز کھانے کی ناکام کوشش کی تھی! —— تم اس وقت بھی کالی کے مندر کے پروہت تھے جب تم نے پجاری شیام سرن کے خلاف میرے کانوں میں زہر گھولنے کی کوشش کی تھی! —— تم نے جیون میں کبھی کوئی پاپ نہیں کیا! —— مہان شکتی کی تلاش میں تم نے کالی کو بھول کر اس مکروہ اور پلید چہرے کو پوجنا شروع کر دیا جس نے تمہیں اپنی شرن میں لے رکھا تھا۔ گردھاری کے روپ میں اس نے تمہیں بلوان بنانے کی کوشش کی تھی لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ —— کوڑیالے سانپ کے روپ میں ایک گردھاری کی آتما تمہارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئی۔ دوسرا گردھاری مرلی کے روپ میں اپاہجوں کی طرح مندر کی ایک کٹی میں کھاٹ پر پڑا کراہتا رہا —— “ نرمل داس نے اپنی بات جاری رکھی۔ چرن کمار کو آئینے میں اس کا چہرہ دکھاتے ہوئے بڑے تلخ لہجے میں بولا۔ ”تم دو کشتیوں پر پاؤں جمانے کا سپنا دیکھتے رہے تھے —— کالی کے سامنے ڈنڈوت بھی کرتے رہے اور اس دشٹ کو بھی بھگوان سمجھ کر پوجتے رہے جس کا کوئی شریر نہیں تھا —— مگر انجام کیا ہوا؟ کیا میں بتاؤں کہ وہ پلید چہرہ میری شکتی کے سامنے موم بن کر پگھلا پھر چھومنتر ہو گیا اور تم —— “ نرمل داس نے زہرخند سے کہا۔ ”تم ابھی تک مجھے چیلا بنانے کا سہانا سپنا دیکھ رہے ہو —— کیا تمہاری بدھی بھی گھاس چرنے چلی گئی ——؟“

”نرمل —— “ جواب میں چرن کمار کسی زہریلے سانپ کی طرح پھنکارتا ہوا بولا۔ ”میں جانتا ہوں کہ دُرگا کا برت رکھ کر تُو نے دو چار جنتر منتر بھی سیکھ لئے ہیں پر اب بھی تُو بالک ہی ہے۔ میری مان تو اونچے سُروں میں دھرپت راگ الاپنا چھوڑ دے۔ اپنی کھال میں رہنے کی عادت ڈال لے تو اسی میں تیری مکتی ہے —— سن رہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں؟“

”دُرگا اور کالی کا شبھ نام تمہاری گندی زبان پر شوبھا نہیں دیتا چرن کمار —— تمہارے جیون کے دن اب گنے چنے رہ گئے ہیں۔“ نرمل داس نے اُسے نفرت سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ ”موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے —— میں نے تمہارے گرو دیو کو وچن دیا تھا کہ تمہیں کبھی شما نہیں کروں گا۔ ایسا کشٹ دوں گا کہ تمہاری آتما کو بھی کبھی سکھ چین نصیب نہیں ہوگا۔ موری میں رینگنے والے کسی گندے کیڑے کی

طرح اپنے قدموں تلے روند ڈالوں گا ـــــ تجھے اب اپنے پاپوں کے پراسچت کا بھی موقع نہیں ملے گا۔''

''ٹٹھول کر رہا ہے؟ ـــــ وہ بھی چرن کمار سے۔'' چرن کمار نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ ''میری مان تو اب بھی میرے چرنوں میں ناک رگڑ کر مجھے گرو مان لے ـــــ میں تجھے گرو کے ناتے شما کر دوں گا۔''

''میں تیری بات مان سکتا ہوں ـــــ پر ایک شرط پر۔'' نرمل داس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کی نگاہوں میں شعلے لپک رہے تھے۔

''وہ کیا ـــــ؟''

''تُو اپنے پلید ہاتھوں سے خود اپنا گلا کاٹ کر جیون کی قید سے مکتی حاصل کر لے ـــــ مجھ سے اس سے زیادہ دیا (رحم دلی) کی آشا بھی مت کرنا۔'' نرمل داس گرج کر بولا۔ ''تیرے پاس سوچنے کا زیادہ سمے بھی نہیں ہے ـــــ جو فیصلہ کرنا ہے ترنت (جلدی) کر لے۔''

''دُرگا نے جو شکتی دان کر دی ہے اسے سینت کر رکھ مورکھ!'' چرن کمار تلملا کر بولا۔ ''اس دھرتی پر جیون سے زیادہ سندر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کیوں خود اپنی جان کا دشمن ہو رہا ہے ـــــ؟ میری بھگتی قبول کر لے اس کے سوا تیرے پاس کوئی راستہ بھی نہیں ہے ـــــ میں تجھے دو دن سوچ وچار کرنے کا سمے اور دے سکتا ہوں۔''

''اتنے دیالو کب سے بن گئے ہو ـــــ؟'' نرمل داس بل کھا کر بولا۔ ''پہلے تو تم آکاش پر اُڑتے رہتے تھے۔ کیا اُس دشٹ کی موت نے تیرے سارے کس بل بھی نکال دیئے ہیں؟''

''نرمل ـــــ!'' چرن کمار گرج اٹھا۔ ''تُو بھول رہا ہے کہ میں کالی کا سیوک ہوں۔ اس کے سوا تیرے پتا بھی میرے گرو بھی تھے ـــــ اسی کارن تجھے ایک بار پھر سمجھا رہا ہوں ـــــ اچھی طرح سوچ لے۔ اگر تیر کمان سے نکل گیا تو پھر واپس نہیں آئے گا۔''

''اگر کالی کا سچا سیوک تھا تو پھر پجارن کامنی کو اسی کی شرن میں چھوڑ آتا۔ اپنے کو لہے سے لگائے کیوں پھر رہا ہے؟'' نرمل داس نے سرسراتے لہجے میں پوچھا۔ ''کہاں چھپا رکھا ہے اس سندری کو ـــــ؟''

چرن کمار کی نگاہوں میں چنگاریاں چٹخنے لگیں۔ اُس نے نرمل داس کو قہر آلود نظروں سے دیکھا۔

''تُو ـــــ تُو اپنی اوقات بھول رہا ہے نرمل۔'' اس نے خونخوار لہجے میں کہا۔ ''کیا دُرگا نے شکتی دان کرتے سمے تجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کبھی پہاڑ تلے آنے کی بھول مت کرنا ـــــ''

''دُرگا کا نام بار بار اپنی گندی زبان سے مت نکال پاپی!'' نرمل نے سرد لہجے میں اُسے للکارا۔ ''میں تجھے آخری موقع دے رہا ہوں، کامنی کو میرے حوالے کر دے اور خود دُم دبا کر اس شہر سے کہیں دُور چلا جا ـــــ پرنتو جانے سے پہلے تجھے میرے چرنوں میں جھک کر اپنی ناک سے اس پوتر دھرتی پر لکیریں کھینچنی ہوں گی جس نے تیرے گندے بوجھ کو اٹھا رکھا ہے۔''

جواب میں چرن کمار نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔ اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی پھر اس نے ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے نیچے گرایا تو نرمل داس ایک لمحے کو گھبرا گیا۔ اس کے چاروں طرف آگ کے خطرناک شعلے بھڑک اُٹھے تھے۔ وہ منڈل کے بیچ نہ ہوتا تو جل کر راکھ بن جاتا۔ بھڑکتے ہوئے شعلے اس کی جانب خطرناک انداز میں کپکپا رہے تھے لیکن منڈل سے ٹکرا کر واپس لوٹ جاتے تھے۔

''مرد ہے تو منڈل سے باہر نکل ـــــ'' چرن کمار چیخ کر بولا۔ ''آج میں تجھے بتاؤں گا کہ چرن کمار کو للکار کر تُو نے جیون کی سب سے بڑی بھول کی ہے۔''

نرمل داس شعلے کی تپش سے ایک لمحے کو بوکھلا گیا تھا لیکن پھر اس نے جواب میں پنڈت منا داس کا ایک منتر پڑھ کر پھونکا تو آگ کے شعلے غائب ہو گئے۔ اُس نے چرن کمار کی طرف دیکھا جو اچانک زمین پر گر کر لوٹ لگا رہا تھا۔ شاید کسی کرب میں مبتلا تھا۔ نرمل نے فاتحانہ انداز میں ایک فلک شگاف قہقہہ بلند کیا مگر پھر اچانک اس کی نگاہوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا ـــــ چرن کمار نے لوٹ پوٹ کر جو وار کیا تھا وہ انتہائی خطرناک تھا۔ منڈل میں ہونے کے باوجود نرمل داس فضا میں بلند ہو کر سر کے بل زمین سے ٹکرایا تھا لیکن دوسرے ہی پل وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسری جانب چرن کمار بھی ربڑ کی گیند کی طرح اُچھل کر دوبارہ قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی شعلہ بار نگاہیں نرمل کو

گھور رہی تھیں۔

"دیکھ میری شکتی کا چمتکار ـــــ" اُس نے حقارت سے کہا۔ "منڈل کے اندر بھی میں تجھے پٹخنی دینے میں کامیاب ہو گیا۔"

"چرن کمار ـــــ" نرمل داس نے ٹھوس لہجے میں للکار کر جواب دیا۔ "میں اب بھی تیرے سامنے سینہ تانے کھڑا ہوں ـــــ دو چار جنتر منتر جو باقی رہ گئے ہیں انہیں بھی آزما لے ـــــ اس کے بعد میری باری ہو گی۔"

چرن کمار نے جواب دینے کی بجائے دوسرا وار کیا۔ سیاہ کنکریوں کے طوفان نے نرمل داس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ منڈل نہیں توڑ سکتی تھیں لیکن نرمل داس کا دم ضرور گھٹنے لگا تھا۔ اُس نے جوابی کارروائی میں دیر نہیں لگائی۔ دُرگا کا نام لے کر انگلیوں کو ہوا میں لہرا کر جھٹکا تو سیاہ کنکریوں کے بادل یکلخت چھٹ گئے۔ چرن کمار کے ہونٹوں کو پھر جنبش ہوئی۔ اس بار منڈل کے اندر زمین کا ٹکڑا تیزی سے گردش کر کے اچانک رکا تو نرمل داس اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا، چکرا کر گرا تو اس کے جسم کا نچلا حصہ منڈل سے باہر نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے دونوں پیر آہنی شکنجوں میں جکڑ چکے تھے۔ اس کے کانوں میں چرن کمار کا قہقہہ گونجا۔

"نرمل! ـــــ دیکھ لیا تُو نے میری شکتی کا چمتکار۔ تیرے شریر کا نچلا حصہ اب میرے قبضے میں ہے۔ میں ہاتھ سے ایک اشارہ کروں تو تیرے دونوں پیر کٹ کر تیرے جسم سے الگ ہو سکتے ہیں ـــــ کیا اب بھی تُو مجھے گرو نہیں مانے گا مورکھ ـــــ؟"

نرمل داس کے پیر آہنی شکنجوں میں جکڑے ہوئے تھے جن کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہو رہی تھی۔ چرن کمار کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"سمے بیت گیا تو پھر سارا جیون اپاہجوں کی طرح شہروں شہروں ہاتھ میں کشکول پکڑے بھیک مانگتا پھرے گا۔" چرن کمار گرج کر بولا۔ "مجھے گرو مان لے نرمل! ـــــ اپنی ہٹ چھوڑ دے ـــــ اسی میں تیری مکتی ہے۔"

نرمل داس کو اپنا دم سینے کی گہرائیوں میں گھٹتا محسوس ہو رہا تھا جب دُرگا کے جسم کی مہک نرمل داس کے وجود میں گھلنے لگی۔ ایک خوبصورت ہاتھ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ نرمل داس کی نگاہوں کے سامنے اُبھرا پھر اُس کی حسین اور نازک انگلیوں میں ایک

معمولی سا ارتعاش پیدا ہوا ـــــ دوسرے ہی لمحے آہنی شکنجے کانچ کی چوڑیوں کی طرح ٹوٹ گئے ـــــ نرمل نے تیزی سے اپنے پیر منڈل کے اندر کھینچ لئے۔

چرن کمار کے فاتحانہ قہقہے اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئے۔ وہ آسمان کی طرف نظریں بلند کر کے چیخا۔

"یہ سیوک کے ساتھ تیرا نیائے نہیں ہے دیوی ـــــ"

"دیوی کو نہیں ـــــ پجارن کامنی کو آواز دے پاپی جسے تُو نے کہیں کونے کھدروں میں چھپا رکھا ہے۔" نرمل داس نے تیزی سے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر کہا۔ "اس کے شریر کے جوار بھاٹے میں ڈوب کر ترلوک سدھار جا ـــــ یہی تیرے بھاگ میں لکھا جا چکا ہے۔"

جواب میں چرن کمار نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورا پھر اس نے سیدھا پیر اٹھا کر زمین پر مارا تو منڈل کے اندر کی زمین بھی لرز اٹھی۔ نرمل داس لڑکھڑا کر رہ گیا۔ پھر اُس نے سنبھل کر جوابی کارروائی کا ارادہ کیا تو اس کی نظریں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

اس کی نگاہوں کے سامنے وہی بے جسم والا مکروہ چہرہ فضا میں معلق تھا جو جمنا داس کی مالا کے دانے کی حرکت سے پگھل کر موم بن گیا تھا۔ سیاہ آندھی اس کی باقیات کو بھی سمیٹ کر غائب ہو گئی تھی لیکن اب وہی چہرہ اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ ایک بار پھر اس کے سامنے تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت بھی شعلوں کا خوفناک رقص جاری تھا۔

"تم ـــــ؟" نرمل داس نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ہاں ـــــ میں ـــــ" ایک کھرکھراتی ہوئی آواز کہیں دور سے سنائی دی۔ "دیوتا بونگا لاسی کا سچا سیوک! ـــــ تُو کیا سمجھ رہا تھا کہ میرا شریر موم بن کر ختم ہو گیا؟"

"اگر تُو بونگا لاسی کا سچا سیوک ہے تو یہ بھی ضرور جانتا ہو گا کہ میں نے اس بالک کا مغز کھا رکھا ہے جسے تیرے دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ دیا گیا تھا ـــــ" نرمل داس نے سنبھل کر کہا۔

"ہاں ـــــ میں جانتا ہوں کہ تُو بالک کا مغز کھا کر امر ہو گیا ہے۔ لیکن میرے سامنے تُو اُس بالک سے بھی زیادہ کمزور ہے۔" مکروہ چہرے کے گرد اُگے ہوئے کوڑیالے سانپ خطرناک انداز میں لہرا لہرا کر پھنکارنے لگے ـــــ زہر اُگلنے لگے۔

سرد اور خوفناک آواز پھر نرمل داس کے کانوں میں اُبھری ——— ''چرن کمار اس سے میری شرن میں ہے ——— بونگا لاسی کی تمام کالی اور شیطانی طاقتیں اس کے ساتھ ہیں۔ تیری کوئی شکتی دیوتا کے آگے کسی کام نہیں آئے گی ——— تُو بھی مارا جائے گا اور وہ سندری بھی جسے تُو نے اپنے من میں سجا رکھا ہے ——— میں لاجونتی کی بات کر رہا ہوں جس کے کول شریر کو گردھاری کا روپ چھ بار روند چکا تھا۔ ساتویں بار تُو درمیان میں آ گیا ——— بات ادھوری رہ گئی۔ پرنتو اب تیرا سے پورا ہو چکا ———''

''نرمل داس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا ——— اُسے اپنی نظروں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''کس وچار میں گم ہے مورکھ ———'' مکروہ چہرے کی گردش فضا میں تیز ہو گئی۔ گھٹیا انداز میں کہا گیا۔ ''تیری دُرگا اور تیرے پتا کی آتما، اب کوئی شکتی تیرے کسی کام نہیں آئے گی ——— تیرے پتا نے جو شکتیاں تجھے دان کی تھیں وہ بھی نہیں ——— بونگا لاسی کے سیوک کے سامنے اس دھرتی کی تمام شکتیاں مل کر بھی چرن کمار کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ——— میرا کہا مان، منڈل سے باہر نکل کر میرے سامنے دھرتی پر اوندھا لیٹ کر جیون کی بھکشا مانگ لے ——— اسی میں تیری مکتی ہے ———''

''اور ———'' نرمل داس نے دھڑکتے دل سے کہا۔ ''اگر میں انکار کر دوں تو ——— ؟''

جواب میں بلند ہونے والا قہقہہ اس قدر بھیانک تھا کہ قریب درختوں پر بیٹھے پرندے بھی چیختے ہوئے اُڑ گئے۔ مکروہ چہرے کی آنکھ میں بھڑکتے شعلوں کا رقص اور ہولناک ہو گیا۔

''تُو ——— اور میری بات سے انکار کرے گا ——— ؟'' وہی سنسناتی ہوئی آواز پھر نرمل داس کے کانوں میں گونجی۔ ''میری آگیا کا پالن نہ کر کے تیرا انجام کیا ہو گا اس کا اندازہ اپنی لاجونتی کی بے بسی سے لگا لے جو میری آنکھوں میں بھڑکتی اگنی کے بیچ چیخ چیخ کر اپنی موت کی بھکشا مانگ رہی ہے لیکن ابھی تک بونگا لاسی کا کشٹ بھوگ رہی ہے۔''

نرمل داس نے حیرت سے فضا میں معلق چہرے کی مکروہ آنکھ میں جھانکا جہاں بھڑکتے شعلوں کے بیچ لاجونتی کا ہیولا بھی صاف نظر آنے لگا تھا جو شدید کرب کی کیفیتوں سے دوچار تھی۔ نرمل داس نے تڑپ کر کہا۔

''لاجونتی نے تیرا اور تیرے دیوتا کا کیا بگاڑا ہے ——— ؟''

''اس کا کارن تُو ہے ———'' جواب میں تلخ اور سرد لہجے میں کہا گیا۔ ''تُو جب تک اپنی ہٹ سے باز نہیں آئے گا تیری یہ سندری اسی طرح آگ میں جھلستی رہے گی۔''

''اور اگر میں ———''

''نہیں نرمل ——— نہیں ———'' ایک آواز تڑپ کر نرمل داس کے وجود کے سناٹوں میں گونجنے لگی۔ ''جو کچھ غلط نظر آئے اس پر آنکھ بند کر کے وشواس مت کرنا۔''

نرمل داس اس آواز کی بازگشت سن کر چونکا۔ پجاری شیام سرن نے اُسے یہی نصیحت کی تھی ——— نرمل داس ڈگمگاتے ڈگمگاتے سنبھل گیا۔ جو کچھ اس کی نظریں دیکھ رہی تھیں وہ سچ نہیں تھا ——— محض فریب نظر تھا ——— دھوکا تھا۔

''تُو چاہے تو تیری لاجو بچ سکتی ہے۔'' مکروہ چہرے والے کی مکروہ آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ ''چرن کمار کو سچے مان سے گرو مان لے۔ تیری ساری کٹھنائیاں دُور ہو جائیں گی ——— کیول یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے تیرے لئے ——— سن رہا ہے مورکھ، میں کیا کہہ رہا ہوں۔''

نرمل داس نے ایک لمحے تامل کیا پھر دُرگا کا نام لے کر ایک منتر کا ورد کر کے پھونک ماری تو مکروہ چہرے کا فریب کانچ کے کسی برتن کی طرح ایک چھناکے کی آواز کے ساتھ کرچی کرچی ہو کر بکھر گیا۔ چرن کمار بھی اس طرح حیرت سے اُچھلا جیسے اس کے سارے خواب ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے ہوں۔

''اب یہ کھیل تماشے ختم کر دے چرن کمار۔'' نرمل داس نے حقارت سے کہا۔ ''کل تک سمے تیرے ہاتھ میں تھا۔ آج میری باری ہے۔''

''مرد ہے تو باہر نکل کر بات کر ———'' چرن کمار نے سنبھل کر کہا۔ ''اگر مہان شکتی کا مالک ہے تو پھر منڈل سے نکل کر دو دو ہاتھ کر لے ——— یہ فیصلہ ایک بار ہو جائے تو اچھا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے ——— ؟''

''نرمل ———'' نرمل داس کے کانوں میں دُرگا کی مدھر آواز گونجی۔ ''میں نے کہا تھا کہ میرا آشیرباد تیرے ساتھ ہے۔ پھر چنتا کس بات کی ہے؟''

''دیوی ——— اگر تُو بھی یہی چاہتی ہے تو پھر موت بھی مجھے زیادہ مہنگی نہیں پڑے

گی لیکن ـــــ ایک بات بتا دے۔ کہیں میرے کان دھوکا تو نہیں کھا رہے؟"

"نہیں ـــــ" دُرگا کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔"چرن کمار تیرے ساتھ ایک بار دھوکا کر چکا ـــــ دوبارہ بھی کر سکتا ہے۔ پرنتو میری آواز کی نقل نہیں کر سکتا۔"

"مجھے وشواس آ گیا دیوی ـــــ اب تیرا یہ سیوک منڈل کی دیوار توڑ دے گا۔"

"ایک بات کا دھیان رکھنا۔" دیوی نے تیزی سے کہا۔"گردھاری کا تیسرا روپ بھی چرن کمار ہی ہے ـــــ جو بھی کرنا ہے سوچ سمجھ کر کرنا پرنتو یہ بھی دھیان رہے کہ دیوی تیرے ساتھ ہے۔"

"کس وچار میں گم ہے پاپی ـــــ" چرن کمار نے نرمل داس کو خاموش دیکھ کر للکارا۔"پہلے تو کسی بچھڑے کی طرح کسی کھونٹے سے بندھا اُچھل کود کر رہا تھا ـــــ اب چوکڑی کیوں بھول گیا ـــــ؟"

نرمل داس نے جواب میں اسے زہر خند سے گھورا پھر اس نے دُرگا کا نام لے کر منڈل توڑ دیا۔ چرن کمار کو شاید اسی موقع کی تلاش تھی۔ اس نے پل بھر میں ایک خطرناک منتر پڑھ کر پھونکا۔ نرمل داس کے سارے بدن سے بچھو لپٹ گئے ـــــ ڈنک مارنے لگے۔ نرمل داس نے آنکھیں بند کر کے پنڈت جمنا داس کو یاد کیا پھر اس نے جوابی کارروائی کی تو بچھو پل بھر میں خاک ہو گئے۔ چرن کمار نے پینترا بدل کر ایک اور خطرناک وار کیا۔ آسمان سے بڑے بڑے نوک دار پتھر نیچے آنے لگے۔ نرمل داس نے اُلٹے ہاتھ کی ایک انگلی اوپر کر دی۔ پتھروں کی یلغار فضا میں منجمد ہو کر رہ گئی۔

چرن کمار تلملا اٹھا۔ اس کے بعد وہ دیوانوں کی طرح پے در پے وار کرنے لگا لیکن نرمل داس کسی آہنی چٹان کی طرح اپنی جگہ جما کھڑا توڑ کرتا رہا۔ تا دیر یہ سلسلہ جاری رہا ـــــ کبھی بجلی کی کڑک سنائی دیتی، پھر بادل چنگھاڑنے لگتے۔ ایک پل میں آسمان سے خون کی بارش شروع ہوتی تو دوسرے ہی پل اتنی تیز آندھی چلتی کہ درخت بھی جڑ سے اُکھڑ جاتے۔ نرمل داس بڑی چابکدستی سے صرف اپنا دفاع کرتا رہا۔ پھر چرن کمار سانس لینے کو رکا تو اس نے گرج کر کہا۔

"اب تو میں منڈل سے باہر کھڑا ہوں چرن کمار ـــــ اب تیری مہان شکتی کو کیا ہو گیا ـــــ؟"

"یہ تیری نہیں ـــــ کسی اور کی شکتی کا چمتکار ہے جو تُو ابھی تک جیوت ہے ورنہ کب کا جل کر بھسم ہو گیا ہوتا۔" چرن کمار ہونٹ کاٹتے ہوئے جھلا کر بولا۔

"تُو بھی اس دشٹ کو آواز دے کر بلا لے جس نے تجھے گردھاری کا تیسرا روپ دیا تھا۔" نرمل داس نے کہا۔"تُو کالی کی بھگتی کو بھی بھول گیا تھا ـــــ دھرتی اور آکاش کے بیچ ہوا میں اُڑتا پھر رہا تھا ـــــ یاد ہے نا تجھے؟"

چرن کمار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی شعلہ بار نظریں نرمل داس پر جمی ہوئی تھیں۔

"مہاراج ـــــ" نرمل داس نے اس کی بے بسی کا مضحکہ اُڑاتے ہوئے کہا۔"اگر آپ اپنے سارے کھیل تماشے دکھا چکے ہوں تو سیوک کو بھی آگیا (حکم) دیں ـــــ ایک منتر میں بھی آزما لوں۔"

چرن کمار نے جھلا کر پھر ایک خطرناک حملہ کیا۔ اس بار نرمل داس کے قدم اُکھڑ گئے۔ اس کا جسم زمین سے دو تین فٹ بلند ہو کر فضا میں کسی پھرکی کی مانند چکرانے لگا۔ اس کا ذہن ڈوبنے لگا ـــــ موت کا تصور پلکوں تلے چکرا رہا تھا جب دُرگا کی آواز اس کے کانوں میں رس گھول گئی۔

"دیوی تجھ سے بہت خوش ہے نرمل ـــــ تُو نے دیوی کی بھگتی کے کارن اپنا جیون بلیدان کرنے سے بھی منہ نہیں موڑا۔ دیوی کے کہنے پر منڈل سے باہر آ گیا۔ ہونٹ بند کئے خاموش کھڑا چرن کمار سے ٹکر لیتا رہا ـــــ ہمارے مہان سیوک جمنا داس کی دان کی ہوئی شکتی کو بھی نہیں آزمایا ـــــ"

"دیوی ـــــ" نرمل داس نے سنبھل کر جواب دیا۔"جب تُو میرے ساتھ ہے تو پھر مجھے کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ـــــ تیرے درشن کا پیاسا تیرا یہ سیوک اپنی جان بلیدان کرنے سے بھی منہ نہیں پھیر سکتا۔"

"ایسا مت سوچو نرمل، تمہیں زندہ رہنا ہے ـــــ کالی کے لئے، دُرگا کے لئے ـــــ" دُرگا کی نشیلی آواز نے کہا۔"پاپی چرن کمار نے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ جو کھیل کھیلا تھا اس کا سمے پورا ہو گیا ـــــ آج اس پاپی کو تُو ایسا کشٹ دے گا کہ پھر کوئی سیوک اپنی راہ سے بھٹکنے کی بھول نہیں کرے گا ـــــ یہ دُرگا کا فیصلہ ہے۔"

"مجھے کیا کرنا ہے دیوی____؟" نرمل داس نے پجاریوں جیسے انداز میں سوال کیا۔

"آج تجھے اپنے پتا کو دیئے ہوئے وچن کو پورا کرنا ہے____" دُرگا کی آواز اُبھری۔ "تُو دیوی کے نام پر جو مانگے گا وہ اوش ملے گا۔"

نرمل داس دوبارہ زمین پر قدم جما کر کھڑا ہو گیا۔ چرن کمار نے جھلا کر کئی منتر پڑھ کر پھونکے لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر وہ آسمان کی طرف دیکھ کر چیخا۔

"دیوی____ میں تیرے آگے ہاتھ باندھ کر بنتی کرتا ہوں، تُو درمیان سے ہٹ جا۔"

"کس کو آواز دے رہا ہے اپرادھی____" نرمل داس نے اُسے ٹھوس آواز میں للکارا۔ "تیرے سارے جنتر منتر اور تیری مہان شکتی اب کسی کام نہیں آ سکتے____ یہ دُرگا کا فیصلہ ہے۔"

"نہیں____ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔" چرن کمار دیوانوں کی طرح چیختا ہوا گنیش دیوتا کے ویران مندر کی طرف بھاگا۔ لیکن نرمل داس نے اپنا الٹا ہاتھ فضا میں بلند کیا تو چرن کمار ٹھوکر کھا کر زمین پر اوندھے منہ گرا۔ اُس نے دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا لیکن پھر وہ اپنی جگہ سے ہٹنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ زمین نے اس کے قدم کسی کے اشارے پر جکڑ لئے تھے۔

نرمل داس بڑی سنجیدگی سے سینہ تانے کھڑا تھا۔ پھر اُس نے کوئی منتر پڑھ کر پھونکا تو چرن کمار کا آدھا جسم زمین کے اندر دھنس گیا____ اس کے حلق سے خوفناک چیخیں بلند ہونے لگیں۔ نرمل داس نے اپنا الٹا ہاتھ ہوا میں لہرا کر تیزی سے نیچے کر لیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ انسانی جسم کے تمام رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے بہت کافی تھا۔

نرمل داس کا ہاتھ نیچے آتے ہی چاروں جانب سے خونخوار بھیڑیئے نما جانور نمودار ہو کر چرن کمار پر آدم خور درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اس کی بوٹیاں بھنبھوڑنے لگے۔ چرن کمار کی کربناک چیخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ پھر نرمل داس نے نفرت سے اپنا چہرہ دائیں سے بائیں گھمایا تو چرن کمار کی کھوپڑی کا اوپری حصہ کٹ کر ایک طرف جا گرا____ عجیب الخلقت درندے چرن کمار کا جسم چھوڑ کر چرن کمار کی ادھ کھلی

کھوپڑی کے درمیان پھڑ پھڑاتے ہوئے مغز کی طرف لپکے اور لمحے بھر میں اس کی تکا بوٹی کر ڈالی____ وہ منظر اتنا کریہہ اور ہولناک تھا کہ نرمل داس نے بھی آنکھیں بند کر لیں____ کئی لمحوں تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا، پھر ایک مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"پجارن کامنی کو کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے کا سمے آ گیا ہے۔"

نرمل داس نے آنند لال کی آواز پہچان کر آنکھیں کھولیں تو اس نے خود کو کالی کے بڑے مندر کی سیڑھیوں کے قریب کھڑا پایا____ اُس کے برابر ایک حسین اور الہڑ پجارن اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"تم____" نرمل داس نے پجارن کے جسمانی نشیب و فراز پر نظر ڈالتے ہوئے سوال کیا۔ "کون ہو تم____؟"

"وہی بھاگوان پجارن کامنی____ جس کی بھینٹ کو دیوی نے سویکار کرنا پسند کر لیا ہے۔" کمسن پجارن نے پوری عقیدت سے جواب دیا۔ پھر نرمل داس کے چرنوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔ "بھینٹ کا سمے بیت رہا ہے مہاراج____ جلدی کرو____ کہیں میرے سپنے ادھورے نہ رہ جائیں۔"

نرمل داس نے ہاتھ بڑھا کر کامنی کی کلائی تھام لی۔ سیڑھیوں پر پنڈت پجاریوں کی بھیڑ چھٹنے لگی۔ سب نے اپنے سر ڈنڈوت کے انداز میں جھکا لئے۔ نرمل داس کامنی کو ساتھ لئے مندر میں داخل ہوا پھر کالی کی قد آور مورتی کے سامنے جا کر بڑی عقیدت سے بولا۔

"میں آ گیا ہوں دیوی____ میں وچن دیتا ہوں کہ تیرا یہ سیوک تیری بھگتی سے کبھی منہ نہیں موڑے گا۔"

مندر میں جمع بڑے پنڈت اور پجاریوں نے جے کالی اور جے دُرگا کے نعرے بلند کئے پھر پجارن کامنی کو کالی کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے کے بعد مندر کے تین بڑے پنڈت اور پجاریوں نے نرمل داس کو پروہت کی گدی پر بٹھایا تو دیوداسیوں اور پجارنوں نے جھوم جھوم کر رقص کرنا اور بھجن گانا شروع کر دیا۔

نرمل داس کو خوشی تھی کہ وہ باپ کے چھوڑے ہوئے مقام کو دوبارہ حاصل کرنے میں

کامیاب ہو گیا تھا۔

رات گئے تک اس کی کامیابی کا جشن جاری رہا۔ نرمل داس کے کمرۂ خاص کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ حسین پجارنیں اور کمسن دیوداسیاں چنری اور گھاگھرا پہنے بدمست ہو کر رقص کر رہی تھیں۔ نرمل داس پروہت کی اونچی گدی پر بیٹھا پجارنوں اور دیوداسیوں کی ادائیں دیکھ رہا تھا جو اس کو لبھانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا آسان کام نہیں تھا۔ ان کے کنوارے جسموں سے پھوٹتی ہوئی سوندھی سوندھی خوشبو اور دلکش ادائیں نرمل داس کے تھکے ہوئے ذہن کو تروتازہ کر رہی تھیں۔

ہر طرف تھوڑے تھوڑے وقفے سے جے کالی اور جے بجرنگ بلی کے نعرے گونج اُٹھتے تھے۔ کیف و نشاط کی اس محفل میں مندر کا ایک ایک باسی شریک تھا۔ نشے میں بہکے ہوئے نوجوان پجاری بھی بھونروں کی طرح اپنی من پسند پجارنوں کے اردگرد منڈلا رہے تھے ——— آنکھوں آنکھوں میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ہر شخص اپنے حال میں بدمست تھا لیکن نرمل داس کے ذہن میں اس وقت بھی لاجونتی کا تصور پوری آب و تاب سے اُبھر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پجارنوں کی ہوش ربا ادائیں دیکھ رہی تھیں لیکن دل و دماغ پر لاجونتی کا تسلط برقرار تھا ——— لاجونتی، جو اس کا پہلا پیار تھی۔ جسے پالینے کی خاطر اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی ——— وہ لاجونتی کے حسین تصور سے کھیل رہا تھا جب ایک مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

”نرمل ———!“ میں تجھے تیری کامیابی پر بدھائی (مبارک باد) دیتا ہوں ——— کالی کے بڑے مندر پر تجھے براجمان دیکھ کر آج گرو دیو پنڈت جمنا داس کی آتما بھی شانت ہو گئی ہو گی۔“

”آنند لال ———!“ نرمل داس نے کسمسا کر دل ہی دل میں بے قراری سے سوال کیا۔ ”کیا تم آج بھی اپنے اصلی روپ سے پردہ نہیں ہٹاؤ گے ———؟ جہاں ڈھیر سا اپکار (احسان) کیا ہے وہاں ایک اپکار یہ بھی کر دو۔ ورنہ میں تمہارا بھید پانے کے کارن ہمیشہ بیاکل رہوں گا۔“

”نرمل ———“ آنند لال نے بڑے خلوص سے جواب دیا۔ ”گرو دیو نے مجھے

تمہاری جو ذمہ داری سونپی تھی وہ آج پوری ہو گئی ——— میں نے تم پر کوئی اپکار نہیں کیا۔ گرو کی آگیا کا پالن ہی کرتا رہا ہوں۔ آنند لال کا روپ بھی مجھے گرو کے اشارے پر دھارنا پڑا تھا ورنہ میں تمہارے پرانے متر (دوست) شیام سرن کے سوا کوئی اور نہیں ہوں۔“

”شیام سرن ———“ نرمل داس کی آنکھیں نم ناک ہو گئیں۔ ”پتا جی نے سچ کہا تھا کہ اس دھرتی پر تمہارے سوا کوئی دوسرا میرا متر نہیں ہو سکتا تھا۔“

پھر نرمل داس نے کئی بار پجاری شیام سرن کی آتما کو آواز دی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا ——— نرمل داس ایک بار پھر بہکی ہوئی پجارنوں اور کمسن دیوداسیوں کے ہوش ربا شباب کی رنگینیوں میں گم ہو گیا ——— رات بھر وہ اپنی کامیابی کے جشن میں شریک رہا۔ صبح ہونے لگی تو اٹھ کر محفل پر ایک الوداعی نظر ڈالتا ہوا کالی کے مندر سے باہر نکل کر اُس راستے پر چل پڑا جو لاجونتی کے گھر کی طرف جاتا تھا ———

جس کی خاطر اُس نے اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا ——— اس خوشی کے موقع پر وہ اسے بھلا کس طرح فراموش کر سکتا تھا ———؟؟

(ختم شد)